إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ

تاریخ احمدی

طبع سوم

از تالیفات جلیلہ عالیجناب والا خطاب نواب شیخ احمد حسین صاحب خان بہادر۔ او۔ بی۔ ای

متخلص بہ مذاق (رئیس پریانواں ضلع پرتابگڈھ)

(باہتمام)

احقر العباد مرزا محمد جواد

(سنہ ۱۳۵۲)

نظامی پریس وکٹوریا اسٹریٹ لکھنؤ میں چھپی

تقریظ کتاب از قلم معجز رقم صدر ارکان فصاحت بدر آسمان بلاغت رونق بزم سخن دانی بلبل گلزار خوش بیانی مفسر حکمت مصور فطرت خلاصۂ دودمان گرامی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی زاد مجدہم السامی

مین نے کتاب تاریخ احمدی مولفہ خان بہادر نواب احمد حسین خانصاحب مذاق تعلقدار پریانوان (ضلع پرتاب گڈھ) بالاستیعاب دیکھی۔ یہ تاریخ فلسکیپ کاغذ کے ۴۳۲ صفحون پر ختم ہوئی ہے اور نہایت صاف اور نفیس چھپی ہے۔ خط اور کاغذ بھی پاکیزہ ہے۔

نواب صاحب موصوف (۳۰) سے زیادہ عالمانہ اور فاضلانہ کتابون کے مُصنّف ہین اور باوجود تعلقات ریاست شب و روز مشاغل علمی مین مصروف رہتے ہین۔ تاریخ احمدی انکی تالیفات اور تصنیفات مین بہترین اضافہ سمجھی جائیگی کیونکہ اس طرز اور شان کی کوئی تاریخ آجتک اردو زبان مین نہین چھپی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر عباسیون کے آخری خلیفہ تک اسلامی تاریخ کے تمام مشہور و نمایان واقعات کو نہایت محققانہ و مورخانہ انداز سے جمع کیا گیا ہے۔ زبان بہت صاف شستہ اور عام فہم ہے۔ پیرایہ ادا مؤثر اور دلنشین ہے اور سب سے بڑی خوبی اس تاریخ مین یہ ہے کہ ہر واقعہ کا حوالہ معتبر اور مستند کتب احادیث و تواریخ سے دیا گیا ہے اور اصل عبارتین اُن کتابون کی حاشیے پر درج کر دی ہین۔ یہ ایک ایسی نرالی اور عظیم الشان کوشش ہے کہ تاریخ احمدی کا پڑھنے والا اسلامی ادب کی تمام مشہور و نایاب کتب تواریخ و احادیث سے واقف ہو جائیگا اور اس لحاظ سے تاریخ احمدی کو خلاصۃ التواریخ کہنا چاہیے یا تاریخون کا انسائیکلوپیڈیا۔

جب مین نواب صاحب کے چھریرے بدن، زردی مائل گوری رنگت، تیز اور متجسس آنکھون، سادہ لباس اور زاہدانہ طرز گفتگو کا تصور کرتا ہون تو یہ کتاب اون کے خصائل جسمانی اور فضائل علمی کی ایک مجسم تصویر بنکر نظر آتی ہے۔

آجکل کے امیرون اور نوابون کا کام یہ ہے کہ وہ ساری رات جاگین حسن و عشق کے افسانے سُنین، ولایت کی بنی ہوئی شرابین جام بھر بھر کر پئین، ہوس انگیز باجے کوٹھیون اور بنگلون مین بجوائین۔ بیہودہ اور غیر مہذب مصاحبون کے ساتھ فحش کلامیان کرین اور جب رات کی تاریکی دور ہونے لگے صبح کا ایمانی نور اُفق کائنات پر نمودار ہو، مرغان چمن تسبیح و تحمید کے نغمے شروع کرین، مؤذن کی آواز بلند ہو تو یہ سب پاؤن پھیلا کر سو جائین اور ۱۲ بجے سے پہلے بیدار نہون، ساری رات مفت اور حرام، دن بھر بیکار اور آرام، کام کیلیے ایک منٹ نہین اور اگر ہے تو یہ کہ قوائے انسانی کو پامال کیا جائے یا تو خود دوسرون کے آگے اتنے جھکین کہ بشری شرافت خاک مین ملجائے یا ماتحتون پر اتنے ستم کرین کہ فرعون و نمرود کی روح شرمائے۔ اون کو اپنے سوا دنیا مین کوئی آدمی نظر نہین آتا۔ آرام ہے تو ان کے لیے تکلیف ہے تو ان کے واسطے یعنی اپنے آرام کے سامنے کسیکے آرام کی پروا نہین کرتے اور اپنی تکلیف کے سوا کسی دوسرے کی تکلیف کو خاطر مین نہین لاتے۔ قصہ مختصر امرا کا طبقہ ہمارے ملک مین اون لوگون کیلیے جو جنات کے وجود کا انکار کرتے ہین مجسّم دلیل اونکے موجود ہونیکی ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جنات کو مجھے آنکھ سے دکھاؤ تب مین اون کا وجود مانونگا تو ہندوستان کے راجہ نوابون اور دولتمندون کو پیش کر دیا جائے یہ کہکر کہ جنات ایسے ہوتے ہین تو پھر اسکو جنات کے وجود کو تسلیم کرنے مین تامل نرہے گا۔

مگر خان بہادر نواب احمد حسین صاحب اِن اُمرا کے بالکل برعکس واقع ہوے ہین جسطرح ہر صوبے مین بڑے اُمرا کے اندر چند اچھے امرا کی مثالین بھی دستیاب ہوتی ہین اسیطرح ممالک متحدہ اودھ و آگرہ مین بھی اُمرا کی جسقدر اچھی مثالین ہین اُن مین نواب احمد حسین صاحب کا درجہ سب سے بلند اور اعلے پایا جاتا ہے۔ اون کے اوقات کا انضباط حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پاسداری، مدارج انسانی کا

رکھ رکھاؤ، حکومت وقت کی اطاعت و فرمانبرداری، رعایا کی حفاظت و پاسداری، نظم حکومت کی قابلیت و نگہداری اور ہشیار صفات ایسے ہین کہ اگر کوئی شاعر سچا قصیدہ اونکی شان مین لکھنا چاہے تو مبالغے کے الزام کے بغیر بے تکان ایک بہت بڑا قصیدہ اون کی تعریف مین تیار کر سکتا ہے اوسکو یہ ضرورت نہوگی کہ خان بہادر صاحب کو رستم سے بڑھا کر دکھلائے اور یہ لکھے کہ رستم جب اونکا چہرہ دیکھتا ہے تو غش کھا کر گر پڑتا ہے بلکہ یہ کہدینا کافی ہوگا کہ اون کے قلب و دماغ کا استقلال رستم سے زیادہ مضبوط ہے۔ شاعر اگر یہ لکھے کہ خان بہادر صاحب حاتم سے زیادہ سخی ہین تو اوسکو بہت زیادہ جھوٹ سمجھا جائیگا بلکہ صرف اتنا لکھدینے مین سخاوت کی سچی تعریف ادا ہو جائیگی کہ نواب صاحب مستحق غربا کو محروم نہین رکھتے اور غیر مستحقون کو منہ نہین لگاتے۔ کچھ ضرورت نہین ہے کہ شاعر اون کے حسن و جمال کو آفتاب و مہتاب اور حضرت یوسف سے مشابہت دے بلکہ اتنا لکھدینا کافی ہوگا کہ بشری جسم مین جسقدر چیزین زیبائش اور موزونیت کے لیے ضروری ہوتی ہین وہ سب اون مین موجود ہین۔

الغرض نواب صاحب کے یہ علمی مشاغل تمام امرائے ہند کیلیے جو جہل کے دوست اور علم کے دشمن ہین سبق آموز ثابت ہونگے بلکہ ملکون کی صلاح کرتے ہین، قومین قومون کی صلاح کرتی ہین، خاندان خاندانون کی صلاح کرتے ہین، اشخاص اشخاص کیلیے نمونہ نصیحت بنتے ہین یہ ایک فلسفۂ قدرت ہے۔ مجھے امید ہے کہ نواب صاحب کی یہ کتاب اور تمام تصنیفات بھی طبقہ امرا کو علمی شوق کی طرف متوجہ کرنیکے لیے کامیاب مصلح ثابت ہونگی۔

اردو زبان کے حامی نواب صاحب کی ان خدمات کو نظر غور سے دیکھینگے تو اُن کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ قومی لٹریچر کی ترقی کے لیے نواب صاحب نے اپنی عمر کا وہ قیمتی حصہ صرف کیا ہے جو اگر اس مین نہ خرچ کیا جاتا تو اُن کے لیے دیگر امور ریاست مین طرح طرح کی ترقیون کا باعث ہو سکتا تھا۔ وہ ایسی صاف اور سادہ اور سلیس اردو لکھتے ہین کہ دہلی اور لکھنؤ دونون مقامات کے اہل زبان اوسکی تعریف کرنے پر مجبور ہونگے۔ بقاعدۂ قرار آیندہ زمانے مین اسی قسم کی اُردو عبارتون کو ہوگا جس مین بناوٹی الفاظ کی اوجھن نہو اور مین دیکھتا ہون کہ تاریخ احمدی شروع سے لیکر آخر تک ان محاسن سے آراستہ و پیراستہ ہے۔

نواب صاحب نے اس تاریخ مین مورخانہ شان بے تعصبی کو کامیابی سے قائم رکھا ہے میرے خیال مین آیندہ جسقدر اسلامی تاریخ کے مدلل مضامین لکھے جائینگے اُن کیلیے تاریخ احمدی ایک معتبر ماخذ ثابت ہوگی۔

نواب صاحب نے یہ کتاب لکھ کر تاریخی مضمون نویسی اور وعظ و لکچر کی مشکلات کو بھی آسان کر دیا ہے۔ جو لوگ بہت سی کتابین نہ خرید سکین وہ تاریخ احمدی کو خرید لین تمام کتب تاریخی کی روح ہاتھ آجائیگی۔

حسن نظامی

(از درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی۔ دہلی)

۳۰ اگست سنہ ۱۹۲۰ء

تقریظ کتاب از قلم بلاغت رقم محقق دوران اعظم خوش بیان فاضل حقائق آگاہ جناب مولوی محمد عصمۃ اللہ صاحب شاہ پوری

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست — آمد آخر ز پس پردۂ تقدیر پدید

میرے دل مین مدت سے یہ آرزو تھی کہ اُردو زبان مین پیغمبر اسلام اور آپکی عترت پاک وخلفاے کرام کے حالات مین ایسی ایک تاریخ لکھی جائے جس مین تاریخی واقعات کو مورخانہ طور پر قابل اعتبار کتابون سے اخذ کرکے من وعن ناظرین کے سامنے لایا گیا ہو جس کتاب سے کوئی واقعہ اخذ کیا گیا ہو اوس کا نام اور اوس کی اصل عبارت بھی تحریر کردی گئی ہو۔ نیز کتب منقول عنہا کے اعتبار اور وثوق کی نسبت محققین علم الرجال نے جو رائے قائم کی ہو وہ بھی پیش کردی گئی ہو۔ باانیہمہ وہ تاریخ مصنف کے آرا وقیاسات کی جولانگاہ نہ ہو۔ اور اوس مین واقعات کو کھینچ تانکر ذاتی معتقدات کا تابع نہ بنایا گیا ہو۔

یون تو اُردو زبان مین پیغمبر اسلام اور آپکی عترت وخلفا کے حالات مین کثرت سے کتابین لکھی گئی ہین مگر اون مین اوس طریقے سے کام نہین لیا گیا جس کا ہم ذکر کر آئے ہین۔ مورخ کا کام صرف واقعات کو دکھا دینا ہے۔ نتائج نکالنا دیکھنے والونکا کام ہے مورخ کا فرض نہین ہے۔ واقعات اگر صحیح طور پر ظاہر کئے جائین تو وہ خود اپنے علل واسباب نتائج کو دکھلا دیا کرتے ہین اور دیکھنے والا ادنی تامل کیساتھ بحر مطالب کی تہ مین غوطہ لگا کر مقصود کے موتی نکال لاتا ہے اور خود سمجھ لیتا ہے کہ یہ رکھنے کے قابل ہین اور یہ پھینکدینے کے لائق۔

متقدمین نے اپنی تاریخون مین انہین اصولون سے کام لیا تھا۔ واقعات کی جانچ پرتال مین بہت بڑی کوشش اور جانفشانی کی اور ترتیب مناسب صحت کے ساتھ حالات قلمبند کرکے واقعہ نگاری کا حق ادا کردیا مگر متاخرین نے تاریخی فلسفے کی بنیاد قائم کرکے ہر واقعہ کو علل واسباب کی عینک سے دیکھنا شروع کیا اور اوس سے نتائج کا استخراج کرکے علم مناظرہ کا ایک عظیم الشان محل تیار کردیا۔

اگرچہ فلسفۂ تاریخ کی بنیاد ابن خلدون سے کچھ عرصہ پہلے پڑچکی تھی مگر ابن خلدون نے اوسے معراج الکمال پر پہونچا دیا۔ اوس نے واقعات کی تحقیقات کیلیے اصول وقوانین منضبط کئے۔ روایت کی تحقیقات کے اصول تو متقدمین قائم کرہی چکے تھے علامہ موصوف نے اونپر اصول درایت کا اضافہ کرکے تاریخ کو ایسی ترتیب کے ساتھ مدون کیا کہ تاریخ تاریخ ہی نہ رہی بلکہ خود ایک طرح کا فلسفہ بنگئی اور علامہ موصوف اس طرز خاص کے موجد قرار پائے۔ بعد کو جسقدر تاریخین لکھی گئین اون مین علامہ موصوف کے طرز خاص اور متقدمین کے طرز عام کو ملا جلا کر کام لیا گیا۔ اِس سے واقعہ نگاری کی شان مین اور بھی ندرت پیدا ہوگئی۔ مگر قابل افسوس یہ امر ہے کہ علامہ ابن خلدون نے تاریخ نگاری مین جو آزادانہ بلند پروازی کی شان پیدا کی تھی اور اصول تاریخ نگاری سے درایت کے فلسفے سے کام لیا تھا اوس سے ہمارے اُردو مصنفین نے غلط اور ناروا فائدہ اوٹھانیکی کوشش کی۔ اونھون نے نہ تو متقدمین کی پوری پیروی کی نہ متاخرین کی اور نہ علامہ ابن خلدون ہی کے نقش قدم پر چلے بلکہ پہلے ہی سے ایک اعتقادی مقصد قرار دیکر تاریخی واقعات کو کسی نہ کسی طرح اوسکے ساتھ ملانے کی کوشش کی اور فن تاریخ کو مناظرے کا فن بنا دیا۔ یہ طریقہ اختیار کرنے سے بجائے اسکے کہ حالات روشن ہون اور بھی دھندلکے مین پڑگئے بعض اُردو تاریخین اس کلیے سے مستثنی ہین مگر وہ النادر کالمعدوم کا حکم رکھتی ہین۔ پس ضرورت تھی اور بہت بڑی ضرورت تھی کہ اُردو زبان مین کوئی ایسی تاریخ مدون ہو جو کہ اس قابل ذکر فروگذاشت کی (جو اُردو تاریخون مین بالعموم پائی جاتی ہے) بحسن وجوہ تلافی کرسکے۔ یہ ضرورت اور بھی شدت سے محسوس ہوتی ہے جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ بعض معترضین اسی قسم کے مصنفین کے آزاد قیاسات کو نادانستگی سے عین اسلام سمجھکر نکتہ چینیان کرنے لگتے ہین اور اسلام کے متعلق ناواجب شکوک وشبہات وارد کرکے غلط فہمی کی دلدل مین پھنس جاتے ہین۔

حسن اتفاق کہو یا خوبی بخت یا درد دل سے بھری ہوئی دعائے نیم شب کا نتیجہ کہ بحمد اللہ میری دیرینہ آرزو پوری ہوئی اور یہ عظیم الشان کام عالیجناب نواب شیخ احمد حسین خان صاحب خان بہادر افسر طبقہ برٹش امپائر رئیس پریانوان ضلع پرتابگڈھ کے حقیقت نگار ہاتھوں سے پورا ہوا اور آپنے کتاب تاریخ احمدی تحریر فرماکر اُردو زبان مین فن تاریخ کے اندر عدیم النظیر اضافہ کیا۔

یہی وجہ تھی کہ مین نے اس قابل قدر کتاب کو اوّل سے آخر تک پڑھا اور سرسری نظر سے نہین بلکہ غور کی نگاہ سے دیکھا اور اوسکے اکثر مقامات کی ٹھونک بجاکر تحقیق کی اسلیے بلاخوف لومۃ لائم کہہ سکتا ہون کہ زبان اُردو مین علم تاریخ کی اس سے زیادہ صحیح اور مختصر الجامع اور کوئی کتاب تصنیف نہین ہوئی جسقدر قابل اعتنا اور صحیح روایات کا ذخیرہ اس چھوٹی سی نفیس کتاب مین موجود ہے وہ کسی بڑی سی بڑی اور مبسوط کتاب مین بھی کم پایا جائیگا۔ مزید بران اِس کتاب مین کتب تاریخیہ سے روایات کا انتخاب ایسی دقت نظر سے کیا گیا ہے کہ بلاکسی خارجی دلیل و برہان کے خود روایات ہی درایت کا آئینہ بنگئی ہین اور خوبی ترتیب نے اوسے ایسی جلا دیدی ہے کہ واقعات کی حقیقی تصویر اپنے اصلی رنگ مین سامنے آکر دل پر نقش ہوجاتی ہے۔ کتاب مذکور مین اس بات کی حد سے زیادہ احتیاط کیگئی ہے کہ کوئی روایت کسی غیر معتبر یا غیر معروف کتاب سے نہ لی جائے۔ چنانچہ اسی غرض سے کتاب مذکور کے شروع مین کتب معتبرہ کے حوالے سے ایک ایسا نقشہ مرتب کرکے شامل کر دیا گیا ہے جس سے کتاب ماخوذ عنہ اور اوسکے مُصنف کے وثوق و اعتبار کا حال روز روشن کیطرح ظاہر ہو جاتا ہے نیز حاشیہ کتاب پر اصل روایات کو نقل کر دیا گیا ہے تاکہ ناظرین کتاب منقول اور منقول عنہ کے مقاصد مین مطابقت کرسکین۔ علاوہ برین چونکہ مُولف نے ترجمہ لفظی کی جبریہ رعایت ملحوظ نہین رکھی بلکہ نفس واقعات کو حتی الامکان بامحاورہ ادا کیا ہے اس وجہ سے سلاست زبان اور تسلسل مضامین مین کوئی خلل نہین آنے پایا جس کا اعلیٰ مقصود یہ ہے کہ تاریخی حالات اپنی حقیقی حیثیت پر قائم رہین۔ مقدس مبلغین اسلام اور اُن کے اعوان و انصار نیز مخالفین کے حالات بلاکم و کاست اور بلارو و رعایت پیش نظر ہو جائین اور یہ امر بخوبی معلوم ہو جائے کہ تبلیغ کی ابتدا کیونکر ہوئی۔ اوسکا مقدس پودا کیونکر لگایا گیا۔ وہ کسطرح سے پھولا پھلا۔ اوسے اوکھاڑ پھینکنے کیلیے کس کس قسم کی آندھیان چلائی گئین اور اوس پودے کو مخالفین کے دستبرد سے کیونکر بچایا گیا۔ غرضکہ یہ نادر کتاب باوصف اختصار کے اپنی جامعیت اور صفت کے اعتبار سے بڑی بڑی کتابون کے مطالعے سے مستغنی کرنے والی اور مہتم بالشان مسئلہ تاریخی پر کافی روشنی ڈالنے والی ہے اور اسکے ہوتے ہوے کسی دوسری کتاب کے دیکھنے کی ضرورت باقی نہین رہتی۔ یہ کتاب ابواب و فصول پر جیسا کہ عام قاعدہ ہے تقسیم نہین کی گئی اگرچہ بظاہر یہ امر تعجب خیز معلوم ہوتا ہے مگر بنظر امعان دیکھا جائے تو یہ کوئی نقص کی بات نہین ہے بلکہ کتاب کی خوبی کو دوبالا کرتی ہے کیونکہ مُولف کی احتیاط پسند طبیعت نے اس امر کو گوارا نہین فرمایا کہ اپنی تاریخی کتاب مین روایات پر اجتہادی نظر ڈالی جائے اوسکو ابواب و فصول پر تقسیم کیا جائے اور واقعات مین ذاتی رائے کو دخل دیکر اوسے تاریخی رتبے سے گرا دیا جائے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس محتاط قلم نے تاریخ کے اندر اتنی سی بات کو بھی تحریر کرنا پسند نہین کیا وہ کب گوارا کر سکتا ہے کہ حقائق سے قطع نظر کر کے قیاسات کو تحریر کرے اور ناظرین کتاب کو تاریخی میدان سے ہٹاکر دھوکے کی دلدل مین پھنسا دے۔ سب سے بڑی خوبی جو کتاب مذکور کے اندر ہے وہ یہ ہے کہ قابل مُولف نے اثنائے تحریر مین شیعہ و سُنی کی ناگوار اور دلخراش بحث کو پیدا نہین ہونے دیا حالانکہ مبلغین اسلام کے واقعات تحریر کرتے وقت مُورخ کو ایسے مقامات سے گذرنا پڑا ہے جہان قدم قدم پر خواہ مخواہ شیعہ سُنی کا سوال پیش آجاتا ہے مگر مُولف کا حقیقت نگار قلم اون مقامات کو اسطرح طے کر گیا ہے کہ حقانیت کو لغزش نہ ہوتے ہوئے شیعہ سُنی کا سوال پیدا نہین ہونے پایا۔ ان ہی خوبیون کی بنا پر جناب مُولف

درحقیقت قوم کیطرف سے بے انتہا شکریے کے مستحق ہین جنھون نے ایسے جواہر ریزون کو یکجا کر کے قوم کے سامنے پیش کر دیا ہے "وللّٰہ دُرّہ" اب قوم کا فرض ہے کہ اس بیش بہا ارمغان کو شوق کے ہاتھ پھیلا کر لے ذوق کی نگاہون سے دیکھے اور اسکے مطالعے سے اخلاقی وروحانی فوائد حاصل کرے۔

کتاب مذکور مین جہان تمام اوصاف پائے جاتے ہین وہان ایک کمی بھی نظر آتی ہے اور اُسکا نہ کھانا فرائض یو یونگاری کے خلاف ہے یعنی مؤلف نے کتاب کے حواشی پر جہان کتب ماخوذ عنہا کی عبارتین نقل کی ہین وہان باب یا فصل اور صفحات وغیرہ کا حوالہ نہین دیا۔ اگرچہ ہم نے بہت سے حوالون کو اصل کتابون سے نکال کر دیکھا اور من عن صحیح پایا۔ تاہم فاضل مؤلف کا فرض تھا کہ کتب ماخوذ عنہا کے ابواب فصول و صفحات وغیرہ کی شرح کر کے اہل تحقیق کیلیے آسانی کا سامان بہم پہونچا دیتے مجھکو اُمید ہے کہ دوسرے ایڈیشن مین اس معمولی کمی کو بھی پورا کر دیا جائے گا۔

میرے خیال مین مسلمانون کا کوئی گھر اس کتاب سے خالی نہ رہنا چاہیے کیونکہ یہ کتاب بوڑھون، نوجوانون، بچون اور عورتون کے لیے یکسان مفید ہے اور گو مطالب گہرے ہین مگر عبارت ایسی سلیس ہے کہ اوسنے گہرے مطالب کو بھی سلیس بنا دیا ہے۔

مین نے جو کچھ لکھا وہ افسانہ نہین ہے جسے ناول سے زیادہ وقعت نہ دیجائے بلکہ جو کچھ لکھا وہ علیٰ وجہ البصیرت لکھا اور اگر خدا نے چاہا تو مین تفصیل کے ساتھ مستقل رسالے کی صورت مین تاریخ احمدی پر ایک تحقیقی تبصرہ تحریر کرونگا اور دکھا دونگا کہ یہ کتاب حقیقت شناس حضرات کی نظر مین کس پائے کی ہے خدا کرے مین جلد اپنے ارادے مین کامیاب ہون ؎

دکھاؤنگا تماشا دی اگر فرصت زمانے نے مرا ہر داغ دل اک تخم ہے سرو چراغان کا

محمد عصمۃ اللہ
ہوشیار پور پنجاب

تقریظ کتاب از قلم حقیقت رقم ادیب اوحد طبیب سند حکیم مولوی امیر احمد صاحب بانکپوری

عموماً تقریظ لکھنے والے محض مدح سرائی کو اپنا فرض سمجھتے ہین مگر میرے خیال مین یہ تقاضائے انصاف نہین ہے کیونکہ مدح اوسی وقت تک مدح کہی جاسکتی ہے جبتک ممدوح کی حیثیت سے مطابق ہو۔ درحقیقت تالیف و تصنیف کی راہین ایسی دشوار گزار ہین کہ اونکو آسانی سے طے کر جانا اگر محال نہین تو مشکل ضرور ہے اس راہ مین قدم رکھنے والون کو صدہا دقتون کا سامنا کرنا پڑتا ہے تب کہین منزل مقصو کا سواد دیکھنا نصیب ہوتا ہے۔ اسپر بھی کسی مصنف یا مؤلف کے متعلق یہ کہنا بہت مشکل ہے کہ وہ اپنا دامن نکتہ چینون کے پنجے سے بچا کر نکل گیا اسلیے کہ جتنی تالیف و تصنیف کی راہون مین مشکلات ہین اون سے بہت زیادہ نکتہ چینی کرنے والون کو آسانیان ہین حتیٰ کہ اگر کوئی صریح غلطی کتاب مین نہین ملتی تو کم از کم تعصب و رپاسداری کے الزام سے مؤلف و تالیف دونون کو متہم کر کے نکتہ چینی کا حوصلہ پورا کر لیا جاتا ہے۔ اُنیسوین صدی کے آخر تک کئی اُردو تاریخین چھپ کر شائع ہوئین جنکے دیکھنے کا فخر مجھے بھی حاصل ہوا ہے۔ باوجودیکہ اپنے اپنے موقع پر مؤلفین نے خوب زور قلم دکھلایا ہے مگر پھر بھی نکتہ چینون کی تعدی سے بچ نہین سکے۔ ممکن ہے کہ قلت تالیف و تصنیف کے اسباب کچھ اور بھی ہون اور لوگون کا یہ خیال بھی کسی حد تک صحیح ہو کہ یہ دور مشرقی علوم کے لیے غیر مساعد ہے لیکن مین تو اس امر کے اعتراف کو تیار نہین ہون کہ زمانے کا یہ دور عمدہ تالیفات اور لائق مؤلفین سے خالی ہے اور اپنے قول کی تائید مین تاریخ احمدی مؤلفہ جناب نواب احمد حسین صاحب خان بہادر رئیس پریانوان کو مثالاً پیش کرتا ہون جسکے بالاستیعاب دیکھنے کا موقع خوش قسمتی سے مجھے ملا ہے اس کتاب مین رسالت و خاندان رسالت کے حالات کسیقدر ربط کے ساتھ لکھے گئے ہین اموی خاندان کے سوانح خصوصاً ایسے اتفاق

جنکو بنی فاطمہ سے تعلق ہے واضح طور پر دکھلائے گئے ہین اون کے بعد عباسی خاندان کا دور جہان سے شروع ہوتا ہے وہان غالباً بخیال طوالت اختصار سے کام لیا گیا ہے سرسری نگاہین تو اسے دیکھکر صرف اتنا ہی معلوم کر سکتی ہین کہ یہ بھی تاریخی واقعات کا ایک مجموعہ ہے اور اسنے اُردو تاریخون کی فہرست مین ایک نمبر اضافہ کر دینے کے سوا اور کچھ نہین کیا۔ مؤلف نے بھی قدیم مورخین کی کھینچی ہوئی تصویرونکا محض فوٹو اُتار لیا ہے جیسا بعض اور مؤلفین انسے پہلے کر چکے ہین۔ مگر بنظر غائر دیکھنے سے اسکے انداز ہی نرالے نظر آتے ہین اور انصاف پسند طبیعتون کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ مؤلف کتاب نے واقعات کی تصویر کھینچنے مین نہایت قابلیت سے کام لیا ہے اور اپنا انداز نگارش اپنے ہمعصر مورخون سے بالکل جداگانہ رکھا ہے۔ ایک مین کیا جو شخص تاریخ احمدی کو بنظر امعان وانصاف دیکھے گا یہی فیصلہ کریگا کہ یہ کتاب اپنے بعض خصائص کیوجہ سے دیگر اُردو تاریخون مین ممتاز ہے۔ مثلاً مورخ کا پہلا فرض تدوین ہے۔ مؤلف تاریخ احمدی نے اس فرض کو علی وجہ الکمال اس طرح ادا کیا ہے کہ واقعات نقل کرتے وقت محض حوالے پر اکتفا نہین کیا بلکہ اصل عبارت بھی حاشیہ پر درج کر دی ہے جس سے تنقیدی نگاہون کو حصول اطمینان کیلیے زیادہ ادھر اودھر بھٹکنے کی ضرورت باقی نہین رہتی۔ غالباً اس طریق تالیف کے اختیار کرنے کا مقصود یہ ہوگا اور یہی ہو سکتا ہے کہ صحت وسقم کے ذمہ دار مؤرخین متقدمین ہو سکتے ہین مؤلف تاریخ احمدی اس بار سے بالکل سبکدوش ہے۔ میرے خیال مین اسی وجہ سے مؤلف تاریخ احمدی نے کہین کسی موقع پر اپنی رائے کا اظہار نہین کیا۔ تالیف کی بنیاد محض روایات پر قائم کی ہے۔ پس ایسی صورت مین صاف ظاہر ہے کہ منقول کے حسن وقبح سے بحث کرنا عین منقول عنہ سے بحث کرنا ہے اور منقول پر تنقیدی نظر ڈالنا عین منقول عنہ کی تنقید کرنا ہے کیونکہ منقول اور منقول عنہ کے اوصاف باہم ایک دوسرے کو مستلزم ہوتے ہین۔ ناقل سے کوئی تعلق نہین رکھتے۔ علاوہ برین مؤلف نے کسی مسئلہ کو خصوصیت کے ساتھ اپنی کتاب کا موضوع قرار نہین دیا نہ کسی دعوے کے اثبات وابطال کا ارادہ کیا ہے مگر واقعات کا انتخاب اور اون کی ترتیب ایسے اسلوب سے کی گئی ہے کہ بعض اہم متنازعہ فیہ مسائل پر کافی روشنی پڑتی ہے اور ناظرین کتاب بشرط توجہ حق وباطل کا تصفیہ ایک حد تک آسانی سے کر سکتے ہین۔

اگرچہ اس کتاب کا ماخذ عربی اور فارسی تاریخون کا ذخیرہ ہے لیکن چونکہ مؤلف نے لفظی ترجمہ کی پابندی نہین کی بلکہ اصل مقصود پر نظر رکھی ہے اس وجہ سے بیان مین کہین اغلاق وتعقید نہین ہے اور عبارت کا تسلسل بے ربط نہین ہونے پایا۔

مین اُمید کرتا ہون کہ تاریخ احمدی جس طرح طبقۂ خواص وعوام کیلیے یکسان مفید ہے اسی طرح دونون طبقون مین بنظر قبول دیکھی بھی جائے گی۔

امیر احمد

(مانک پور ضلع پرتاب گڈھ)

سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

منظور ہے گزارشِ احوالِ واقعی ،

اپنا بیان حسنِ طبیعت نہین مجھے ،

مذاق ناچیز خود ستائی نہین کرتا اپنی سرگذشت بیان کرتا ہے کہ مجھے کتب بینی اور مضمون نگاری کا شوق ابتدائے سن شعور سے ہوا اور اوس شوق کے جذبات ایسے قوی تھے کہ میری ہیچمدانی پر غالب آگئے۔ شروع شروع باقتضائے عمر شاعری سے دلچسپی ہوئی اور مین نے باغ سخن کے دو سدا بہار گلدستے "کلیات مذاق و جذبات مذاق" مرتب کر کے نذر احباب کئے۔ پھر ایک مختصر مجموعہ ہندی مثلون کا "ضرب المثل" اور ایک اخلاقی ناول "عقد الجواہر" لکھا چونکہ تغیر عمر کے ساتھ رنگ طبیعت بھی بدل جاتا ہے بمرور ایام شاعرانہ تصنیفات کا خیال دل سے محو ہو گیا اور علمی تالیفات کا ذوق جاگزین خاطر ہوا۔ چنانچہ بتوفیق ایزدی مین نے بتدریج یہ کتابین لکھین منظر الاسلام، علم الکتاب معرفة العلما، رفع الحجب عن اسامی الکتب، تصحیح الاغلاط، مفاتیح شرح المفاتیح، عمدة المناقب، انوار المطالب، آیات بینات، فضل المبین، بلاد المبین، روض الریاحین، نجم الزاہر، صبح صادق، تحفة الاعاظم، الرضا، جوہر النقی، زاد المتقی، جوہر عبقری، کشف الغمة، اثبات الوصایا، اکمال الدرایہ، دقائق المذہب، ید بیضا، مناظر الخلافة، کتاب الصحابہ والموافقة، گلستان مذاق، امثال فارسی، دقائق النبوة والخلافة، جور لاثنین، معیار المنافقین، پیغمبر آخر الزمان کی چند پیشینگوئیان، سپہر امامت کے بارہ برج، کتاب الامامة والخلافة، کتاب الصحابہ، امثال عربیہ، اِن تالیفات سے فارغ ہونیکے بعد باوجود اضمحلال قوے وہجوم افکار لاتحصے یہ تمنا دامنگیر ہوئی کہ اُردو مین ایک مختصر اسلامی تاریخ بھی لکھ ڈالون

خدا کا شکر ہے کہ اُسنے میری آرزو پوری کی اور تاریخ احمدی کے مرتب کرنے مین اپنی تائید شامل حال فرمائی۔
سچ پوچھیے تو علوم متعارفہ مین تاریخ ہی وہ علم ہے جس سے مذہبی اخلاقی اور تمدنی معاملات کی اصلاح ہو سکتی ہے کیونکہ
علم تاریخ کی غرض و غایت یہ ہے کہ اُسکے ذریعہ سے اقوام بلاد مختلفہ کے اسباب رسوم و عادات پر اطلاع ہو
انبیار اولیار علمار حکمار سلاطین اور عامۃ الناس کے حالات زندگانی معلوم ہون۔ ان تمام باتون سے عبرت و
نصیحت کا فائدہ حاصل ہو اور زمانے کے واقعات و انقلابات پر مطلع ہونے کے بعد ہم اُن مثالون کی پیروی اختیار
کرین جو مفید ہون اور اُن مثالون کی تقلید سے محترز رہین جو مضر ہون۔

بعض مؤلفین تاریخ کا یہ طرز عمل قابل افسوس ہے کہ واقعات کے ساتھ رائین اور تاویلین شریک کر کے
منظر حقیقت کو غبار آلود کر دیتے ہین۔ مین نے تاریخ احمدی مین کہین اپنی رائے اور ریاک کا ایک لفظ بھی شریک
نہین کیا صرف تاریخی مضامین کے نفس مقصود کو متقدمین و متاخرین کی اون مشہور اور مستند کتابون سے لکھا ہے
جو علمی دنیا مین کافی شہرت و قبولیت حاصل کر چکی ہین۔ کوئی مضمون کسی مجہول اور مشتبہ کتاب سے نہین لیا۔
جن کتابون سے مضامین اخذ کئے ہین اُن کے حوالے دیدیے ہین اور حوالے ہی پر اکتفا نہین کی بلکہ اصل عبارت
بھی حواشی مین لکھدی ہے نیز اون کتابون کی توثیق کا ایک مختصر انڈکس شروع کتاب مین شامل کر دیا ہے
تاکہ ناظرین کو اُن کی معرفت مین تامل اور تنقید مین دقت نہو۔ واللہ ولی التوفیق۔

احمد حسین (مذاق)

خاکنشین پریانوان

اون کتابون کی توثیق جن سے تاریخ احمدی لکھی گئی ہے

نام کتاب	نام مؤلف	توثیق
استیعاب فی معرفۃ الاصحاب	ابن عبدالبر	**کشف الظنون (کاتب چلپی) مین ہے** استیعاب نے معرفۃ الاصحاب للحافظ ابی عمر یوسف بن عبد البر المتوفی ۴۶۳ھ وہو کتاب جلیل القدر ۔ **اور تذکرۃ الحفاظ (ذہبی) مین ہے** ابن عبد البر الامام شیخ الاسلام حافظ المغرب ابو عمر یوسف بن عبد البر لہ تو الیف لا مثل لہا فی جمیع معنیہا منہا الکافی خمسۃ عشر مجلدا ومنہا کتاب الاستیعاب لیس لاحد مثلہ ۔ **اور سیرۃ النعمان (مولوی شبلی صاحب نعمانی) مین ہے** قاضی ابن عبد البر بہت بڑے محدث و امام ہین اون کی کتاب الاستیعاب صحابہ کے حالات مین ایک مشہور و مستند کتاب ہے ۔
اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ	ابن اثیر جزری	**کشف الظنون مین ہے** اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ للشیخ عز الدین علی بن محمد بن الاثیر الجزری المتوفی ۶۳۰ھ ۔۔ ذکر الذہبی فی تجرید اسماء الصحابۃ کتاب ابن اثیر نفیس مستقصی لاسماء الصحابۃ **اور تذکرۃ الحفاظ (ذہبی) مین ہے** ابن الاثیر الامام العلامۃ الحافظ فخر العلماء عز الدین ابو الحسن علی بن الاثیر ۔۔ صاحب التاریخ و معرفۃ الصحابہ ۔۔ وکان تکملا فی الفضائل ۔۔ عارفا بالرجال و انسابہم لاسیما الصحابۃ مع الامانۃ الخ ۔
اصابہ فی تمیز الصحابہ	ابن حجر عسقلانی	**کشف الظنون مین ہے** اصابہ فی تمیز الصحابہ للحافظ شہاب الدین احمد بن حجر العسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ وہو فی مجلدات کبار جمع فیہ مافی الاستیعاب و ذیلہ ۔
ارشاد الساری شرح صحیح البخاری	قسطلانی	**کشف الظنون مین ہے** ومن شروح البخاری شرح الفاضل شہاب الدین احمد قسطلانی المصری الشافعی صاحب المواہب اللدنیہ المتوفی ۹۲۳ھ ہجری ۔ **اور بستان المحدثین (شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی) مین ہے** ارشاد الساری مشہور بہ قسطلانی شرح صحیح بخاری است تصنیف شہاب الدین احمد بن ابی بکر قسطلانی ۔۔ و تصانیف کہ از و یادگار ماند اجل آنہا این شرح است ۔

نام کتاب	نام مؤلف	توثیق
انساب الاشراف	بلاذری	کشف الظنون مین ہے انساب الاشراف لابی الحسن احمد بن یحیی البلاذری وہو کتاب کبیر کثیر الفائدۃ الخ اور الفاروق (مولوی شبلی صاحب) مین ہے احمد بن یحیی البلاذری المتوفی ۲۷۹ھ ابن سعد کا شاگرد اور متوکل عباسی کا درباری تھا اسکی نظر اور صحت روایت محدثین کے گروہ مین بھی مسلم ہی۔ تاریخ و رجال مین اسکی دو کتابین مشہور ہین۔ فتوح البلدان اور انساب الاشراف۔
احیار العلوم	غزالی	کشف الظنون مین ہے احیار العلوم للامام حجۃ الاسلام ابی حامد محمد بن محمد الغزالی الشافعی المتوفی بطوس سنہ ۵۰۵ھ وہو من اجل الکتب المواعظ و اعظمہا۔
اسباب النزول	واحدی	کشف الظنون مین ہے اسباب النزول للشیخ الامام ابی الحسن علی بن احمد الواحدی المفسر المتوفی سنہ ۴۶۸ھ × وہو اشہر ما صنف فیہ اور سیر النبلار (ذہبی) مین ہے الامام العلامۃ الاستاذ ابوالحسن علی بن احمد بن علی الواحدی صاحب التفسیر و امام علمار التاویل صنف التفاسیر الثلاثۃ البسیط والوسیط والوجیز × ولہ کتاب اسباب النزول۔
اسنی المطالب	شمس الدین جزری	بستان المحدثین (شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی) مین ہے صاحب حصن حصین قاضی القضاۃ ابوالخیر شمس الدین محمد مشہور بابن الجزری است × × از حافظ ابن کثیر فقہ و حدیث آموخت و از عز الدین بن جماعۃ و محمد بن اسمعیل بخاری نیز اجازت دارد × × در ملک روم اورا امام اعظم لقب دادہ بودند × × مولفات او ہمہ نافع و مفید افتاد۔ النشر فی القرأت العشر خیلے شہرت دارد و اسنی المطالب والجواہر العلیہ و دیگر تصانیف نیز دارد۔
ادب الدنیا والدین	ماوردی	کشف الظنون مین ہے ادب الدنیا والدین للامام علی بن محمد بن حبیب الماوردی الشافعی المتوفی سنہ ۴۵۰ھ
اخبار الخلفار	علی بن انجب بغدادی	کشف الظنون مین ہے اخبار الخلفار للشیخ تاج الدین علی بن انجب البغدادی المتوفی سنہ ۶۷۴ھ ہجری۔
	ابن الساعی	نیز کتاب موصوف مین ہے تاریخ ابن الساعی وہو علی بن انجب البغدادی ہو تاریخ کبیر علی ثلاثین مجلدا × ولہ ایضا فی ہذا الفن تالیف کثیر منہا اخبار الخلفار۔

نام کتاب	نام مؤلف	توثیق
اخبار الدول	قرمانی	المامون (مولوی شبلی صاحب نعمانی) مین ہے تاریخ ابن جریر طبری و مسعودی و کامل ابن اثیر و ابن خلدون و دول الاسلام ذہبی و تاریخ الخلفائے سیوطی و اخبار الدول قرمانی و فتوح البلدان بلاذری و معارف ابن قتیبہ یہی وہ مبسوط اور مستند تاریخین ہین جو اسلامی تاریخون مین ممتاز خیال کی جاتی ہین۔
تاریخ ابو الفدا مسمی بہ کتاب المختصر فی اخبار البشر و تاریخ ابن الوردی مسمی بہ تتمۃ المختصر فی اخبار البشر	ابو الفدا ابن الوردی	حجج الکرامہ (مولوی صدیق حسن خان) مین ہے تاریخ ملک مؤید ابو الفدا اسمٰعیل موسوم بہ کتاب المختصر فی اخبار البشر در مختصرات فن خیلے سنجیدہ و معتبر است۔ اور کشف الظنون مین ہے کتاب المختصر فی اخبار البشر للملک المؤید اسمٰعیل ابو الفدا المتوفی سنہ ۷۳۲ھ واختصرہ الشیخ الامام زین الدین عمر بن الوردی الشافعی ؎ وسماہ تتمۃ المختصر۔
تاریخ ابن عساکر	ابن عساکر	کشف الظنون مین ہے تاریخ ابن عساکر الدمشقی فی ثمانین مجلدا۔ الخ اور تذکرۃ الحفاظ (ذہبی) مین ہے ابن عساکر الامام الحافظ محدث الشام فخر الائمۃ ثقۃ الدین ابو القاسم علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ الدمشقی الشافعی صاحب التصانیف والکتب۔ الخ
تاریخ الکامل	ابن اثیر جزری	اور تذکرۃ الحفاظ (ذہبی) مین ہے ابن الاثیر الامام العلامۃ فخر العلماء عز الدین ابو الحسن علی بن محمد بن الاثیر الجزری صاحب التاریخ و معرفۃ الصحابۃ والانساب وکان کملاً فی الفضائل الخ۔ اور وفیات الاعیان (ابن خلکان) مین ہے عز الدین ابو الحسن علی بن محمد بن اثیر الجزری صاحب التاریخ المسمی بالکامل کان اماما فی حفظ الحدیث و معرفتہ حافظ للتواریخ المتقدمۃ والمتاخرۃ صنف فی التاریخ کتابا سماہ الکامل ؎ وہو من خیار التواریخ۔ اور الفاروق (مولوی شبلی صاحب نعمانی) مین ہے تاریخ ابن اثیر کو ابن خلکان نے من خیار التواریخ لکھا ہے۔ ابن اثیر کے بعد جو لوگ پیدا ہوئے انھون نے اپنی تصنیف کا مدار ابن اثیر پر رکھا ہے۔

نام کتاب	نام مؤلف	توثیق
تاریخ الخمیس	حسین دیار بکری	**کشف الظنون مین ہے** خمیس فی السیر للقاضی حسین بن محمد الدیار بکری المالکی نزیل مکة المکرمة المتوفی سنہ ۹۶۶ھ وہو کتاب مشہور۔
تاریخ ابن خلدون مسمّی بہ عبر و دیوان المبتدا و الخبر	ابن خلدون	**کشف الظنون مین ہے** تاریخ ابن خلدون القاضی عبد الرحمن بن محمد الحضرمی المالکی المتوفی سنہ ۸۰۸ھ وہو موسوم بالعبر دیوان المبتدا والخبر فی ایام العرب والعجم والبربر الخ۔
تاریخ ابن واضح	ابن واضح یعقوبی	**الفاروق (مولوی شبلی صاحب نعمانی) مین ہے** یہ تیسری صدی کا مورخ ہے اور بڑے پایہ کا مصنف ہے۔ چونکہ اسکو دولت عباسیہ کے دربار سے تعلق تھا اسلیے تاریخ کا اچھا سرمایہ بہم پہونچا سکا ہے۔ اسکی تاریخ جو تاریخ یعقوبی کے نام سے مشہور ہے یورپ مین بمقام لیڈن چھاپی گئی۔
تاریخ الخلفا	سیوطی	**کشف الظنون مین ہے** تاریخ الخلفاء للجلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی المتوفی سنہ ۹۱۱ھ وہو احسن ما صنف فیہ
تاریخ ابن جریر طبری المسمی بہ تاریخ الرسل و الملوک و تفسیر ابن جریر طبری مسمی بہ جامع البیان	ابن جریر طبری	**کشف الظنون مین ہے** تاریخ الطبری ہو الامام ابو جعفر محمد بن جریر المتوفی سنہ ۳۱۰ھ وہو من التواریخ المشہورة الجامعة لاخبار العالم **اور تذکرة الحفاظ (ذہبی) مین ہے** محمد بن جریر الامام الحافظ ابو جعفر الطبری احد الاعلام صاحب الکتاب الکبیر المشہور فی تاریخ الامم ولہ کتاب التفسیر الذی لم یصنف مثلہ الخ۔ **اور وفیات الاعیان (ابن خلکان) مین ہے** ابو جعفر محمد بن جریر الطبری صاحب التفسیر الکبیر والتاریخ الشہیر کان اماما فی فنون کثیرة منہا التفسیر والحدیث والفقہ والتاریخ وغیر ذالک وکان من الائمة المجتہدین وکان ثقة فی نقلہ وتاریخہ اصح التواریخ واثبتہا۔ **اور الفاروق (مولوی شبلی صاحب نعمانی) مین ہے** ابو جعفر محمد بن جریر الطبری یہ فقہ اور حدیث مین بھی امام مانے جاتے ہین چنانچہ ائمہ اربعہ کے ساتھ لوگون نے ان کو مجتہدین کے زمرے مین شمار کیا ہے۔ تاریخ مین ادنھون نے ایک نہایت مفصل اور بسیط کتاب لکھی ہے جو تیرہ ضخیم جلدون مین ہے اور یورپ مین نہایت صحت واہتمام کے ساتھ چھپی ہے۔

نام کتاب	نام مؤلف	توثیق
تاریخ صغیر بخاری	محدث محمد بن اسمٰعیل البخاری صاحب الصحیح	کشف الظنون مین ہے (تاریخ البخاری) للامام الحافظ ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل الجعفی البخاری صاحب الصحیح (الی ان قال) ویقال انہ ثلاثۃ کبیر و وسط وصغیر۔
تفسیر فتح القدیر	شوکانی	اتحاف النبلاء (مولوی صدیق حسن خانصاحب) مین ہے جمال الاسلام وشیخ المسلمین قاضی القضاۃ ابو علی محمد بن علی بن محمد الشوکانی از اعاظم علما واکابر فضلائے یمن بود ودر جمیع علوم متداولہ از صرف ونحو ومنطق وفقہ واصول وحدیث وتفسیر واصول آن ید طولی داشت صاحب تصانیف بسیار است از مطولات ومختصرات منہا فتح القدیر تفسیر القرآن الکریم الخ
تفسیر خازن مسمیٰ بہ لباب التاویل	خازن بغدادی	کشف الظنون مین ہے لباب التاویل فی معالم التنزیل للشیخ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی الصوفی المعروف بالخازن۔ الخ
تفسیر ابن مردویہ	حافظ ابن مردویہ	تذکرۃ الحفاظ (ذہبی) مین ہے ابن مردویہ الحافظ الثبت العلامۃ ابو بکر احمد بن موسی ابن مردویہ الاصفہانی صاحب التفسیر والتاریخ × وکان قیما بہذا الشان بصیرا بالرجال ملیح التصانیف الخ اور عجالۂ نافعہ (شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی) مین ہے تفسیر ابن مردویہ تفسیر دیلمی وتفسیر ابن جریر از مشاہیر تفاسیر حدیث اند الخ
تفسیر نیشاپوری مسمے بہ غرائب القرآن	نظام نیشاپوری	کشف الظنون مین ہے غرائب القرآن ورغائب الفرقان فی التفسیر للعلامۃ نظام الدین حسن بن محمد النیشاپوری الخ۔
تفسیر ابن ابی حاتم	ابن ابی حاتم	تذکرۃ الحفاظ (ذہبی) مین ہے ابن ابی حاتم الامام الحافظ الناقد شیخ الاسلام ابو محمد عبدالرحمٰن + کان بحرا فی العلوم ومعرفۃ الرجال وکتابہ فی التفسیر عدۃ مجلدات الخ۔
تفسیر فتح البیان	علامہ صدیق حسن خان	تذکرۂ علمائے ہند (مولوی رحمان علی صاحب طبیع لکھنؤ) مین ہے مولوی سید صدیق حسن خان بہادر بن مولوی سید آل حسن قنوجی (الی ان قال) کتب مؤلفہ صاحب ترجمہ بزبان ہندی و فارسی و عربی کہ در بھوپال ومصر وقسطنطنیہ وغیرہ مطبوع شد واسمائے آنہا ذیل مذکور از ابجد العلوم۔ اتحاف النبلاء (الی ان قال) فتح البیان فی مقاصد القرآن۔

نام کتاب	نام مؤلف	توثیق
تفسیر کبیر مسمےٰ بہ مفاتیح الغیب	فخر رازی	کشف الظنون میں ہے مفاتیح الغیب وہو المعروف بالتفسیر الکبیر للامام فخر الدین محمد بن عمر الرازی المتوفی سنہ ٦٠٦ھ
تفہیمات الالٰہیہ	شاہ ولی اللہ دہلوی	ابجد العلوم (مولوی صدیق حسن خان صاحب) میں ہے مسند الوقت الشیخ الاجل شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم المحدث الدہلوی لہ مؤلفات جلیلۃ منہا فتح الرحمٰن والفوز الکبیر والمسوی والمصفی وحجۃ اللہ البالغہ وازالۃ الخفاء وتفہیمات وغیر ذالک۔
تلخیص الحبیر	ابن حجر عسقلانی	اتحاف النبلاء (مولوی صدیق حسن خان صاحب) میں ہے تلخیص الحبیر فی تخریج احادیث شرح الرافعی الکبیر للحافظ ابن حجر العسقلانی۔ الخ
تذکرۂ خواص الامہ	سبط ابن جوزی	تاریخ ابن الوردی میں ہے وفی سنہ ٦٥٤ھ توفی الشیخ شمس الدین یوسف سبط ابن جوزی واعظ فاضل لہ مرآۃ الزمان تاریخ جامع ولہ تذکرۃ الخواص من الامۃ فی مناقب الائمہ۔
تذکرۃ الحفاظ	ذہبی	کشف الظنون میں ہے تذکرۃ الحفاظ للحافظ شمس الدین محمد الذہبی المتوفی سنہ ٧٤٧ھ۔ اور بستان المحدثین (شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی) میں ہے ذہبی از مشاہیر مشائخ حدیث است وخیلے بزرگ کسے است۔ اور تعلیقات السنیہ علی الفوائد البہیہ (مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی) میں ہے شیخ الاسلام ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الترکمانی الدمشقی الذہبی × × قال السبکی فی حقہ محدث العصر خاتم الحفاظ امام العصر حفظاً واتقاناً۔
تہذیب الاسماء واللغات	نووی	کشف الظنون میں ہے تہذیب الاسماء واللغات للامام محی الدین النووی المتوفی سنہ ٦٧٦ھ وہو کتاب مفید مشہور۔
تدریب الراوی	سیوطی	کشف الظنون میں ہے تدریب الراوی شرح تقریب النووی (وقال فی ذکر تقریب النووی) لہ شروح منہا الشرح الشیخ جلال الدین السیوطی وسماہ تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی الخ
تہذیب الکمال	مزی	کشف الظنون میں ہے تہذیب الکمال فی اسماء الرجال للحافظ جمال الدین یوسف المزی المتوفی سنہ ٧٤٢ھ وہو کتاب کبیر لم یؤلف مثلہ الخ

نام کتاب	نام مؤلف	توثیق
تحریر الشہادتین شرح سر الشہادتین	شاہ سلامۃ اللہ صاحب کانپوری	تذکرۂ علمائے ہند (مولوی رحمان علی صاحب مطبوعۂ نولکشور پریس لکھنؤ) مین ہے، مولانا محمد سلامۃ اللہ بدایونی کانپوری ٭ عالم العلوم کالشمس بین النجوم ٭ ذات بابرکاتش مستغنی از توصیف وتعریف است کتب مصنفۂ حضرت معزی الیہ دال بر ذخیرۂ علمی شان موجود اند ازان جملہ کتب ذیل ہستند تحفۃ الاحباب ومعرکۃ الآراء وبرق خاطف وتحریر الشہادتین شرح سر الشہادتین الخ۔
جامع ترمذی	محمد بن عیسیٰ الترمذی	کشف الظنون مین ہے جامع الصحیح للامام الحافظ محمد بن سورۃ الترمذی المتوفی ۲۷۹ھ
جامع الاصول فی احادیث الرسول	ابن الاثیر الجزری	کشف الظنون مین ہے جامع الاصول لاحادیث الرسول لابی السعادات مبارک بن الاثیر الجزری الشافعی المتوفی ۶۰۶ھ اور وفیات الاعیان (ابن خلکان) مین ہے ابو السعادات مبارک بن ابی الکرم محمد بن محمد بن عبد الکریم المعروف بہ ابن الاثیر الجزری ٭ اشہر العلماء ذکراً واکبر النبلاء قدراً واحد الافاضل المشار الیہم وفرد الاماثل المعتمد فی الامور علیہم ٭ ولہ المصنفات البدیعۃ ٭ منہا جامع الاصول فی احادیث الرسول جمع فیہ بین الصحاح الستۃ الخ اور عجالہ نافعہ (شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی) مین ہے مشارق الانوار در توضیح معانی احادیث صحیحین ٭ وموطا کافی است وجامع الاصول در کتب صحاح ستہ مغنی است۔
جمع الجوامع	جلال الدین سیوطی	کشف الظنون مین ہے جمع الجوامع فی الحدیث لجلال الدین سیوطی وہو کتاب کبیر الخ
جواہر العقدین	سید سمہودی	کشف الظنون مین ہے جواہر العقدین فی فضل الشرفین ٭ للسید نور الدین ابی الحسین علی بن عبد اللہ السمہودی المدنی الشافعی المتوفی ۹۱۱ھ
جذب القلوب الی دیار المحبوب	شیخ عبد الحق محدث دہلوی	تذکرۂ علمائے ہند مین ہے شیخ عبد الحق بن سیف الدین بن سعد اللہ الترک الدہلوی البخاری ٭ ٭ فقیہ ومحدث بقیۃ السلف وحجۃ الخلف جامع علوم ظاہر وباطن ٭ ٭ تصانیفہ الشہیرۃ لمعات شرح عربی مشکوۃ اشعۃ اللمعات شرح فارسی مشکوۃ شرح سفر السعادت شرح فتوح الغیب شرح اسماء الرجال بخاری

نام کتاب	نام مؤلف	توثیق
		مدارج النبوت ۔ اخبار الاخیار وجذب القلوب وغیرہ ۔ الخ اور حدائق الحنفیہ (مؤلفہ مولوی فقیر اللہ صاحب جہلمی) مین ہے شیخ عبدالحق بن سیف الدین بن سعداللہ الترک الدہلوی اپنے زمانے کے فقیہ محقق ۔ محدث ۔ مدقق ۔ فخر ہندوستان ۔ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے ×× آپ کی اشہر تصنیفات سے لمعات شرح عربی مشکوۃ ۔ اشعۃ اللمعات شرح فارسی مشکوۃ شرح سفر السعادت شرح فتوح الغیب ۔ مدارج النبوۃ ۔ اخبار الاخیار ۔ جذب القلوب الی دیار المحبوب وغیرہا ہین الخ ۔
حاشیہ سراج المنیر عزیزی (شرح جامع صغیر سیوطی)	محمد بن سالم شافعی حنفی	سلک الدرر فی الاعیان القرن الثانی عشر مین ہے محمد بن سالم الشافعی المصری الشہیر بالحفنی الشیخ العالم المحقق العارف باللہ تعالیٰ قطب وقتہ ۔
حلیۃ الاولیاء	حافظ ابونعیم اصفہانی	کشف الظنون مین ہے حلیۃ الاولیاء فی الحدیث للحافظ ابی نعیم الاصبہانی المتوفی سنہ ۴۳۰ھ ×× وہو کتاب حسن معتبر اور بستان المحدثین (شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی) مین ہے احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق بن موسے بن داکل بن مہران اصبہانی × از نوادر کتب او کتاب حلیۃ الاولیاء است کہ نظیر آن در اسلام تصنیف نشدہ ۔
حیواۃ الحیوان	دمیری	کشف الظنون مین ہے حیوۃ الحیون للشیخ کمال الدین محمد بن عیسیٰ الدمیری الشافعی المتوفی ۸۰۸ھ وہو کتاب مشہور اور تعلیقات السنیۃ (مولوی عبدالحی صاحب فرنگی محلی) مین ہے ہو مجموع لطیف وجامع شریف فیہ فوائد مستعذبۃ ولطائف مستغربۃ مولفہ کمال الدین محمد بن موسے ابن عیسیٰ الدمیری ۔
حبیب السیر	غیاث الدین ہروی	کشف الظنون مین ہے حبیب السیر فارسی لغیاث الدین بن ہمام الدین × ہو فی مجلدات کبار من کتب الممتعۃ المعتبرۃ الخ ۔
حجج الکرامہ فی آثار القیامہ	علامہ صدیق حسن خان	تذکرہ علمائے ہند مولوی رحمن علی صاحب مطبوعہ لکھنؤ مین ہے مولوی سید صدیق حسن خانصاحب بن مولوی سید آل حسن قنوجی (الی ان قال) کتب مولفہ صاحب ترجمہ بزبان ہندی و فارسی و عربی کہ در مطابع بھوپال و ہند و قسطنطنیہ وغیرہ مطبوع شدہ اسمائے آنہا بذیل مذکور آنکہ ابجد العلوم ۔ اتحاف النبلاء (الی ان قال) حجج الکرامہ فی آثار القیامہ ۔

نام کتاب	نام مؤلف	توثیق
خلاصۃ الوفار	علامہ سمہودی	کشف الظنون مین ہے کتاب الوفاء لنور الدین علی بن احمد السمہودی المتوفی سنہ ۹۱۱ھ ذکر فیہ الوجوب فی سلوک الادب مع النبی صلعم وتعظیم قبرہ ثم لخصہ وسماہ خلاصۃ الوفا اور جذب القلوب (محدث دہلوی) مین ہے۔ اوحد العلماء الاعلام عالم مدینۃ خیر الانام نور الدین علی السمہودی المدنی (الی ان قال) از کتاب وفا الوفاء در ۹۰۳ھ مختصرے دیگر انتخاب کردہ وآنرا خلاصۃ الوفا نام کردہ در غایت تنقیح ونہایت تہذیب واین خلاصہ درین ایام بین الانام مشہور ومتداول است۔
خصائص نسائی	محدث نسائی	کشف الظنون مین ہے خصائص فی فضل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ للامام ابی عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی الحافظ المتوفی سنہ ۳۰۳ھ۔ اور فتح الباری شرح صحیح البخاری (حافظ ابن حجر عسقلانی) مین ہے، واوعب من جمع مناقبہ (ای مناقب علی) من الاحادیث الجیاد النسائی فی الخصائص
خطط والآثار	مقریزی	کشف الظنون مین ہے کتاب المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار للشیخ تقی الدین احمد المقریزی المتوفی ۸۴۵ھ
خلاصۃ تذہیب تہذیب الکمال	صفی الدین خزرجی	سیرۃ النعمان (مولوی شبلی صاحب نعمانی) مین ہے رجال وتاریخ کی مستند کتابین جن مین امام ابو حنیفہ کا ذکر ہے اکثر میری نظر سے گزرین جنمین تاریخ صغیر بخاری۔ معارف ابن قتیبہ مختصر تاریخ خطیب بغدادی انساب سمعانی تہذیب الاسماء والصفات للنودی۔ تذکرۃ الحفاظ ذہبی۔ دول الاسلام ذہبی۔ عبر ذہبی۔ تہذیب التہذیب ابن حجر عسقلانی۔ خلاصۃ تذہیب تہذیب الکمال للعلامۃ صفی الدین خزرجی خاصۃً قابل ذکر ہین کیونکہ یہ وہ کتابین ہین جن پر آج فن رجال کا مدار ہے۔
دلائل النبوۃ	بیہقی	کشف الظنون مین ہے دلائل النبوۃ لابی بکر احمد بن الحسین الامام الحافظ علی البیہقی المتوفی سنہ ۴۵۸ ہجری۔
درمنثور سیوطی	جلال الدین سیوطی	کشف الظنون مین ہے الدر المنثور فی التفسیر بالماثور للشیخ جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی المتوفی سنہ ۹۱۱ھ اور عجالۂ نافعہ (شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی) مین ہے تفسیر ابن مردویہ وتفسیر دیلمی وتفسیر ابن جریر وغیرہ از مشاہیر تفاسیر حدیث اند وکتاب در منثور شیخ جلال الدین سیوطی جامع ہمہ است

نام کتاب	نام مؤلف	توثیق
دول الاسلام ذہبی	شمس الدین ذہبی	کشف الظنون مین ہے دول الاسلام فی تاریخ للشمس الدین الذہبی المتوفی ۷۴۶ھ وہومختصر علی ترتیب السنین منتہی الی ۷۴۰ھ ہجری۔
ذخائر العقبےٰ	محب الدین الطبری	کشف الظنون مین ہے ذخائر العقبی ہ مجلد لمحب الدین احمد بن عبداللہ بن محمد الطبری المتوفی ۶۹۴ھ ہجری۔
ریاض النضرہ	محب الدین الطبری	کشف الظنون مین ہے ریاض النضرہ فی فضائل العشرہ لمحب الدین احمد بن عبداللہ بن محمد الطبری الشافعی المکی۔
روضۃ المناظر	ابن شحنہ	تعلیقات السنیہ(مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی) مین ہے ہومحب الدین ابوالولید محمد بن محمد الشہیر بہ ابن شحنۃ الحلبی الحنفی کان محبا للسنۃ والھامات ۸۱۷ھ ولہ تصنیف فی السیرۃ النبویہ وتاریخ لطیف۔ اور حدائق الحنفیہ مین ہے محمد بن محمد بن شحنہ محب الدین ۷۴۹ھ مین پیدا ہوئے۔ علم حدیث کے بڑے محب تھے امام ہمام نے آپ سے پڑھا ہے کتاب روضۃ المناظر تصنیف کی الخ
ریاض المستطابہ	یحیی عامری	کشف الظنون مین ہے الریاض المستطابۃ فی جملۃ من روی فی الصحیحین عن الصحابۃ للامام عماد الدین یحیی بن ابی بکر العامری الیمانی المتوفی ۸۹۳ھ۔
روضۃ الاحباب	جمال الدین محدث	کشف الظنون مین ہے روضۃ الاحباب فی سیرۃ النبی والآل والاصحاب فارسی لجمال الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ المتوفی ۱۰۰۰ھ فی مجلدین الخ۔ اور حدائق الحنفیہ مین ہے جمال الدین عطاء اللہ صاحب روضۃ الاحباب آپ اعاظم اولاد امجاد خیر الانام سے این جملہ اقسام علوم دینیہ اور اصناف فنون یقینیہ خصوصاً علم حدیث وسیر مین بے بدیل اور عدیم التمثیل تھے کشاف اسرار تنزیل اور حلال معضلات موافق تاویل تھے آپکی تصنیفات سے روضۃ الاحباب فی سیر النبی والآل والاصحاب ایسی عمدہ اور معتبر اور مشہور آفاق ہو کہ اپنا ثانی نہین رکھتی۔
روضۃ الصفا	محمد بن خاوند شاہ	کشف الظنون مین ہے روضۃ الصفا فی سیرۃ الانبیاء والملوک والخلفا للمورخ محمد بن خاوند شاہ المتوفی ۹۰۳ھ

نام کتاب	نام مؤلف	توثیق
روضۃ الشہدا	ملا حسین واعظ کاشفی	کشف الظنون مین ہے روضۃ الشہدا فارسی لحسین بن علی الکاشفی المعروف بالواعظ البیہقی المتوفی ٩١٠ سنہ ہجری
زاد المعاد	ابن القیم	کشف الظنون مین ہے زاد المعاد فی ہدی خیر العباد لمحمد بن ابی بکر المعروف بہ ابن القیم الجوزی الحنبلی المتوفی ٧٥١ سنہ ہجری ۔
سیرۃ ابن ہشام	عبد الملک بن ہشام	کشف الظنون مین ہے اوّل من صنف فی السیر الامام المعروف بہ محمد بن اسحاق رئیس اہل المغازی المتوفی ١٥١ھ ودونہا ابو محمد عبد الملک بن ہشام المتوفی ٢١٨ھ فاحسن واجاد ۔
سیرۃ الحلبیہ مسمی بہ انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون	علامہ حلبی	خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر (علامہ محبی) مین ہے علی بن ابرہیم الملقب بہ نور الدین بن برہان الدین الحلبی الشافعی الامام الکبیر اجل اعلام المشائخ وعلامۃ الزمان ۔ الف المولفۃ البدیعۃ منہا السیرۃ النبویۃ التی سماہا انسان العیون فی سیرۃ النبی المامون ۔
سر الشہادتین	شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی	حدائق الحنفیہ (مولوی فقیر محمد صاحب جہلمی لاہوری) مین ہے شاہ عبد العزیز بن شاہ ولی اللہ بن عبد الرحیم دہلوی خطۂ ہند مین اُستاد الاساتذہ اور امام جہابذہ بقیۃ السلف حجۃ الخلف خاتم المفسرین والمحدثین تھے آپکی تصنیفات سے تفسیر فتح العزیز تحفہ اثنا عشریہ، بستان المحدثین، سر الشہادتین، عجالہ نافعہ یادگار اور مشہور ہین اور تذکرۂ علمائے ہند (مولوی رحمٰن علی صاحب) مین ہے مولانا عبد العزیز صاحب دہلوی ابن مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی ۔ بالجملہ جامع علوم بلکہ آیتے از آیات الٰہی بود ۔ رسالہ سر الشہادتین وبستان المحدثین وتحفہ اثنا عشریہ وعجالہ نافعہ وتفسیر فتح العزیز از تصانیف شہیرۂ دے اند ۔
سیرۃ النبویہ	سیّد احمد زینی دحلان	خاتمۃ الکتاب سیرۃ النبویہ مین ہے السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیہ لتاج النبلاء المصدرین وانسان عین الدہر الیمین المشہور فضلہ عند جمیع الاقران مفتی السادۃ الشافعیۃ بمکۃ السید احمد زینی دحلان ۔ اور مولوی محمد ادریس صاحب نگرامی کتاب تطییب الاخوان بذکر علماء الزمان مین مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی کا ترجمہ لکھتے ہوے زیب قلم فرماتے ہین کہ ١٢٩٥ھ مین آپ اپنے پدر بزرگوار کے ہمراہ عازم حرمین شریفین ہوے وہان پہونچکر حضرت سیّد احمد دحلان (وغیرہ) سے اسانید اجازت حدیث وفقہ وتفسیر حاصل کین ۔

نام کتاب	نام مؤلف	توثیق
شفا فی تعریف حقوق المصطفی	قاضی عیاض	**کشف الظنون مین ہے** شفا فی تعریف حقوق المصطفی للامام الحافظ ابی الفضل عیاض القاضی المتوفی سنہ ۵۴۴ھ (الی ان قال) وہو کتاب عظیم النفع کثیرۃ الفائدۃ لم یؤلف مثلہ فی الاسلام۔
شرح مواقف	سید شریف	**کشف الظنون مین ہے** مواقف فی علم الکلام للعلامۃ عضد الدین ×× وہو کتاب جلیل القدر رفیع الشان فشرحہ السید الشریف علی بن محمد بن محمد الجرجانی المتوفی سنہ ۹۱۶ھ الخ۔ **اور فوائد البہیہ (مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی) مین ہے** علی بن محمد بن علی المعروف بالسید الشریف و السید السند الجرجانی عالم نحریر قد حاز قصبات السبق فی التحریر فصیح العبارۃ دقیق الاشارۃ نظار فارس فی البحث و الجدل الخ
شرح فقہ اکبر	ملا علی قاری	**تعلیقات سنیہ (مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی) مین ہے** ہو علی بن سلطان محمد الہروی المعروف القاری الحنفی احد صدور العلم فرد عصرہ ×× الف التالیف النافعۃ منہا شرحہ علی المشکوۃ (الی ان قال) و شرح الفقہ الاکبر الخ۔
شرح حاوی صغیر قزوینی	علاء الدین قونوی	**کشف الظنون مین ہے** حاوی الصغیر فی الفروع للشیخ نجم الدین القزوینی الشافعی المتوفی سنہ ۶۶۵ھ وہو من الکتب المعتبرۃ بین الشافعیۃ ×× ومن شروحہ شرح الشیخ علاء الدین القونوی المتوفی سنہ ۷۲۹ھ۔
شواہد النبوۃ	ملا جامی	**کشف الظنون مین ہے** شواہد النبوۃ فارسی لمولانا نور الدین عبدالرحمن بن احمد الجامی اولہ الحمد للہ الذی ارسل رسلاً مبشرین ومنذرین الخ **اور تاریخ الخمیس (دیار بکری) کے دیباچہ مین ہے** انتخبتہا من الکتب المعتبرۃ × وہی التفسیر الکبیر و الکشاف (الی ان قال) و شواہد النبوۃ و المواہب اللدنیہ الخ
صحیح بخاری و صحیح مسلم	محمد بن اسمعیل بخاری و مسلم بن الحجاج نیشاپوری	**کشف الظنون مین ہے** جامع الصحیح المشہور بصحیح البخاری للامام الحافظ ابی عبداللہ محمد بن اسمعیل البخاری المتوفی سنہ ۲۵۶ھ وہو اول الکتب الستۃ فی الحدیث وافضلہا علی مذہب المختار قال الامام النووی فی شرح صحیح مسلم اتفق العلماء ان اصح الکتب بعد القرآن الکریم الصحیحان صحیح البخاری و مسلم الخ
صواعق محرقہ	ابن حجر مکی	**کشف الظنون مین ہے** الصواعق المحرقۃ للشیخ شہاب الدین احمد بن حجر الہیثمی مفتی الحجاز المتوفی سنہ ۹۷۳ھ

نام کتاب	نام مؤلف	توثیق
		اور تعلیقات السنیہ علی الفوائد البہیہ (مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی) مین ہے ہو احمد بن محمد بن علی بن حجر کان بحرًا فی الفقہ اماما اقتدی بہ الائمۃ مصنفاتہ فی العصر یعجز عن الاتیان بمثلہا للمعاصرون ×× ومن مولفاتہ شرح منہاج النووی (الی ان قال) والصواعق المحرقۃ الخ۔
طبقات ابن سعد	محمد بن سعد کاتب الواقدی	کشف الظنون مین ہے طبقات الصحابۃ والتابعین لابی عبداللہ محمد بن سعد الزہری البصری کاتب الواقدی المتوفی سنہ ۲۳۰ھ اور وفیات الاعیان (ابن خلکان) مین ہے ابوعبداللہ محمد بن سعد کاتب الواقدی احد الفضلاء النبلاء الاجلاء صنف کتابا کبیرا فی طبقات الصحابۃ وکان کثیر العلم والروایات۔ اور الفاروق (مولوی شبلی صاحب نعمانی) مین ہے محمد بن سعد کاتب الواقدی نہایت ثقہ اور معتمد مؤرخ ہے × اسنے ایک کتاب آنحضرت صلعم اور صحابہ و تابعین و تبع تابعین کے حالات مین نہایت شرح و بسط کے ساتھ دس بارہ جلدون مین لکھی ہے اور تمام واقعات کو محدثانہ طور پر لکھا ہے یہ کتاب طبقات ابن سعد کے نام سے مشہور ہے۔
عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری	محمود عینی	کشف الظنون مین ہے ومن شروح المشہورۃ۔ ایضاً شرح العلامۃ بدرالدین ابی محمد محمود العینی الحنفی المتوفی ۸۵۵ھ ×× سماہ عمدۃ القاری۔ اور فوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ (مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی) مین ہے قاضی القضاۃ بدرالدین العینی ولد بمصر ۷۶۲ھ لہ شرح صحیح البخاری وشرح معانی الآثار وشرح الہدایہ وغیر ذالک کان اماما عالما علامۃ وقد طالعت عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری والنہایۃ شرح الہدایہ × وکلہا مفیدۃ۔
عقد الفرید	ابن عبد ربہ	وفیات الاعیان (ابن خلکان) مین ہے ابوعمر احمد بن محمد ابن عبد ربہ × کان من العلماء المکثرین من المحفوظات والاطلاع علی اخبار الناس وصنف کتابہ العقد وہو من الکتب الممتعۃ حوی من کل شئ۔
فتح البیان و افرع النامی من الاصل السامی	مولوی صدیق حسنخان صاحب	تذکرہ علمائے ہند مین ہے مولوی صدیق حسن خان بہادر قنوجی کنیت شان ابوالطیب علوم درسیہ مروجہ بخدمت مولوی صدرالدین خان دہلوی وعلوم تفسیر و حدیث وغیرہ از علمائے یمن و سند الکتاب فرمود

توثیق	نام مؤلف	نام کتاب
؂ کتب صاحب ترجمہ بزبان ہندی و فارسی و عربی در مطابع بھوپال و مصر و قسطنطنیہ وغیرہ مطبوع شدند اسمائے آنہا ذیل مذکور اند۔ ابجد العلوم اتحاف النبلاء۔ تفسیر فتح البیان۔ فتح المغیث۔ الفرع النامی وغیرہا الخ۔		
تذکرۃ الحفاظ (ذہبی) مین ہے احمد بن یحیی البلاذری صاحب التاریخ المشہور۔ کان من طبقۃ ابو داؤد السجستانی۔ **اور الفاروق (مولوی شبلی صاحب نعمانی) مین ہے** احمد بن یحیی البلاذری المتوفی ۲۷۹ھ ابن سعد کا شاگرد اور متوکل عباسی کا درباری تھا اسکی وسعت نظر اور صحت روایت محدثین کے گروہ مین بھی مسلم ہے۔ تاریخ و رجال مین اسکی دو کتابین مشہور ہین۔ فتوح البلدان۔ انساب الاشراف۔	بلاذری	فتوح البلدان
اتحاف النبلاء (مولوی صدیق حسن خان صاحب) مین ہے ولی اللہ قطب الدین احمد بن عبد الرحیم الدہلوی نسب ایشان بخلیفہ ثانی حضرت فاروق بسی واسطہ میرسد۔ تصانیف ایشان بسیار است وہمہ نافع ومفید ؂ منہا حجۃ اللہ البالغہ وازالۃ الخفا وفیوض الحرمین وہمعات والطاف القدس ؂ قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین والتفہیمات الخ۔	شاہ ولی اللہ دہلوی	قرۃ العینین
مقدمہ کتاب الامامۃ والسیاسۃ (محمود رافعی) طبع مصر مین ہے کتاب الامامۃ والسیاسۃ لابن قتیبۃ الدینوری وجدتہ فریداً فی بابہٖ ثانی اسلوبہٖ لم یکن فی موضوعہٖ مثلہ فقد جمع فیہ مولفہ رحمہ اللہ من طرائف الاخبار ونوادر التاریخ فیما یتعلق بمسائل الامامۃ وما وقع فی ایام الصحابۃ رضوان اللہ علیہم۔ **اور کتاب الف باٴ فی المحاضرات (ابن الشیخ البلوی) مین ہے** ذکر ابن قتیبۃ فی کتابہ الامامۃ والسیاسۃ انہ لما قدم علی الحجاج سعید بن جبیر قال لہ ما اسمک قال انا سعید بن جبیر فقال الحجاج بل انت شقی بن کسیر۔ **اور اتحاف الوریٰ باخبار ام القریٰ (ابن فہد مکی) مین ہے** قال ابو محمد بن قتیبۃ فی کتاب الامامۃ والسیاسۃ کان مسلمۃ بن مروان والیا علی اہل مکۃ الخ **اور وفیات الاعیان (ابن خلکان) مین ہے** ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبۃ الدینوری ؂ کان فاضلاً ثقۃ سکن بغداد وحدث بہا عن اسحاق بن راہویہ وغیرہ ؂ وتصانیفہ کلہا مفیدۃ الخ۔	ابن قتیبہ کاتب دینوری	کتاب الامامۃ والسیاسۃ

نام کتاب	نام مؤلف	توثیق
کتاب الانساب سمعانی	عبدالکریم سمعانی	**کشف الظنون میں ہے** انساب السمعانی للامام ابوسعد عبدالکریم الشافعی الحافظ المتوفی ۵۶۲ھ وہو کتاب عظیم فی ہذا الفن
کتاب المعمرین	ابوحاتم سہل السجستانی	**کتاب الفہرست ابن الندیم بغدادی میں ہے** **اخبار ابی حاتم السجستانی** قال ابوسعید اسمہ سہل بن محمد وکان کثیر الروایۃ عن ابی زید وابی عبیدۃ والاصمعی ، وکان صادق الروایۃ ، کثیر التالیف ، توفی فی شہر رجب من سنۃ خمس وخمسین ومائتین۔
کتاب الخراج	قاضی ابویوسف	**کشف الظنون میں ہے** کتاب الخراج للامام ابی یوسف یعقوب الحنفی المتوفی ۱۸۲ھ
کنز العمال	شیخ علی متقی	**کشف الظنون میں ہے** کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال وہو مرتب جمع الجوامع للسیوطی (وقال فی موضع آخر بعد ذکر جمع الجوامع للسیوطی) ان الشیخ العلامۃ علاء الدین علی بن حسام الدین الہندی الشہیر بالمتقی رتب ہذا الکتاب الکبیر کما رتب الجامع الصغیر سماہ کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال **اور اخبار الاخیار (شیخ عبدالحق محدث دہلوی) میں ہے** شیخ علی بن حسام الدین بن عبدالملک بن قاضی خان المتقی القادری الشاذلی المدینی الچشتی رحمۃ اللہ علیہ در مکہ معظمہ رخت اقامت نہادہ عالم را بانوار طاعت ومجاہدات وبآثار افادت علوم دینی وافاضت معارف یقینی مستنیر ومستفید ساخت وبجمع وتصانیف کتب ورسائل در علم حدیث وتصوف اشتغال فرمود بعد از مشاہدہ آثار خیر ایشان از تالیف وغیر آن عقل حیران میشود وبجزم حکم میکند کہ اینہا بے توفیق کامل وبرکت شامل کہ ناشی از کمال مرتبہ استقامت ورسوخ درجہ ولایت باشد وجود نگیرد۔ جامع صغیر وجمع الجوامع شیخ جلال الدین سیوطی را کہ احادیث بترتیب حروف تہجی جمع کردہ دادعائے احاطہ جمیع احادیث نبوی از اقوال وافعال کردن تبویب فرمودہ شیخ ابوالحسن بکری میفرمود للسیوطی منۃ علی العلمین وللمتقی منۃ علیہ
کتاب الوسائل	جلال الدین سیوطی	**کشف الظنون میں ہے** کتاب الاوائل لابی ہلال حسن بن عبداللہ العسکری المتوفی ۳۹۵ھ وہو اول من صنف فیہ وہو رسالۃ مختصرۃ ولخصہ المسمی بالوسائل فی معرفۃ الاوائل لجلال الدین السیوطی الخ
مسند احمد حنبل	امام المحدثین احمد حنبل	**کشف الظنون میں ہے** مسند الامام احمد بن محمد بن حنبل المتوفی ۲۴۱ھ کتاب جلیل ، وان لاحمد بن حنبل شرطا فیہ ان لا یخرج الا حدیثا صحیحا عندہ۔

نام کتاب	نام مؤلف	توثیق
		اور بستان المحدثین (شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی) مین ہے امام احمد چون از مسودۂ این مسند فارغ شد ہمہ اولادِ خود را جمع کردہ بر ایشان خواند و گفت این کتابی است کہ من آنرا جمع کردہ ام و چیدہ ام از ہفت لک و پنجاہ ہزار حدیث یعنی طرق پس اگر مسلمانان را اختلافے واقع شود در احادیثے از احادیث پیغمبر علیہ السلام باید کہ باین کتاب رجوع آرند۔
مستدرک حاکم	حاکم نیشاپوری	کشف الظنون مین ہے مستدرک علی الصحیحین فی الحدیث للشیخ الامام ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ المعروف بالحاکم النیشاپوری الحافظ المتوفی سنہ ۴۰۵ھ۔ اور وفیات الاعیان (ابن خلکان) مین ہے ابوعبداللہ محمد × المعروف بالحاکم النیشاپوری الحافظ × امام اہل الحدیث فی عصرہ والمؤلف فیہ الکتب التی لم یسبق الی مثلہا کان عالماً عارفاً واسع العلم۔
موطاء مالک	امام المحدثین مالک	کشف الظنون مین ہے موطأ فی الحدیث للامام مالک بن انس بن مالک الاصبحی المدنی امام دار الہجرۃ المتوفی سنہ ۱۷۹ھ
مشکل الآثار	طحاوی	فوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ (مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی) مین ہے ابوجعفر الطحاوی امام جلیل القدر مشہور فی الآفاق۔ ذکرہ الجلیل مملوّ فی بطون الاوراق. کان اماماً فی الاحادیث والاخبار لہ تصانیف جلیلۃ معتبرۃ منہا احکام القرآن وکتاب معانی الآثار ومشکل الآثار الخ اور عجالۂ نافعہ (شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی) مین ہے طحاوی از جملہ علمائے حنفیہ در شرح احادیث سرآمد و پیشوا است۔
معجم کبیر طبرانی	طبرانی	کشف الظنون مین ہے المعجم الکبیر فی الحدیث للامام ابی القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی الحافظ المتوفی سنہ ۳۶۰ھ۔
معالم التنزیل	محی السنۃ بغوی	کشف الظنون مین ہے معالم التنزیل فی التفسیر للامام محی السنۃ ابی محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی الشافعی المتوفی سنہ ۵۱۶ ہجری اور وفیات الاعیان (ابن خلکان) مین ہے ابومحمد الحسین بن مسعود بن محمد المعروف بالفراء البغوی الفقیہ الشافعی المحدث المفسر کان بحراً فی العلوم صنف کتباً کثیرۃ منہا کتاب التہذیب وکتاب شرح السنہ ومعالم التنزیل فی تفسیر القرآن الکریم
مرآۃ الجنان	یافعی	کشف الظنون مین ہے مرآۃ الجنان × للامام ابی محمد عبداللہ بن اسعد الیافعی الیمنی المتوفی سنہ ۷۶۸ ہجری

نام کتاب	نام مؤلف	توثیق
مروج الذہب و معادن الجوہر	مسعودی	کشف الظنون مین ہے مروج الذہب و معادن الجوہر لابی الحسن علی بن حسین بن علی المسعودی المتوفی سنہ ٣٤٦ھ۔ اور کتاب الفہرست ابن الندیم بغدادی مین ہے المسعودی یعرف بابی الحسن علی بن الحسین بن علی المسعودی × × ولہ من الکتب کتاب یعرف بمروج الذہب و معادن الجواہر الخ اور حجج الکرامہ (مولوی صدیق حسن خانصاحب) مین ہے، مسعودی در مروج الذہب احوال امم و آفاق را شرح نمود و ذکر نحل و عوائد و وصف بلدان و جبال و بحار و ممالک و دول و فرق و شعوب عرب و عجم و شرق و غرب را با بیت سنہ ٣٣٢ھ سیصدسی ہجری کہ عصر اوست ضبط نمودہ و لہذا مرجع مورخین گردید در تحقیق اکثر اخبار تعویل بروے کنند اور الفاروق (مولوی شبلی صاحب نعمانی) مین ہے ابو الحسن مسعودی فن تاریخ کا امام ہے۔ اسلام مین آجتک اسکے برابر کوئی وسیع النظر مورخ پیدا نہین ہوا اسکی تمام تاریخی کتابین ملتین تو کسی اور تصنیف کی کچھ حاجت نہوتی۔ یورپ نے اسکی دو کتابین مہیا کین ایک مروج الذہب دوسری کتاب الاشراف مروج الذہب مصر مین بھی چھپ گئی ہے
معارف ابن قتیبہ	ابن قتیبہ دینوری	کشف الظنون مین ہے معارف فی التاریخ لابن قتیبہ ابی محمد عبد اللہ بن مسلم الدینوری المتوفی سنہ ٢٧٦ھ اور الفاروق (مولوی شبلی صاحب نعمانی) مین ہے عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ نامور اور مستند مصنف ہے محدثین بھی اسکے اعتماد اور اعتبار کے قائل ہین۔ تاریخ مین اسکی مشہور کتاب معارف ہے جو مصر وغیرہ مین چھپ گئی ہے
مواہب لدنیہ	قسطلانی	کشف الظنون مین ہے المواہب اللدنیہ فی السیرۃ للشیخ الامام شہاب الدین احمد القسطلانی و ہو کتاب جلیل القدر کثیر النفع الخ
مشکوٰۃ المصابیح	خطیب تبریزی	مرقات شرح مشکوۃ (ملا علی قاری) مین ہے کتاب مشکوۃ المصابیح الذی الفہ مولانا الحبر العلامۃ والبحر الفہامۃ مظہر الحقائق و موضح الدقائق الشیخ التقی النقی ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب التبریزی الخ۔
مرقاۃ شرح مشکوٰۃ	ملا علی قاری	کشف الظنون مین ہے وعلی المشکوۃ حاشیۃ للعلامۃ السید الشریف وللشیخ نور الدین علی بن سلطان محمد الہروی المعروف بالقاری المتوفی سنہ ١٠١٤ھ والف شرح عظیم علی المشکوۃ سماہ بالمرقاۃ الخ.

نام کتاب	نام مؤلف	توثیق
معجم البلدان	یاقوت حموی	کشف الظنون میں ہے معجم البلدان للشیخ ابی عبداللہ یاقوت الحموی الرومی الخ
ملل ونحل	شہرستانی	کشف الظنون میں ہے الملل والنحل صنف فیہا جماعۃ × منہم ابو الفتح الامام محمد بن عبدالکریم الشہرستانی المتوفی سنہ ۵۴۸ھ فقد قال (تاج الدین السبکی) ہو عندی خیر کتاب صنف فی ہذا الباب الخ۔ اور وفیات الاعیان (ابن خلکان) میں ہے ابو الفتح محمد بن ابی القاسم عبدالکریم بن ابی بکر احمد الشہرستانی کان اماما فقیہا متکلما × × صنف کتاب نہایۃ الاقدام وکتاب الملل والنحل الخ۔
مقتل ابی مخنف	ابو مخنف	کتاب الفہرست (ابن الندیم بغدادی) میں ہے ابو مخنف لوط بن یحیی بن سعید بن مخنف بن سلیم الازدی وکان مخنف بن سلیم من اصحاب علی وروی عن النبی صلعم۔ ولہ من الکتب کتاب الردۃ۔ کتاب فتوح الشام۔ کتاب فتوح العراق × × کتاب مقتل علی کتاب مقتل حجر بن عدی کتاب مقتل محمد بن ابی بکر کتاب الشوری ومقتل عثمان وکتاب مقتل الحسین الخ
محاضرات الادبار	راغب اصفہانی	کشف الظنون میں ہے محاضرات الادبار لابی القاسم حسین بن محمد المعروف بالراغب الاصفہانی وہو عمدۃ ہذا الفن بین الفضلاء
محاضرۃ الاوائل	شیخ علاء الدین	کشف الظنون میں ہے محاضرۃ الاوائل ومسامرۃ الاواخر مختصر للشیخ علاء الدین علی دوہ فرغ من تالیفہ فی شہر رجب سنہ ۹۹۸ھ
مجمع بحار الانوار یا مجمع البحار	ملا طاہر فتنی	فوائد البہیہ (مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی) میں ہے ہو رئیس محدثی الہند محمد طاہر الفتنی × صنف تالیف مفیدۃ کمجمع البحار فی غریب الحدیث والمغنی۔ اور عجالہ نافعہ (شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی) میں ہے مجمع البحار شیخ طاہر در تحقیق جمیع کتب حدیث یعنی طبقات اربعہ کافی است۔
معارج النبوۃ	ملا معین	کشف الظنون میں ہے معارج النبوت فی السیر لمعین الحاج محمد المعروف بہ ملا مسکین۔
مدارج النبوت و ماثبت بالسنۃ	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	عجالہ نافعہ (شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی) میں ہے مدارج النبوۃ شیخ عبدالحق محدث در سیرت شامیہ ومواہب لدنیہ مبسوط ترین سیرتہا اند۔ اور اتحاف النبلاء (مولوی صدیق حسن خان صاحب) میں ہے ابو المجد شیخ عبدالحق بن سیف الدین بن سعد اللہ الترک الدہلوی × مصنفات ایشان لمعات

نام کتاب	نام مؤلف	توثیق
		شرح مشکوۃ درعربی واشعۃ اللمعات درفارسی وشرح سفرالسعادت واخبار الاخیار ومدارج النبوۃ وماثبت بالسنۃ است الخ۔
نوادر الاصول	حکیم ترمذی	کشف الظنون مین ہے نوادر الاصول فی معرفۃ اخبار الرسول لابی عبداللہ محمد بن علی الحکیم الترمذی المتوفی شہیداً ۲۵۵ھ
نہایہ	ابن الاثیر الجزری	کشف الظنون مین ہے نہایہ فی غریب الحدیث وہی مجلدات للشیخ الامام ابی السعادات مبارک بن ابی الکرم محمد المعروف بابن الاثیر الجزری المتوفی سنہ ۶۰۶ھ
نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض	شہاب خفاجی	کشف الظنون مین ہے وشرح الشفا لشہاب الدین الخفاجی المتوفی سنہ ۱۰۶۹ھ شرحا کبیرا فی غایۃ التدقیق والتحقیق۔ اور خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر (مولفۃ علامہ محمد المحبی) مین ہے الشیخ احمد بن محمد بن عمر قاضی القضاۃ الملقب بشہاب الدین الخفاجی الحنفی صاحب التصانیف السائرۃ وکان فی عصرہ بدر سماء العلم من تالیفہ حواشی تفسیر القاضی وشرح الشفا والریحانۃ الالبا الخ اور تعلیقات سنیہ علی الفوائد البہیہ (مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی) مین ہے قد طالعت تصانیفہ حواشی البیضاوی فی ثمان مجلدات وشرح الشفا اربع مجلدات وکلاہما یدلان علی وسعۃ نظرہ۔
نور العینین فی مشہد الحسین	ابو اسحٰق اسفرائنی	تاریخ ابن خلکان مین ہے الاستاذ ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد الاسفراینی الفقیہ الشافعی × × ولہ التصانیف الجلیلۃ۔
وفیات الاعیان	ابن خلکان	کشف الظنون مین ہے وفیات الاعیان فی مجلدین للقاضی شمس الدین ابی العباس احمد بن محمد المعروف بابن خلکان الشافعی المتوفی سنہ ۶۸۱ھ اور حسن المحاضرہ فی اخبار المصر والقاہرہ (سیوطی) مین ہے ابن خلکان قاضی القضاۃ شمس الدین ابو العباس احمد بن محمد بن ابراہیم بن ابی بکر الشافعی صاحب وفیات الاعیان × × کان ذکیا عارفا بایام الناس مات رجب ۶۸۱ھ ہجری۔
وسیلۃ النجاۃ	ملا محمد مبین لکھنوی فرنگی محلی	تاریخ علمائے ہند مین ہے ملا مبین لکھنوی ابن ملا محب اللہ ابن ملا احمد عبدالحق ابن ملا محمد سعید پسر دوم ملا قطب الدین شہید سہالوی۔ شاگرد رشید ملا حسن عالم علوم عقلی ونقلی واقف رموز خفی وجلی درجودت ذہن و

نام کتاب	نام مؤلف	توثیق
		ذکاوطلاقت معروف بود وتصانیف لطیف دارد ازان جمله شرح سلم وشرح مسلم الثبوت وحاشیہ میرزاہد ملاجلال وحاشیہ میرزاہد شرح مواقف ووسیلۃ النجاۃ درحالات اہلبیت نبوی صلعم ×× وغیر ذالک اند در ۱۲۲۵ھ رحلتش سوئے روضۂ رضوان وقوع یافتہ ۔
الیواقیت والجواہر	عبدالوہاب شعرانی	**کشف الظنون میں ہے** الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر للشیخ عبدالوہاب الشعرانی الشافعی المتوفی سنہ ۹۷۶ھ × الفہ فی العقائد فرغ من تالیفہ فی شہر رجب ۹۵۵ سنہ ہجری ۔ **اور عجالۂ نافعہ (شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی) مین ہے** این فقیر علم حدیث ذجمیع علوم رامحض از خدمت والد ماجد خود اخذ کردہ ہست (الی ان قال) وحضرت ایشان اول در دیار خود بعضے کتب حدیث مثل مشکوۃ وصحیح بخاری بخدمت والد بزرگوار خود گزرانیدہ بطریق درایت اخذ این علم فرمودہ بودند (الی ان قال) وآخراً در مدینۂ منورہ ودرمکۂ معظمہ از اجل مشائخ حرمین این علم را باستیعاب استقصا فراگرفتند وبیشتر استفادۂ ایشان از جناب حضرت شیخ ابوطاہر مدنی قدس سرہ بود کہ یگانۂ عصر خود بودند درین باب × وازجمل اتفاقات آنکہ شیخ ابوطاہر قدس سرہ سند مسلسل دارند بصوفیان وعرفا تا شیخ زین الدین زکریا انصاری وہوانہ اخذ عن ابیہ الشیخ ابراہیم الکردی وہو عن الشیخ احمد القشاشی وہو عن الشیخ الشناوی وہو عن والدہ الشیخ عبدالقدوس الشناوی وہو ایضا عن الشیخ محمد بن ابی الحسن البکری وایضاً عن الشیخ محمد بن احمد الرملی وایضا عن الشیخ عبدالرحمن بن عبدالقادر بن فہد ومولاء کلہم من اجلۃ المشائخ العارفین باللہ والشیخ عبدالقدوس عن الشیخ ابن حجر المکی وعن الشیخ عبدالوہاب الشعرانی وہما عن الشیخ الاسلام زین الدین زکریا الانصاری الخ ۔

تاریخ احمدی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ | وَلَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الۡعَلِيِّ الۡعَظِيۡمِ

علامۂ قسطلانی کتاب مواہب اللدنیہ مین لکھتے ہین کہ جب پروردگار عالم نے ایجاد مخلوقات کا ارادہ فرمایا تو نور محمدی کو اپنے انوار صمدیہ سے ظاہر کر کے اُس نور سراپا ظہور سے تمام عالم کو پیدا کیا۔ جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ مین نے جناب رسالتمآب سے پوچھا کہ یارسول اللہ (میرے مان باپ آپ پر فدا ہون) سب سے پہلے خدا نے کس چیز کو خلق فرمایا۔ آنحضرت نے جواب دیا کہ اے جابر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا کیا۔ نیز حضرت علی سے مروی ہے کہ جناب رسول مقبول نے ارشاد فرمایا کہ خلاق عالم نے میرے نور کو حضرت آدم کی پیدائش سے چودہ ہزار سال پہلے خلق فرمایا۔ اور سند المورخین علامۂ مسعودی نے تاریخ مروج الذہب و معادن الجوہر مین حضرت علی ابن ابیطالب سے روایت کیا ہے کہ جب حق تعالیٰ نے تقدیر مخلوقات اور آفرینش خلق کا ارادہ فرمایا تو آسمان اور

بسم الله الرحمن الرحيم ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم قال القسطلانی فی المواهب اللدنية لما تعلقت ارادة الحق بايجاد خلقه ابرز الحقيقة المحمدية من الانوار الصمدية ثم سلخ منها العوالم كلها وعن جابر بن عبد الله قال قلت يا رسول الله بابی انت وامی اخبرنی عن اول شیء خلقه الله تعالی قبل الاشياء قال يا جابر ان الله تعالی قد خلق قبل الاشياء نور نبيك من نوره وعن علی ان النبی صلعم قال كنت نورا بين يدی ربی قبل خلق آدم باربعة عشر الف عام الخ وقال العلامة المسعودی فی مروج الذهب ومعادن الجوهر روی عن امير المومنين علی بن ابی طالب عليه السلام انه قال ان الله حين شاء تقدير الخليقة وذرء البرية و ابداع المبدعات نصب الخلق فی صور كالهباء قبل دحو الارض و

زمین کی پیدائش سے پہلے بحالت انفراد ملکوتی و توحد جبروتی اپنے نور مقدس سے ایک تابندہ
نور کو ظاہر کیا اور اپنی ضیائے بے ہمتا سے ایک شعلہ نورانی کو جُدا فرمایا چنانچہ وہ نور سراپا ظہور
اون صورتون مین جو مثل ذرات کے مخفی تھین فراہم ہوکر ہمارے رسول مقبول محمد مصطفٰے صلعم کی
صورت مین ہویدا ہوا جس سے خدائے عزوجل نے خطاب فرمایا کہ تو میرا مختار منتخب اور میرے نور اور
خزائن ہدایت کا امین ہے تیرے ہی سبب سے زمین کو فرش پانی کو روان آسمان کو بلند اور ثواب و
عقاب و جنت و نار کو معین کرونگا اور تیرے اہلبیت کو ہدایت کیلیے قائم کرکے اونکو ایسا علم مکنون
بخشونگا کہ اونپر کوئی باریکی مشتبہ نرہیگی اور کوئی امر مخفی اونکو عاجز نہ کرسکیگا اور مین اونکو اپنی مخلوقات
پر حجت قرار دونگا اور وہ میری قدرت اور وحدانیت سے لوگونکو آگاہ کرنیوالے ہونگے پھر حقتعالے
نے سب سے اپنی ربوبیت اور اخلاص بالوحدانیت کی شہادت لی اور قبل از اخذ میثاق سب پر
جناب رسالتمآب اور اونکی آل کا انتخاب ظاہر فرما کر بتایا کہ آنحضرت نور حق ہین اور ہدایت اونکی
جانب سے ہی اور منصب امامت اونکی آل کیلیے ہی تاکہ طریقہ عدل کو تقدم ہو اور خلق کو کوئی عذر
باقی نرہے بعدہٗ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو اپنے حجاب غیب اور علم مخفی مین پوشیدہ فرماکر بارادہ
اظہار انواع عالم زمانے کو پھیلایا۔ پانی کو موجزن کیا۔ اوسکی جھاگ کو جوش مین لایا۔ دھوئین
کو برانگیختہ کیا اور عرش عظیم کو بالائے آب بلند فرمایا پھر زمین کو پانی پر بچھا کر اور آسمانون
کو بلند فرماکر اون سے اپنی اطاعت قبول کرائی بعد از ان ملائکہ کو اون انوار اور

رفع السماء وهو في انفراد ملكوته
وتوحد جبروته فاتاح نورا
من نوره فلمع ونزع قبسا
من ضيائه فسطع ثم اجتمع النور
في وسط تلك الصور الخفية
فوافق ذلك صورة نبينا محمد
صلى الله عليه وسلم فقال الله
عز من قائل انت المختار المنتخب
وعندك مستودع نوري و
كنوز هدايتي من اجلك اسطح
البطحاء وامرج الماء وارفع السماء
واجعل الثواب والعقاب والجنة
والنار وانصب اهل بيتك للهداية
واوتيهم من مكنون علمي ما لا
يشكل عليهم دقيق ولا يغيبهم
خفي واجعلهم حجتي على بريتي
والمنبهين على قدرتي ووحدانيتي
ثم اخذ الله الشهادة عليهم بالربوبية
والاخلاص بالوحدانية فبعد اخذ
ما اخذ جل شانه ببصائر
الخلق انتخب محمدا وآله
وارادهم ان الهداية
معه والنور له والامامة في آله
تقديما لسنة العدل وليكون
الاعذار متقدما ثم اخفى الله
الخليقة في غيبه وغيبها في مكنون
علمه ثم نصب العوالم وبسط الزمان
وموج الماء واثار الزبد واهاج
الدخان فطفا عرشه على الماء
فسطح الارض على ظهر الماء
ثم استجابهما الى الطاعة
فاذعنتا بالاستجابة ثم
انشاء الله الملائكة من انوار

ابدعها وارواح اخترعها وقرن توحيده بنبوة محمد صلعم فشهرت في السماء قبل بعثته في الارض فلما خلق الله آدم ابان فضله للملائكة واراهم ما خصه به من سابق العلم حيث عرفه عند استنبائه ع اياه اسماء الاشياء فجعل الله آدم محرابا وكعبة وبابا وقبلة اسجد اليها الابرار والروحانيين الانوار ثم نبه آدم على مستودعه وكشف له عن خطر ما ائتمنه عليه بعد ما سماه اماما عند الملائكة فكان حظ آدم من الخير ما اراه من مستودع نورنا ولم يزل الله تعالى يخبأ النور تحت الزمان الى ان وصل محمدا صلى الله عليه وسلم في ظاهر الفترات فدعا الناس ظاهرا وباطنا وندبهم سرا واعلانا واستدعى عليه السلام التنبيه على العهد الذي قدمه الى الذرء قبل النسل فمن وافقه واقتبس من مصباح النور المتقدم اهتدى الى سيره واستبان واضح امره ومن ابلسته الغفلة استحق السخط ثم انتقل النور الى غرائزنا ولمع في ائمتنا فنحن انوار السماء وانوار الارض فبنا النجاة ومنا مكنون العلم والينا مصير الامور

ارواح مخترعہ سابقہ سے پیدا کیا اور اپنی توحید کو نبوت محمدیہ سے مقرون فرمایا پس آنحضرت کی نبوت آپکے مبعوث فی الارض ہونے سے پہلے آسمان مین مشہور ہوئی اور جب خدا نے حضرت آدم کو پیدا کیا تو اونکی فضیلت فرشتون پر ظاہر فرمائی یعنے ملائکہ کو حضرت آدم کا وہ فضل خاص دکھادیا جو علم سابق سے متعلق تھا اور جسکی برکت سے آدم نے قبت استفسار ایزدی اسمائے اشیا کی تشریح کردی تھی پھر پروردگار عالم نے حضرت آدم کو محراب اور کعبہ اور باب اور قبلہ قرار دیکر ابرار اور روحانیونکو اونکی جانب سجدہ کرنیکا حکم فرمایا اور آدم کو اوس نور سراپا ظہور سے آگاہ کیا جو انہین ودیعت کیا گیا تھا اور اونکو امام قرار دینے کے بعد اوس نور کی عظمت ظاہر فرمائی چنانچہ حضرت آدم کو جو خیر حاصل ہوا وہ اوسی نور کی بدولت تھا جسکے وہ امین قرار دیے گئے پس خدائے قدیر نے اوس نور کو ہر زمانے مین مخفی رکھا یہانتک کہ وہ نور مقدس ظاہر فترات مین ہمارے رسول مقبول سے واصل ہوا اور آنحضرت نے بطور ظاہر و باطن لوگون کو دعوت اسلام فرمائی اور اوس عہد قدیم کی تجدید چاہی جسکو خدا نے خلقت عالم و آدم سے مقدم کیا تھا چنانچہ جس جس نے آنحضرت سے موافقت کی اور چراغ نور مقدم سے استفادہ کیا اوس نے ہدایت پائی اور اوسپر آنحضرت کا امر روشن ظاہر ہوگیا اور جسکو غفلت نے شبہ مین ڈالا وہ عذاب الٰہی کا مستحق ہوگیا۔ پھر وہ نور منتقل ہوکر ہم ائمہ مین چمکا جو آسمان و زمین کے انوار اور باعث نجات ہین۔ جنکی وجہ سے علوم مخفیہ ظاہر ہوتے ہین جنکی طرف مرجع تمام امور کا ہے

اور جنکے اوس مہدی موعود پر خدا کی حجتون کا انقطاع ہوگا جو خاتم الائمہ اور نجات دہندہ امت
اور غایت نور اور مصدر امور ہی اور طبرانی نے معجم کبیر مین ابن عباس سے روایت کی ہے کہ فرمایا
جناب رسالتمآب نے کہ مین اوسوقت نبی تھا جب آدم بین الروح والجسد تھے یعنے اونکی خلقت
کامل بھی نہوئی تھی اور مسند احمد و مستدرک حاکم مین ہی کہ حقتعالی نے آدم کو اوس مشت خاک
سے پیدا کیا جو کل روئے زمین سے منتخب فرمائی تھی لہذا بنی آدم اوسیطرح مخلوق ہوئے جسطرح اونکی
خاک تھی یعنی سرخ سفید سیاہ۔ یا ان رنگونکے اور ابن حکیم ترمذی نے نوادر الاصول مین ابو ذر
سے روایت کی ہے کہ اول الانبیا حضرت آدم ہین اور خاتم الانبیا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور ابن عساکر نے انس سے روایت کی ہی کہ پہلے نبی مرسل حضرت نوح ہین اور ابن سعد نے
طبقات مین محمد بن سائب سے روایت کی ہی کہ نبیا مین پہلے نبی حضرت ادریس بن یارد بن مہلائیل
بن قینان بن انوش بن شیث مبعوث ہوئے اونکے بعد حضرت نوح بن لمک بن متوشلخ بن ادریس
پیغمبر ہوئے پھر حضرت ابراہیم بن تارخ بن ناخور بن ساروغ بن ارغو بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن
سام بن نوح مبعوث برسالت ہوئے بعد ازان حضرت ابراہیم کے دونون فرزند حضرت اسمعیل اور حضرت
اسحاق نبی ہوئے اونکے بعد حضرت یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم پیغمبر ہوئے پھر حضرت یوسف بن یعقوب
بن اسحاق کو درجہ نبوت ملا بعدہ حضرت لوط بن ہاران بن تارخ بن ناخور بن ساروغ نبی ہوئے بعد ازان
حضرت ہود بن عبد اللہ بن خلود بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح کو اللہ تعالی نے اپنا نبی مقرر فرمایا

وبمهدينا تنقطع الحجج خاتمة الائمة ومنقذ الامة وغاية النور ومصدر الامور ؁ واخرج الطبراني في المعجم الكبير عن ابن عباس قال قال رسول الله صلعم كنت نبيا وآدم بين الروح والجسد ؁ واخرج احمد في المسند والحاكم في المستدرك ان الله خلق آدم من قبضة قبضها من جميع الارض فجاء بنو آدم على قدر الارض جاء منهم الاحمر والابيض والاسود وبين ذلك ؁ اخرج الحكيم الترمذي عن ابي ذر اول الرسل آدم وآخرهم محمد صلعم ؁ واخرج ابن عساكر عن انس اول نبي ارسل نوح ؁ واخرج ابن سعد في الطبقات عن محمد بن السائب عن ابيه قال اول نبي بعث ادريس وهو خنوخ بن يارد بن مهلائيل بن قينان بن انوش بن شيث ثم نوح بن لمك بن متوشلخ بن ادريس ثم ابراهيم بن تارخ بن ناخور بن ساروغ بن ارغو بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح ثم اسمعيل واسحق ابنا ابراهيم ثم يعقوب بن اسحق بن ابراهيم ثم يوسف بن يعقوب بن اسحق ثم لوط بن هاران بن تارخ بن ناخور بن ساروغ وهو ابن اخي ابراهيم خليل الرحمن ثم هود بن عبد الله بن الخلود بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح۔

اور اونکے بعد حضرت صالح بن آسف بن کماشیح بن اروم بن ثمود بن جاثر بن ارم بن سام بن نوح اور
اونکے بعد حضرت شعیب بن یوبب بن عیفا بن مدین بن ابراہیم خلیل الرحمٰن اور اونکے بعد حضرت موسیٰ
اور حضرت ہارون فرزندان عمران بن قاہث بن لاوی بن یعقوب اور اونکے بعد حضرت الیاس بن
تشبین بن العاذر بن ہارون بن عمران بن قاہث بن لاوی بن یعقوب اور اونکے بعد حضرت الیسع
بن غری بن نشوتلخ بن افرایم بن یوسف بن یعقوب اور اونکے بعد حضرت یونس بن متی
(اولاد فرزندان یعقوب) اور اونکے بعد حضرت ایوب بن زارح بن اموص بن لیفزن بن عیص
ابن اسحاق اور اونکے بعد حضرت داؤد بن ایشا بن عویذ بن باعر بن سلمون بن نخشون بن عمیناذب
بن ارم بن حصرون بن فارس بن یہوذا بن یعقوب اور اونکے بعد حضرت سلیمان بن داؤد اور
اونکے بعد زکریا بن لبشوی (بنی یہوذا) اور اونکے بعد حضرت یحییٰ بن حضرت زکریا اور اونکے
بعد حضرت عیسیٰ بن مریم بنت عمران بن ماثان (جو نسل یہوذا ابن یعقوب سے تھے) اور بالآخر
جناب سید المرسلین خاتم النبیین محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف
مرتبۂ عالیہ نبوت و رسالت پر فائز ہوئے صلواۃ اللہ علیہم اجمعین۔

علامہ ابوالفدا اور ابن الوردی نے اپنی تاریخوں میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کا نسب نامہ یوں لکھا ہی کہ ابوالقاسم محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف
بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر (قریش) بن مالک بن نضر بن

ثم صالح بن اسف بن
كماشيح بن اروم بن ثمود
بن جاثر بن ارم بن سام بن
نوح ثم شعيب بن يوبب
بن عيفا بن مدين بن
ابراهيم خليل الرحمن ثم
موسى وهارون ابنا عمران
بن قاهث بن لاوى بن
يعقوب ثم الياس بن
نشبين بن العاذر بن
هارون بن عمران بن
قاهث بن لاوى بن يعقوب
ثم اليسع بن غرى بن نشوتلخ
بن افراهيم بن يوسف بن يعقوب
ثم يونس بن متى من بنى
يعقوب ثم ايوب بن زارح بن
اموص بن ليفزن بن العيص
بن اسحق ثم داؤد بن ايشا
بن عويذ بن باعر بن سلمون
بن نخشون بن عميناذب
بن ارم بن حصرون
بن فارس بن يهوذا بن
يعقوب ثم سليمان ع بن
داؤد ع ثم زكريا بن لبشوى
من بنى يهوذا بن يعقوب
ثم يحيى بن زكريا ثم عيسى
بن مريم بنت عمران بن ماثان
من بنى يهوذا بن يعقوب
ثم النبى عليه السلام محمد
بن عبدالله بن عبدالمطلب بن
هاشم بن عبدمناف سلمه قال
ابوالفدا وابن الوردى (فى ذكر
نسب رسول الله صلعم) هو
ابوالقاسم محمد بن عبدالله
بن عبدالمطلب بن هاشم
بن عبدمناف بن قصى
بن كلاب بن مرة بن كعب
بن لوى بن غالب بن فهر
(اى قريش) بن مالك
بن النضر بن

کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ۔ اسکے بعد ان مورخین نے
کہا ہے کہ آنحضرت کا سلسلہ نسب عدنان تک تو متفق علیہ ہے اور عدنان کا اولاد اسمٰعیل سے
ہونا بھی مسلم ہے لیکن اسمین اختلاف ہے کہ مابین عدنان و اسمٰعیل علیہ السلام کتنی پشتین گزرین
علامہ جوانی عالم علم انساب نے اس باب مین جو قول مختار نقل کیا ہے وہ یہ ہے کہ عدنان بن اُد
بن اُدو بن الیسع بن الہمیسع بن سلامان بن حمل بن نبت بن قیدار بن اسمٰعیل علیہ السلام ۔
ابن اثیر جزری تاریخ کامل مین لکھتے ہین کہ عبد مناف کے دو بیٹے عبد شمس اور ہاشم ساتھ
پیدا ہوئے اور ایک کی انگلی دوسرے کی پیشانی سے چسپان تھی جسکو جدا کیا گیا تو خون جاری ہوا
لوگ اسکو بدشگونی سمجھ کر کہنے لگے کہ ان دونون کی نسل مین خونریزیان ہونگی ۔ جب ہاشم اپنے باپ
عبد مناف کے بعد اُنکی ریاست (سقایہ و رفادہ) کے رئیس اور ولی ہوئے تو اُمیہ بن عبد شمس کے
دلمین ہاشم کی جانب سے حسد پیدا ہوا اور جو عداوت مابین خاندان ہاشم و اُمیہ واقع ہوئی اُسکی یہ ابتدا تھی ۔
قاضی عیاض نے **کتاب شفا** مین واثلہ بن الاسقع سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ
برگزیدہ کیا اللہ تعالیٰ نے اولاد ابراہیم مین اسمٰعیل کو اور اولاد اسمٰعیل مین بنی کنانہ کو اور بنی کنانہ مین
قریش کو اور قریش مین بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم مین مجھکو (اس حدیث کو ترمذی نے بھی روایت
کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے) اور **تاریخ ابو الفدا** مین حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ فرمایا
جناب رسالتمآب نے کہ مجھ سے جبریل امین نے کہا کہ مین نے روئے زمین پر مشرق سے مغرب تک

کنانة بن خزيمة بن مدركة بن الياس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ونسبه الى عدنان متفق عليه من غير خلاف وعدنان من ولد اسمعيل بن ابراهيم الخليل عليهما السلام من غير خلاف ولكن الخلاف في عدة الآباء الذين بين عدنان واسمعيل (الى ان قال) واما الذي ذكره الجواني النسابة في تهجة النسب (وهو المختار) فهو عدنان بن اد بن ادد بن اليسع بن الهميسع بن سلامان بن حمل بن نبت بن قيدار بن اسمعيل عليه السلام ٥ قال ابن الاثير الجزري في الكامل ان عبد شمس وهاشما توأمان وان احدهما ولد قبل الآخر واصبع له ملتصقة بجبهة صاحبه فنحيت فسال الدم فقيل يكون بينهما دم وولي هاشم بعد ابيه عبد مناف ما كان اليه من السقاية والرفادة فحسده امية بن عبد شمس على رياسته (الى ان قال) فكانت هذه اول عداوة وقعت بين هاشم وامية ٥ روى قاضي عياض في كتاب الشفا عن واثلة بن الاسقع قال قال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) ان الله اصطفى من ولد ابراهيم اسمعيل واصطفى من ولد اسمعيل بني كنانة واصطفى من بني كنانة قريشا واصطفى من قريش بني هاشم واصطفاني من بني هاشم (اخرجه الترمذي وقال حديث صحيح) ٥ وفي التاريخ لابي الفداء عن عائشة رض قالت قال رسول الله قال لي جبريل قلبت الارض مشارقها ومغاربها

نہ کسی شخص کو محمدؐ سے افضل پایا نہ کسی کی اولاد کو ہاشم کی اولاد سے بہتر اور تفسیر درمنثور سیوطی مین ہی
کہ ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور ابن مردویہ اور حاکم نے بسند صحیح
وطرق متعددہ آیہ الم تر الی الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفرا کی تفسیر مین حضرت علی سے روایت کی ہی
کہ جن لوگون نے دین خدا کو کفر کیساتھ بدل ڈالا وہ فاجر ترین قریش بنی امیہ اور بنی مغیرہ ہین۔
مورخ ابو الفدا اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ رسول مقبول کی والدۂ ماجدہ بی بی آمنہ بنت وہب
بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر تھین اور اونکا نکاح
حضرت عبد المطلب کی درخواست پر اونکے فرزند حضرت عبد اللہ سے ہوا۔ عبد اللہ عام الفیل سے
پچیس برس پہلے پیدا ہوئے تھے اور اپنی خوبی اور پرہیزگاری کیوجہ سے عبد المطلب کو اونکی کل
اولاد سے زیادہ محبوب تھے۔ عبد المطلب نے اونھین غلہ وغیرہ کے بار کرا لانے کو بھیجا تھا جب اونکا گزر
یثرب مین ہوا تو اونھون نے وہین انتقال فرمایا اوسوقت جناب رسالتمآب کی عمر صرف دو مہینے کی
تھی اور ایک قول یہ بھی ہے کہ آنحضرت بطن مادر ہی مین تھے۔

محمد بن سعد کاتب واقدی نے طبقات مین بی بی آمنہ سے روایت کی ہی کہ جب جناب
رسالتمآب میرے بطن مین تھے تو کوئی گرانی اور تکلیف مجھے محسوس نہین ہوئی اور جب آنحضرت
پیدا ہوئے تو اونکے ساتھ ہی ساتھ ایک ایسا نور ظاہر ہوا جس نے مشرق سے مغرب تک عالم کو
منور کر دیا اور عباس بن عبد المطلب سے روایت ہے کہ سرور عالم ناف بریدہ اور مختون پیدا ہوئے۔

فلم اجد احدا افضل من محمد
وقلبت الارض مشارقها و
مغاربها فلم اجد بنی اب
افضل من بنی هاشم صلعم
وفی الدر المنثور للسیوطی اخرج
ابن جریر وابن المنذر وابن ابی
حاتم والطبرانی فی الاوسط و
ابن مردویه والحاکم وصححه
من طرق عن علی بن ابیطالب
رضی الله عنه فی قوله الم تر
الی الذین بدلوا نعمة الله کفرا
قال هما الافجران من قریش
بنو امیة وبنو المغیرة صلعم واما
قال ابو الفدا فی تاریخه واما
امنة ام رسول الله صلعم
فهی امنة بنت وهب بن
عبد مناف بن زهرة بن کلاب
بن مرة بن کعب بن لوی بن
غالب بن فهر (وهو قریش)
فخطب عبد المطلب من
وهب المذکور ابنته امنة
بعبد الله فزوجه بها وکانت
ولادة عبد الله قبل عام الفیل
بخمس وعشرین سنة وکان
ابوه (عبد المطلب) یحبه لانه
کان احسن اولاده واعفهم
وکان ابوه قد بعثه یمتار لهم
من عبد الله بیثرب فمات بها و
لرسول الله شهران وقیل کان
حملا صلعم روی ابن سعد فی
الطبقات ان امنة بنت وهب
قالت لقد علقت به یعنی رسول
الله صلعم فما وجدت له مشقة
حتی وضعته فلما فصل منی
خرج معه نور اضاء له ما بین
المشرق الی المغرب وعن ابن
عباس عن ابیه العباس
بن عبد المطلب قال ولد
النبی صلعم مختونا مسرورا

تاریخ ابو الفدا مین ہی کہ شب ولادت باسعادت نبوی نوشیروان کے ایوان مین تزلزل آیا اور اوسکے چودہ کنگرہ گر گئے۔ فارس کی آگ جو ہزار سال سے برابر شعلہ زن تھی دفعتہً بجھ گئی اور بحیرہ ساوہ کا پانی سوکھ گیا۔

اور محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ مین عبد المطلب سے یہ روایت نقل فرمائی ہی کہ جس رات کو آنحضرت پیدا ہوئے مین کعبے مین تھا۔ جب آدھی رات گزری تو مین نے دیکھا کہ خانہ کعبہ مقام ابراہیم کی جانب مائل ہو کر سجدے مین گیا اور اوس سے تکبیر کی آواز آئی یعنے اللہ اکبر اللہ اکبر اب مجھے میرے پروردگار نے بتون کی پلیدی اور مشرکون کی نجاست سے پاک کیا۔

تاریخ الخمیس مین ہے کہ رسول مقبول دسوین ربیع الاول کو اور بقولے بارھوین ربیع الاول کو اور بروایتے سترھوین ربیع الاول کو پیدا ہوئے اور دلائل النبوۃ بیہقی مین ہے کہ آنحضرت کی ولادت کے ساتوین دن عبد المطلب نے تقریب عقیقہ منعقد کرکے قریش کو مدعو کیا جب لوگ کھانے سے فارغ ہوئے تو اونھون نے عبد المطلب سے پوچھا کہ تم نے اوس مولود کا کیا نام رکھا ہے جسکی ولادت کی خوشی مین ہمکو مدعو کیا۔ عبد المطلب نے فرمایا محمد۔ لوگون نے کہا کہ ویسے نام کیون نہین رکھے جیسے ابتک اس گھرانے مین ہوتے آئے ہین۔ عبد المطلب نے کہا کہ مین نے اس نیت سے یہ نام رکھا ہو کہ اللہ تعالی اس بچے کو محمود و ممدوح فرمائے سموات مین اور مخلوق خدا زمین پر اوسکی مداح ہو۔

ترمذی نے جبیر بن مطعم سے آنحضرت کا یہ ارشاد روایت کیا ہو کہ میرے چند نام ہین۔ محمد۔ احمد۔ حاشر یعنے جسکے زیر قدم لوگ محشور ہونگے۔ ماحی یعنی جسکی وجہ سے اللہ تعالی کفر کو مٹا دیگا اور عاقب

۱ه وفی تاریخ ابی الفداء انہ کانت اللیلۃ التی ولد فیہا رسول اللہ ارتجس ایوان کسری وسقطت منہ اربع عشرۃ شرفۃ وخمدت نار فارس ولم تخمد قبل ذلک بالف عام وغاضت بحیرۃ ساوۃ

۲ه محدث دہلوی در مدارج النبوۃ میفرماید کہ نقل است از عبد المطلب کہ گفت کہ من در شب ولادت نزد کعبہ بودم دیدم کہ کعبہ مائل شد بمقام ابراہیم در سجدہ رفت و ازوے آواز تکبیر آمد کہ اللہ اکبر اللہ اکبر الآن طہرنی ربی من انجاس الاصنام وارجاس المشرکین

۳ه وفی تاریخ الخمیس ولد رسول اللہ صلعم لعشر خلون من ربیع الاول (الی ان قال) وقیل لاثنتی عشرۃ لیلۃ (الی ان قال) وقیل لسبع عشرۃ

۴ه وذکر البیہقی فی دلائل النبوۃ قال وفی الیوم السابع من ولادہ ذبح عنہ ودعی لہ قریشا فلما اکلوا قالوا یا عبد المطلب رایتک ابنک ہذا الذی اکرمتنا علی وجہہ ما سمیتہ قال سمیتہ محمدا قالوا فما رغبت بہ عن اسماء اہل بیتہ قال اردت ان یحمدہ اللہ تعالی فی السماء وخلقہ فی الارض

۵ه واخرج الترمذی عن جبیر بن مطعم قال قال رسول اللہ صلعم ان لی اسماء انا محمد وانا احمد وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر وانا العاقب.

اور قاضی[1] عیاض نے کتاب شفا مین ذکر کیا ہی کہ خدا کے نامونمین سے ایک نام صادق ہی اور حدیث
مین رسول مقبول کا نام بھی صادق مصدوق آیا ہی نیز خدا کے نام ولی اور مولی بھی ہین جنکے معنی ناصر
و مددگار ہین اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہی انما ولیکم اللہ و رسولہ اور رسول مقبول نے فرمایا ہی انا ولی کل مومن
نیز حقتعالیٰ ارشاد فرماتا ہی کہ النبی اولی بالمومنین من انفسھم اور جناب پیغمبر خدا نے فرمایا ہی کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ
تاریخ[2] ابو الفدا مین ہی کہ آنحضرت کو اونکی مادر گرامی کے بعد پہلے ثوبیہ نے دودھ پلایا پھر یہ شرف
حلیمہ سعدیہ کو ملا ہمیشہ سے یہ دستور تھا کہ بادیہ نشین عورتین بچونکو دودھ پلانیکی نوکری کیلیے مکہ مین آتی
تہین چنانچہ اوس زمانے مین بھی چند عورتین آئین اور اونھون نے جا بجا دودھ پلانیکی نوکری کرلی مگر
حلیمہ کو سوا ذات بابرکات نبوی کے دوسرا بچہ نہ ملا اور چونکہ آپ یتیم ہوچکے تھے دودھ پلانیوالیون نے آپ کی
رضاعت گوارا نہ کی کیونکہ اونکو جو کچھ توقع ہوتی تھی بچونکے باپ سے ہوتی تھی ماں سے نفع کی امید نہوتی تھی۔
بہر کیف حلیمہ کو اور کوئی بچہ نہ ملا تو اونھون نے آنحضرت کی رضاعت منظور کرلی جب آنحضرتؐ چھ سال کے
ہوئے تو اونکی والدۂ ماجدہ آمنہ خاتون نے موضع ابوا مین وفات پائی جو مکہ اور مدینے کے بیچ مین واقع
ہے اور آپ کی کفالت حضرت عبد المطلب نے اختیار کی پھر جب آپ آٹھ برس کے ہوئے تو
قضائے الٰہی سے عبد المطلب کا بھی انتقال ہوگیا اور آپکے کفیل حضرت ابو طالب ہوئے۔
اور سیرۃ[3] النبویہ مین ہی کہ عبد المطلب نے اپنی وفات کے وقت رسول اللہ صلعم کے باب مین ابو طالب کو
وصیت فرمائی جو حضرت عبد المطلب کی طرح زمانہ جاہلیت مین بھی شراب کو حرام سمجھتے تھے پس جب

[1] وقال القاضی فی الشفا من اسمائہ تعالیٰ الصادق و ورد فی الحدیث اسمہ صلعم بالصادق المصدوق ومن اسمائہ تعالیٰ الولی والمولی و معناھما الناصر وقد قال اللہ انما ولیکم اللہ ورسولہ وقال صلعم انا ولی کل مومن قال اللہ تعالیٰ النبی اولی بالمومنین من انفسھم وقال صلعم من کنت مولاہ فعلی مولاہ

[2] قال ابو الفدا فی تاریخہ اول من ارضعتہ بعد امہ ثویبۃ مولاۃ عمہ ابی لہب (ثم حلیمۃ السعدیۃ) وکانت المراضع یقدمن من البادیۃ الی مکۃ یطلبن ان یرضعن الاطفال فقدمت عدۃ منھن و اخذت کل واحدۃ طفلا ولم تجد حلیمۃ طفلا تاخذہ غیر رسول اللہ وکان یتیما قد مات ابوہ عبد اللہ فلذلک لم یرغبن فی اخذہ لانھن کن یرجین الخیر من ابی الطفل ولا یرجین امہ فاخذتہ حلیمۃ وتسلمتہ من امہ آمنۃ وارضعتہ (قال) فلما بلغ ست سنین توفیت امہ بالابواء بین مکۃ والمدینۃ (الی ان قال) وکفلہ جدہ عبد المطلب فلما بلغ ثمان سنین توفی جدہ عبد المطلب ثم قام بکفالتہ عمہ ابو طالب ———

[3] وفی سیرۃ النبویۃ قال ولما حضرتہ الوفاۃ اوصی بہ الی ابی طالب وکان ابو طالب ممن حرم الخمر علی نفسہ فی الجاہلیۃ کابیہ

عبد المطلب وحين وصى به [illegible] لابي طالب احبه حبا شديدا لا يحبه احدا من ولده (الى ان قال) فكان لا [illegible] الا الى جنبه وكان يخصه باحسن الطعام [illegible] قال ابو الفداء فخرج به ابو طالب الى الشام حتى وصل الى بصرة ومع رسول الله اذ ذاك ثلاث عشر سنة وكان بحيرا راهب فقال لابي طالب ارجع بهذا الغلام واحذر عليه من اليهود فانه كائن لابن اخيك هذا شان عظيم فخرج به ابو طالب حتى اقدمه مكة حين فرغ من تجارته وشب رسول الله حتى بلغ فكان اعظم الناس مروة وحلما واحسنهم جوابا واصدقهم حديثا واعظمهم امانة وابعدهم عن الفحش حتى صار اسمه في قومه الامين قال ابو الفدا كانت خديجة بنت خويلد تاجرة ذات شرف ومال فلما بلغها صدق رسول الله وامانته عرضت عليه الخروج في تجارتها الى الشام مع غلام لها يقال له ميسرة فاجاب رسول الله الى ذلك وخرج الى الشام وباع ما كان معه واشترى عوضه ثم اقبل الى مكة ولما قدم رسول الله بمال خديجة وحدثها ميسرة بما شاهد من كرامات النبي وانه كان يشاهد ملكين يظلانه وقت الحر فعرضت خديجة نفسها على النبي

عبد المطلب نے رسول مقبول کے باب مین ابوطالب کو وصیت فرمائی تو وہ آنحضرت کیساتھ اپنی اولاد سے زیادہ محبت کرنے لگے حتے کہ ہمیشہ آنحضرت کو اپنے پہلو مین سُلاتے اور بہترین غذا کھلاتے تھے۔ اور تاریخ ابو الفدا مین ہی کہ جب آنحضرت کی عمر تیرہ سال کی ہوئی تو ایکبار ابوطالب آپکو ساتھ لیکر بغرض تجارت شام کیطرف گئے۔ بصرے مین ایک راہب ملا جسکا نام بحیرا تھا۔ اوسنے آنحضرت کو دیکھکر ابوطالب سے کہا کہ آپ اپنے بھتیجے کو لیکر واپس جائیے اور اسکو یہود کے شر سے بچایئے کیونکہ عنقریب اس لڑکے کی ایک ایسی شان عظیم ظاہر ہونے والی ہی جسکی وجہ سے یہود اسکے دشمن ہوجائینگے۔ یہ سنکر ابوطالب نے شام کا قصد نہ کیا اور بعد فراغ معاملات تجارت مع آنحضرت کے بصرے سے مکہ واپس آئے۔ اور جب آنحضرت سن شباب ور بلوغ کو پہونچے تو مروت اور حلم اور سنجیدگی جواب اور صداقت کلام اور دیانتداری و پرہیزگاری مین تمام ابنائے جنس پر سبقت لیگئے حتی کہ قریش مین آپکا لقب امین مشہور ہوگیا مورخ ابو الفدا لکھتا ہی کہ خدیجہ بنت خویلد قوم قریش مین ایک صاحب شرافت اور دولتمند بی بی تھین جنکے یہان تجارت ہوتی تھی۔ اونھون نے آنحضرت کی راستبازی اور امانتداری کی خبرین سُنکر آپ سے استدعا کی کہ اونکے غلام میسرہ کو ساتھ لیکر بغرض تجارت بجانب شام تشریف لیجائین۔ آنحضرت نے خدیجہ کی درخواست منظور فرمائی اور شام مین جاکر جو مال ساتھ تھا اوسکو فروخت کیا اور اوسکے عوض مین دوسرے مناسب اجناس خرید فرماکر مکے واپس آئے۔ میسرہ نے جو حالات کرامات ذات بابرکات کے اثنائے سفر مین مشاہدہ کیے تھے حضرت خدیجہ سے بیان کیے ازانجملہ یہ بھی کہا کہ تمازت آفتاب کے وقت موکلان غیب آنحضرت پر سایہ کیے رہتے تھے۔ خدیجہ نے یہ ذکر جمیل سُنکر آنحضرت سے عقد نکاح کی خواستگاری کی آپنے منظور فرماکر اونسے

نکاح کرلیا۔چنانچہ خدیجۃ الکبریٰ پہلی وہ مخدرۂ معظمہ تھین جنکو آنحضرت کی زوجیت کا شرف
حاصل ہوا اور جنکی زندگی مین آنحضرت نے کسی دوسری خاتون سے تزویج گوارا نہین فرمائی۔

مورخ ابن اثیر نے اسد الغابہ مین ذکر کیا ہے کہ حضرت خدیجہ کی پہلی شادی عتیق بن عائذ سے
ہوئی تھی اور اوس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی (جسکا نام مذکور نہین ہے) پھر عتیق کے بعد حضرت خدیجہ
کی دوسری شادی ابوہالہ بن مالک سے ہوئی۔ اور سیرۃ ابن ہشام مین ہے کہ ابوہالہ سے
ایک لڑکا پیدا ہوا جسکا نام ہند تھا اور ایک لڑکی ہوئی جسکا نام زینب رکھا گیا اور تاریخ کامل
مین ہے کہ پھر بعد وفات ابوہالہ حضرت خدیجہ کا تیسرا عقد نکاح جناب رسالتمآب سے ہوا۔

مورخ ابوالفدا کہتا ہے کہ اوس زمانے مین کعبے کی بنیاد پست تھی اور اوسکو قریش بلند پیمانے پر
قائم کرنا چاہتے تھے چنانچہ اسی غرض سے اونھون نے اوسے گراکر پھر سے بنانا شروع کیا تھا جب
اوسکی بلندی حجر اسود کے نصب کرنیکی جگہ پہونچگئی تو قریش مین حجر اسود کے نصب کرنیکی نزاع ہونے لگی
کیونکہ ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ حجر اسود کا نصب کرنیوالا ہم مین سے ہو۔ آخرکار تمام قریش نے اس بات پر
اتفاق کیا کہ جو شخص دروازہ حرم سے اولاً داخل ہو وہی اس نزاع کا فیصلہ کرے حُسن اتفاق سے
پہلے آنحضرت داخل ہوئے اور قریش نے آپکو حکم قرار دیدیا۔ آپنے فرمایا کہ اچھا حجر اسود ایک چادر کے
وسط مین رکھا جائے اور ہر قبیلے کا شخص اوس چادر کو چارونطرف سے پکڑ کر بلند کرے چنانچہ ایسا ہی
کیا گیا اور جب حجر اسود بلند ہوکر اپنے مقام نصب تک پہونچا تو آنحضرت نے اوسکو اپنے دست مبارک سے

فتزوجها وهي اول امرأة
تزوجها ولم يتزوج
غيرها حتى ماتت
عم قال ابن الاثير
في اسد الغابة كانت
خديجة قبل ان ينكحها
النبي صلعم عند عتيق
بن عائذ فولدت له
جارية وهلك عنها
عتيق فتزوجها ابوهالة
بن مالك عم وقال
ابن هشام في سيرته
فولدت له هند بن
ابي هالة وزينب بنت
ابي هالة عم وفي
الكامل قال ثم مات
عنها ابوهالة فتزوجها
رسول الله صلعم وكانت
عم قال ابوالفدا
الكعبة قصيرة البنا
فارادت قريش رفعها
فهدموها ثم بنوها
حتى بلغ البنيان
موضع الحجر الاسود
فاختصموا فيه لان كل
قبيلة ارادت ان ترفعه
الى موضعه ثم اتفقوا على
ان يحكموا اول داخل
من باب الحرم فكان رسول
الله اول داخل فحكموا
فامروه ان يضع الحجر
في ثوب وان يمسك كل
قبيلة بطرف من
اطراف وان يرفعه
الى موضعه ففعلوا ذلك
واخذه رسول الله عند
وصوله الى موضعه
فوضعه بيده

اُٹھاکر اوسکی جگہ نصب کردیا۔

تاریخ خمیس ؒ مین ہو کہ حضرت فاطمہ کی ولادت رسول مقبول کی بعثت سے پانچ برس پہلے ہوئی جبکہ قریش کعبے کو از سر نو تعمیر کررہے تھے۔ اور استیعاب ابن عبد البر مین ہو کہ جناب فاطمہ کی ولادت مولد نبی کے اکتالیسوین سال ہوئی (یعنے زمانہ مبعث کے ایک سال بعد) اور حبیب السیر مین بحوالہ ابن خشاب منقول ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ولادت مبعث نبوی کے پانچ سال بعد ہوئی۔

تاریخ ابو الفدا مین ہو کہ جب آنحضرت کا سن چالیس سال کا ہوا تو خدا نے آپکو مبعوث برسالت فرمایا اور آپکی شریعت کو تمام گزشتہ شریعتون کا ناسخ قرار دیا پس آثار نبوت کی ابتدا رویائے صادقہ سے ہوئی اور خدا نے خلوت پسندی کی محبت آنحضرت کے دلمین ایسی ڈالدی کہ آپ سال مین ایک مہینہ کوہ حرا پر قیام فرمانے لگے جب وہ سال آیا جسمین آپ نبی ہوئے تو ماہ رمضان کے آخر مین حسب معمول آپنے کوہ مذکور پر مع اپنے اہل کے اقامت اختیار فرمائی یہانتک کہ جب وہ رات آئی جسمین خدائے پاک و برتر نے آپکو مرتبہ نبوت کرامت فرمایا تو جبرئیل امین آئے اور اونھون نے آنحضرت سے کہا کہ اقرأ یعنے پڑھو آپنے فرمایا کیا پڑھون کہا "اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ" آپنے ان آیات کی تلاوت فرمائی اور وسط جبل پر تشریف لائے تو آسمان کی جانب سے یہ آواز سنی کہ اے محمدؐ تم خدا کے رسول ہو اور مین جبرئیل ہون۔ آنحضرت

موضعہ ۱ه قال في الخميس كانت ولادة فاطمة قبل النبوة بخمس سنين وقريش تبني الكعبة ۲ه وفي الاستيعاب ولادت فاطمة رضي الله عنها سنة احدى واربعين من مولد النبي صلعم ۳ه ودر حبيب السير بحوالہ ابن خشاب منقول است كه تولد فاطمہ بعد از ظہور نبوت بپنج سال اتفاق افتاد ۴ه قال ابو الفداء ولما بلغ رسول الله اربعين سنة بعثه الله الى الاسود والاحمر رسولا ناسخا بشريعته الشرائع الماضية فكان اول ما ابتدى به من النبوة الرؤيا الصادقة وحبب الله تعالى اليه الخلوة وكان رسول الله يجاور في جبل حراء من كل سنة شهرا فلما كانت سنة مبعثه خرج الى حراء في رمضان للمجاورة ومعه اهله حتى اذا كانت الليلة التي اكرمه الله سبحانه وتعالى فيها جاءه جبريل عليه السلام فقال له اقرأ قال ما اقرأ فقال اقرأ باسم ربك الذي خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربك الاكرم الذي علم بالقلم علم الانسان ما لم يعلم فقرأها ثم انتهى خرج الى الوسط الجبل فسمع صوتا من جهة السماء يا محمد انت رسول الله وانا جبريل فبقي واقفا في موضعه ينظر جبرئيل حتى انصرف جبرئيل ثم

تھوڑی دیر وہیں کھڑے کھڑے اس مبارک منظر کو مشاہدہ فرماتے رہے جب جبریل نظروں سے غائب ہو گئے تو
آپ نے وہاں سے آکر جو کچھ دیکھا اور سنا تھا خدیجہ سے بیان کیا۔ اونھوں نے کہا مبارک ہو۔ بخدا میں امید کرتی
ہوں کہ آپ اس امت کے نبی ہونگے۔ پھر حضرت خدیجہ اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس تشریف
لیگئیں جسنے آسمانی کتابیں غور سے دیکھی تھیں اور اہل توریت و انجیل سے بھی بہت کچھ سنا تھا۔
خدیجۃ الکبریٰ نے ورقہ سے وہ تمام واقعات بیان کیے جنکی اطلاع رسالتمآب نے اونکو دی تھی۔ ورقہ نے
خدا کو پاکیزگی کے ساتھ یاد کر کے کہا کہ اے خدیجہ قسم ہے اوسکی جسکے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر
تم سچ کہتی ہو تو اس شخص (یعنی آنحضرت) پر وہی ناموس اکبر نازل ہوا جو موسیٰ بن عمران کے پاس
آیا کرتا تھا اور یقیناً وہ شخص اس امت کا پیغمبر ہے۔ بی بی خدیجہ نے واپس آکر جو کچھ ورقہ سے سنا تھا
رسول مقبول کی خدمت میں عرض کیا اور سب سے پہلے آنحضرت کی رسالت پر ایمان لائیں۔ حدیث صحیح
میں رسول مقبول کا یہ ارشاد وارد ہوا ہے کہ مردوں میں تو بہت لوگ کامل ہوئے ہیں لیکن عورتوں میں ان چار کے
سوا اور کسی کو درجۂ کمال حاصل نہیں ہوا۔ آسیہ زن فرعون۔ مریم بنت عمران۔ خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ
بنت محمدؐ۔ مورخین کا اس باب میں اختلاف ہے کہ خدیجہ کے بعد آنحضرت پر کون ایمان لایا۔ ابن ہشام
صاحب سیرۃ اور اکثر اہل علم کا قول ہے کہ خدیجہ کے بعد سب سے پہلے علی بن ابیطالب ایمان لائے
جبکہ آپکی عمر نو یا دس یا گیارہ برس کی تھی اور زمانۂ اسلام سے پہلے بھی وہ جناب رسالتمآب کی آغوش تربیت
میں تھے اور دوسرے اشخاص اسطرف بھی گئے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت ابوبکر اسلام لائے۔

انصرف النبی الی خدیجۃ فحکی لها ما رای فقالت ابشر فوالذی نفس خدیجۃ بیدہ انی لارجو ان تکون نبی هذه الامۃ ثم انطلقت خدیجۃ الی ورقۃ بن نوفل وهو ابن عمها وکان ورقۃ قد نظر فی الکتب و قرأها وسمع من اهل التوریۃ والانجیل فاخبرته ما اخبرها رسول الله فقال ورقۃ قدوس قدوس والذی نفس ورقۃ بیدہ لئن صدقتنی یا خدیجۃ لقد جاءه الناموس الاکبر الذی کان یاتی موسی بن عمران وانه نبی هذه الامۃ فرجعت خدیجۃ الی رسول الله و اخبرته بقول ورقۃ (الی ان قال) وکان اول الناس اسلاما خدیجۃ لم یتقدمها احد وفی الصحیح ان النبی قال کمل من الرجال کثیر ولم یکمل من النساء غیر اربعۃ آسیۃ زوجۃ فرعون ومریم بنت عمران وخدیجۃ بنت خویلد وفاطمۃ بنت محمد واختلف من اسلم بعدها فذکر صاحب السیرۃ وکثیر من اهل العلم ان اول الناس اسلم بعدها علی بن ابیطالب رضی الله عنه وعمره تسع سنین وقیل عشر سنین وقیل احدی عشرۃ سنۃ و کان فی حجر رسول الله قبل الاسلام (الی ان قال) وذهب آخرون الی ان اول الناس اسلاما ابوبکر

اور ابن اثیر جزری تاریخ کامل مین لکھتے ہین کہ خدیجہ کے سابق الاسلام ہونے پر تو اتفاق ہے
لیکن اسمین اختلاف ہے کہ اونکے بعد کون اسلام لایا۔ علما کا ایک گروہ تو یہ کہتا ہے کہ مردونمین سب سے پہلے
حضرت علی ایمان لائے اور بعض کا قول ہے کہ اولاً حضرت ابوبکر اسلام لائے اور علامہ ابن اسحاق کہتے
ہین کہ نبی کریم کے بعد مردونمین سب سے پہلے حضرت علی مشرف باسلام ہوئے اونکے بعد زید بن
حارثہ اور اونکے بعد حضرت ابوبکر۔ اور ابن حجر عسقلانی کتاب الاصابہ مین لکھتے ہین کہ کثیر اہل علم
کے قول کے موافق ابو الحسن علی بن ابیطالب اسلام لانیوالون مین اول شخص ہین اونکی ولادت
بعثت نبوی سے دس سال پہلے ہوئی۔ اونھون نے رسول مقبول ہی کی آغوش مین پرورش
پائی اور کبھی آنحضرت سے جدا نہین ہوئے۔ اور سیرت ابن ہشام مین ہے کہ مردون مین
سب سے پہلے حضرت علی جناب رسالتمآب پر ایمان لائے اور نماز پڑھی اور جو کچھ رسول اللہ
خدا کیجانب سے لائے اوسکی تصدیق فرمائی۔ اوسوقت حضرت علی کی عمر دس سال کی تھی اور
منجملہ اون نعمات کے جو خدا نے حضرت علی کو عطا کین ایک یہ بھی ہے کہ وہ قبل از زمانہ اسلام
رسول اللہ کی آغوش تربیت مین تھے۔ پھر حضرت علی کے بعد زید بن حارثہ نے اسلام قبول کیا
اور نماز پڑھی اور زید بن حارثہ کے بعد حضرت ابوبکر اسلام لائے۔ اور ابن عبد البر مالکی نے
استیعاب مین لکھا ہے کہ محمد بن کعب قرظی سے لوگون نے سوال کیا کہ پہلے علی نے اسلام قبول
کیا یا ابوبکر نے۔ اونھون نے کہا سبحان اللہ علی ہی سابق الاسلام ہین (ابن عبد البر فرماتے ہین کہ)

له وقال ابن الاثير الجزري في الكامل اختلف العلماء في اول من اسلم مع الاتفاق على ان خديجة اول خلق الله اسلاما فقال قوم اول ذكر آمن علي ع (الى ان قال) وقيل اول من اسلم ابوبكر رضي الله عنه (الى ان قال) وقال ابن اسحق اول ذكر اسلم بعد النبي علي ع ثم زيد بن حارثة ثم اسلم ابوبكر

سه وقال ابن حجر العسقلاني في الاصابة علي بن ابي طالب القرشي الهاشمي ابو الحسن اول الناس اسلاما في قول الكثير من اهل العلم ولد قبل البعثة بعشر سنين على الصحيح فربي في حجر النبي صلى الله عليه وآله وسلم ولم يفارقه

سه وقال العلامة ابن هشام في سيرته كان اول ذكر من الناس آمن برسول الله صلعم وصلى وصدق بما جاءه من الله تعالى علي بن ابيطالب عليه السلام وهو ابن عشر سنين يومئذ وكان مما انعم الله على علي بن ابيطالب انه كان في حجر رسول الله صلعم قبل الاسلام (الى ان قال) ثم اسلم زيد بن حارثة مولى رسول الله صلعم وكان اول ذكر اسلم وصلى بعد علي بن ابيطالب ثم اسلم ابوبكر بن ابي قحافة

سه وقال ابن عبد البر في الاستيعاب سئل محمد بن كعب القرظي عن اول من اسلم علي او ابوبكر قال سبحان الله علي اولهما اسلاما (الى ان قال)

ولا شك ان عليا عندنا اولهما اسلاما وروي عن سلمان وابي ذر والمقداد وخباب وجابر وابي سعيد الخدري وزيد بن ارقم ان علي بن ابيطالب رضي الله عنه اول من اسلم وفضله هولاء على غيره واخرج النسائي في الخصائص عن عفيف قال جئت في الجاهلية الى مكة وانا اريد ان ابتاع لاهلي من ثيابها وعطرها فاتيت العباس بن عبد المطلب وكان رجلا تاجرا فانا عنده جالس حيث انظر الى الكعبة وقد حلقت الشمس في السماء فارتفعت وذهبت اذ جاء شاب فرمى ببصره الى السماء ثم قام مستقبل الكعبة ثم لم البث الا يسيرا حتى جاء غلام فقام على يمينه ثم لم البث الا يسيرا حتى جاءت امرأة فقامت خلفهما فركع الشاب فركع الغلام والمرأة فرفع الشاب فرفع الغلام والمرأة فسجد الشاب فسجد الغلام والمرأة فقلت يا عباس امر عظيم قال العباس امر عظيم اتدري من هذا الشاب قلت لا قال هذا محمد بن عبد الله ابن اخي اتدري من هذا الغلام هذا علي ابن اخي اتدري من هذه المرأة هذه خديجة بنت خويلد

اسمین کچھ شک نہین کہ ہمارے نزدیک ان دونون مین سے علی بن ابیطالب ہی پہلے مشرف باسلام ہوئے نیز سلمان فارسی اور ابوذر اور مقداد اور خباب اور جابر اور ابو سعید خدری اور زید بن ارقم سے مروی ہے کہ درحقیقت علی بن ابیطالب ہی سابق الاسلام ہین اور ان اصحاب جلیل القدر نے حضرت علی کو اونکے غیر پر فضیلت دی ہے۔

محدث نسائی نے کتاب الخصائص مین عفیف سے روایت کی ہے کہ مین زمانہ جاہلیت مین مکے اس غرض سے آیا کہ اپنے اہل و عیال کیلیے کپڑے اور عطر خرید کرون چونکہ عباس بن عبد المطلب تجارت پیشہ تھے لہذا مین اونکے پاس گیا۔ آفتاب بلند ہوکر ڈھل گیا تھا اور مین اونکے پاس بیٹھا ہوا کعبے کی جانب دیکھ رہا تھا ناگہان مین نے دیکھا کہ ایک جوان آیا اور آسمان کیجانب نظر کر کے روبقبلہ کھڑا ہوگیا اور دیر نہ گزری تھی کہ ایک لڑکا آیا وہ بھی اوس جوان کے داہنے جانب کھڑا ہوگیا۔ پھر ایک عورت آئی جوان دونون کے پیچھے کھڑی ہوگئی۔ جوان نے رکوع کیا اوسکے ساتھ لڑکے اور عورت نے بھی رکوع کیا۔ جب وہ جوان نے رکوع سے سر اوٹھایا تو لڑکے اور عورت نے بھی سر اوٹھایا اور جب وہ جوان نے سجدہ کیا تو اوسکے ساتھ ہی لڑکے اور عورت نے بھی سجدہ کیا مین نے عباس سے کہا کہ یہ تو ایک عظیم واقعہ ہے اونھون نے کہا کہ ہان ضرور ایسا ہی ہے۔ کیا تم اس جوان اور لڑکے اور عورت کو جانتے ہو مین نے کہا نہین۔ عباس بولے کہ یہ جوان میرا بھتیجا محمد بن عبداللہ ہے اور یہ لڑکا بھی میرا بھتیجا علی بن ابیطالب ہے اور یہ عورت خدیجہ بنت خویلد

ادس جوان کی بی بی ہے ۔ یہ جوان بیان کرتا ہی کہ اوسکا خدا وہی ہی جو آسمان و زمین کا خدا ہے
اور اوسی نے اوسکو اس دین کا حکم دیا ہی جسپر وہ قائم ہے ۔ اے عفیف خدا کی قسم اس دین پر ہنوز
ان تین شخصوں کے سوا اور کوئی نہین ہی ۔ نیز محدث موصوف نے حضرت علی سے روایت کی ہی کہ
کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ مین اس امت مین اپنے سوا کسی کو ایسا نہین پاتا جسنے رسول مقبول کے
بعد (اور دوسرون سے پہلے) خدا کی عبادت کی ہو مین نے کل امت محمدیہ سے نو برس پہلے
پروردگار عالم کی عبادت کی ہی ۔ اور تفسیر در منثور سیوطی و فتح القدیر شوکانی مین ہی کہ ابن ابی حاتم نے
والسابقون السابقون کی تفسیر مین عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہی کہ سابق الاسلام تین
بزرگ ہین ۔ یوشع بن نون جنھون نے حضرت موسیٰ کی رسالت پر ایمان لانے مین سبقت کی
اور مومن آل یسین جنھون نے حضرت عیسیٰ کی رسالت پر ایمان لانیمین سبقت کی اور علی بن ابیطالب
جنھون نے ہمارے رسول مقبول کی رسالت پر ایمان لانیمین سبقت فرمائی ۔ اور ابن مردویہ نے
آیہ موصوفہ کی تفسیر مین ابن عباس سے روایت کی ہی کہ آیت حزقیل مومن آل فرعون و حبیب النجار
مومن ال یسین اور علی بن ابیطالب کی شان مین نازل ہوئی ہی اور انمین سے ہر ایک اپنی امت کا
سابق الایمان ہی اور علی اُن سب مین بحیثیت سبقت ایمانیہ افضل ہین اور بخاری نے اپنی
تاریخ مین ابن عباس سے جناب رسول مقبول کا یہ ارشاد روایت کیا ہے کہ صدیق تین بزرگ
ہین ۔ حزقیل مومن آل فرعون اور حبیب النجار مومن آل یسین اور علی بن ابیطالب ۔

زوجته ان ابن اخی هذا اخبرنی ان ربه رب السماء والارض امره بهذا الدین الذی هو علیه ولا والله ما علی الارض کلها احد علی هذا الدین غیر هولاء الثلاثة واخرج ایضا عن علی رضی الله عنه قال ما اعرف احدا من هذه الامة عبد الله بعد نبینا غیری عبدت الله قبل ان یعبده احد من هذه الامة تسع سنین

و فی الدر المنثور للسیوطی وفتح القدیر للشوکانی اخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس فی قوله والسابقون السابقون قال یوشع بن نون سبق الی موسی و مومن آل یس سبق الی عیسی وعلی بن ابیطالب سبق الی رسول الله صلعم واخرج ابن مردویه عن ابن عباس فی قوله والسابقون السابقون قال نزلت فی حزقیل مومن آل فرعون وحبیب النجار الذی ذکر فی یس وعلی بن ابیطالب وکل رجل منهم سابق امته وعلی افضلهم سبقا واخرج البخاری فی تاریخه عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الصدیقون ثلاثة حزقیل مومن آل فرعون وحبیب النجار صاحب آل یس وعلی بن ابیطالب

اور تفسیر[1] فتح البیان صدیق حسن خان (و نیز تفسیر درّ منثور سیوطی مین بتفاوت الفاظ) ابن ابی لیلی سے مروی ہے کہ تین ہی شخص ایسے ہین جنھون نے بقدر طرفۃ العین بھی خدا کے ساتھ کفر کا ارتکاب نہین کیا اور ایمان لانے مین سبقت فرمائی - ایک علی بن ابیطالب جو ادن سب مین افضل ہین - دوسرے مومن آل فرعون - تیسرے صاحب یٰسین اور یہی لوگ صدیق ہین -

علامہ ابو الفدا[2] اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ تین برس تک آنحضرت نے مخفی طور پر دعوت اسلام فرمائی اسکے بعد پروردگار عالم نے آپکو بالاعلان دعوت اسلام کا حکم دیا -

تفسیر معالم[3] التنزیل بغوی و تفسیر خازن بغدادی و دلائل النبوۃ بیہقی و جمع الجوامع سیوطی و کنز العمال علاء الدین علی متقی و تاریخ الرسل و الملوک ابن جریر طبری و تاریخ کامل ابن اثیر جزری و تاریخ ابو الفدا و نیز دیگر کتب تفسیریہ و حدیثیہ و تاریخیہ مین علی علیہ السلام سے مروی (و منقول) ہے کہ جب آیۂ وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا تو جناب سالتمآب نے مجھے بلا کر ارشاد کیا کہ اے علی پروردگار عالم نے مجھے حکم دیا ہے کہ اپنے قرابتدارون کو (اوسکے عذاب سے) ڈراؤن لیکن قوم کی حالت دیکھکر اور یہ سمجھ کر کہ جب مین اون کو حکم خدا پہونچانے کے لیے بلاؤنگا تو اُن سے اطوار نا ملائم دیکھونگا میری ہمت پست اور طاقت ضعیف ہو گئی اور مین نے سکوت اختیار کیا حتی کہ جبریل امین نے (مکرر) نازل ہو کر مجھے آگاہ کیا کہ اے محمد اگر تم حکم الٰہی کے پہونچانے مین تامل کروگے تو یہ امر موجب عتاب ربانی ہوگا پس اے علی اب تم ایک صاع طعام اور ایک ران بکری کی اور ایک بڑا پیالہ دودھ کا

[1] وفی فتح البیان للصدیق حسن خان والدر المنثور للسیوطی عن ابن ابی لیلی قال سباق الامم ثلاثۃ لم یکفروا باللہ طرفۃ عین علی بن ابیطالب وھو افضلھم ومومن آل فرعون وصاحب یٰسین وھم الصدیقون

[2] قال ابو الفداء فی تاریخہ کانت دعوۃ رسول اللہ الی الاسلام سرا ثلاث سنین ثم بعدھا امر اللہ رسولہ باظھار الدعوۃ

[3] وفی معالم التنزیل للبغوی ولباب التاویل للخازن البغدادی ودلائل النبوۃ للبیھقی وجمع الجوامع للسیوطی وکنز العمال للعلی المتقی وتاریخ الرسل والملوک للحافظ ابن جریر والکامل لابن الاثیر الجزری والکتاب المختصر فی اخبار البشر لابی الفداء وفی الکتب الاخر من التفاسیر والاحادیث والسیر عن علی بن ابیطالب قال لما نزلت ھذہ الآیۃ علی رسول اللہ صلعم وانذر عشیرتک الاقربین دعانی رسول اللہ فقال یا علی ان اللہ امرنی ان انذر عشیرتی الاقربین فضقت بذلک ذرعا وعرفت انی متی انادیھم بھذا الامر اری منھم ما اکرہ فصمت علیھا حتی جاءنی جبرئیل فقال لی یا محمد الا تفعل ما تومر بہ یعذبک ربک فاصنع لنا صاعا من طعام واجعل علیہ رجل شاۃ واملأ لنا عسا من لبن

تیار اور مہیا کرکے بنی عبدالمطلب کو میرے پاس جمع کرو تاکہ مین اونکو حکم الٰہی پہونچا دون چنانچہ مین نے
حکم نبوی کے موافق عمل کیا اور بنی عبدالمطلب جو ایک کم یا ایک اوپر چالیس مرد تھے جمع ہوے (جن مین
آپ کے چچا ابوطالبؓ ـ حمزہؓ ـ عباسؓ اور ابولہب بھی تھے) حسب ایماے رسول مقبول کھانا حاضر کیا
گیا تو آنحضرتؐ نے ایک ٹکڑا گوشت کا اٹھا لیا اور اُسے اپنے دانتون سے پارہ پارہ کرکے اطراف ظرف مین
ڈالدیا اور فرمایا بسم اللہ کھاتے جاؤ چنانچہ سب لوگون نے سیر ہو کر کھایا باوجودیکہ بجداوہ کھانا اور دودھ
اتنا ہی تھا کہ فقط ایک شخص کے کھانے اور پینے کو کفایت کرتا۔ اسکے بعد آنحضرتؐ نے اونسے کلام کرنا چاہا
تو ابولہب نے مبادرت کرکے کہا کہ تمہارے صاحب (آنحضرت) نے تمپر سحر کیا ہے۔ یہ سنتے ہی تمام قوم
متفرق ہوگئی اور آنحضرت کو اونسے کلام کرنے کی نوبت نہ آئی۔ دوسرے دن جناب رسول خدا نے
فرمایا کہ اے علی روز گزشتہ کی طرح مکرر سامان دعوت مہیا کرو اور بنی عبدالمطلب کو بلاؤ چنانچہ
مین نے حکم نبوی کے موافق انتظام کرکے سب کو جمع کیا اور جب وہ خور و نوش سے فارغ ہوئے
تو آنحضرتؐ نے اونسے یہ تقریر کی کہ اے بنی عبدالمطلب مین تمہارے پاس دنیا اور آخرت کی نیکی لایا ہون
اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بات پر مامور کیا ہے کہ تمہین اوسکی طرف بلاؤن پس تم مین ایسا کون شخص ہے
جو اس امر مین میری وزارت کرے اور میرا بھائی اور وصی اور خلیفہ ہو۔ آنحضرت کی اس تقریر کا
کسی نے جواب نہ دیا مگر مین نے باوجود سب سے کمسن ہونیکے عرض کیا کہ یا نبی اللہ اس کام کیلئے
مین حضور کی وزارت کو حاضر ہون یہ سنکر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری گردن پر

ثم اجمع بنی عبد المطلب حتی ابلغهم ما امرت به ففعلت ما امرنی به ثم دعوتهم له وهم یومئذ اربعون رجلا یزیدون رجلا او ینقصونه فیهم اعمامه ابوطالب و حمزة والعباس رضی الله عنهما وابولهب فلما اجتمعوا الیه دعانی بالطعام الذی صنعته فجئت به فلما وضعته تناول رسول الله صلعم جذبة من اللحم فشقها باسنانه ثم القاها فی نواحی الصحفة ثم قال خذوا باسم الله فاکل القوم حتی ما لهم بشیء حاجة وایم الله ان کان الرجل الواحد منهم لیاکل مثل ما قدمت لجمیعهم ثم قال اسق القوم فجئتهم بذلک العس فشربوا حتی رووا جمیعا وایم الله ان کان الرجل الواحد منهم لیشرب مثله فلما اراد رسول الله ان یکلمهم بدره ابولهب فقال سحرکم صاحبکم فتفرق القوم ولم یکلمهم رسول الله فقال الغد یا علی ان هذا الرجل قد سبقنی الی ما سمعت من القول فتفرق القوم قبل ان اکلمهم فعد لنا من الطعام مثل ما صنعت ثم اجمعهم ففعلت ثم جمعتهم فدعانی بالطعام فقربته ففعل کما فعل بالامس فاکلوا وشربوا ثم تکلم رسول الله فقال یا بنی عبد المطلب انی قد جئتکم بخیر الدنیا والآخرة وقد امرنی الله تعالی ان ادعوکم الیه فایکم یوازرنی علی امری هذا ویکون اخی ووصیی وخلیفتی فیکم فاحجم القوم عنها جمیعا فقلت وانا احدثهم سنا یا نبی الله انا وزیرک علیه قال فاخذ برقبتی

دستِ شفقت رکھکر فرمایا کہ (اے افراد قوم دیکھو) تم لوگون مین یہ (علی) میرا بھائی میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے تم سب اسکا حکم سنو اور اطاعت کرو۔ یہ سُنتے ہی لوگ قہقہہ لگا کر اٹھ کھڑے ہوے اور ابوطالب سے کہنے لگے کہ لو تمھین حکم دیا گیا ہے کہ (اپنے فرزند) علی کی فرمانبرداری واطاعت کرو۔

واضح ہو کہ اس واقعے کا ذکر عیسائی مورخین مین سے مسٹر کارلائل نے کتاب ہیروز اینڈ ہیروز ورشپ مین اور مسٹر گبن نے کتاب ڈکلاین آف رومن امپایر مین اور مسٹر ڈیونپورٹ نے کتاب اپالوجی فرام محمدؐ اینڈ دی قران مین اور مسٹر واشنگٹن اردنگ نے کتاب محمدؐ اینڈ ہز کیسرس مین شرح وبسط کیساتھ کیا ہے۔

تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علانیہ دعوتِ اسلام فرمانے لگے۔ پہلے تو قریش آنحضرت سے چندان مزاحمت نہ کرتے تھے لیکن جب اُنھون نے دیکھا کہ ہمارے معبودون کی بُرائی بیان کیجاتی ہے اور ہمکو اور ہمارے آبا واجداد کو کافر اور گمراہ کہا جاتا ہے تو وہ لوگ آنحضرتؐ کی تکلیف دہی پر متفق ہوگئے مگر آپ کے چچا ابوطالب حتے الامکان آپکو شر اعدا سے بچاتے رہے۔ ایکدن چند آدمی قریش کے ابوطالب کے پاس آئے جنمین عتبہ اور شیبہ اور ابوسفیان اور ابوالبختری اور اسود اور ابوجہل اور ولید بن مغیرہ اور نبیہ اور منبہ اور عاص بن وائل بھی تھے۔ اِن سب نے ابوطالب سے کہا کہ تمھارے بھتیجے ہمارے دین کو برا اور ہمکو بیوقوف اور ہمارے آبا واجداد کو گمراہ بتلاتے ہین یا تو اونکو اِن باتون سے روکو یا اونکی مدد نہ کرو۔ ابوطالب نے اون لوگون کو مناسب طریقے کے ساتھ سمجھا بجھا کر لوٹا دیا اور پیغمبر صاحب حسب معمول تبلیغ رسالت مین مصروف رہے حتی کہ کفار قریش پر یہ امر شاق گزرا اور اونھون نے مکرر ابوطالب سے کے

فقال ان هذا اخی ووصّی وخلیفتی فیکم فاسمعوا له واطیعوا فقام القوم یضحکون ویقولون لابیطالب قد امرک ان تسمع لعلی وتطیع له قال ابوالفدا واستمر النبی علی ما امره الله ولم یبعد عنه قومه فی اول الامر ولم یردوا علیه حتی عاب الهتهم ونسب قومه وآباءهم الی الکفر و الضلال فاجمعوا علی عداوته وذب عن رسول الله عمه ابوطالب فجاء رجال من اشراف قریش الی ابیطالب منهم عتبة وشیبة ابنا ربیعة بن عبد مناف وابوسفیان بن امیة بن عبد شمس وابوالبختری بن هشام بن الحارث بن اسد والاسود بن المطلب بن اسد وابوجهل بن هشام بن مغیرة والولید بن المغیرة المخزومی عم ابی جهل ونبیه ومنبه ابنا الحجاج السهمیان والعاص بن وایل السهمی و هو ابو عمرو بن العاص فقالوا یا اباطالب ان ابن اخیک قد عاب دیننا وسفه احلامنا وضلل آباءنا فاما ان تکفه عنا او تخلی بیننا وبینه فردهم ابوطالب ردا حسنا واستمر رسول الله علی ما هو علیه فعظم علیهم فاتوا اباطالب ثانیا وقالوا له

پاس آکر وہی درخواست کی جو پہلے کی تھی نیز کہا کہ اگر تم اپنے بھتیجے کو نہ روکوگے تو تمسے اور ہمسے ایسی شدید جنگ ہوگی کہ بالآخر ایک فریق ہلاک ہو جائیگا۔ یہ سنکر ابوطالب بہت مشوش ہوئے اور اونھون نے آنحضرتؐ سے کہا کہ اے بھتیجے یہ لوگ ایسا ایسا کہتے ہین آنحضرت سمجھے کہ ابوطالب میری رفاقت سے دست بردار ہونا چاہتے ہین کہنے لگے کہ اے چچا اگر یہ لوگ میرے داہنے ہاتھ پر آفتاب، بائین ہاتھ پر ماہتاب رکھدین تب بھی مین امر حق سے باز نہ رہونگا۔ یہ فرما کر غمگین اور افسردہ وہان سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ابوطالب نے آنحضرتؐ کی کیفیت دیکھی تو پکار کر کہا اے بھتیجے ادھر آؤ اور جو چاہو کرو خدا کی قسم مین اپنے جیتے جی تمھاری رفاقت کبھی نچھوڑونگا۔ پس قبائل قریش اون لوگونکو جو اسلام لائے تھے تکلیفین پہونچانے لگے مگر خدا نے آنحضرت کو بوجہ حمایت ابوطالب محفوظ رکھا۔

علامہ ابو الفدا کہتے ہین کہ ابوطالب کے بعض اشعار (جنکا ترجمہ درج ذیل ہی) اس بات پر دلالت کرتے ہین کہ اونھون نے آنحضرت کی رسالت کا صدق دل سے اقرار کیا تھا۔

ترجمہ اشعار ابیطالب

"اے محمد تم نے مجھے دین اسلام کی طرف بُلایا اور مین نے سمجھ لیا کہ درحقیقت تم صادق القول
راست باز اور امانت دار ہو اور بیشک مجھے یقین ہوگیا کہ دین محمدی تمام دنیا کے دینون سے بہتر ہی۔
خدا کی قسم جبتک مین زندہ ہون قریش مین سے کوئی شخص تمھارا کچھ نہین کرسکتا"

تاریخ ابن الوردی مین ہی کہ ایک دن پیغمبر صاحب قریب کوہ صفا تشریف رکھتے تھے ناگہان

ماقالوه اولا فقالوا ان لم تنهه ولا نازلناك واباه ان يخذلك احد الفريقين فعظم على ابيطالب ذلك فقال لرسول الله يا ابن اخي ان قومك قالوا لي كذا وكذا فظن رسول الله ان عمه خاذله فقال رسول الله يا عم لو وضعوا الشمس في يميني والقمر في شمالي ما تركت هذا الامر ثم استعبر رسول الله فبكى وقام فولى فناداه ابوطالب اقبل يا ابن اخي وقل ما احببت فوالله لا اسلمك لشيء ابدا فاخذت كل قبيلة تعذب من اسلم منهم ومنع الله رسوله بعمه ابي طالب

له قال ابو الفداء ومن شعر ابيطالب مما يدل على انه كان مصدقا لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
ودعوتني وعلمت انك صادق ۔ ولقد صدقت وكنت ثم امينا
ولقد علمت بان دين محمد ۔ من خير اديان البرية دينا
والله لن يصلوا اليك بجمعهم ۔ حتى اوسد في التراب دفينا

له قال ابن الوردي في تاريخه كان النبي صلعم عند الصفا

اوسطرف ابوجہل کا گزر ہوا اور اوسنے آنحضرت کی شان مین گستاخانہ کلمات کہے۔ آنحضرت نے اوس کا
کچھ جواب ندیا اور خاموش رہے۔ امیر حمزہ اُسوقت شکار کو گئے تھے جب واپس آئے تو عبداللہ بن جدعان کی
آزاد کردہ لونڈی نے اونسے ابوجہل کی بیہودگی کا حال بیان کیا یہ سُنکر حمزہ کو غصہ آیا اور وہ کمان چڑھائے
ہوے بقصدِ طواف کعبے کیطرف گئے وہان دیکھا کہ ابوجہل کچھ لوگونکے ساتھ بیٹھا ہوا ہے حمزہ نے ایسی
ضرب کمان کی رسید کی کہ ابوجہل کا سر پھٹگیا پھر اوس سے کہا کہ تو محمدؐ کے حق مین گستاخی کرتا ہے اور نہین جانتا
کہ مین اونکے دین پر ہون اِسکے بعد امیر حمزہ رسول مقبول کیخدمت مین حاضر ہوکر مشرف باسلام اور
کامل بایمان ہوے اور کفار قریش نے حضرت حمزہ کے اِسلام لانیکو پیغمبر صاحب کے غلبے کی علامت سمجھی۔
مواہب اللدنیہ مین ہی کہ جب حضرت حمزہ اسلام لائے تو اونھون نے ایک شعر پڑھا جسکا ترجمہ یہ ہے۔

"مین نے خدا کا شکر کیا جسوقت اوسنے میرے قلب کو اسلام اور دین حنیف کی طرف ہدایت فرمائی،،

ابن اثیر جزری تاریخ کامل مین لکھتے ہین کہ پھر ۳۹ مرد اور ۲۳ عورتون کے مسلمان ہونیکے بعد
حضرت عمر اسلام لائے۔ علامہ دیاربکری نے تاریخ الخمیس مین لکھا ہی کہ بعثت کے نوین سال شق القمر کا معجزہ
واقع ہوا۔ اور مواہب اللدنیہ مین ہے کہ شق القمر کا واقعہ مکہ معظمہ مین ہجرت سے تقریباً پانچ برس
پہلے ہوا تھا۔ قاضی عیاض نے کتاب شفا مین انس سے روایت کی ہی کہ اہل مکہ نے جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معجزہ طلب کیا آنحضرت نے اونکو شق قمر کا معجزہ دکھایا یعنی چاند دو ٹکڑے
ہوگیا اور کوہِ حرا اُون دونکے بیچ مین نظر آیا۔ اور شہاب خفاجی نسیم الریاض مین لکھتے ہین کہ جنلوگون نے

ضربه ابوجهل بن هشام
فشتم النبي صلى الله عليه وسلم فلم يكلمه و
كان حمزة في القنص فلما
حضر انبأته مولاة
لعبد الله بن جدعان
بشتم ابي جهل لابن اخيه صلعم
فغضب حمزة وقصد البيت
ليطوف به وهو متوشح قوسه
فوجد ابن هشام قاعدا مع
جماعة فضربه حمزة بالقوس
فشجه ثم قال اتشتم محمدا وانا على
دينه وتم حمزة على اسلامه و
على متابعة النبي فلما اسلم
حمزة عرفت قريش ان رسول
الله قد عز ۱۰ وفي المواهب
اللدنية قال حمزة حين اسلم
حمدت الله حين هدى فؤادي
الى الاسلام والدين الحنيف
۱۱ قال ابن الاثير الجزري
في الكامل ثم اسلم
عمر بعد تسعة وثلاثين
رجلا وثلاث وعشرين امرأة
۱۲ قال العلامة الديار بكري
في تاريخ الخميس في السنة
التاسعة من البعثة كان
انشقاق القمر ۱۳ وفي المواهب
اللدنية ان انشقاق القمر كان بمكة
قبل الهجرة بنحو خمس سنين
۱۴ روى القاضي عياض في
الشفاء عن انس سأل اهل
مكة النبي صلعم ان يريهم
آية فاراهم انشقاق القمر
فرقتين حتى رأوا حراء
بينهما ۱۵ وقال الشهاب
الخفاجي في نسيم الرياض
والجماعة الذين

آنحضرت سے معجزہ طلب کیا تھا اونکے نام یہ ہین ولید بن مغیرہ۔ ابو جہل۔ عاص بن وائل۔ عاص بن ہشام۔
اسود بن عبد یغوث اور اسود بن عبد المطلب۔ اور شاہ[۲۴] ولی اللہ صاحب دہلوی کتاب تفہیمات الٰہیہ مین فرماتے ہین
کہ ہمارے نزدیک شق القمر رسول اللہ کے معجزات سے نہین ہے (کہ واقع ہوا ہو) بلکہ وہ علامات قیامت سے ہے
(جو وقوع پذیر ہوگا) البتہ اس اعتبار سے معجزہ ہوسکتا ہے کہ آنحضرت نے اوسکے متعلق پیشین گوئی فرمائی۔

تاریخ ابو الفدا ابن[۲۵] ہے کہ جب کفار قریش رسول اللہ کے اصحاب کو سخت تکلیف دینے لگے تو آنحضرت نے
اون لوگون کو جو حمایتی کنبہ نہ رکھتے تھے بجانب حبشہ ہجرت کرنے کی ہدایت فرمائی۔

ابن[۲۶] الوردی اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ حضرت ابو طالب نے نبوت کے دسوین سال ماہ شوال مین
وفات پائی اور اونکے بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے بھی رحلت فرمائی۔ ان دونون بزرگوارونکے اٹھ جانے
سے قریش جناب رسالتمآب کو تکلیف پہونچانے مین دلیری کرنے لگے خصوصاً ابو لہب اور حکم بن عاص
اور عقبہ بن ابی معیط جو رسول اللہ کے پڑوسی تھے آنحضرت کو بہت اذیت دیتے تھے اور اونپر نماز
اور کھانیکے وقت تکلیف دہ چیزین پھینکتے تھے۔

تفسیر[۲۷] در منثور سیوطی مین بروایت ابن سعد و ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و حاکم و بیہقی محمد
ابن عمار سے مروی ہے کہ بعض مشرکین نے عمار بن یاسر کو پکڑا اور جناب رسالتمآب کی برائی اور اپنے
بتون کی تعریف کے الفاظ جبراً کہلا کر چھوڑا۔ عمار نے رسول مقبول کی خدمت مین حاضر ہو کر سارا حال
پرملال بیان کیا آنحضرت نے پوچھا کہ یہ بتاؤ تم اپنے دل کو کس حال مین پاتے ہو عمار نے عرض کیا کہ مین اپنے

طلبوا ذلك منه صلعم الوليد ابن المغيرة وابوجهل والعاص بن وائل والعاص بن هشام والاسود بن عبد يغوث والاسود بن عبد المطلب ۲۴ وقال الشيخ ولي الله الدهلوي في كتاب تفهيمات الالهية وانشق القمر عندنا ليس من معجزات انما هو من آيات القيامة ولكنه صلعم اخبر عنه قبل وجوده فكان معجزة من هذا السبيل ۲۵ قال ابوالفدا في تاريخه لما اشتد اذى قريش لاصحاب رسول الله اذن رسول الله صلعم لمن ليس له عشيرة تحميه في الهجرة الى ارض الحبشة ۲۶ قال ابن الوردي توفي ابوطالب في شوال سنة عشر من النبوة (الى ان قال) ثم توفيت خديجة رضي الله عنها بعد ابيطالب و نالت قريش منه صلى الله عليه وسلم بموتهما خصوصا ابولهب والحكم بن العاص وعقبة ابن ابي المعيط فانهم كانوا جيرانه نبي صلعم ويطرحونه في بيت يلقون عليه وقت صلوته وفي طعامه من الاذى ۲۷ وفي الدر المنثور للسيوطي اخرج ابن سعد وابن جرير وابن ابي حاتم وابن مردويه والحاكم وصححه والبيهقي في الدلائل عن محمد بن عمار قال اخذ المشركون عمار بن ياسر فلم يتركوه حتى سب النبي صلعم وذكر آلهتهم بخير ثم تركوه فلما اتى رسول الله صلعم قال ما وراءك شيء قال شر ما تركت

دل کو ایمان کے ساتھ کامل طور پر مطمئن پاتا ہون ۔ آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ جب تمہارے
اطمینان قلب کی یہ حالت ہے تو اگر وہ لوگ پھر تم سے اوسی طرح کے کلمات کہلائین تو کہدو ۔
تاریخ ابو الفدا[12] مین ہے کہ جب کفار قریش کی ایذا رسانی حد سے گزری تو رسول مقبول نے قبیلۂ ثقیف سے
استدعائے نصرت کا خیال فرماکر سفر طائف اختیار کیا کیونکہ اُمید تھی کہ وہ لوگ احکام منزل من اللہ
کو قبول کرلینگے مگر طائف پہونچکر وہان کے حالات ملاحظہ فرمائے تو ثقیف کے لوگون سے بہتری کی کوئی
اُمید نہوئی اور تاریخ طبری[12] مین ہو کہ جب آنحضرت قبیلۂ ثقیف کی رفاقت سے مایوس ہوے تو طائف سے
مراجعت فرماکر مکہ معظمہ واپس آئے ۔ تاریخ خمیس[13] مین ہے کہ اسی سال شوال کے مہینے مین پیغمبر صاحب نے
حضرت سودہ اور حضرت عائشہ سے (یکے بعد دیگرے) تزویج فرمائی ۔
تاریخ ابو الفدا[14] مین ہے کہ صاحب کتاب سیر نے ذکر کیا ہے کہ آنحضرت کو ابوطالب کے مرنے سے
پہلے معراج ہوئی ۔ لیکن محدث ابن جوزی کا قول ہے کہ اونکی وفات کے بعد نبوت کے بارہوین سال
معراج ہوئی اور تفسیر[15] درمنثور سیوطی مین بروایت ابن مردویہ عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ ہجرت سے ایک سال
پہلے سترھوین ربیع الاول کی شب کو رسول مقبول مرتبۂ عالیۂ معراج پر فائز ہوئے ۔ مورخ ابو الفدا[16] نے
لکھا ہے کہ اہل علم کا اس باب مین اختلاف ہے معراج جسم کے ساتھ ہوئی یا بطور سچے خواب کے
تھی ۔ جمہور کی رائے تو یہی ہے کہ معراج جسمانی ہوئی مگر بعض لوگ اسطرف بھی گئے ہین
کہ معراج محض سچا خواب تھا ۔ چنانچہ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب کو معراج
جسدی نہین ہوئی بلکہ اللہ تعالے نے آنحضرت کی روح کو شب معراج مین سیر کرایا اور معاویہ سے بھی

حتی زالت منك وتكرر ذلك المعنى يخبر قال كيف تجد قلبك قال مطمئن بالايمان قال ان عادوا فعد لهم وفي
١٢ تاريخ ابي الفدا انه لما نالت قريش من رسول الله صلعم سافر الى الطائف يلتمس من ثقيف النصرة رجاء ان يقبلوا ما جاءه به من الله فوصل الى الطائف والى ان قال وقد يئس من خير ثقيف وفي
١٢ وروى الطبري ان رسول الله صلعم انصرف من الطائف راجعا الى مكة حين يئس من خير ثقيف
١٣ في تاريخ الخميس للديار بكري وفي شوال هذه السنة تزوج رسول الله صلعم سودة وعائشة رضي الله عنهما
١٤ قال ابو الفدا ذكر صاحب السيرة ان الاسراء كان قبل موت ابي طالب وذكر ابن جوزي انه كان بعد موت ابي طالب سنة اثنتي عشرة للنبوة
١٥ وقال في الدر المنثور للسيوطي اخرج ابن مردويه عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده قال اسري بالنبي صلعم ليلة سبع عشرة من شهر ربيع الاول قبل الهجرة بسنة
١٦ قال ابو الفدا في تاريخه وقد اختلف اهل العلم فيه هل كان بجسده ام كان رؤيا صادقة والذي عليه الجمهور انه كان بجسده وذهب آخرون الى انه كان رؤيا صادقة وعن عائشة رضي الله عنها انها كانت تقول ما فقد جسد رسول الله ولكن الله اسرى بروحه ونقلوا عن معاوية ايضا

ایسا ہی منقول ہے کہ معراج سچّے خواب کے طور پر ہوئی۔ نیز ابن اسحق اور ابن جریر نے حضرت عائشہؓ
سے روایت کیا ہے کہ شب معراج مین رسول مقبول کا جسد اقدس بدستور اپنی جگہ رہا اور اللہ تعالےٰ
نے آپ کی روح اطہر کو آسمانون کی سیر کرائی اور ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین کہ
واقعۂ معراج جسدی یعنی رسول مقبول کا بحالت بیداری سماوات اور مقامات عالیہ کی سیر فرمانا
حق ہے اور اسکی حدیث طرق متعددہ سے ثابت ہے پس جو شخص کہ معراج جسمانی کی تردید کرے اور
اوسکی صحت پر ایمان نہ لائے وہ گمراہ اور بدعتی ہے اور شفا مین قاضی عیاض مین ہے کہ اہل اسلام
مین معراج نبوی کی صحت کے متعلق اختلاف نہین ہے کیونکہ اوسکا ثبوت نص قرآن سے ہے۔ نیز
کتاب موصوف مین ابو الحمراء سے مروی ہے کہ جناب رسول کریم نے فرمایا کہ جب مین نے (شب معراج مین)
آسمانون کی سیر کی تو عرش پر لکھا ہوا دیکھا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَیَّدْتُہٗ بِعَلِیٍّ
اور تفسیر در منثور سیوطی مین بروایت ابن عدی و ابن عساکر انس بن مالک سے جناب رسالتمآب کا یہ
ارشاد منقول ہے کہ جب مجھکو معراج ہوئی تو مین نے ساق عرش پر لکھا ہوا دیکھا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَیَّدْتُہٗ بِعَلِیٍّ (یعنی سوا اللہ کے کوئی معبود نہین ہے محمد اسکا رسول
اور اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کی نصرت علی سے فرمائی)۔

مورخ ابو الفدا لکھتا ہے کہ آنحضرت کا معمول تھا کہ موسم حج مین قبائل عرب سے ملتے تھے اور اون کو
دین خدا کی ہدایت فرماتے تھے پس جب اللہ تعالےٰ کو اپنے دین مبین کا اظہار اور اپنے نبی کا اعزاز منظور ہوا
اور پیغمبر حج کے زمانے مین حسب معمول قبائل عرب سے ملنے کو نکلے تو عقبہ کے قریب قبیلۂ

اذ کان یقول ان الاسراء کان رؤیا صادقة واخرج ابن اسحق وابن جریر عن عائشة انها قالت ما فقد جسد رسول اللہ ولکن اللہ اسری بروحہ ۱۲ وقال ملا علی القاری فی شرح الفقہ الاکبر وخبر المعراج بجسد المصطفی صلعم یقظة الی السماء الی ما شاء اللہ تعالی من المقامات العلا حق ای حدیثہ ثابت بطرق متعددة فمن ردہ ای ذلک الخبر ولم یؤمن بمقتضی ذلک الاثر فہو ضال مبتدع ۱۲ وفی الشفاء للقاضی عیاض واختلف بین المسلمین فی صحة الاسراء بہ صلعم اذ ہو نص القرآن وفیہ عن ابی الحمراء قال قال رسول اللہ صلعم لما اسری بی الی السماء اذا علی العرش مکتوب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی ۱۲ وفی الدر المنثور للسیوطی اخرج ابن عدی وابن عساکر عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لما عرج بی رایت علی ساق العرش مکتوبا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی ۱۲ قال ابو الفدا وکان رسول اللہ صلعم یعرض نفسہ علی القبائل فی موسم الحج ویدعوھم الی اللہ تعالی و لما اراد اللہ تعالی اظہار امر دینہ واعزاز نبیہ خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فی الموسم یعرض نفسہ علی القبائل کما کان یصنع فبینما ہو عند العقبة

بنی خزرج کے چھ شخصون سے مُلاقات ہوئی جو مدینہ یثرب کے رہنے والے تھے آنحضرتؐ نے اُن کو قرآن مجید سناکر اسلام کیطرف بُلایا وہ لوگ تصدیق رسالت کرکے ایمان لائے اور جب یثرب کو واپس گئے تو انھون نے اپنی قوم سے اسکا ذکر کیا اور اُنکو دعوت اسلام کی حتےکہ اُنمین اسکا چرچا ہونے لگا اور کوئی گھر مدینے کا ایسا نہ تھا جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر نہ ہو ۔

تاریخ خمیس[۱] مین ہو کہ جب نبی کریم واہل مدینہ کے درمیان عقد مبایعت منعقد ہوچکا تو آنحضرتؐ نے اصحاب کو جنھین بوجہ ایذاے مشرکین مکے مین رہنا اور کفار قریش کے مظالم پر صبر کرنا دشوار تھا مدینہ منورہ کیطرف ہجرت کی اجازت دی اور قسطلانی[۲] کتاب ارشاد الساری شرح صحیح بخاری مین لکھتے ہین کہ جناب رسالتمآب نے دو دو مہاجرون مین رشتہ برادرانہ قائم کیا ۔ چنانچہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کو باہم بھائی بھائی قرار دیا اور حضرت حمزہ اور زید بن حارثہ کو ۔ اور حضرت عثمان اور عبد الرحمن بن عوف کو ۔ اور زبیر بن العوام اور ابن مسعود کو ۔ اور عبیدہ بن الحارث اور بلال کو ۔ اور مصعب بن عمیر اور سعد بن ابی وقاص کو ۔ اور ابو عبیدہ اور سالم مولی ابی حذیفہ کو ۔ اور سعید بن زید اور طلحہ بن عبید اللہ کو ۔ اور اپنی اخوت کا شرف آنحضرتؐ نے علی بن ابیطالب کو عطا فرمایا ۔

اور تاریخ ابن الوردی[۳] مین ہے کہ پھر پیغمبر صاحب نے اپنے اصحاب کو ہجرت کا حکم دیا اور وہ سب مکے سے مدینے کو چلے گئے ۔ تاریخ ابو الفدا[۴] مین ہو کہ جب اصحاب رسول بجانب مدینہ روانہ ہوگئے (اور پیغمبر صاحب کے ساتھ سوا حضرت ابو بکر اور حضرت علی کے کوئی نہ رہا) تو آنحضرتؐ نے بمقام مکہ اس انتظار مین قیام فرمایا

اذلقی نفرا من الخزرج من اهل مدینة یثرب فعرض رسول الله صلی الله علیه وسلم علیهم الاسلام وتلی علیهم القرآن وکانوا ستة رجال فامنوا به وصدقوه ثم انصرفوا الی یثرب ذکروا ذلک لقومهم ودعوهم الی الاسلام حتی فشی فیهم فلم تبق دار الا فیها ذکر رسول الله صلعم ١٢ه وفی تاریخ الخمیس لما تم عقد المبایعة بین النبی صلی الله علیه وسلم وبین اهل المدینة من ... ولم یقدر اصحابه بقیتهم بمکة من ایذاء المشرکین ولم یصبروا علی جفوتهم رخص لهم من الهجرة الی المدینة ١٢ه وقال العلامة القسطلانی فی ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری واخی رسول الله صلعم بین ابی بکر وعمر رضی الله عنهما وبین حمزة وزید بن حارثة رضی الله عنهما وبین عثمان وعبد الرحمن بن عوف رضی الله عنهما وبین الزبیر وابن مسعود رضی الله عنهما وبین عبیدة بن الحارث وبلال رضی الله عنهما وبین مصعب بن عمیر وسعد بن ابی وقاص رضی الله عنهما وبین ابی عبیدة وسالم مولی ابی حذیفة رضی الله عنهما وبین سعید بن زید وطلحة بن عبید الله رضی الله عنهما وبین علی ونفسه صلعم ١٢ه وفی تاریخ ابن الوردی وامر النبی اصحابه بالهجرة الی المدینة فخرجوا ارسالا ١٢ه وقال ابو الفداء واقام رسول الله صلعم بمکة ینتظر

ان یاذن له ربه فی الخروج من مکة فبقی مع النبی ابوبکر وعلی بن ابی طالب رضی الله عنهما

کہ جب حکم الٰہی ہو تو آپ بھی مدینۂ طیبہ کو ہجرت فرمائین ۔

تاریخ[1] ابن خلدون مین ہے کہ جب قریش کو معلوم ہوا کہ غیر قریش کے لوگ پیغمبر صاحب کے یار و انصار ہو گئے ہین جنکے پاس آنحضرت کے اصحاب پہونچ گئے اور آنحضرت بھی بنفس نفیس اون انصار سے لاحق ہونے کا ارادہ رکھتے ہین تو اکابر قریش یعنی بنی امیہ مین سے عتبہ و شیبہ و ابو سفیان اور بنی نوفل مین سے طعیمہ و جبیر بن مطعم و حارث بن عامر اور بنی عبد الدار مین سے نضر بن حارث اور بنی مخزوم مین سے ابو جہل اور بنی سہم مین سے نبیہ و منبہ اور بنی جمح مین سے امیہ بن خلف مشورے کے لیے دار الندوہ مین جمع ہوئے جنکے ساتھ اور بھی بہت لوگ قوم قریش کے تھے پس اون لوگون نے آنحضرت کے قید یا اخراج کے متعلق باہم کمیٹی کی اور بالآخر یہ بات طے پائی کہ قبائل مذکرہ مین سے ہر قبیلے کا ایک ایک بہادر جوان منتخب کیا جائے اور وہ سب ملکر (نعوذ باللہ) آنحضرت کو قتل کرین تا کہ آپکا خون (ناحق) کل قبائل مین منتشر یعنی اونکی جانب منسوب ہو جائے اور عبد مناف کی اولاد اون تمام قبیلون کے مقابلے پر قادر نہو سکے چنانچہ وہ سب اس بات پر آمادہ ہوئے کہ اوسی رات کو پیغمبر صاحب پر حملہ کیا جائے اور تاریخ[2] الخمیس مین ہے کہ جب کفار قریش نے کمیٹی کر کے آنحضرت کے قتل پر اپنی رائے قائم کی تو جبرئیل امین نے آنحضرت کو اسکی خبر دیکر کہا کہ آج شب کو آپ اپنے اوس بستر پر نہ سوئین جسپر معمولاً آرام فرمایا کرتے ہین اور بجانب مدینہ ہجرت کر جائین ۔

ابن[3] اثیر جزری تاریخ کامل مین لکھتے ہین کہ جب رات کی تاریکی ہوئی تو کفار قریش اس ارادے سے

[1] قال ابن خلدون فی تاریخه ولما علمت قریش ان رسول الله صلعم قد صار له شیعة وانصار من غیرهم وانه مجمع علی اللحاق بهم وان اصحابه من المهاجرین سبقوه الیهم تشاوروا ما یصنعون فی امره واجتمعت لذلک مشیختهم فی دار الندوة عتبة وشیبة وابو سفیان من بنی امیة وطعیمة بن عدی وجبیر بن مطعم والحارث بن عامر من بنی نوفل والنضر بن الحارث من بنی عبد الدار وابو جهل من بنی مخزوم ونبیه ومنبه ابنا الحجاج من بنی سهم وامیة بن خلف من بنی جمح ومعهم من لا یعد من قریش فتشاوروا فی حبسه او اخراجه ثم اتفقوا علی ان یتخیروا من کل قبیلة منهم فتی شابا جلدا فیقتلونه جمیعا فیتفرق دمه فی القبائل ولا یقدر بنو عبد مناف علی حرب جمیعهم واستعدوا لذلک من لیلتهم

[2] وفی تاریخ الخمیس لما تشاورت قریش لعنهم الله فی النبی صلی الله علیه وسلم اتاه جبرئیل واخبره بذلک وقال لا تبت هذه اللیلة علی فراشک الذی کنت تبیت علیه واذن له عند ذلک بالخروج الی المدینة

[3] قال ابن الاثیر فی الکامل فلما کان العتمة

در دولتِ نبوی پر مجتمع ہوئے کہ پیغمبر صاحب اپنے بستر پر لیٹین تو وہ حملہ کرین رسول اللہ نے انکا مجمع دیکھکر علی بن ابیطالب سے کہا کہ تم میری سبز چادر اوڑھکر میرے بستر پر سو رہو اور اطمینان رکھو کہ تمکو کوئی گزند نہ پہونچے گا۔ نیز حضرت علی کو حکم دیا کہ جسکی جو امانت اور ودیعت ہو اُسکو ادا کر دینا اسکے بعد آنحضرت گھر سے باہر نکلے اور سورۂ یٰسین کی ابتدائی آیتین "فھم لا یبصرون" تک پڑھتے ہوئے ایک مٹھی خاک کفار کے سرون کی جانب پھینک کر راہ مدینہ اختیار کی اور کفار قریش مین سے کسی نے بھی آپکو نہ دیکھا

تفسیر ۱؎ درمنثور سیوطی مین بروایت حاکم بسند صحیح ابن عباس سے مروی ہو کہ علی بن ابیطالب نے اپنی جان کو رسول اللہ پر فدا کیا اور رسول مقبول کی چادر اوڑھکر انکی جگہ سو رہے مشرکین قریش سمجھتے تھے کہ آنحضرت ہی سو رہے ہین اور اس ارادے مین تھے کہ (نعوذ باللہ) آنحضرت کو قتل کرین۔ اور اسد ۲؎ الغابہ ابن اثیر جزری و احیاء العلوم غزالی و تاریخ الخمیس مین ہو کہ جب حضرت علی بستر نبوی پر سوئے تو خدا نے جبرئیل و میکائیل کیجانب وحی فرمائی کہ مین نے تم دونوں مین رشتۂ برادرانہ قائم کیا اور تم مین سے ہر ایک کی عمر بہ نسبت دوسرے کے طویل کی پس تم دونون مین کون ایسا ہی جو اپنے ساتھی پر اپنی جان نثار کرے۔ یہ خطاب الٰہی سُنکر جبرئیل و میکائیل نے اپنی اپنی زندگانی کو عزیز سمجھا اور ایثار بالحیوٰۃ کو گوارا نہ کیا۔ پروردگار عالم نے پھر اونکی جانب وحی فرمائی کہ کیا تم دونون علی بن ابیطالب کیطرح نہین ہوسکتے دیکھو مین نے محمد اور علی مین مواخات قائم کی اور علی اسوقت بستر نبی پر اس غرض سے لیٹے ہین کہ ایثار بالحیوٰۃ کرکے اپنی جان کو اپنے

اجتمعوا علی بابه یرصدونه متی ینام فیثبون علیه فلما راهم رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لعلی بن ابی طالب نم علی فراشی وتسج ببردی هذا الحضرمی فنم فیه فانه لن یخلص الیک شیء تکرهه وامره ان یودی ما عنده من ودیعة وامانة وغیر ذلک وخرج رسول الله صلی الله علیه وسلم فاخذ حفنة من تراب فجعل علی رؤسهم وهو یتلو هذه الآیات یٰس والقرآن الحکیم الی قوله فهم لا یبصرون ثم انصرف ۱۲ منه

۱؎ وفی الدر المنثور للسیوطی اخرج الحاکم وصححه عن ابن عباس رضی الله عنهما قال شری علی رضی الله عنه نفسه ولبس ثوب النبی صلی الله علیه وسلم ثم نام مکانه وکان المشرکون یحسبون انه رسول الله صلی الله علیه وسلم وکانت قریش ترید ان تقتل النبی صلی الله علیه وسلم ۱۲

۲؎ وفی اسد الغابة لابن الاثیر الجزری واحیاء العلوم للغزالی وتاریخ الخمیس للدیار بکری بات علی کرم الله وجهه علی فراش رسول الله صلی الله علیه وسلم فاوحی الله تعالی الی جبرئیل ومیکائیل علیهما السلام انی آخیت بینکما وجعلت عمر احدکما اطول من عمر الآخر فایکما یؤثر صاحبه بالحیوة فاختار کلاهما الحیوة واحباها فاوحی الله عز وجل الیهما افلا کنتما مثل علی بن ابی طالب آخیت بینه وبین نبی محمد فبات علی فراشه یفدیه بنفسه ویؤثره بالحیوة

بھائی پر فدا کرین۔ اب تم دونون زمین پر جاؤ اور شر اعدا سے علی کی حفاظت کرو۔ پس بحکم الٰہی
دونون ملک مقرب نے نازل ہوکر بستر علی کے بالین وپائین قرار لیا اور جبرئیل علیہ السلام فرماتے
تھے کہ مرحبا مرحبا کون ہے مثل تیرے اے ابوطالب کے بیٹے جسکے ساتھ اللہ تعالیٰ ملائکہ پر مباہات
فرماتا ہے۔ چنانچہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے رسول مقبول پر جبکہ وہ مدینے جارہے تھے علی کی شان
مین یہ آیت نازل فرمائی وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ رَؤُوفٌ
بِالْعِبَادِ (یعنی) لوگون مین ایسے نیک بندے بھی ہین جو خدا کی رضاجوئی کیلیے اپنی جان تک
دیدیتے ہین اور خدا اپنے بندون پر بڑا شفقت فرمانے والا ہے۔

مورخ دیاربکری تاریخ الخمیس مین لکھتا ہے کہ کفار قریش درسرائے رسول مقبول پر مجتمع ہوکر
آپسمین باتین کررہے تھے۔ ناگہان ایک شخص نے آکر کہا کہ تم کس بات کے منتظر ہو انھون نے کہا
کہ ہمکو اسکا انتظار ہے کہ صبح قریب ہو تو محمد کو قتل کرین اور تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ اُس اجنبی شخص نے
آکر یہ کہا کہ محمد تمھارے سرون پر خاک ڈالکر چلے گئے یہ سنکر وہ لگے غور سے دیکھنے اور حضرت علی کو پیغمبر
صاحب کی چادر اوڑھے ہوئے دیکھکر بولے کہ محمد تو سورہے ہین۔ جب سپیدۂ صبح کے نمودار ہونے پر
حضرت علی بستر سے اُٹھے اور کفار نے پہچانا کہ وہ علی ہین تو اپنا سا منہ لیکر رہ گئے اور حضرت علی نے
حسب حکم نبوی مکے مین قیام کرکے جنکی جو امانتین اور ودیعتین تھین انکو ادا کین۔

علامہ مسعودی تاریخ مروج الذہب ومعادن الجوہر مین لکھتے ہین کہ جب پیغمبر صاحب نے مکے سے

اھبطا الی الارض فاحفظاہ من عدوہ فکان جبرئیل عند راسہ ومیکائیل عند رجلیہ وجبرئیل علیہ السلام یقول بخ بخ من مثلک یا ابن ابیطالب واللہ تعالیٰ یباہی بک الملائکۃ فانزل اللہ تعالیٰ علی رسولہ وھو متوجہ الی المدینۃ فی شان علی ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد [1] قال الدیاربکری فی تاریخہ واقام المشرکون ساعۃ فجعلوا یتحدثون فاتاھم آت وقال ما تنتظرون قالوا ننتظر ان نصبح فنقتل محمدا [2] وفی تاریخ ابی الفدا فاتاھم آت وقال ان محمدا خرج ووضع علی رؤسکم التراب فجعلوا ینظرون فیرون علیا علیہ برد النبی فیقولون محمد نائم فلم یبرحوا کذلک حتی اصبحوا فقام علی من فراشہ واقام علی بمکۃ حتی ادی ودائعہ [3] قال المسعودی فی مروج الذھب ومعادن الجوھر خرج النبی صلعم من مکۃ

ومعہ ابوبکر وعامر بن فہیرۃ مولی ابی بکر و عبداللہ بن اریقط اللیثی ودلیلہم علی الطریق ولم یکن مسلما لکن وثق

تاریخ ابی الفداء لما ہاجر ... قریش فی طلبہ صلعم فتبعہ سراقۃ بن مالک ... النبی صلعم فقال ابوبکر یا رسول اللہ ادرکنا الطلب فقال لہ النبی لا تحزن ان اللہ معنا ودعی رسول اللہ علی سراقۃ فارتطمت فرسہ الی بطنہا فی ارض صلبۃ فقال سراقۃ ادع اللہ ان یخلصنی فلک ان ارد الطلب عنک فدعی لہ النبی فخلص فرجع سراقۃ ورد کل من لقیہ من الطلب (الی ان قال) وقدم رسول اللہ المدینۃ لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول من سنۃ احدی فنزل قبا ... قال ابن الاثیر فی اسد الغابۃ وخرج علی (من مکۃ) فی طلب رسول اللہ صلعم بعد ما اخرج الیہ اہلہ یمشی اللیل ویکمن النہار حتی قدم المدینۃ فلما بلغ النبی صلعم قدومہ

بجانب مدینہ ہجرت فرمائی تو حضرت ابوبکر مع اپنے غلام عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن اریقط دیلمی کے ہمراہ رکاب ہوئے۔ عبداللہ بن اریقط مسلمان نہ تھا۔ راہ بتلانے کی ضرورت سے ساتھ لے لیا گیا تھا۔

اور تاریخ ابوالفدا میں ہے کہ جب پیغمبر صاحب بحمایت ایزدی مدینے کی جانب نہضت فرما ہوئے تو قریش نے آنحضرت کی تلاش میں سرگرمی کی اور سراقہ بن مالک آنحضرت کے عقب میں روانہ ہوا ناگاہ سراقہ آنحضرت کے قریب پہونچ گیا جسکو دیکھتے ہی حضرت ابوبکر نے کہا کہ یا رسول اللہ ہمارا ڈھونڈھنے والا آپہونچا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ محزون نہو اللہ پاک ہمارے ساتھ ہے۔ یہ فرماکر پیغمبر صاحب نے سراقہ کیلیے بددعا کی سراقہ کا گھوڑا پیٹ تک زمین سخت میں دھنس گیا اُسنے کہا آپ دعا کیجیے کہ مجھے اس بلا سے مخلصی ہو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپکے تلاش کرنیوالوں کو راہ سے لوٹا لیجاؤنگا آنحضرت نے دعا کی۔ سراقہ مخلصی پاکر وہاں سے بگٹٹ بھاگا اور جو شخص آنحضرت کا تلاش کرنیوالا راہ میں ملا اُسکو واپس لے گیا۔ ادھر جناب رسول خدا نے ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱ھ کو مدینہ منورہ پہونچکر قبا میں نزول اجلال فرمایا۔

اور اسد الغابہ ابن اثیر جزری میں ہے کہ حضرت علی (بعد ادائے امانات) جناب رسالت مآب کے اہل و عیال کو بجانب مدینہ روانہ کرکے خود بھی آنحضرت کی حضوری حاصل کرنے کیلیے (تنہا اور پیادہ) مکے سے مدینے کو روانہ ہوئے رات بھر چلتے تھے اور دن کو قیام کرتے تھے یہانتک کہ بعد طے منازل مدینے پہونچے اور جب پیغمبر صاحب کو اُنکے پہونچنے کی اطلاع ہوئی تو آنحضرت نے

قال ادعوا لی علیا قیل یارسول اللہ لا یقدر ان یمشی فاتاہ النبی صلعم فلما راہ اعتنقہ و بکی رحمۃ لما بقدمیہ من الورم وکانتا تنقطران دما فتفل النبی صلعم فی یدیہ و مسح بہما رجلیہ ودعا لہ بالعافیۃ فلم یشتکیہما حتی استشہد رضی اللہ عنہ

فرمایا کہ علی کو میرے پاس لاؤ۔ لوگون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اب اونہین چلنے کی قدرت نہین ہے یہ سنکر رسول مقبول خود حضرت علی کے پاس تشریف لائے اور جب اون کو دیکھا تو بغلگیر ہوکر فرط محبت سے رونے لگے کیونکہ اونکو اس سفر مین ایسی تکلیف ہوئی تھی کہ دونون پانون سوج گئے تھے اور اون سے خون ٹپکتا تھا۔ آنحضرت نے اپنا لعاب دہن حضرت علی کے پیرون مین لگایا اور اونکی صحت و عافیت کیلئے دعا کی چنانچہ پھر وہ وقت شہادت تک کبھی ان شکایتون مین مبتلا نہین ہوئے۔

تاریخ ابن[1] الوردی مین ہے کہ پھر جناب رسالت آب نے مسجد قبا کی بنیاد ڈالی جس کے بارے مین آیہ لمسجد اسس علی التقوی نازل ہوا ہی۔ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کتاب جذب[2] القلوب مین لکھتے ہین کہ اہل قبا نے آنحضرت سے درخواست کی کہ اونکے لئے مسجد بنا فرمائین آنحضرت نے صحابہ کرام کیجانب اشارہ کیا کہ تم مین سے کوئی شخص میرے ناقے پر سوار ہوکر اوسکو پھیرے حضرت ابوبکر اوٹھے اور ناقے پر سوار ہوئے مگر اوس نے جنبش نہ کی پھر حضرت عمر سوار ہوئے لیکن اونٹنی نہ اوٹھی اونکے بعد حضرت علی کھڑے ہوئے اور رکاب مین پاؤن رکھا ہی تھا کہ اونٹنی اوٹھ کھڑی ہوئی پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ اسکی باگ چھوڑ دو یہ منجانب اللہ گشت پر مامور ہی چنانچہ آنحضرت نے گشت ناقہ کے مدار پر مسجد قبا بنا فرمائی اور اہل قبا کو حکم دیا کہ پتھر جمع کرو۔ بعد ازان تعیین قبلہ کیلئے ایک خط کھینچکر اپنے

دست مبارک سے سنگ بنیاد نصب فرمایا۔

تاریخ ابو الفدا[۵۱] مین ہی کہ جناب رسول مقبول بروز جمعہ قُبا سے اندرون شہر مدینہ تشریف لائے تو جسکے گھر کی جانب سے گزرتے تھے وہ آنحضرت کے ناقے کو روک کر کہتا تھا کہ یارسول اللہ قدم رنجہ فرمایئے آنحضرت فرماتے تھے کہ یہ ناقہ منجانب اللہ مامور ہے تم اسکو نہ روکو حتے کہ آنحضرت اُس مقام پر پہونچے جہان مسجد نبوی ہے تو سواری سے اتر پڑے ابو ایوب انصاری جناب رسالتمآب کا اسباب اپنے گھر لیگئے چنانچہ آنحضرت نے انکے یہان قیام فرمایا اور مسجد نبوی کی بنا ڈالی۔

نسائی[۵۲] نے خصائص مین زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ بعض اصحاب رسول کے دروازے مسجد نبوی کی جانب تھے رسول مقبول نے علی بن ابیطالب کے سوا اور سب اصحاب کو حکم دیا کہ اپنے اپنے دروازون کو بند کردین۔ اس پر اصحاب نے کچھ کلام کیا تو آنحضرت نے کھڑے ہوکر بعد حمد و ثنائے الٰہی فرمایا کہ مین نے حکم ایزدی کے مطابق تم لوگون کے دروازے بند کرائے اور علی کا دروازہ کھلا رکھا۔ تم نے اس باب مین (فضول) چون وچرا کی مین نے نہ کوئی دروازہ بند کیا نہ کھولا بلکہ خدا نے جو حکم دیا اُس کی تعمیل کی۔

اور جامع ترمذی[۵۳] مین ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا نے حضرت علی سے فرمایا کہ میرے اور تمھارے سوا کسی کے لیے جائز نہین ہی کہ اس مسجد مین جنب رہے یعنی بحالت جنابت مسجد مین آمد و رفت رکھے۔

اور شیخ عبد الحق[۵۴] محدث دہلوی نے جذب القلوب مین ~~محدثین سے یون~~ نقل کیا ہے کہ مسجد نبوی مین اصحاب رسول بیٹھے ہوے تھے ناگاہ منادی نے ندا کی کہ ایہا النّاس

---

[۵۱] قال ابو الفدا وخرج رسول الله من قبا یوم الجمعة فما مر علی دار من دور الانصار الا قالوا هلم یا رسول الله و یتعرضون ناقته فیقول خلوا سبیلها فانها مامورة حتی انتهت موضع مسجده صلعم فنزل عنها النبی صلعم فاحتمل ابو ایوب الانصاری رحل الناقة الی بیته و اقام النبی عند ابی ایوب الانصاری حتی بنی مسجده

[۵۲] اخرج النسائی فی الخصائص عن زید بن ارقم قال کان لنفر من اصحاب رسول الله م ابواب شارعة فی المسجد فقال رسول الله صلعم سدوا هذه الابواب الا باب علی فتکلم بذلک الناس فقام رسول الله صلعم فحمد الله واثنی علیه ثم قال اما بعد فانی امرت بسد هذه الابواب غیر باب علی وقال فیه قائلکم والله ما سددته ولا فتحته ولکنی امرت

[۵۳] واخرج الترمذی عن ابی سعید قال قال رسول الله صلعم لعلی یا علی لا یحل لاحد ان یجنب فی هذا المسجد غیری وغیرک

[۵۴] و محدث دہلوی در جذب القلوب ذکر کردہ آوردہ اند کہ اصحاب ہمہ در مسجد نشستہ بودند ناگاہ منادی ندا در داد ایہا الناس

وتنجے بر بیت مبارک عزت و بر پوشیدن بنا نہاد

اپنے اپنے دروازے بند کردو۔ اس ندا سے ایک قسم کا انتباہ تو لوگون کو ہوا مگر کوئی اپنی جگہ سے نہ اُٹھا دوسری دفعہ پھر ندا دی گئی کہ ایہا الناس اپنے اپنے دروازون کو بند کردو قبل اسکے کہ عذاب نازل ہو یہ سُنتے ہی سب لوگ کھڑے ہو گئے اور آنحضرت کی خدمت مین دوڑے آئے علی مرتضی بھی آئے اور رسول اللہ کے سرہانے کھڑے ہو گئے آنحضرت نے اُنسے فرمایا کہ تم کیون کھڑے ہو جاؤ اپنے گھر مین بیٹھو اور اپنے دروازے کو بدستور کھلا رکھو یہ حال دیکھکر لوگون مین باتین ہونے لگین اور اُنکے دلون مین افسوسناک وسوسے پیدا ہوئے جب رسول مقبول کو یہ حال معلوم ہوا تو غضبناک ہوکر منبر پر تشریف لیگئے اور حمد و ثناے الٰہی کے بعد فرمایا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے موسیٰ کیجانب وحی بھیجی کہ ایک مسجد بصفت طہارت بناؤ جسمین سوائے تمھارے اور ہارون اور پسران ہارون یعنی شبر و شبیر کے اور کوئی نہ رہے اور اسیطرح میری طرف بھی وحی فرمائی کہ ایک مسجد طاہر بناؤن جسمین سوا میرے اور علی اور پسران علی کے اور کوئی نہ رہے پس مین نے مدینے مین آکر مسجد بنائی اور میرے آنے اور مسجد کے اختیار کرنے مین میری رائے اور خواہش کو دخل نہ تھا بلکہ مین وہی کرتا ہون جسکے کرنیکا مجھے حکم دیا جاتا ہے اور وہی جانتا ہون جو مجھے بتایا جاتا ہے۔ خدا کی قسم مین نے اپنی رائے سے تمھارے دروازے نہین بند کیے اور نہ اپنی رائے سے علی کا دروازہ کھلا رکھا اور علی کو مین نے مسجد مین جگہ نہین دی بلکہ خدا نے دی مین کیا کرون۔

ابوالفدا لکھتے ہین کہ پھر آنحضرت نے مابین مہاجرین و انصار (دو دو آدمیون مین) رشتۂ برادرانہ

قائم فرمایا چنانچہ حضرت علی کو اپنا بھائی ہونیکا شرف عطا کیا اور حضرت ابوبکر اور خارجہ بن زید انصاری کو باہم بھائی قرار دیا اور اسیطرح ابو عبیدہ بن الجراح اور سعد بن معاذ انصاری کو اور حضرت عمر بن الخطاب اور عتبان بن مالک انصاری کو اور عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ربیع انصاری کو اور حضرت عثمان بن عفان اور اوس بن ثابت انصاری کو اور طلحہ بن عبید اللہ اور کعب بن مالک انصاری کو اور سعید بن زید اور ابی بن کعب انصاری کو آپسمین بھائی بھائی قرار دیا۔ اور علامہ سمہودی کتاب خلاصۃ الوفا[۵۱] مین لکھتے ہین کہ جناب رسالتمآب نے مہاجرین و انصار مین رشتہ برادرانہ قائم کیا اور ارشاد فرمایا کہ دو دو آدمی (یعنی ایک مہاجر اور ایک انصار) آپسمین دینی بھائی بنجاؤ۔ پھر آنحضرت نے علی بن ابیطالب کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ یہ میرا بھائی ہے نیز استیعاب ابن عبدالبر[۵۲] مین ہے کہ (جسطرح) رسول مقبول نے (بمقام مکہ) مہاجرین مین مواخات فرمائی تھی (اسیطرح مدینے مین بھی) بین المہاجرین والانصار رشتہ اخوت قائم فرمایا اور دونون موقعون پر آنحضرت نے اپنا بھائی علی بن ابیطالب کو قرار دیکر ارشاد کیا کہ تم میرے بھائی ہو دنیا مین بھی اور آخرت مین بھی۔

مورخ ابوالفدا[۵۳] لکھتا ہے کہ جب ہجرت کا دوسرا سال ہوا تو نماز کا رُخ کعبے کیجانب بدل گیا۔ اس سے پہلے مکہ معظمہ مین اور آنحضرت کے مدینہ آنیکے بعد ڈیڑھ برس تک نماز بیت المقدس کیطرف پڑھی جاتی تھی اور اسی ۲ھ مین ماہ رمضان کے روزے بھی فرض ہوئے۔

صحیح بخاری[۵۴] مین حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ زمانہ جاہلیت مین قریش عاشورہ محرم کے دن

فاتخذ علی بن ابی طالب اخا. وصار ابوبکر وخارجة بن زید الانصاری اخوین وابو عبیدة بن الجراح وسعد بن معاذ الانصاری اخوین وعمر بن الخطاب وعتبان بن مالک الانصاری اخوین وعبد الرحمن بن عوف وسعد بن الربیع الانصاری اخوین وعثمان بن عفان واوس بن ثابت الانصاری اخوین وطلحة بن عبید الله وکعب بن مالک الانصاری اخوین وسعید بن زید وابی بن کعب الانصاری اخوین

۵۱ وفی کتاب خلاصة الوفاء باخبار دار المصطفی للسمهودی آخی رسول الله صلی الله علیه وسلم بین اصحابه المهاجرین والانصار فقال تآخوا فی الله اخوین اخوین ثم اخذ بید علی بن ابیطالب فقال هذا اخی

۵۲ وفی الاستیعاب لابن عبد البر آخی رسول الله صلعم (بمکة) بین المهاجرین ثم آخی (ثانیا بالمدینة) بین المهاجرین والانصار وقال فی کل واحد منهما لعلی انت اخی فی الدنیا والآخرة وآخی بینه وبین نفسه

۵۳ قال ابو الفداء ثم دخلت سنة اثنتین من الهجرة فیها حولت الصلوة الی الکعبة وکانت الصلوة بمکة وبعد مقدمه الی المدینة بثمانیة عشر شهرا الی بیت المقدس (الی ان قال) وفی هذه السنة اعنی سنة اثنتین فرض صیام رمضان

۵۴ اخرج البخاری عن عائشة رضی الله عنها قالت کان یوم عاشوراء تصومه قریش فی الجاهلیة

روزہ رکھتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے حتی کہ مدینے مین تشریف لانے
کے بعد بھی اسی پر عمل فرماتے رہے اور دوسرونکو بھی حکم دیتے رہے کہ عاشورہ محرم کو روزہ رکھین
مگر جب ماہ رمضان کے روزے فرض ہوے تو آنحضرت نے عاشورہ محرم کا روزہ ترک کر دیا
اور عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ وہ کھانا کھا رہے تھے اسی اثنا مین اشعث اون کے
یہان آئے اور ابن مسعود کو کھانا کھاتے دیکھ کر کہا کہ آج یوم عاشورا ہی (اور تم کھانا کھا رہے ہو)
ابن مسعود نے کہا کہ جبتک ماہ رمضان کے روزے فرض نہ ہوئے تھے اوسوقت تک
عاشورے کا روزہ رکھا جاتا تھا لیکن جب سے ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے عاشورے
کا روزہ ترک ہو گیا آؤ کھانا کھاؤ مورخ ابن الوردی اپنی تاریخ مین لکھتا ہی کہ ماہ رمضان ۲ھ
مین بدر کی لڑائی واقع ہوئی جس سے اللہ تعالی نے دین کو قوت دی اور یہ لڑائی یون پیش آئی کہ ابوسفیان
مع قافلہ قریش و سامان کثیر شام سے واپس آ رہے تھے رسول مقبول نے خبر پاکر مسلمانونکو اونکے مقابلہ پر
آمادہ کیا (کیونکہ وہ لوگ مسلمانون سے چھیڑ شروع کر چکے تھے) جب ابو سفیان کو مسلمانون کی آمادگی کا
حال معلوم ہوا تو اونھون نے قریش مکہ کو اطلاع دی چنانچہ وہ سب نو سو پچاس آدمیون کی جمعیت سے
جن مین سو سوار بھی تھے روانہ ہوئے ابولہب کی جانب سے عاص بن ہشام شریک لشکر تھا
ادہر تیسری ماہ رمضان کو رسول مقبول مع ستہتر مہاجرین اور دوسو چھتیس (۲۳۶) انصار کے مدینے سے
باہر تشریف لائے ان مین صرف دو سوار تھے مقداد بن عمرو اور زبیر بن العوام یا کوئی اور پس لشکر مشرکین سے

وكان النبي صلى الله عليه وسلم يصومه فلما قدم المدينة صامه وامر بصيامه فلما نزل رمضان كان رمضان الفريضة وترك عاشوراء وعن عبد الله قال دخل عليه الاشعث وهو يطعم فقال اليوم عاشوراء فقال كان يصام قبل ان ينزل رمضان فلما نزل رمضان ترك فادن فكل سنه قال ابن الوردي وفي سنة اثنتين في رمضان غزوة بدر الكبرى التي اظهر الله بها الدين وذلك انه قدم لقريش قفل من الشام مع ابو سفيان بن حرب ومعه ثلاثون رجلا فندب رسول الله صلى الله عليه وسلم الناس اليهم فبلغ اباسفيان فبعث بمكة قريشا واعلم الناس من مكة بذلك فخرج الناس من مكة سراعا ولم يتخلف من الاشراف غير ابي لهب بعث مكانه العاص بن هشام وكانت عدتهم تسع مائة وخمسين رجلا فيهم مائة فرس وخرج النبي صلعم من المدينة لثلاث يخلون من رمضان منها ومعه ثلاث مائة وثلاثة عشر رجلا منهم سبعة وسبعون من المهاجرين والباقون من الانصار وما فيهم سوى فارسين المقداد بن عمرو الكندي والزبير بن العوام وقيل غير الزبير (الى ان قال) وبرز من المشركين عتبة و شيبة ابنا ربيعة

عتبہ اور شیبہ اور ولید بن عتبہ لڑنے کو نکلے پیغمبر صاحب نے حضرت عبیدہ بن حارث اور حضرت حمزہ اور حضرت علی کو اُنکے مقابلے کیلئے بھیجا عبیدہ اور عتبہ مین حرب وضرب ہوئی تو عبیدہ کا ایک پیر کٹ گیا حضرت حمزہ اور حضرت علی عتبہ کو قتل کر کے عبیدہ کو اُٹھا لائے اور وہ شہید ہوئے اتنے مین باہم جنگ چھڑ گئی رسول مقبول نے عریش سے باہر آکر مسلمانونکو جنگ پر آمادہ کیا اور تھوڑی کنکریان قریش پر پھینک کر فرمایا "شاہت الوجوہ" پھر اپنے اصحاب کو یکبارگی آنپر حملہ کرنیکا حکم دیا چنانچہ کفار کو ہزیمت ہوئی اور عبداللہ بن مسعود ابوجہل کا سر پیغمبر خدا کے حضور مین لائے آنحضرت نے خدا کا سجدہ شکر ادا کیا تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ جب ابولہب نے مکے مین یہ حال سُنا تو مارے رنج کے سات دن کے اندر مر گیا بدر کی لڑائی مین ستر مشرک قتل اور اسیقدر قید ہوئے علاوہ مقتولین مذکورہ کے مشاہیر کفار مین سے جو لوگ قتل ہوئے اونمین سے حنظلہ بن ابی سفیان اور عبیدہ بن سعید اور نوفل (شیطان قریش) اور عمیر بن عثمان تیمی اور عبداللہ بن منذر اور عاص بن منبہ اور ابوالعاص بن قیس کو حضرت علی نے قتل کیا اور زمعہ بن اسود کو حضرت حمزہ اور حضرت علی نے ملکر تہ تیغ فرمایا اور ابوالبختری بن ہشام کو مجدر بن زیاد نے مارا اور مسعود بن امیہ کو حضرت حمزہ نے قتل کیا اور نبیہ بن حجاج کو حضرت حمزہ اور سعد بن ابی وقاص نے ملکر مارا اور منبہ بن حجاج کو ابوبشر انصاری نے قتل کیا اور اہل اسلام مین سے چھہ مہاجر اور آٹھ انصار کل چودہ ۱۴ آدمی شہید ہوئے پیغمبر صاحب تین دن میدان جنگ مین قیام فرمانے کے بعد وہان سے واپس چلے اور جب موضع صفرا مین پہنچے تو حضرت علی کو نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط بن امیہ کے قتل کا حکم دیا اور حضرت علی نے اُن دونون کو فی النار کیا

کنز العمال[1] مین عبداللہ بن عمر سے مروی ہو کہ جنگ بدر مین مشرکین کے نشان بردار طلحہ کو بھی حضرت علی نے لڑکر قتل کیا تھا اور ابن عباس سے مروی ہے کہ غزوہ بدر مین رسول مقبول ص کے علم بردار حضرت علی اور انصار کے نشان بردار سعد بن عبادہ تھا[2] اور یحییٰ عامری نے ریاض مستطابہ مین ذکر کیا ہے کہ ہر مشہد اور مقتل مین حضرت علی کا ایسا اثر عظیم ثابت ہوا ہے کہ شجاعت اور بہادرانہ جنگ کے متعلق اونکے برابر اصحاب رسول مین سے کسی کا اثر معلوم نہین ہوتا۔

تاریخ ابوالفدا[3] مین ہو کہ پھر غزوہ بنی قینقاع کا واقعہ پیش آیا اور مسلمانون کو کافی غنیمت حاصل ہوئی اسکے بعد سویق اور قرقرہ کدر کے غزوات ہوئے اور اسی سنہ ٢ھ مین جناب فاطمہ بنت رسول اللہ کا عقد نکاح حضرت علی سے ہوا۔

طبرانی[4] نے معجم کبیر مین عبداللہ بن مسعود سے جناب رسول خدا کی یہ حدیث شریف روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ علی کا نکاح فاطمہ سے کردون نیز طبرانی نے جابر سے آنحضرت کا یہ قول مبارک روایت کیا ہے کہ ہر نبی کی ذریت اُسکے صلب مین قرار دی گئی اور میری ذریت علی بن ابیطالب کے صلب مین ودیعت کیگئی اور ریاض مستطابہ[5] مین ہو کہ جناب رسالت مآب نے سیدۃ نساء عالمین کی تزویج حضرت علی کے ساتھ مخصوص فرماکر خبر دی کہ یہ تزویج حسب حکم ایزدی ہے اور پروردگار عالم نے اپنے نبی کی ذریت کو علی بن ابیطالب کے صلب مین ودیعت فرمایا اور مدارج النبوۃ[6] مین ہو کہ سنہ ٢ھ کے واقعات مین سے ایک یہ بھی ہو کہ اسی سال جناب فاطمہ کا عقد نکاح حضرت علی سے ہوا

[1] فی کنز العمال عن ابن عمر قال کان طلحة صاحب رایة المشرکین یوم بدر فقتله علی بن ابیطالب مبارزة و عن ابن عباس قال کان لواء رسول الله صلعم یوم بدر مع علی بن ابیطالب ولواء الانصار مع سعد بن عبادة

[2] و فی الریاض المستطابة لیحیی العامری وکان له الاثر العظیم فی کل مشهد حتی لا یعلم لاحد من الصحابة فی الشجاعة ومبلات الحروب ما له

[3] قال ابو الفداء فی تاریخه ثم کانت غزوة بنی قینقاع ... وغنم رسول الله والمسلمون جمیع اموالهم ثم کانت غزوة السویق ثم غزوة قرقرة الکدر وفی هذه السنة اعنی سنة اثنتین تزوج علی بفاطمة بنت رسول الله

[4] اخرج الطبرانی فی معجمه الکبیر عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلعم ان الله امرنی ان ازوج فاطمة من علی وعن جابر قال قال رسول الله صلعم ان الله جعل ذریة کل نبی فی صلبه وجعل ذریتی فی صلب علی بن ابیطالب

[5] و فی الریاض المستطابة لیحیی العامری اختصه (ای علی) بتزویجه سیدة نساء العالمین واخبر ان ذلک بوحی من الله تعالی وان الله جعل ذریة نبیه فی صلبه

[6] ودر مدارج النبوة آمده که از وقائع سنة ثانیه یکی نکاح فاطمه زهرا با علی مرتضی است رضی الله عنهما

انس بن مالک سے روایت ہے کہ مین پیغمبر صاحب کے حضور مین حاضر تھا ناگہان آنحضرت پر آثار نزول وحی
ظاہر ہوئے اور جب وہ حالت برطرف ہوئی تو آپنے ارشاد کیا کہ اے انس اسوقت جبریل امین نے
نازل ہوکر مجھے حق تعالی کا یہ حکم پہونچایا کہ فاطمہ کا عقد نکاح علی سے کردون۔ نیز مدارج النبوة
مین ہیکہ جب رسول مقبول نے جناب فاطمہ کا عقد نکاح حضرت علی سے کردیا تو گھر کے اندر تشریف لاکر
جناب سیدہ سے پانی مانگا حضرت فاطمہ نے پانی حاضر کیا آنحضرت نے اپنا آب دہن اوس پانی مین ڈالا
اور فاطمہ زہرا کے سر و سینہ پر چھڑک کر فرمایا کہ خداوندا مین فاطمہ اور اوسکی ذریت کو
شیطان کے شر سے تیری پناہ مین سپرد کرتا ہون۔ پھر فرمایا کہ اے فاطمہ اپنی پیٹھ میری جانب
کرو اور اوس پانی کو اونکے دونون شانون کے درمیان چھڑک کر دعا کی کہ خداوندا مینے فاطمہ اور
اوسکی ذریت کو شیطان مردود کے شر سے تیری پناہ مین سونپا۔ اسکے بعد آنحضرت نے اور پانی طلب کرکے
اوسمین بھی آب دہن شریف ڈالا اور حضرت علی کے سر اور چہرے پر چھڑک کر فرمایا کہ خداوندا مین
علی اور اوسکی ذریت کو شر شیطان سے تیری پناہ مین سپرد کرتا ہون! اور بعض روایات مین آیا ہے
کہ آنحضرت نے اوس پانی پر معوذتین دم کرکے حضرت علی و حضرت فاطمہ کو پلایا اور وضو کرایا پھر دعا
کی کہ پروردگار میرے یہ دونون مجھسے ہین اور مین انسے ہون الہی جسطرح تو نے مجھسے پلیدی کو دور
کرکے مجھے پاک کیا اوسیطرح ان دونون کو بھی پاک اور پاکیزہ کر۔ نیز فرمایا کہ الہی ان دونون سے
ذریت طیب و طاہر پیدا کر اور حضرت فاطمہ سے یہ بھی ارشاد کیا کہ اللہ تعالی نے روے زمین پر دو شخصونکو

برگزیدہ ازان پدر تیری دیگرے زوج و

برگزیدہ کیا جنمین سے ایک تیرا باپ ہے اور دوسرا تیرا شوہر۔

تاریخ[1] ابوالفدا مین ہو کہ پھر ۳ھ شروع ہوا اور اسی سال ماہ رمضان المبارک مین حسن بن علی پیدا ہوئے۔ اور اصابہ[2] ابن حجر عسقلانی مین ہو کہ حسن بن علی بن ابیطالب سبطِ نبی و ریحانِ مصطفوی کی ولادت وسط ماہ رمضان ۳ھ مین ہوئی اور سیوطی[3] نے کتاب اوائل مین ذکر کیا ہے کہ اولاً جنکے نام حسن اور حسین رکھے گئے وہ فرزندان جناب رسالتآب ہین (ان سے پہلے یہ نام کسیکے نہ تھے)

تاریخ[4] خمیس مین ہو کہ اسی سال ماہ شعبان مین و بقول بعض ۲۴ ماہ رمضان کو پیغمبر صاحب نے حضرت حفصہ بنت حضرت عمر سے تزویج فرمائی اور اس سے پہلے حضرت حفصہ حبیش بن خدافہ کی زوجیت مین تھین اور مسند[5] احمد بن حنبل مین عاصم بن عمر سے مروی ہو کہ پیغمبر صاحب نے حضرت حفصہ سے نکاح کرنیکے بعد اونکو طلاق دیدیا تھا مگر پھر رجوع فرمایا۔

ابن[6] الوردی اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ اسی سال غزوۂ احد پیش آیا جسکی مختصر کیفیت یہ ہے کہ قریش کے تین ہزار آدمی مجتمع ہوئے جنمین سات سو زرہ پوش سپاہی اور دو سو سوار تھے چنانچہ یہ لشکر بسرگرہی ابوسفیان بن حرب کے سے روانہ ہوا جسکے ساتھ ہند زوجۂ ابوسفیان بھی مع چودہ[14] عورتون کے دف بجاتی ہوئی اور کشتگان بدر کو روتی ہوئی چلین چوتھی شوال روز چہارشنبہ کو یہ لشکر ذوالحلیفہ مین پہونچکر مقیم ہوا جو مدینے کے روبرو واقع ہے ادہر پیغمبر صاحب بھی ایک ہزار

[1] قال ابو الفدا ثم دخلت سنة ثلاث فيها في رمضان ولد الحسن بن علی

[2] وفي كتاب الاصابة لابن حجر العسقلاني ان الحسن بن علي بن ابيطالب سبط رسول الله وريحانته ولد في نصف شهر رمضان سنة ثلاث من الهجرة

[3] وفي كتاب الاوائل للسيوطي اول من سمي بالحسن والحسين ولدا رسول الله صلعم

[4] قال في تاريخ الخميس وفي شعبان هذه السنة وقيل في اربعة وعشرين من رمضان هذه السنة على ما في تاريخ اليافعي تزوج رسول الله صلعم حفصة بنت عمر رضي الله عنهما وكانت قبله تحت جبيش بن حذافة

[5] واخرج احمد في المسند عن عاصم بن عمر ان رسول الله صلعم طلق حفصة بنت عمر بن الخطاب ثم ارتجعها

[6] قال ابن الوردي كانت غزوة احد وذلك انه اجتمع قريش ثلاثة الاف فيهم سبع مائة دارع ومائتا فارس قائدهم ابو سفيان بن حرب ومعه زوجته هند واربع عشرة امرأة يضربن بالدفوف ويبكين قتلى بدر وساروا من مكة حتى نزلوا ذا الحليفة مقابل المدينة يوم الاربعاء لاربع بقين من شوال سنة ثلاث (الى ان قال) فخرج رسول الله صلعم

فی الف من الصحابة و
صار بین المدینة واحد
لهم وفی الکامل لابن الاثیر
الجزری خرج طلحة بن
عثمان صاحب لواء المشرکین
وقال یامعشر اصحاب محمد
انکم تزعمون ان الله یعجلنا
بسیوفکم الی النار و یعجلکم
بسیوفنا الی الجنة فهل احد
منکم یعجل بسیفی الی الجنة
او یعجلنی سیفه الی النار
فبرز الیه علی بن ابیطالب
فضربه علی فقطع رجله
فسقط وانکشفت عورته
فناشده الله والرحم فترکه
فکبر رسول الله صلعم
وقال لعلی ما منعک ان
تجهز علیه قال انه ناشدنی
الله والرحم فاستحییت
منه (الی ان قال)
واقتتل الناس
قتالا شدیدا وامعن
فی الناس حمزة وعلی
وابو دجانة فی رجال
من المسلمین وانزل الله
نصره علی المسلمین و
کانت الهزیمة علی
المشرکین وهرب النساء
مصعدات فی الجبل و
دخل المسلمون عسکرهم
ینهبون (الی ان قال)
ابن الوردی انهزم
المشرکون فطمعت
الرماة فی الغنیمة و
فارقوا مکانهم الذی
امرهم النبی صلعم
به فاتی خالد مع خیل
المشرکین من خلفهم

صحابہ کے ساتھ باہر نکلے اور درمیانِ مدینہ و اُحد صف آرا ہوے۔

ابنِ[1] اثیر جزری تاریخ کامل مین لکھتے ہین کہ (جب دونون لشکرون کا مقابلہ ہوا تو) مشرکین کے نشان بردار طلحہ بن عثمان نے اپنی فوج سے نکلکر کہا کہ اے گروہ اصحاب محمد تمھارا یہ گمان ہے کہ تمھاری تلوارین ہمکو دوزخ مین اور ہماری تلوارین تمکو جنت مین پہونچادیتی ہین پس کیا تم مین کوئی ایسا ہے جسکو میری تلوار جنت مین پہونچاوے یا اوسکی تلوار مجھے جہنم کو روانہ کرے؟ یہ سنکر علی بن ابیطالب نے بڑھکر ایک ایسی ضرب لگائی کہ اوسکا پانون کٹ گیا اور وہ گر پڑا اور اوسکا تہ بند کھل گیا اوسنے حضرت علی کو قسم دی کہ اوسکو قتل نہ کرین چنانچہ آپنے اوسکو چھوڑ دیا رسول اللہ نے یہ حال مشاہدہ کر کے تکبیر کہی اور حضرت علی سے پوچھا کہ تم نے اِس ناہنجار کو کیون نہ مار ڈالا حضرت علی نے عرض کیا کہ جب اُسنے مجھے قسم دی تو میری حیا اوسکے قتل سے مانع ہوئی۔ اتنے مین باہم جنگ چھڑ گئی اور حضرت حمزہ اور حضرت علی اور ابو دجانہ انصاری کچھ مسلمانون کو ساتھ لیکر جماعت کفار مین گھس پڑے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانون کو فتح دی اور مشرکین کو شکست ہوئی اور اُنکی عورتین بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گئین اور اہل اسلام لشکر کفار مین داخل ہو کر لوٹنے لگے۔

ابنِ[2] الوردی اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ جب مشرکین قریش کے پانون اُکھڑ گئے تو لشکر اسلام کے تیر انداز لوٹ کی لالچ مین دوڑ پڑے اور اوس جگہ سے ہٹ گئے جہان رہنے کا پیغمبر صاحب نے اونکو حکم دیا تھا۔ ناگہان خالد بن ولید مع خیل مشرکین پیچھے سے آکر گروہ اسلام پر ٹوٹ پڑے اور کسی نے

بآواز بلند پکار کر کہا کہ (نعوذ باللہ) محمدؐ قتل ہوے یہ سنتے ہی مسلمانون نے بھاگنا شروع کیا

اور تاریخ کامل مین ہی کہ جب لشکر اسلام کے بعض تیر اندازون نے دیکھا کہ کفار نے راہِ فرار

اختیار کی تو لوٹنے کے قصد سے اونکی جانب متوجہ ہو گئے صرف ایک گروہ اپنی جگہ پر قائم رہا جسکا یہ

قول تھا کہ ہم رسول اللہ کے مطیع ہین اپنی جگہ سے نہ ہٹینگے پس اسیوقت یہ آیت نازل ہوئی کہ تم مین سے

ایسے لوگ بھی ہین جو دنیا کے طالب ہین اور ایسے لوگ بھی ہین جو آخرت (یعنی اتباع امر رسول) کے

خواستگار ہین عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہین کہ جب تک آیت نازل نہین ہوئی مین ایسا نہ جانتا

تھا کہ آنحضرت کے اصحاب مین سے کوئی شخص دنیا کا خواہشمند ہی۔ الغرض مورخ ابن اثیر لکھتا ہے کہ

جب لشکر اسلام کے اکثر تیر اندازون نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور تھوڑے لوگ باقی رہ گئے تو خالد

بن ولید نے موقع پاکر اون کو قتل کر ڈالا اور پیچھے سے آکر اصحاب نبی پر حملہ کر دیا یہ دیکھکر

مشرکین کو ایسی جرأت ہوئی کہ وہ لشکر اسلام پر یکبارگی ٹوٹ پڑے اور نوبت باینجا رسید کہ

اونھون نے بہت سے مسلمانون کو قتل کر کے لشکر اسلام کو شکست دی اور اونکا جو علم نشان بردار کے مقتول

ہو جانے سے پڑا ہوا تھا اوسکو عمرہ بنت علقمہ نے اوٹھا کر بلند کیا جسکے گرد کفار قریش جمع ہو گئے پھر

نبی عبد الدار کے ایک غلام نے جسکا نام صواب تھا اوس علم کو عمرہ سے لیکر بلند کیا لیکن وہ اوسیوقت قتل کیا گیا

راوی کا بیان ہی کہ کفار کے سب نشان بردارون کو حضرت علی نے قتل کیا تھا اور جب کفار کے نشان بردار

مقتول ہوکر داخل النار ہو چکے تو پیغمبر صاحب نے مشرکین کی ایک جماعت کو دیکھکر حضرت علی سے فرمایا کہ ان پر

ودفع الصارخ ان محمدا قتل وانكشف المسلمون
وفى الكامل لابن الاثير فلما نظر بعض الرماة
الى العسكر حين انكشف الكفار عنه اقبلوا يريدون
النهب وثبتت طائفة
وقال نطيع رسول الله
وثبتت مكانها فانزل الله
منكم من يريد الدنيا
ومنكم من يريد الآخرة
يعنى اتباع امر رسول الله صلعم قال ابن مسعود ما علمت
ان احدا من اصحاب رسول
الله صلعم يريد الدنيا
حتى نزلت الآية فلما فارق
بعض الرماة مكانهم رأى
خالد بن وليد قلة من بقى
من الرماة فحمل عليهم فقتلهم
وحمل على اصحاب النبى صلعم
من خلفهم
فلما رأى المشركون خيلهم
تقاتل تبادروا فشدوا
على المسلمين فهزموهم
وقد كان المسلمون
قتلوهم وقتلوا اصحاب اللواء فبقى
مطروحا لا يدنوا منه احد
فاخذته عمرة بنت علقمة
فرفعته فاجتمعت قريش
حوله واخذه صواب فقتل
عليه وكان الذى قتل اصحاب
اللواء على فلما قتلهم
ابصر النبى صلعم
جماعة من المشركين
فقال لعلى

احمل عليهم ففرقهم وقتل منهم
ثم ابصر جماعة اخرى فقال
احمل عليهم وفرقهم وقتل
منهم فقال جبريل يا رسول
الله هذه المواساة فقال
رسول الله صلعم انه مني
وانا منه فقال جبريل وانا
منكما قال فسمعوا صوتا لا سيف
الا ذو الفقار ولا فتى الا علي
شیخ عبدالحق محدث دہلوی
در مدارج النبوة نقل فرموده که در روز احد
از گروه مخالف چنان پیکار شدید واقع شد
که مسلمانان رو به هزیمت آوردند و حضرت
رسول صلعم را تنها گذاشتند حضرت در غضب
آمده عرق از پیشانی مبارکش تقاطر
مینمود در انحالت نظر کرد علی بن ابی طالب
را که به پهلوی مبارکش ایستاده است
فرمود که تو چرا به برادران خود ملحق نمی
شوی گفت یا رسول الله آیا کافر گردم
بعد الایمان ان لی بك اسوة
یعنی آیا کافر شوم بعد از
ایمان به تحقیق که مرا به تو اقتدا است
با یاران مفرور چه سروکار باشد درین
اثنا جمعی از کفار متوجه آنحضرت صلعم شدند
آنحضرت فرمود که ای علی مرا ازین جمع
نگاه دار و حق خدمت بجا آر که وقت
نصرت است پس علی متوجه آن قوم شد
و چنان قلع و قمع نمود که جمع کثیر به دوزخ
رفتند و باقی ماندگان متفرق گشتند
می گویند که دران روز شانزده
زخم بر تن مبارک
جناب امیر رسیده
از ان جمله چهار زخم
بسیار کاری بود که بوقت
رسیدن هر زخم
جناب امیر از زین
بر زمین آمده و چهار
بار

حملہ کرو حضرت علی نے حملہ کرکے اونمین سے بعض کو قتل کیا اور بعض کو منتشر کر دیا اتنے مین آنحضرت نے
ایک اور گروہ کو دیکھکر حضرت علی کو اونپر حملے کا حکم دیا حضرت علی نے اونمین سے بھی اکثر کو قتل کیا
اور بعضون کو متفرق کر دیا۔ یہ حال مشاہدہ کرکے جبریل امین نے آنحضرت سے عرض کیا کہ دیکھئے
ہمدردی یہ ہے۔ رسول مقبول نے فرمایا کہ کیون نہو علی مجھ سے ہے اور مین علی سے ہون جبریل نے
کہا کہ اور مین تم دونون سے ہون۔ ناگاہ لوگون نے یہ آواز غیب سُنی کہ "لا سیف الا ذوالفقار و لا فتی الا علی"
یعنی نہین ہے کوئی تلوار سوا ذوالفقار کے اور نہین ہے کوئی جوانمرد سوا علی کے اور مدارج النبوۃ محدث دہلوی
مین ہے کہ غزوۂ احد مین لشکر مخالف نے ایسی شدید جنگ کی کہ مسلمان رسول مقبول کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے
اوسوقت بوجہ شدتِ غضب آنحضرت کی پیشانی مبارک سے پسینہ ٹپک رہا تھا ناگہان آپکی نظر
حضرت علی پر پڑی جو آپکے پہلوئے مبارک مین کھڑے ہوئے تھے آنحضرت نے اونسے کہا کہ تم
اپنے بھائیون کے ساتھ کیون نہ بھاگ گئے حضرت علی نے عرض کیا کہ کیا ایمان کے بعد کافر
ہو جاؤن مین تو حضور کا فرمانبردار ہون مجھکو یاران مفرور سے کیا سروکار ہے اس اثنا مین
پیغمبر صاحب کیجانب کفار کی ایک جماعت نے رخ کیا آنحضرت نے فرمایا کہ اے علی یہ وقت نصرت کا ہے اس
گروہ کے شر سے مجھکو بچا کر حق خدمت ادا کرو یہ سنتے ہی حضرت علی نے مشرکین کا ایسا قلع و قمع کیا کہ اونکی
جماعت کثیر داخل جہنم ہوئی اور باقیماندہ تتر بتر ہو گئے مروی ہے کہ اوسدن حضرت علی کے بدن پر
سولہ زخم لگے جنمین چار زخم ایسے کاری تھے کہ ہر زخم کے پہونچنے پر وہ گھوڑے سے زمین پر گرے اور ہر چہار بار

جبرئیل علیہ السلام نے اونکو زمین سے اوٹھا کر گھوڑے پر سوار کیا اور کہا کہ اے علی خوب جنگ کرو
کہ خدا اور رسول تمسے راضی ہین بعدہٗ جبرئیل امین نے حضرت علی کی جانفشانی کا حال پیغمبر صاحب
کے حضور مین عرض کیا آنحضرت نے فرمایا کہ علی کیون نہ جانفشانی کرے کہ وہ مجھسے ہے اور مین اوس سے ہون
جبرئیل نے کہا کہ اور مین آپ دونون سے ہون منقول ہی کہ اسی جنگ مین رضوان جنت حضرت
علی کی منقبت مین یہ ندا دے رہا تھا کہ لا سیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی الکرار (نیز محدث موصوف
کتاب مذکور مین لکھتے ہین کہ) اور بزید یقین قصۂ ناد علیا مظہر العجائب کا وقوع بھی اسی معرکے مین ہوا-
مستدرک حاکم[1] اور قرۃ العینین شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی مین حضرت عائشہ سے مروی ہی
کہ فرمایا حضرت ابو بکر نے کہ جب روز جنگ اُحد لوگ رسول مقبول کو چھوڑ کر متفرق ہو گئے تو اونمین سے اول مین
رسول اللہ کی خدمت مین واپس آیا اور میری نگاہ دور سے آنحضرت پر پڑی پھر ایک شخص نے پیچھے سے آکر مجھے دبایا
جو پیغمبر صاحب کے حضور مین حاضر ہونا چاہتا تھا مین نے مڑکر دیکھا تو وہ ابو عبیدہ بن الجراح تھے - اور
تفسیر[2] در منثور سیوطی و تفسیر ابن جریر مین مروی ہی کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ جب جنگ اُحد مین کافرون نے
مسلمانونکو شکست دی تو مین بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا اور اوسوقت میری حالت تھی کہ پہاڑی بکری کیطرح
کودتا پھرتا تھا[3] اور فخر رازی تفسیر کبیر مین فرماتے ہین کہ گریز کرنیوالون مین حضرت عمر بھی تھے
گروہ ابتدا مین نہین بھاگے اور دور نہین گئے بلکہ بھاگ کر پہاڑ ہی پر رُکے رہے - نیز گریز کرنیوالون مین
حضرت عثمان بھی تھے جو سعد اور عقبہ کے ساتھ دور تک بھاگ گئے اور تین دن کے بعد واپس تشریف لائے -

ذوالفقار ولا فتی الا علی الکرار (نیز محدث موصوف در کتاب مذکور گفتہ کہ) ونیز بیقین قصہ ناد علیا مظہر العجائب ہم درین معرکہ واقع شدہ باشد

[1] وفی المستدرک للحاکم وقرۃ العینین لشاہ ولی اللہ الدہلوی عن عائشۃ قالت قال ابو بکر الصدیق لما جال الناس عن رسول اللہ صلعم یوم احد کنت اول من فاء الیہ فبصرت بہ من بعد فاذا انا برجل اعتنقنی من خلفی یرید رسول اللہ صلعم فاذا هو ابو عبیدۃ بن الجراح

[2] وفی الدر المنثور للسیوطی والتفسیر الکبیر لابن جریر قال عمر رضی اللہ عنہ لما کان یوم احد هزمناهم ففررت حتی صعدت الجبل فلقد رأیتنی انزو کانني اروی

[3] وفی التفسیر الکبیر للفخر الرازی ومن المنهزمین عمر رضی اللہ عنہ الا انہ لم یکن فی اوائل المنهزمین ولم یبعد بل ثبت علی الجبل ومنهم ایضا عثمان رضی اللہ عنہ انهزم مع رجلین یقال لہما سعد وعقبۃ انهزموا الی جبل ثم رجعوا بعد ثلاثۃ ایام -

اور ابن[1] اثیر جزری نے تاریخ کامل مین ذکر کیا ہو کہ ہزیمت یافتہ اور مفرور مسلمانون نے جن مین حضرت عثمان بھی تھے موضع اعوص پہونچکر دم لیا اور وہانسے تین دن کے بعد رسول مقبول کیخدمت مین واپس آئے جنکو دیکھتے ہی آنحضرت نے فرمایا کہ تم لوگون نے بھاگنے مین خوب لمبی تانی۔ اور مدارج[2] النبوۃ مین ہے کہ اوسوقت اصحاب کے چار گروہ ہوگئے تھے ایک گروہ تو کافرون سے لڑا لڑ کر شہید ہوا اور ایک گروہ بھاگ کر پہاڑ کے گوشون اور دامنون مین جاچھپا اور ایک گروہ ایسا بھاگا کہ اونے شہر مین پہونچکر قرار لیا اسی گروہ مین حضرت عثمان بھی تھے۔

ابن[3] الوردی اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ جنگ احد مین ستر اہل اسلام اور اٹھائیس مشرک قتل ہوئے اور عتبہ بن ابی وقاص نے اور سعد بن ابی وقاص نے پیغمبر صاحب کو ایسا پتھر مارا کہ آنحضرت کا چہرہ مبارک زخمی ہوگیا اور ہونٹھ پھٹ گئے اور تاریخ کامل[4] ابن اثیر مین ہو کہ جب پیغمبر صاحب زخمی ہوئے تو حضرت علی ڈھال مین پانی لیجا کر زخم دہونے لگے مگر خون بند نہوا یہ حال سنکر حضرت فاطمہ تشریف لائین اور پدر بزرگوار کے گلے مین ہاتھ ڈالکر رونے لگین پھر اونھون نے بوریا جلا کر اوسکی خاکستر زخم پر لگائی جس سے خون بند ہوگیا

مورخ ابن[5] خلدون اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ اسی جنگ مین حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مقتول ہوئے اور اونکو جبیر بن مطعم کے غلام وحشی نام نے قتل کیا جسکو اسی کام کے اجر مین غلامی سے آزاد کیے جانیکا امیدوار کیا گیا تھا چنانچہ جسوقت حضرت حمزہ سباع بن عبد العزےٰ سے قتال کررہے تھے وحشی نے موقع پا کر دھوکے مین اچانک اونپر نیزے کا وار کیا جسکی ضرب سے وہ شہید ہوئے اور تاریخ کامل[6]

[1] وقال ابن الاثیر الجزری في الكامل وانتهت الهزيمة بجماعة من المسلمين فيهم عثمان بن عفان وغيره الى الاعوص فاقاموا به ثلاثا ثم اتوا النبي صلعم فقال لهم لقد ذهبتم فيها عريضة

[2] ودر مدارج النبوت است حين [illegible] اصحاب بر چهار قسم شدند جمعی جنگ کردند تا شهید شدند و جمعی گریختند و در وادیها و شعاب جبل متفرق شدند و جمعی گریختند تا مدینه [illegible] و بعضی از جمله عثمان

[3] قال ابن الوردی فقتل من المسلمين سبعون ومن المشركين ثمانية وعشرون واصابت حجارة المشركين رسول الله صلعم حتى وقع واصيبت ثنيته وشج وجهه وكلمت شفته والذي اصابه عتبة بن ابي وقاص اخو سعد

[4] وقال ابن الاثير في الكامل ولما جرح رسول الله جعل علي ينقل له الماء في درقة من المهراس ويغسله فلم ينقطع الدم فاتت فاطمة وجعلت تعانقه وتبكي واحرقت حصيرا وجعلت على الجرح من رماده فانقطع الدم

[5] وقال ابن خلدون في تاريخه و قتل حمزة عم النبي صلعم قتله وحشي مولى جبير بن مطعم وكان قد جاعله على ذلك بعتقه فرآه يبارز سباع بن عبد العزى فرماه بحربة من حيث لا يشعر فقتله

[6] وقال ابن الاثير الجزري في الكامل

ابن اثیر جزری مین ہی کہ جب حضرت حمزہ شہید ہوے تو ہند زوجۂ ابوسفیان اور اونکے ساتھ والی عورتون نے حمزہ علیہ السلام اور دیگر شہداے اسلام کو مثلہ کیا اور ہند نے شہید ونکے کان اور ناک بطور زیور پہنکر اپنے بدن کے زیور وحشی کو انعام مین دیدیے نیز حضرت حمزہ کا کلیجہ نکال کر کھانا چاہا مگر نگل نہ سکی تو چبا کر اوگل دیا اور ابن[1] سعد نے طبقات مین روایت کی ہی کہ جب یہ خبر رسول مقبول کو پہونچی تو آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ نے حمزہ کا گوشت ہمیشہ کیلیے نار پر حرام کردیا ہی مورخ[2] ابن الوردی لکھتا ہے کہ پھر مشرکین قریش مکے کو چلے گئے اور پیغمبر صاحب نے حضرت حمزہ کو ڈھونڈھا تو اونھین شکم بریدہ اور مثلہ پاکر فرط غضب سے فرمایا کہ اگر مجھے غلبہ حاصل ہوا تو حمزہ کے عوض مین قریش کے تیس آدمیون کو مثلہ کرونگا نیز ارشاد کیا کہ مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے کہ حمزہ کا نام اہل سماوات مین اسد اللہ واسد رسول اللہ لکھا گیا ہے بعد ازان رسول مقبول نے حضرت حمزہ کو اپنی چادر مبارک کا کفن دیکر اون کے جنازے کی نماز سات تکبیرون کے ساتھ پڑھی پھر دیگر شہدا کو حضرت حمزہ کے پاس لا کر اونکی نماز جنازہ ادا فرمائی اور اونمین سے ہر ایک کے ساتھ حضرت حمزہ پر بھی مکرر نماز پڑھی حتے کہ حمزہ علیہ السلام پر سب ملاکر بہتر نمازین پڑھی گئین تب وہ مدفون ہوے علامہ ابو[3] الفدا لکھتے ہین کہ بعض مسلمانون نے اپنے اعزاے مقتول کو لیجا کر مدینہ منورہ مین دفن کیا جب پیغمبر صاحب کو اطلاع ہوئی تو آپنے لوگون کو اس سے روکا اور فرمایا کہ جو جہان شہید ہوا ہے اوسکو وہین دفن کرو۔

ووقعت هند و صواحباتها على القتلى يمثلن بهم و اتخذت هند من آذان الرجال وانافهم خدما و قلائد و اعطت خدمها و قلائدها وحشيا و بقرت كبد حمزة فلاكتها فلم تستطع ان تسيغها فلفظتها

[1] وقال ابن سعد في الطبقات فبلغ ذلك رسول الله صلعم فقال ان الله قد حرم على النار ان تذوق من لحم حمزة شيئا ابدا

[2] قال ابن الوردي ثم سار المشركون الى مكة فالتمس صلعم حمزة فوجده وقد بقر بطنه وجدع انفه واذناه فقال لئن اظهرني الله على قريش لامثلن بثلاثين منهم ثم قال جاءني جبرئيل فاخبرني ان حمزة مكتوب في اهل السموات السبع حمزة بن عبد المطلب اسد الله واسد رسوله ثم امر بحمزة فسجي ببردة ثم صلى عليه فكبر سبعا ثم اتي بالقتلى يوضعون الى حمزة فيصلي عليهم وعليه معهم حتى صلى عليه اثنتين وسبعين صلوة ثم امر بحمزة فدفن

[3] قال ابو الفدا واحتمل ناس من المسلمين قتلاهم الى المدينة فدفنوهم بها ثم نهى رسول الله صلعم عن ذلك وقال ادفنوهم حيث صرعوا

موطاے مالک مین ابونضر سے مروی ہی کہ جناب رسالتمآب نے شہداے اُحد کے حق مین فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہین جنکے کمال ایمان پر مین گواہی دونگا حضرت ابوبکر نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا ہم اونکے بھائی یعنی مثل اونکے نہین ہین جسطرح وہ اسلام لائے ہم بھی اسلام لائے اور جس طرح اونھون نے جہاد کیا ہم نے بھی جہاد کیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہان کیون نہین مگر مین نہین جانتا کہ تم لوگ میرے بعد کیا احداث کروگے۔ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی جذب القلوب مین لکھتے ہین کہ حدیث مین وارد ہوا ہے کہ پیغمبر صاحب نے مصعب بن عمیر شہید جنگ اُحد کی قبر پر کھڑے ہوکر آیہ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ کی تلاوت فرمائی اور کہا کہ خداوندا تیرا بندہ اور تیرا نبی گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ تیری راہ مین شہید ہوئے ہین اور فرمایا کہ زیارت کرو شہداے اُحد کی اور سلام کرو اونپر کہ جبتک آسمان و زمین قائم ہین جو شخص اونپر سلام عرض کریگا اوسکا وہ جواب دینگے۔ بعد ازان دوسرے شہدا کے قبور پر تشریف لیجاکر آنحضرت نے ارشاد کیا کہ یہ میرے وہ اصحاب ہین جنکے کمال ایمان کی مین بروز قیامت گواہی دونگا یہ سنکر حضرت ابوبکر بولے کہ یا رسول اللہ کیا ہم آپکے اصحاب نہین ہین۔ رسول مقبول نے فرمایا کہ ہان تم میرے اصحاب ہو لیکن مین نہین جانتا کہ میرے بعد کیا کروگے۔ تاریخ کامل مین ہی کہ پھر پیغمبر صاحب نے بروز شنبہ بجانب مدینہ مراجعت فرمائی۔ اور ابن سعد نے طبقات مین ذکر کیا ہی کہ جب رسول اللہ نے مدینے پہونچکر زنان بنی عبدالاشہل کا رونا سنا جو کہ اپنے مقتولین کو رو رہی تھین تو فرمایا کہ افسوس حمزہ کا کوئی رونے والا نہین ہی یہ سنکر سعد بن معاذ صحابی

له اخرج مالك فى الموطا عن ابى النضر مولى عمر بن عبيدالله انه بلغه ان رسول الله صلعم قال للشهداء احد هولاء اشهد عليهم فقال ابوبكر الصديق الستنا يا رسول الله باخوانهم اسلمنا كما اسلموا وجاهدنا كما جاهدوا فقال رسول الله بلى ولكن لا ادرى ما تحدثون بعدى

که و در جذب القلوب مذکور است که آنحضرت بر سر مصعب بن عمیر ایستاده این آیت خواند من المومنین رجال صدقوا ما عاهدوا الله علیه الایه و فرمود اللهم ان عبدک و نبیک یشهد ان هولاء شهداء و فرمود که بیایید و زیارت کنید ایشان را و سلام کنید بر ایشان تا آسمان و زمین برپاست هر که بر ایشان سلام کند رد سلام کنند بعد ازان بر سر شهدای دیگر ایستاده و فرمود اینها اصحاب من اند که روز قیامت بر ایشان گواهی دهم ابوبکر صدیق گفت یا رسول الله ما نه اصحاب توایم فرمود بلے شما اصحاب من اید و لیکن ندانم که شما بعد از من چه کنید

سه قال ابن الاثير في الكامل وكان رجوعه صلعم الى المدينة يوم السبت

عه واخرج ابن سعد فى الطبقات سمع رسول الله صلعم البكاء فى بنى عبدالاشهل على قتلاهم فقال رسول الله صلعم لكن حمزة لا بواكى له فسمع ذلك سعد بن معاذ

زنان بنی عبدالاشہل کے پاس گئے اور اونکو دولت نبوی پر لائے چنانچہ اوُنھون نے وہان اگر حضرت حمزہ
پر نوحہ وبکا کیا جسے سنکر پیغمبر صاحب نے اون عورتون کیلیے دعاے خیر کی اور اونکو اونکے گھرونکی جانب
واپس فرمایا پس اسکے بعد انصار کی عورتون مین سے کوئی ایسی نہ تھی جو بغیر حضرت حمزہ پر نوحہ کیے ہوئے اپنے
میّت کیلیے روتی۔ نیز ابن[1] سعد نے جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہی کہ جب معاویہ نے اپنے زمانۂ
حکومت مین بمقام اُحد نہر جاری کرنے کا ارادہ کیا تو اونکے عمال نے لکھا کہ نہر کا نکالنا غیر ممکن ہے جبتک کہ
شہداے اُحد کے قبور پر سے نہ نکالی جائے اسکے جواب مین معاویہ نے لکھا کہ اچھا قبرونکو کھود ڈالو۔ اس حکم سے
یہ حالت دیکھی گئی کہ لوگ مُردونکو قبرون سے نکالکر اپنے کندھون پر لادے لیے جاتے تھے اور وہ مردے ایسے
معلوم ہوتے تھے کہ گویا سو رہے ہین پس اسی اثنا مین جبکہ قبرین کھودی جا رہی تھین ایک کدال حضرت حمزہ
کے پاے مبارک مین لگی جس سے خون تازہ جاری ہوا۔ نیز محدث دہلوی نے جذب[2] القلوب مین بحوالۂ
کتاب شفاء السقام سبکی لکھا ہی کہ جب معاویہ نے نہر جاری کرنا چاہا تو حکم دیا کہ شہداے اُحد قبور سے نکالکر
دوسری جگہ دفن کیے جائین ناگہان ایک کدال حضرت حمزہ کے قدم مبارک مین لگی اور اوس سے خون جاری ہوا
اور جب نہر کھودی جانے لگی تو معاویہ کے عامل نے مدینۂ منورہ مین منادی کرائی کہ امیرالمؤمنین کی نہر نکلتی ہی
جسکا مُردہ ہو وہ اوکھاڑ کر دوسری جگہ لیجائے۔

تاریخ[3] ابن الوردی مین ہی کہ ہجرت سنہ ۴ شروع ہوا اور تاریخ خمیس[4] مین ہی کہ اسی سال غزوۂ بنی النضیر کا واقعہ
پیش آیا۔ اور مدارج[5] النبوۃ مین ہی کہ اسی سال فاطمہ بنت اسد بن ہاشم مادر امیرالمؤمنین علی نے وفات پائی
ابن عباس سے مروی ہی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ ابوطالب کے بعد فاطمہ بنت اسد کے سوا میرا کوئی خیر اندیش نہ تھا
مین نے اپنا پیراہن اسی لیے اونکو پہنایا کہ حلۂ بہشت اونکو نصیب ہون اور اونکے قبر مین اسی لیے لیٹا

ترجع الى نساء بني عبدالاشهل فساقهن الى باب رسول الله صلعم فبكين على حمزة فسمع ذلك رسول الله فدعا لهن وردهن فلم تبك امرأة من الانصار بعد ذلك على ميت الا بدأت بالبكاء على حمزة

[1] اخرج ابن سعد عن جابر بن عبدالله قال لما اراد معاوية ان يجري عينه التي باحد كتبوا اليه انا لا نستطيع ان نجريها الا على قبور الشهداء قال فكتب انبشوهم قال فرأيتهم يحملون على اعناق الرجال كانهم قوم نيام واصابت المسحاة طرف رجل حمزة بن عبدالمطلب فانبعثت دماء

[4] وقال الديار بكري في الخميس وفي هذه السنة وقعت غزوة بني النضير

کربلاے قبر سے اونکو نجات ہو نیز انس بن مالک کی روایت مین ہی کہ جب فاطمہ بنت اسد کا انتقال ہوا تو آنحضرت تشریف لاے اور اونکے بالین پر بیٹھکر فرمایا کہ اے میری مان بعد میری مان کے بعد ازان اونکی بہت مدح وثنا کی اور اپنے پیراہن مبارک کو اونکا کفن بنایا۔

اور تاریخ ابوالفدا[1] مین ہے کہ اسی سال امام حسین کی ولادت باسعادت ہوئی اور روضۃ الاحباب[2] مین ہے کہ سوا حسین بن علی اور یحیٰے بن زکریا علیہم السّلام کے کوئی بچہ ششماہہ پیدا ہو کر زندہ نہین رہا۔

اور علامہ[3] صدیق حسن خان فرع النامی مین لکھتے ہین کہ امام حسین ابوالائمہ ہین اور اونکا لقب سید وشہید ہے۔

نیز ملا جامی شواہد النبوۃ مین فرماتے ہین کہ امام حسین کی کنیت ابو عبد اللہ اور لقب مبارک شہید ہی۔

اور حجج الکرامہ[4] صدیق حسن خان مین ہی کہ رسول مقبول نے امام حسین کی خبر شہادت چند سال پیشتر دی تھی اور اونکے قاتلون پر لعنت ونفرین فرمائی۔ شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی کتاب سر الشہادتین[5] مین لکھتے ہین کہ شہادت امام حسینؑ کی پیشینگوئی مین جناب رسالتمآب کی حدیثین مشہور اور متواتر ہین جسکا حال آنحضرت کو بذریعہ وحی معلوم ہوا تھا ازانجملہ وہ حدیث ہے جسکو ابن سعد او طبرانی نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ مجھکو جبرئیل نے خبر دی ہے کہ میرا بیٹا حسین میرے بعد زمین طف مین قتل کیا جائیگا اور یہ مٹی مجھے دیکر بتایا کہ حسین کے مشہد کی خاک ہی۔ نیز وہ حدیث ہے جس کو ابوداؤد اور حاکم نے ام الفضل بنت حارث سے روایت کیا ہی کہ فرمایا جناب رسالتمآب نے کہ میرے پاس جبرئیل نے آکر مجھے خبر دی ہی کہ میری امت میرے فرزند حسین کو قتل کریگی اور مجھے تھوڑی سرخ مٹی اوس زمین کی دی جہان وہ شہید ہونگے۔

اور احمد بن حنبل[6] نے روایت کیا ہی کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ میرے پاس ایک فرشتہ آیا جو پیشتر کبھی نہ آیا تھا اور اوسنے مجھسے کہا کہ آپ کا یہ بیٹا حسین قتل کیا جائیگا اگر آپ کہین تو اوس زمین کی مٹی آپکو دکھاؤن جہان یہ مقتول ہوگا

قال العلامۃ عبد العزیز الدہلوی فی السر الشہادتین اما اخبار النبی صلعم بہذہ الواقعۃ الہائلۃ من جہۃ الوحی فمشہور متواتر من ذلک ما اخرجہ ابن سعد والطبرانی عن عائشۃ ان النبی صلعم قال اخبرنی جبرئیل ان ابنی الحسین یقتل بعدی بارض طف وجاءنی بہذہ التربۃ فاخبرنی انہا مضجعہ واخرج ابو داود والحاکم عن ام الفضل بنت الحارث ان النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اتانی جبرئیل فاخبرنی ان امتی ستقتل ابنی ہذا یعنی الحسین واتانی بتربۃ من تربۃ حمراء ٦ واخرج احمد ان النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لقد دخل علی البیت ملک لم یدخل علی قبلہا فقال لی ان ابنک ہذا یعنی حسینا مقتول

پھر تھوڑی سُرخ مٹی نکالکر مجھکو دی اور بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے معجم مین انس سے روایت کی ہے
کہ فرشتہ موکل باران بحصول اجازت جناب رسالتمآب کی زیارت کو حاضر ہوا جبکہ آنحضرت ام سلمہ
کے گھر مین تھے چنانچہ آپ نے ام سلمہ سے کہا کہ دروازے سے خبردار رہو کوئی آنے نہ پائے
لیکن اسی اثنا مین امام حسین بزور اندر چلے آئے اور رسول اللہ کو لپٹ گئے آنحضرت نے
اُن کو گود مین لیکر پیار کرنا شروع کیا اوس فرشتے نے عرض کیا کہ آپ ان کو بہت پیار
کرتے ہین - ارشاد کیا کہ ہان - فرشتے نے کہا عنقریب آپ کی اُمت اِس فرزند کو
قتل کرے گی اگر آپ چاہین تو وہ مقام آپ کو دکھا دون جہان یہ قتل ہونگے یہ کہکر اوسنے
سُرخ مٹی آنحضرت کو دکھائی اور ام سلمہ نے وہ مٹی آپ سے لیکر اپنے کپڑے مین باندھ لی
پس ہم اوسی زمانے سے سُنا کرتے تھے کہ حسین کربلا مین شہید ہون گے - اس حدیث کو
ابوحاتم اور بیہقی اور ابونعیم نے بھی روایت کیا ہے اور حاکم اور بیہقی نے ام الفضل سے
روایت کی ہے کہ مین ایک دن حسین کو لیکر رسول اللہ کے حضور مین حاضر ہوئی اور اونکو
آنحضرت کی گود مین دیدیا اتنے مین مین نے دیکھا کہ آنحضرت کی آنکھون سے آنسو بہہ رہے
ہین پھر آپ نے مجھسے فرمایا کہ اے ام الفضل مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے کہ میری اُمت
اس فرزند کو شہید کرے گی اور اوس کے مقتل کی سرخ مٹی بھی مجھے دی اور ابونعیم نے ام سلمہ سے
روایت کی ہے کہ حسن اور حسین میرے گھر مین کھیل رہے تھے ناگہان حضرت جبرئیل نے

وان شئت اریتك من
تربة الارض التی یقتل بها
فاخرج تربة حمراء
اخرجه البغوی فی معجمه من
حدیث انس رضی الله تعالی عنه
قال استاذن ملك المطر ربه
ان یزور النبی صلی الله علیه
وآله وسلم فاذن له النبی صلی
الله علیه وآله وسلم فی بیت
ام سلمة فقال لام سلمة
احفظی علینا الباب لا یدخل
احد فبینا هی علی الباب اذ دخل
الحسین علیه السلام فاقتحم
فوثب علی رسول الله صلی الله
علیه وآله وسلم فجعل رسول
الله صلی الله علیه وآله وسلم
یلثمه ویقبله فقال له الملك
اتحبه قال نعم قال ان امتك
ستقتله وان شئت اریتك
المكان الذی یقتل فیه
فاراه ترابا احمر فاخذته
ام سلمة فجعلته فی ثوبها فكنا
نسمع انه یقتل بكربلاء واخرجه
ایضا ابو حاتم فی صحیحه والبیهقی
وابو نعیم واخرج الحاكم
والبیهقی عن ام الفضل بنت
الحارث قالت دخلت علی
رسول الله صلی الله علیه وآله
وسلم یوما بالحسین فوضعته
فی حجره ثم حانت منی التفاتة
فاذا عینا رسول الله صلی الله
علیه وآله وسلم تهریقان من
الدموع فقال اتانی جبرئیل
فاخبرنی ان امتی تقتل ابنی
هذا واتانی بتربة من تربته
حمراء واخرج ابو نعیم
عن ام سلمة قالت كان
الحسن والحسین یلعبان
فی بیتی فنزل جبرئیل

نازل ہوکر رسول اللہ کی خدمت مین عرض کیا کہ آپکی اُمت آپکے فرزند حسین کو آپکے بعد قتل کرے گی
پھر تھوڑی مٹی آنحضرت کو دی جسے سونگھ کر آپنے فرمایا کہ اس سے کرب و بلا کی بو آتی ہے اور ارشاد
کیا کہ اے ام سلمہ جب یہ مٹی خون ہو جائے تو سمجھنا کہ میرا بیٹا حسین شہید ہوا ام سلمہ نے اُس مٹی کو شیشے مین رکھ لیا
اور ابن السکن اور بغوی اور ابو نعیم نے انس بن حارث سے روایت کی ہے کہ مین نے جناب رسالتمآب کو
یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ میرا فرزند حسین اوس سرزمین پر شہید ہوگا جسکو کربلا کہتے ہین پس اوسوقت تم مین سے
جو شخص موجود ہو حسین کی نصرت کرے۔ اور ابن راہویہ و بیہقی و ابو نعیم نے ام سلمہ سے روایت
کی ہے کہ ایک دن جناب رسالتمآب سو رہے تھے دفعۃً جاگ پڑے تو مین نے دیکھا کہ آنحضرت
بہت غمگین تھے اور آپکے دست مبارک مین سُرخ مٹی تھی جسے الٹتے پلٹتے تھے مین نے پوچھا کہ
یارسول اللہ یہ کیسی مٹی ہے آپنے فرمایا کہ جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ حسین عراق کی زمین پر
شہید ہوگا اور یہ وہین کی مٹی ہے۔ اور مستدرک حاکم مین بسند صحیح ابن عباس سے مروی ہے کہ اللہ تعالے نے
جناب رسالتمآب کی جانب وحی فرمائی کہ مین نے یحیی بن زکریا کے انتقام مین ستر ہزار آدمی ہلاک کئے ہین اور تمھارے
نواسے کے انتقام مین ایک لاکھ چالیس ہزار آدمیون کو ہلاک کرونگا۔

تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ پھر ہجرت کا پانچوان سنہ شروع ہوا اور اسی سال ماہ شوال مین
غزوۂ خندق یعنی جنگ احزاب کا معرکۂ عظیمہ پیش آیا۔

علامہ ابو الفدا غزوۂ خندق کے ذکر مین فرماتے ہین کہ پیغمبر صاحب نے (بقول بعض سلمان فارسی

فقال یا محمد ان امتک تقتل ابنک هذا من بعدک واومأ الی الحسین اتاه بتربة فشمها ثم قال ویح کرب وبلاء وقال یا ام سلمة اذا تحولت هذه التربة دما فاعلمی ان ابنی قد قتل فجعلتها فی قارورة ٣ واخرج ابن السکن والبغوی فی الصحابة وابو نعیم من طریق صحیح عن انس بن الحارث قال سمعت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یقول ان ابنی هذا یقتل بارض یقال لها کربلا فمن شهد ذلک منکم فلینصره ٤ واخرج ابن راهویه والبیهقی وابو نعیم عن ام سلمة ان رسول الله صلعم اضطجع ذات یوم فاستیقظ وهو خاثر وفی یده تربة حمراء یقلبها قلت ما هذه التربة یا رسول الله قال اخبرنی جبرئیل ان هذا یعنی الحسین یقتل بارض العراق وهذه تربتها ٥ واخرج الحاکم وصححه عن ابن عباس رضی الله عنهما قال اوحی الله تعالی الی محمد صلی الله علیه واله وسلم انی قتلت بیحیی بن زکریا سبعین الفا وانی قاتل بابن بنتک سبعین الفا و سبعین الفا ٦ قال ابن الوردی فی تاریخه ثم دخلت سنة خمس فیها فی شوال کانت غزوة الخندق وهی غزوة الاحزاب ٧ و قال ابو الفدا فی ذکر غزوة الخندق امر رسول الله صلعم بعمل الخندق قیل کان باشارة سلمان الفارسی

کے مشورے سے خندق کھودنے کا حکم دیا تھا۔

تاریخ الخمیس[1] مین ہو کہ عمرو بن عبدوُد نام ایک پہلوان عرب کے مشہور بہادرون مین سے تھا اور لوگ اوسکو ہزار آدمیون کے برابر جانتے تھے چنانچہ بروز جنگ خندق وہ اپنی شان و منزلت کا اظہار کرتا ہوا فوج سے باہر نکلا اور گھوڑے کو جولان کر کے طالب مبارزت ہوا اصحاب رسول اوس کی ہیبت سے سناٹے مین آگئے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا اونکے سرون پر چڑیان بیٹھی ہوئی ہین (جس کی وجہ سے وہ جنبش نہین کر سکتے) کیونکہ وہ عمرو بن عبدود کی شجاعت سے بخوبی واقف تھے پس عمرو نے پکار کر کہا کہ کوئی ایسا ہے جو میرے مقابلے کو آئے حضرت علی نے حضور نبوی مین عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین اسکے مقابلہ کو جاؤن؟ آنحضرت نے فرمایا کہ بیٹھو تم نہین جانتے کہ یہ عمرو ہے۔ اتنے مین پھر عمرو نے ندا دی اور اصحاب رسول کو توبیخ کر کے کہنے لگا کہ تمھاری وہ جنت کہان گئی جسکی نسبت تمھارا گمان ہے کہ جو شخص تم مین سے مقتول ہوگا وہ اُس جنت مین پہونچے گا پس کیا کوئی تم مین ایسا ہے جو مجھ سے لڑنے کو آئے یہ سنکر حضرت علی نے کھڑے ہو کر دوبارہ خدمت نبوی مین التجا کی کہ یا رسول اللہ مجھے اسکے مقابلے کو جانے دیجئے آنحضرت نے فرمایا بیٹھو کیا تم نہین جانتے کہ یہ عمرو ہے ناگہان پھر عمرو نے للکارا تو حضرت علی کھڑے ہو گئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ اب مجھے اسکے مقابلے کی اجازت دیجئے آنحضرت نے ارشاد کیا کہ بیٹھو تم نہین جانتے کہ یہ عمرو ہے حضرت علی نے کہا اگرچہ یہ عمرو ہے مگر حضور مجھے اس سے لڑنے کی اجازت عطا فرمائین

[1] وفی تاریخ الخمیس للدیاربکری کان عمرو بن عبدود من مشاهیر الابطال وشجعان العرب وکانوا یعدونه بالف رجل فلما کان یوم الخندق خرج معلما لیری مکانه فجال وطلب المبارزة والاصحاب ساکتون کان علی رؤسهم الطیر لانهم کانوا یعلمون شجاعته (الی ان قال) فنادی (عمرو) یطلب من یبارزه فقام علی فقال انا له یا رسول الله فقال له اجلس انه عمرو ثم نادی عمرو وجعل یونجهم ویقول این جنتکم التی تزعمون انه من قتل منکم دخلها افلا تبرزون الی رجلا فقام علی فقال انا له یا رسول الله فقال له اجلس انه عمرو ثم نادی الثالثة فقام علی وقال انا له یا رسول الله فقال انه عمرو فقال وان کان عمروا

یہ سنکر جناب رسالتمآب نے حضرت علی کو عمرو سے جنگ کی اجازت دی اور کتاب سیرۃ النبویہ[1] مین ہے کہ جب رسول مقبول نے حضرت علی کو جنگ کی اجازت دی تو اپنی تلوار یعنی ذوالفقار اونکو عطا کی اپنی زرہ اونکو پہنائی اور اپنا عمامہ اونکے سر پر باندھ کر دعا کی کہ خداوندا عمرو کے مقابلے مین علی کی مدد کر خداوندا میرا بھائی اور میرا ابن عم ہے پس تو مجھکو اکیلا نہ کر اور تو بہترین وارث ہے۔ نیز دوسری روایت مین ہے کہ آنحضرت نے اپنے عمامے کو آسمان کیجانب بلند کر کے مناجات کی کہ پروردگار میرے تو نے عبیدہ کو مجھسے بدر کے دن اور حمزہ کو بروز احد لے لیا اور اب یہ میرا بھائی علی ہے پس خداوندا مجھے تنہا نہ چھوڑ اور تو بہترین وارث ہے۔

مورخ ابو الفدا[2] اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ جب حضرت علی اجازت پاکر عمرو کیجانب لڑنیکو بڑھے تو اُسنے کہا کہ اے بھتیجے واللہ مین نہین چاہتا کہ تجھکو قتل کرون حضرت علی نے جواب دیا کہ مگر واللہ مین چاہتا ہون کہ تجھے قتل کرون۔ یہ سنتے ہی عمرو برافروختہ ہو کر گھوڑے سے کود پڑا اور فرط غضب سے گھوڑے کے پئے کر کے حضرت علی کیجانب بڑھا پس اُس کے اور علی مرتضی سے ایسی حرب و ضرب ہوئی کہ میدان جنگ گرد سے تیرہ و تار ہو گیا ناگاہ مسلمانون نے تکبیر کی آواز سنی اور سمجھ لیا کہ حضرت علی نے عمرو کو قتل کیا چنانچہ جب گرد فرو ہوئی تو دیکھا کہ حضرت علی عمرو بن عبد ود کے سینے پر چڑھے ہوئے اوسکو ذبح کر رہے ہین۔ تاریخ الخمیس[3] مین منقول ہے کہ جب حضرت علی نے عمرو کو قتل کیا تو اوسکا کوئی اسباب نہین لیا (جیسا کہ دستور تھا) چنانچہ جب عمرو کی بہن نے اپنے بھائی کی لاش آکر دیکھا کہ قاتل نے عمرو کا

[1] وفي السيرة النبوية فاذن له رسول الله صلعم واعطاه سيفه ذو الفقار والبسه درعه الحديد وعممه بعمامته وقال اللهم اعنه عليه اللهم هذا اخي وابن عمي فلا تذرني فردا وانت خير الوارثين و في رواية انه صلعم رفع عمامته الى السماء وقال الهي اخذت عبيدة مني يوم بدر و حمزة يوم احد وهذا علي اخي وابن عمي فلا تذرني فردا وانت خير الوارثين

[2] قال ابو الفدا فبرز اليه علي بن ابي طالب رضي الله عنه فقال عمرو يا ابن اخي والله ما احب ان اقتلك فقال علي لكني والله احب ان اقتلك فحمي عمرو عند ذالك و نزل عن فرسه فعقره واقبل الى علي فتجاولا وعلا عليهما الغبرة وسمع المسلمون التكبير فعلموا ان عليا قتله و انكشفت الغبرة وعلى صدر عمرو يذبحه

[3] قال العلامة الديار بكري في تاريخ الخميس وروي ان عليا لما قتل عمروا لم يسلبه فجاءت اخت عمرو حتى قامت عليه فلما رأته

کوئی ساز و سامان نہین لیا بلکہ بدستور اوسکے جسم پر رہنے دیا ہی تو کہنے لگی کہ عمرو کا قاتل کوئی عالی دودمان
شخص ہے پھر اوسنے پوچھا کہ عمرو کا قاتل کون ہی؟ لوگون نے کہا علی بن ابی طالب یہ سُنکر اوسنے دو شعر
موزون کرکے پڑھے جسکا مقصود یہ ہی کہ اگر عمرو کا قاتل علی بن ابیطالب کے سوا کوئی اور ہوتا تو مین عمر بھر
رویا کرتی مگر یہ معلوم کرکے میرے دل کو تسکین ہوئی کہ عمرو کا قاتل وہ بے عیب شخص ہے جسکو لوگ ہمیشہ سے
بیضۃ البلد کہتے ہین۔ مدارج[۱] النبوۃ مین مذکور ہی کہ غزوۂ خندق مین علی مرتضیٰ سے ایسی شجاعت اور
بہادری ظاہر ہوئی جو حد قیاس سے خارج ہی چنانچہ حدیث مین وارد ہوا ہی کہ علی بن ابیطالب کا مجاہدہ
روز خندق اون تمام اعمال صالحہ سے افضل ہی جو میری اُمت تا قیامت بجا لائے۔ نیز رسول مقبول نے
حضرت علی کے حق مین دعائین فرمائین اور اپنی تلوار ذوالفقار اونکو عطا کی۔ اور تفسیر[۲] درمنثور سیوطی مین بروایت
ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و ابن عساکر عبداللہ بن مسعود سے مروی ہی کہ وہ آیہ وکفی اللہ المومنین القتال
کو یون پڑھتے تھے کہ وکفی اللہ المومنین القتال بعلی یعنی اللہ تعالیٰ نے غزوۂ احزاب مین علی بن ابیطالب کے سبب سے
مومنین کی کفایت فرمائی۔

علامہ[۳] ابوالفدا نے اپنی تاریخ مین لکھا ہی کہ پھر دوسرے دن پیغمبر صاحب نے خندق سے بجانب مدینہ طیبہ مراجعت
فرمائی۔ ابن اثیر جزری نے تاریخ[۴] کامل مین ذکر کیا ہی کہ اسی سال آنحضرت نے زینب بنت جحش سے نکاح
کیا اور اسی سال غزوہ دومۃ الجندل ہوا۔ اور تاریخ[۵] ابوالفدا مین ہی کہ اسی سال ماہ ذیقعدہ مین غزوۂ بنی قریظہ
بھی ہوا اور اُسکے بعد پیغمبر صاحب مدینہ مین قیام پذیر رہے حتی کہ ۵ھ ختم ہوکر سنہ ۶ھ شروع ہوا۔
محدث دہلوی نے مدارج[۶] النبوۃ مین لکھا ہے کہ اسی ۶ھ مین بقول جمہور حج اسلام فرض ہوا نیز ذکر
کیا ہی کہ اسی سال غزوۂ بنی لحیان کا واقعہ پیش آیا جسمین مسلمانون کو فتح حاصل ہوئی اور تاریخ الخمیس[۵] مین ہی

جعلها عليه قالت ما قتله الا كفو كريم ثم سالت عن قاتله قالوا علي بن ابيطالب فانشأت هذين البيتين ـه لو كان قاتل عمرو غير قاتله لكنت ابكي عليه آخر الابد لكن قاتله من لا يعاب به من كان يدعى ابوه بيضة البلد

[۱] در مدارج النبوة است که چون علی مرتضی در غزوه خندق بمبارزت اعدا نمود [illegible] واقع شد از صدمات و مقاتلات بیرون از حد قیاس و در اخبار واقع شده است لمبارزة علي بن ابيطالب يوم الخندق افضل من اعمال امتي الى يوم القيامة و در مخبر دعا کرد در حق علی مرتضی و شمشیر خود را که ذوالفقار نام داشت بوی عطا نمود

[۲] در الدر المنثور و اخرج ابن ابي حاتم وابن مردويه وابن عساكر عن ابن مسعود رضي الله عنه انه كان يقرأ هذا الحرف وكفى الله المومنين القتال بعلي بن ابيطالب

[۳] قال ابو الفدا ولما اصبح رسول الله صلى الله عليه وسلم انصرف عن الخندق راجعا الى المدينة

[۴] وفي تاريخ الكامل قال ابن الاثير فيها تزوج رسول الله صلعم زينب بنت جحش (الى ان قال) وفيها كانت غزوة دومة الجندل

[۵] قال ابو الفدا وكانت غزوة بني قريظة في ذي القعدة سنة خمس واقام رسول الله بالمدينة حتى خرجت السنة خمس ودخلت سنة ست

[۶] محدث دهلوی در مدارج النبوه گفته که درین سال بقول جمهور حج اسلام فرض شد و نیز فرموده که درین سال غزوه بنی لحیان واقع شد و فتح آن واقع شد

[۵] وقال في التاريخ الخميس

کہ اسی سال ماہ ربیع الاول مین غزوۂ ذی قرد بھی ہوا اور تاریخ ابن خلدون[۱] مین ہی کہ پیغمبر صاحب نے
شعبان سنہ ۶ھ تک مدینے مین قیام کیا اسکے بعد غزوۂ بنی مصطلق کا واقعہ پیش آیا اور تاریخ خمیس[۲]
مین ہی کہ اسی سال ماہ ذیقعدہ مین غزوۂ حدیبیہ واقع ہوا اور تاریخ الرسل و الملوک طبری[۳] مین مسور سے
مروی ہی کہ سال حدیبیہ مین رسول اللہ صلعم محض زیارت کعبہ کے قصد سے نکلے تھے لڑائی کا ارادہ نہ تھا اور
جابر سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے دن ہم لوگ چودہ سو آدمی تھے۔ اور تاریخ ابن الوردی[۴] مین ہے
کہ پیغمبر صاحب نے حضرت عمر سے فرمایا کہ تم جاکر قریش کو مطلع کرو کہ ہم لوگ لڑنے کے قصد سے نہین آئے
بلکہ زیارت خانۂ کعبہ کی غرض سے آئے ہین حضرت عمر بسبب عداوت قریش کچھ خائف ہوئے پیغمبر صاحب نے
حضرت عثمان کو ابوسفیان وغیرہ کے پاس بھیجا چنانچہ حضرت عثمان نے جاکر رسول مقبول کا
پیغام پہونچایا اونھون نے کہا کہ اگر تم خود طواف کرنا چاہتے ہو تو کر لو حضرت عثمان نے کہا کہ مین
بغیر رسول اللہ کے ایسا نہین کر سکتا یہ سنکر کفار قریش نے اونکو قید کر لیا۔ یہان رسول مقبول کو
یہ خبر پہونچی کہ حضرت عثمان قتل کر ڈالے گئے پیغمبر صاحب نے کہا کہ اب ہم اوس قوم سے بغیر مقاتلہ
کیے نہین رہ سکتے پس آنحضرت نے سبکو زیر درخت بیعت کے لیے طلب فرمایا۔ اور ابن جریر[۵] نے سلمہ بن اکوع
سے روایت کی ہی کہ منادی نے ندا کی کہ ایہا الناس حکم خدا ہے کہ بیعت کے لیے حاضر ہو یہ سنکر ہم لوگ
پیغمبر صاحب کے حضور مین حاضر ہوئے آنحضرت درخت سمرہ کے نیچے تشریف فرما تھے وہین ہم سب نے
بیعت نبوی کا شرف حاصل کیا۔ اور مسند احمد حنبل[۶] مین معقل بن یسار سے روایت ہے کہ در حدیبیہ

وفی ربیع الاول من هذه
السنة وقعت غزوة الغابة
تعرف بذی قرد [۱] وقال
ابن خلدون فی تاریخه و
اقام رسول الله صلعم
الی شعبان من هذه
السنة السادسة ثم غزا
بنی المصطلق [۲] وقال الشیخ
الدیار بکری فی تاریخ الخمیس
وفی هلال ذی قعدة من
هذه السنة وقعت غزوة
الحدیبیة [۳] وفی تاریخ
الرسل والملوک للطبری عن
المسور قال خرج رسول الله
صلعم عام الحدیبیة یرید
زیارة البیت لا یرید قتالا
وعن جابر قال کنا یوم
الحدیبیة الفا واربعمائة
[۴] وفی تاریخ ابن الوردی
ثم دعا رسول الله عمر بن
الخطاب لیبعثه الی
قریش یعلمهم انه لم یأت
لحرب وانما جاء زائرا فاعتذر
عمر فبعث صلعم عثمان بن عفان
الی ابی سفیان واشراف قریش
فعرفهم ذلک فقالوا ان احببت
ان تطوف فطف فقال ما کنت
لافعل حتی یطوف رسول الله
فحبسوه وبلغ رسول الله ان
عثمان قتل فقال لا نبرح حتی
نناجز القوم ودعاهم صلعم الی
بیعة الرضوان تحت الشجرة
[۵] وروی ابن جریر عن سلمة
ابن الاکوع قال نادی منادی
الخبر صلعم ایها الناس البیعة
البیعة نزل روح القدس
فثرنا الی رسول الله صلعم
وهو تحت شجرة سمرة فبایعناه
[۶] واخرج احمد فی المسند
عن معقل بن یسار

قال بايعنا نبي الله صلعم
يوم الحديبية ان لا نفر منه و
اخرجه البخاري في صحيحه عن
العلاء بن المسيب عن ابيه
قال لقيت البراء بن عازب
رضي الله عنهما فقلت طوبى
لك صحبت النبي صلعم
وبايعته تحت الشجرة فقال
يا ابن اخي انك لا تدري
ما احدثنا بعده ١٢ قال

ہم لوگون نے رسول اللہ کی بیعت اس بات پر کی تھی کہ جنگ سے فرار نہ کرینگے اور صحیح[۱] بخاری مین
علاء بن مسیب سے مروی ہے کہ مین نے براء بن عازب سے ملاقات کی اور اون سے کہا کہ خوشا حال تمہارا کہ تم نے
رسول مقبول کی صحبت اور بیعت تحت شجرہ کا شرف حاصل کیا ہے - یہ سنکر براء نے کہا کہ لیکن
اے بھتیجے تم نہین جانتے کہ ہم لوگون نے آنحضرت کے بعد کیا احداث کیا -

مؤرخ ابن[۲] الوردی اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ پھر قریش نے (پیغمبر صاحب کا ارادہٗ جنگ معلوم
کرکے) سہیل بن عمرو کو آنحضرت کے پاس صلح کی درخواست لیکر بھیجا جسکو آپ نے منظور فرمایا اور
تاریخ[۳] کامل مین ہے کہ جب رسول مقبول نے سہیل کی درخواست صلح منظور کرلی تو حضرت علی
کو بلا کر ارشاد کیا کہ لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم سہیل بولا کہ ہم یہ نہین جانتے لکھو بسمک اللھم - چنانچہ یہی
لکھا گیا پھر جناب رسالتمآب نے حضرت علی سے کہا کہ لکھو یہ وہ صلحنامہ ہے جسکی بنا بر محمد رسول اللہ
نے سہیل بن عمرو سے مصالحت کی سہیل نے کہا کہ اگر ہم تمکو رسول اللہ جانتے تو تم سے قتال پر کیون
آمادہ ہوتے لہذا بجاے رسول اللہ کے اپنا اور اپنے والد کا نام لکھو پیغمبر صاحب نے حضرت
علی سے فرمایا کہ اچھا رسول اللہ کے لفظ کو نکال ڈالو اونھون نے کہا کہ میری مجال نہین جو
لفظ رسول اللہ کو محو کر سکون - یہ سنکر آنحضرت نے کاغذ لے لیا اور لفظ رسول اللہ کی جگہ محمد بن عبداللہ
لکھ کر حضرت علی سے فرمایا کہ اے علی ایک وقت تمکو بھی ایسا ہی معاملہ پیش آئیگا اور[۴] روضۃ الاحباب
مین ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ نے حضرت علی سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے

ابن الوردي في تاريخه ثم
ان قريشا ابعثوا سهيل بن
عمرو في الصلح فاجاب
صلى الله عليه وسلم ١٢ و
في الكامل لابن الاثير الجزري
فدعا رسول الله صلى الله
عليه وسلم علي بن ابيطالب
فقال اكتب بسم الله
الرحمن الرحيم فقال
سهيل لا نعرف هذا
ولكن اكتب باسمك
اللهم فكتبها ثم قال اكتب
هذا ما صالح عليه محمد
رسول الله سهيل بن عمرو
فقال سهيل لو نعلم انك
رسول الله لم نقاتلك ولكن
اكتب اسمك واسم
ابيك فقال لعلي امح
رسول الله فقال لا امحو
ابدا فاخذه رسول
الله صلعم فكتب
موضع رسول الله
محمد بن عبد الله
وقال لعلي لتبلين
بمثلها ١٢ ودر
روضة الاحباب است
كه حضرت رسالت
مآب به علي ابن ابيطالب
حضرت

علی ایک دن تمکو بھی بحسب ضرورت اسی طرح کا معاملہ پیش آنے والا ہی اور معارج[۱] النبوۃ مین
ہے کہ پیغمبر صاحب نے حضرت علی سے فرمایا کہ اے علی تمکو بھی ایک وقت ایسا ہی معاملہ پیش آئیگا۔
اور تاریخ الخمیس[۲] مین ہے کہ جناب رسول مقبول نے حضرت علی کی جانب نظر فرماکر ارشاد کیا کہ
اے علی تمکو بھی اسی قسم کا واقعہ روبکار ہونے والا ہے اور روضۃ الصفا[۳] مین ہے کہ جب تحریر
عہدنامہ سے فراغت ہوئی تو رسول اللہ نے حضرت علی سے فرمایا کہ اے علی ایک روز تمکو بھی اسیطرح
کی مجبورانہ ضرورت کا سامنا ہوگا نیز خصائص[۴] نسائی مین ہی کہ جناب رسالتمآب نے حضرت علی سے
فرمایا کہ عنقریب تمکو بھی مجبوراً ایسا ہی کرنا پڑے گا۔

محدث دہلوی نے مدارج[۵] النبوۃ مین حضرت عمر سے روایت کی ہی کہ صلح حدیبیہ کے دن میرے
دل مین خطرہ عظیم گذرا اور مین نے رسول اللہ کیساتھ ایسی مراجعت کی کہ پیشتر کبھی نہ کی تھی چنانچہ رسول اللہ
کے پاس جاکر مین نے کہا کہ کیا تم پیغمبر برحق نہین ہو؟ آنحضرت نے فرمایا کہ بیشک ہون مین نے کہا کہ کیا
ہم حق پر اور ہمارے مخالف باطل پر نہین ہین؟ آنحضرت نے فرمایا کہ ہان۔ مین نے کہا پھر کیون ہم
ایسی حقارت و ذلت گوارا کرین اور اس طور سے صلح کرکے واپس ہون۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اے
خطاب کے بیٹے مین خدا کا رسول ہون اور بغیر اوسکے حکم کے کچھ نہین کرتا وہ میرا ناصر و مددگار ہے
اور میرے کام کو ضائع نہ فرمائے گا اور صحیح بخاری[۶] کی حدیث مین ہی کہ حضرت عمر نے فرمایا
کہ بروز صلح حدیبیہ مین نے پیغمبر صاحب سے کہا کہ کیا آپ نبی برحق نہین ہین؟ آنحضرت نے فرمایا

[illegible — حاشیہ: ترا بر مثل این واقعہ بحسب ضرورت روے خواہد نمود ۱ و صاحب معارج النبوۃ آورد کہ آنحضرت ... ترا ہم ... پیش خواہد آمد ۲ و فی الخمیس ... فقال یا علی سیکون لک یوم مثل ہذا الواقعہ ۳ در روضۃ الصفا است کہ چون از تحریر عہدنامہ فراغت دست داد حضرت رسول ... ۴ و فی الخصائص للنسائی قال صلعم ... مثلہا ستاتیہا مضطہدا ۵ شیخ عبدالحق محدث دہلوی در مدارج النبوت آوردہ کہ نقل است از عمر بن الخطاب کہ گفت در آن روز در دل من امر عظیم در آمد ... ۶ البخاری قال عمر بن الخطاب فاتیت النبی صلعم فقلت الست نبی اللہ حقا قال]

کہ بیشک ہون - مین نے کہا کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہین ہین؟ آنحضرت نے فرمایا کہ بیشک
ہم حق پر اور ہمارے مخالف باطل پر ہین - مین نے کہا کہ پھر کیون اسوقت ہم دین مین نقص اور خست
گوارا کرین - آنحضرت نے فرمایا کہ سنو مین خدا کا رسول ہون اُسکے حکم کے خلاف کچھ نہین کرتا اور وہ
میرا مددگار ہے - نیز عینی کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مین لکھتے ہین کہ حضرت عمر
نے فرمایا کہ بروز صلح حدیبیہ میرے دل مین خطرۂ عظیم گزرا اور مین نے پیغمبر صاحب کے ساتھ ایسی مراجعت کی
کہ پہلے کبھی نہ کی تھی اور تاریخ الخمیس اور تفسیر در منثور سیوطی مین حضرت عمر سے مروی ہے کہ بخدا
مین جب سے اسلام لایا آج کے سوا کبھی مجھے شک نہین ہوا چنانچہ مین نے پیغمبر صاحب کے پاس
جا کر کہا کہ کیا آپ نبی برحق نہین ہین؟ آنحضرت نے فرمایا کہ بیشک ہون - مین نے کہا کہ کیا ہم حق پر
اور ہمارے مخالف باطل پر نہین ہین اور کیا ہمارے مقتول جنتی اور اونکے مقتول دوزخی نہین ہین آنحضرت نے
ارشاد کیا کہ ہم ضرور حق پر ہین اور ہمارے دشمن باطل پر اور ہمارے مقتول جنتی ہین اور اونکے مقتول جہنمی -
مین نے کہا کہ پھر دین مین نقص و خست چہ معنی دارد (یعنی آپ کیون صلح کرتے ہین) آنحضرت نے فرمایا کہ مین
اللہ کا رسول ہون اوسکی نافرمانی نہین کرتا اور وہ میرا معین و مددگار ہے اور تاریخ الخمیس مین ہے کہ
حضرت عمر فرماتے تھے کہ مین نے اوس جرأت کے کفارے مین جو بروز حدیبیہ مجھ سے واقع ہوئی اکثر اعمال صالحہ
مثل روزہ و نماز و صدقے کے ادا کیے - نیز سیرۃ ابن ہشام مین ہے کہ حضرت عمر کہا کرتے تھے کہ جو فعل مجھ سے
بروز حدیبیہ سرزد ہوا اوسکے خوف سے مین ہمیشہ صدقے دیتا رہا اور بطور کفارہ صوم و صلوۃ ادا کرتا رہا اتنے

بلی قلت السنا علی الحق وعدونا علی الباطل قال بلی قلت فلم نعطی الدنیة فی دیننا اذا قال انی رسول اللہ ولست اعصیہ وھو ناصری ۱ہ و ۲ عمدة القاری لشرح صحیح البخاری للعینی قال عمر رضی اللہ تعالی عنہ لقد دخلنی امر عظیم وراجعت النبی صلعم مراجعة وراجعتہ مثلہا قط ۱ہ و ۳ فی تاریخ الخمیس للدیاربکری والدر المنثور للسیوطی عن عمر انہ قال واللہ ما شککت منذ اسلمت الا یومئذ فاتیت النبی فقلت الست نبی اللہ حقا قال بلی قلت الست علی الحق وعدونا علی الباطل قال بلی قلت الیس قتلانا فی الجنة و قتلاھم فی النار قال بلی قلت فلم نعطی الدنیة فی دیننا قال انی رسول اللہ ولست اعصیہ وھو ناصری ۴ و فی تاریخ الخمیس قال عمر رضی اللہ عنہ عملت کثیرا من الاعمال الصالحة من الصوم والصلوة والصدقة کفارة لتلک الجرأة التی منی یومئذ ۵ وفی سیرة ابن ہشام قال کان عمر یقول ما زلت اتصدق و اصوم واصلی من الذی صنعت یومئذ مخافة کلامی الذی تکلمت بہ ۔ انتہی ۔

مورخ ابن اثیر تاریخ کامل میں لکھتا ہے کہ ہنوز صلحنامہ لکھا ہی جارہا تھا کہ ابوجندل بن سہیل پابزنجیر پیغمبر صاحب کیطرف سے گزرا اور اوسوقت اصحاب رسول کے دلوں میں صلح کے ہوجانیسے ایسی سخت بدگمانی پیدا ہوگئی تھی کہ قریب تھا وہ ہلاک (گمراہ) ہوجائیں کیونکہ رسول اللہ کے خواب کا حال سنکر اونکو فتح کے متعلق یقین ہوگیا تھا پس ابوجندل کو گرفتار دیکھکر اوسکے باپ سہیل نے جناب رسالتمآب سے کہا کہ ابوجندل کے آنیسے پہلے ہی میرے اور آپکے بیچ میں کل معاملہ طے ہوچکا ہے آنحضرت نے فرمایا کہ سچ ہے اور قصد کیا کہ ابوجندل کو سہیل کے حوالے کردیں۔ ابوجندل نے غل مچایا کہ اے گروہ اہل اسلام کیا میں مشرکین کیطرف اسلیے واپس کیا جارہا ہوں کہ وہ مجھے پھر بیدین کریں یہ سنکر مسلمانوں کے دلوں میں جو فساد جوشزن ہورہا تھا اوسکو اور بھی طغیانی ہوگئی۔ جناب رسالتمآب نے ابوجندل سے ارشاد کیا کہ صبر کر اور بیقرار نہو اللہ تعالی تیرے اور تیرے ساتھیوں کے لیے کشائش اور مخلصی کی راہ نکالنے والا ہے چونکہ مجھسے اور قوم مخالف سے اسوقت بین معاہدہ ہوگیا ہے لہذا میں اوسکے خلاف نہیں کرنا چاہتا اور روضۃ الاحباب سے[۲] لکھا منقول ہے کہ جب حضرت عمر نے یہ حال مشاہدہ کیا تو اپنی جگہ سے جست کرکے ابوجندل کے پاس پہونچے اور اوسکو صبر کی تلقین فرماکر اشارۃً سہیل کے قتل کی ترغیب دینے لگے تاکہ اگر ابوجندل سہیل کو قتل کرڈالے تو معاملہ صلح درہم برہم ہوجائے مگر ابوجندل نے اس فعل کو گوارا نہ کیا۔

تاریخ ابن الوردی[۳] میں ہے کہ پھر پیغمبر صاحب نے مدینے کیجانب مراجعت کی اور اختتام سال تک وہاں قیام فرمایا حتی کہ سنہ ۷ھ شروع ہوا اور اسی سال پیغمبر صاحب نے ام حبیبہ اور میمونہ اور صفیہ سے تزویج فرمائی۔

---

[۱] قال ابن الاثیر فی الکامل فبینا النبی صلعم یکتب الکتاب اذ جاء ابوجندل بن سہیل بن عمرو یرسف فی الحدید قد انفلت الی رسول اللہ صلعم وکان اصحاب النبی لا یشکون فی الفتح لرؤیا رسول اللہ صلعم فلما رأوا الصلح دخلہم من ذلک امر عظیم حتی کادوا یہلکون فلما رای سہیل ابنہ اباجندل اخذہ وقال یا محمد قد تمت القضیۃ بینی وبینک قبل ان یاتیک ہذا قال صدقت فصاح ابوجندل یا معشر المسلمین واخذہ لیردہ الی قریش اتردوننی الی المشرکین لیفتنونی عن دینی فزاد الناس شرا الی ما بہم فقال لہ رسول اللہ صلعم احتسب فان اللہ جاعل لک ولمن معک من المستضعفین فرجا ومخرجا انا قد اعطینا القوم عہودا فلا نغدر بہم علی ذلک

[۲] ودر روضۃ الاحباب است کہ چون عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ازجا بجست و نزدیک ابوجندل آمد گفت صبر کن ای ابوجندل و او را بقتل سہیل تحریض و کنایت میکرد تا اگر ابوجندل پدر را بکشد آن صلح درہم شود و سہیل از من گردد ابوجندل برین جرأت ننمود بتقدیم رسانید

[۳] ابن الوردی فی تاریخہ ثم قفل رسول اللہ صلعم الی المدینۃ واقام بہا حتی خرج السنۃ ثم دخلت سنۃ سبع وفیہا تزوج رسول اللہ صلعم ام حبیبۃ ومیمونۃ وصفیۃ

نیز اسی سال آنحضرت کیخدمت مین ماریہ قبطیہ اور دلدل کا ورود بھی ہوا۔ (جنکو مقوقس حاکم اسکندریہ نے بطور ہدیہ بھیجا تھا)۔ اور مدارج النبوة[۵۲] مین ہی کہ پیغمبر صاحب نے دلدل کو خاص اپنی سواری مین رکھا بعدہ وہ علی مرتضی کی سواری مین رہا اور اونکے بعد امام حسن اوسپر سوار ہوا کیے تا اینکہ زمانہ معاویہ مین دلدل فوت ہوگیا اور تاریخ الخمیس[۵۳] مین ہی کہ اسی سال غزوہ خیبر بھی ہوا۔ علامہ ابو الفدا[۵۴] اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ پیغمبر صاحب وسط محرم مین غزوہ خیبر کے لیے نکلے تھے اور آنحضرت کو کبھی کبھی درد شقیقہ عارض ہو جاتا تھا۔ اتفاقاً جس روز خیبر پہونچے اوس روز بھی شکایت مذکورہ لاحق ہوگئی پس حضرت ابوبکر نے علم لیکر شدید مقاتلہ کیا لیکن بے نیل مرام واپس آئے پھر حضرت عمر علم لیکر گئے اور پہلے سے زیادہ جدال و قتال کے بعد لوٹ آئے جب پیغمبر صاحب کو ان حالات کی اطلاع ہوئی تو آنحضرت نے فرمایا کہ بخدا مین کل ایسے شخص کو علم دونگا جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسول اُسکو دوست رکھتے ہین وہ پے در پے حملے کرنے والا ہے بھاگنے والا نہین ہی اور وہ ثابت قدمی کے ساتھ فتح کریگا۔ یہ سنکر مہاجرین و انصار حصول رایت کے متمنی ہوئے۔ اتنے مین حضرت علی آئے جنکی آنکھین آشوب کی ہوئی تھین پیغمبر صاحب نے اونکو اپنے پاس بلاکر آب دہن مبارک اونکی آنکھون مین لگایا جسکے لگاتے ہی درد چشم زائل ہوگیا اور آنحضرت نے اون کو علم عطا فرمایا اور سیرة[۵۵] ابن ہشام مین ہی کہ جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ کل مین ایسے شخص کو علم عطا کرونگا جو خدا اور اُسکے رسول کو دوست رکھتا ہی اور جسکے ہاتھون پر خدا نے فتح مقرر کی ہی اور وہ بھاگنے والا نہین ہی چنانچہ

[۵۱] وجاءته مارية وبغلته دلدل

[۵۲] در شیخ عبدالحق محدث دہلوی در مدارج النبوت نوشتہ کہ آنحضرت دلدل را برائے سواری خود خاص انتیار کرد بعد ازان علی مرتضیٰ بران سواری کرد و بعد از علی مرتضیٰ حسن مجتبیٰ سوار می شد تا آنکہ در زمان معاویہ ہلاک شد

[۵۳] قال فی تاریخ الخمیس وفی هذه السنة وقعت غزوة خیبر

[۵۴] وفی تاریخ ابی الفدا خرج رسول الله صلعم فی منتصف المحرم منها الی خیبر (الی ان قال) وربما كانت تاخذه صلعم الشقیقة فلما نزل خیبر اخذته فاخذ ابوبکر الصدیق الرایة فقاتل قتالا شدیدا ثم رجع فاخذها عمر بن الخطاب فقاتل قتالا اشد من الاول ثم رجع فاخبر بذلک رسول الله صلعم فقال اما والله لاعطین الرایة غدا رجلا یحب الله ورسوله ویحبه الله ورسوله یاخذها عنوة كرارا غیر فرار فتطاول المهاجرون والانصار الیها فجاء علی وهو رمد قد عصب عینیه فقال له صلعم ادن منی فدنی منه فتفل فی عینیه فزال وجعها ثم اعطاه الرایة

[۵۵] وفی سیرة ابن هشام قال رسول الله صلعم لاعطین الرایة غدا رجلا یحب الله ورسوله یفتح الله علی یدیه لیس بفرار

(دوسرے دن) پیغمبر صاحب نے حضرت علی کو طلب فرمایا اونکی آنکھین آشوب کی ہوئی تھین۔ رسول مقبول نے آب دہن مبارک اونکی آنکھون مین لگا کر فرمایا کہ اس اٹت کو لے کر جاؤ اور جنگ کرو تا اینکہ خدا انکو فتح دے اور نسائی نے کتاب الخصائص[۱] مین ابوہریرہ سے روایت کی ہی کہ جب ہم لوگون نے قلعۂ خیبر کا محاصرہ کیا تو حضرت ابوبکر علم لیکر گئے مگر بغیر فتح کے واپس آئے۔ پھر دوسرے دن حضرت عمر علم لیکر گئے وہ بھی بے نیل مرام لوٹ آئے اور مسلمانونکو شدید محنت وتکلیف اوٹھانی پڑی پس پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ کل مین ایسے شخص کو علم دونگا جو خدا اور اوسکے رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسول اوسکو دوست رکھتے ہین وہ بغیر فتح کیے واپس نہ آئے گا۔ یہ سنکر ہم لوگون نے اس خوشی مین رات بسر کی کہ کل روز فتح ہی جب صبح ہوئی تو رسول مقبول بعد فراغ نماز تشریف لاکر کھڑے ہوئے اور علم کو منگایا اوسوقت ہر صحابی سقرب اسی فکر وتمنا مین تھا کہ علم اوسکو ملے اتنے مین پیغمبر صاحب نے علی کو بلایا اونکو آشوب چشم کی شکایت لاحق تھی آنحضرت نے آب دہن مبارک ہاتھ مین لیکر اونکی آنکھون پر پھیرا اور اونھین کو علم عطا فرمایا اور مدارج النبوۃ[۲] مین ہے کہ پھر حضرت علی علم لیکر روانہ ہوئے اور قلعہ قموص کے نیچے پہونچکر آپنے اوس علم کو پتھر کے ایک تودے پر گاڑ دیا یہ دیکھ کر قلعے کے اوپر سے ایک یہودی عالم نے پوچھا کہ اے صاحب علم تو کون ہی۔ آپنے کہا کہ علی بن ابیطالب۔ پس اوس یہودی نے پکار کر اپنی قوم سے کہا کہ قسم ہے توریت کی تم مغلوب ہوئے یہ شخص بغیر فتح کیے ہوئے

[۱] فدعا رسول الله صلعم علیا وهو رمد فتفل فی عینیه ثم قال خذ هذه الرایة فامض بها حتی یفتح الله علیك له واخرج النسائی فی الخصائص عن ابی بریدة قال حاصرنا خیبر فاخذ الرایة ابوبکر ولم یفتح له فاخذه من الغد عمر فانصرف ولم یفتح له و اصاب الناس شدة وجهد فقال رسول الله صلعم انی دافع لوائی غدا الی رجل یحب الله ورسوله ویحبه الله ورسوله لا یرجع حتی یفتح له وتبنا طیبة انفسنا ان الفتح غدا فلما اصبح رسول الله صلی الله علیه وسلم صلی الغداة ثم جاء قائما ودعا باللواء فما منا انسان له منزلة عند رسول الله صلی الله علیه وسلم الا وهو یرجوان یکون صاحب اللواء فدعا علی بن ابیطالب رضی الله عنه وهو رمد فتفل ومسح فی عینیه فدفع الیه اللواء

[۲] در مدارج النبوت است که پس علی علم برگرفت روان شد تا رسید بپای حصار قموص و علم را بر توده از سنگ ریزه که دران جا بود بزد پس یکی از احبار یهود که بالا حصار بود پرسید که ای صاحب علم تو کیستی گفت منم علی بن ابیطالب پس آن یهودی با قوم خود گفت سوگند بتوریت که شما مغلوب شدید این مرد بی فتح باز نگردد

واپس نجائیگا اور سیرۃ[۱] ابن ہشام وتاریخ ابوالفدا مین ہر کہ قلعہ پر سے ایک یہودی نے
حضرت علی کو دیکھکر پوچھا کہ تو کون ہے۔ آپنے فرمایا کہ علی بن ابیطالب۔ اوس نے کہا
کہ قسم ہے توریت کی تم غالب ہوئے اور تاریخ کامل[۲] مین ہر کہ یہودی نے حضرت علی کو دیکھکر پوچھا
کہ تو کون ہر؟ آپنے فرمایا کہ علی بن ابیطالب۔ یہ سنکر اوسنے اپنی قوم سے کہا کہ اے گروہ یہود
تم مغلوب ہوئے اور مدارج النبوۃ[۳] مین ہے کہ غالبًا وہ یہودی حضرت علی کی شجاعت سے
واقف تھا اور آپکے اوصاف توریت مین دیکھ چکا تھا۔ الغرض محدث دہلوی کتاب موصوف مین
لکھتے ہین کہ پس اولًا حارث یہودی مرحب کا بھائی قلعہ سے باہر نکلا جسکے نیزے کی سنان تین سیر کی تھی
اوسنے آتے ہی چند اسلامی بہادرونکو شہید کیا یہ حال دیکھکر حضرت علی اوسکی جانب بڑھے اور آپنے
ایک ہی ضرب مین اوسکو داخل جہنم کیا جب مرحب کو حارث کے قتل کی اطلاع ہوئی تو وہ مع دیگر
شجاعان خیبر کے مسلح ہوکر بھائی کا انتقام لینے کو قلعے سے باہر آیا۔ کہتے ہین کہ مرحب کو خیبریون مین
ایک ایسا بلند قامت بلیتن اور بہادر جنگجو تھا کہ باعتبار شجاعت اون یہودیون مین اپنا مثل نہ رکھتا
تھا اوس روز وہ دو زرہ پہنے ہوئے اور دو تلوارین حمائل کیے ہوئے اور دو عمامے سر پر باندھے ہوئے اور
اون عمامون پر خود رکھے ہوئے رجز گویان معرکۂ جنگ مین آیا اور اہل اسلام مین کسی کو ہمت نہوئی کہ اوس
سے جنگ کرنے کو میدان قتال مین جائے پس حضرت علی اشعار رجز پڑھتے ہوئے اوسکے مقابل ہوئے
مرحب نے پیشدستی کرکے چاہا کہ تلوار کا وار کرے مگر حضرت علی نے اوسکو اسکا موقع نہ دیا اور ذوالفقار کی

[۱] وفی سیرۃ ابن ہشام وتاریخ ابی الفدا فاطلع الیہ یہودی من راس الحصن فقال من انت قال انا علی بن ابیطالب فقال الیہودی علوتم وما انزل علی موسی
[۲] وفی الکامل لابن الاثیر الجزری فاخرج الیہ رجل من یہود فقال من انت قال انا علی بن ابیطالب فقال الیہودی غلبتم یا معشر یہود
[۳] مدارج النبوۃ محدث دہلوی

ایسی ضرب اوس ملعون کے سر پر لگائی کہ خود اور عمامون کو کاٹتی ہوئی حلق تک اور بر روایتے رانون تک اور بر روایتے قابوس زین تک اوتر آئی اور مرحب دو ٹکڑے ہو کر واصل جہنم ہو گیا۔ پس اہل اسلام نے جناب امیر کی معیت مین یہودیون کو قتل کرنا شروع کیا اور خود حضرت علی نے یہودیون کے سات فوجی سردار ونکو جو اونمین بہادر سمجھے جاتے تھے قتل کیا جنکے قتل ہوتے ہی باقیماندہ اشخاص قلعہ کیطرف بھاگ نکلے اور حضرت علی نے اونکا پیچھا کیا ناگاہ اوسی حالت مین ایک یہودی نے اچانک آپکے ہاتھ پر ایسی ضرب لگائی کہ سپر دست مبارک سے گر پڑی اور اسکو ایک دوسرا یہودی لیکر بھاگا۔ یہ دیکھ کر حضرت علی غضب مین آئے اور بقوت روحانی ایسی حالت قدرت ربانی کی آپ پر طاری ہوئی کہ خندق سے جست فرما کر باب قلعہ پر پہونچ گئے اور اوسی حالت مین آپنے اوسکے آہنی پھاٹک کا ایک پلہ نکالکر بجائے سپر ہاتھ مین لے لیا اور بدستور جنگ مین مصروف ہوئے نیز سیرۃ ابن ہشام اور تاریخ کامل ابن اثیر اور تاریخ ابو الفدا مین ابو رافع سے مروی ہے کہ جب پیغمبر صاحب نے حضرت علی کو علم دیکر خیبریون سے جنگ کے لیے بھیجا تو ہم بھی اونکی معیت مین تھے پس جسوقت حضرت علی قتال کرتے ہوئے قریب قلعہ پہونچے ایک یہودی نے اون کے دست مبارک پر ایسی ضرب لگائی کہ ڈھال ہاتھ سے گر گئی آپنے فوراً ایک دروازہ باب خیبر کا کھینچ لیا اور اوسکو بجائے سپر ہاتھ مین لیکر قتال کرنے لگے حتی کہ خدا نے آپکو فتح نمایان عطا فرمائی۔ پھر جنگ سے فارغ ہونے کے بعد آپنے اوس دروازہ قلعہ کو ہاتھ سے

سیرۃ ابن ہشام و تاریخ الکامل و تاریخ ابی الفدا عن ابی رافع مولی رسول الله صلعم قال خرجنا مع علی بن ابیطالب رضی الله تعالی عنه حین بعثه رسول الله صلعم برایته فلما دنا من الحصن خرج الیه اهله فقاتلهم فضربه رجل من یهود فطرح ترسه من یده فتناول علی علیه السلام بابا کان عند الحصن فترس به عن نفسه فلم یزل فی یده وهو یقاتل حتی فتح الله علیه ثم القاه من یده حین فرغ

پھینک دیا اور وہ اسقدر بھاری تھا کہ ہم آٹھ آدمی ملکر اوسکو کسیطرح ادھر سے ادھر پلٹ نہ سکے۔

تاریخ[1] روضۃ المناظر ابن شحنہ مین ہی کہ جناب رسالتمآب نے سبایاے خیبر مین سے صفیہ بنت حُیَی بن اخطب کو اپنے لیے اخذ فرماکر اونسے نکاح کرلیا اور اونکا مہر اونکے آزاد کرنے کو قرار دیا جس کو آنحضرت کے خصائص مین سے جاننا چاہیے۔

مسند[2] احمد حنبل مین حضرت عمر سے مروی ہے کہ بروز جنگ خیبر چند اصحاب رسول نے آکر ذکر کیا کہ فلان شخص شہید ہوا۔ اسیطرح پھر دوسرے شخص کی نسبت کہا کہ فلان شخص شہید ہوا۔ یہ سنکر جناب رسالتمآب نے ارشاد فرمایا کہ ایسا ہرگز نہ کہو کیونکہ مین نے اوس شخص کو نار جہنم مین دیکھا ہے بعد ازان حضرت عمر سے فرمایا کہ جاکر لوگون مین منادی کردو کہ سوا مومنین کے کوئی شخص جنت مین داخل نہ ہوگا (حضرت عمر فرماتے ہین کہ) پس مین نے جاکر آنحضرت کے حکم کے موافق اس بات کا اعلان کردیا کہ مومنین کے سوا جنت مین کوئی داخل نہ ہوگا۔

تاریخ[3] ابوالفدا مین ہی کہ غزوہ خیبر مین زینب بنت حارث یہودیہ نے پیغمبر صاحب کیخدمت مین بکریکا گوشت ہدیۃً بھیجا جسمین زہر ملا ہوا تھا پس آنحضرت نے ایک ٹکڑا اوس گوشت کا چبا کر تھوک دیا اور فرمایا کہ اس بکری نے مجھے مطلع کیا کہ اُسکے گوشت مین زہر ملا ہوا ہے۔

مدارج[4] النبوۃ مین ہی کہ جب پیغمبر صاحب خیبر سے مراجعت فرماکر منزل صہبا مین وارد ہوئے تو بعد فراغ نماز عصر حضرت علی کے زانو پر سر رکھکر سوگئے اور اسی حال مین آنحضرت پر آثار وحی ظاہر ہونا شروع ہوے

فلقد رایتنی فی نفر سبعة انا ثامنهم نجهد علی ان نقلب ذلک الباب فما نقلبه

[1] قال العلامة ابن شحنة فی روضة المناظر واخذ رسول الله من سبایاها لنفسه صفیة بنت حیی بن اخطب فتزوجها وجعل عتقها صداقها وهذا امر خاصه صلعم

[2] اخرج احمد فی المسند عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال لما کان یوم خیبر اقبل نفر من اصحاب رسول الله صلعم فقالوا فلان شهید حتی مروا علی رجل فقالوا فلان شهید فقال رسول الله صلعم کلا انی رایته فی النار ثم قال رسول الله صلعم یا ابن الخطاب اذهب فناد فی الناس انه لا یدخل الجنة الا المؤمنون قال فخرجت فنادیت انه لا یدخل الجنة الا المؤمنون

[3] قال ابو الفداء وفی غزوة خیبر اهدت زینب بنت الحارث الیهودیة شاة مسمومة فاخذ منها قطعة ولاکها ثم لفظها وقال تخبرنی هذه الشاة انها مسمومة

[4] در مدارج النبوة آورده که چون آنحضرت صلعم بعد از رجوع از خیبر بمنزل صهبا رسیدند نماز عصر گزارده بعد از آن سر بر زانوی علی نهاده بخواب رفتند و آثار وحی ظاهر شد

حضرت علی نے نماز عصر نہ پڑھی تھی اور وحی کا زمانہ اسقدر دراز ہوا کہ آفتاب ڈوب گیا جب
وہ حالت نزول وحی برطرف ہوئی تو رسول مقبول نے حضرت علی سے پوچھا کہ تمنے نماز عصر
پڑھی ہے آپنے کہا نہین یا رسول اللہ جناب رسالتمآب نے بارگاہ احدیت مین دعا کی کہ خداوندا
علی تیری اور تیرے رسول کی طاعت مین تھا آفتاب کو اوسکے لیے پھر طالع فرما تا کہ وہ نماز عصر
پڑھے۔ قادر مطلق نے اپنے حبیب کی دعا قبول فرمائی اور آفتاب نے بعد غروب پھر طلوع کیا چنانچہ
اوسکی شعاع دشت وجبل پر پھیل گئی اور لوگون نے اس معجزۂ نبویہ کو برای العین مشاہدہ کیا پس حضرت علی
نے وضو کر کے نماز عصر ادا کی اور طحاوی نے کتاب مشکل الآثار مین اسما بنت عمیس سے روایت کی ہے
کہ پیغمبر خدا نے مقام صہبا مین پہونچکر نماز ظہر ادا فرمائی اور حضرت علی کو ایک ضروری
کام کیلیے بھیجا جب وہ واپس آئے آنحضرت نماز عصر پڑھ چکے تھے حضرت علی کے آتے ہی اونکے
زانو پر سر رکھکر آرام فرمانے لگے تا اینکہ آفتاب غروب ہوگیا جب رسول اللہ بیدار ہوئے اور اونکو معلوم
ہوا کہ حضرت علی نے نماز نہین پڑھی تو دعا کی کہ الٰہی تیرے عبد خاص علی نے تیرے نبی کے لیے ایثار نفس کیا
اوسکے لیے آفتاب کو بار دگر طالع فرما۔ اسمار کہتی ہین کہ ناگہان آفتاب نکلا اور اوسکی شعاع زمین اور پہاڑون پر
ضیا افگن ہوئی اور حضرت علی نے وضو کر کے نماز عصر پڑھی اسکے بعد آفتاب پھر غروب ہو گیا نیز
شفائی قاضی عیاض مین اسمار سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا کا سر مبارک حضرت علی کے
زانو پر تھا اوسی حالتین رسول مقبول پر وحی کا نزول ہوا جسکی وجہ سے حضرت علی نماز عصر نہ پڑھ سکے

حضرت علی نماز دیگر نگزارده بود و زمان وحی چنان دراز شد که آفتاب غروب کرده چون وحی منجلی گشت حضرت از علی پرسید که نماز عصر گزارده گفت لا. پس رسول الله ... گفت خداوندا علی در طاعت تو و رسول تو بود آفتاب را برای او باز گردان که نماز عصر گزارد پس حق تعالی دعای حبیب اجابت کرد و آفتاب بعد از آنکه غروب کرده و رفته بود طالع شد چنانکه شعاع آن بر کوه و دامون تابید و خلائق برای العین مشاهده کردند و علی وضو کرده نماز عصر ادا کرد و ورد الطحاوی فی مشکل الآثار

عن اسماء بنت عميس ان النبي صلعم صلى الظهر بالصهباء ثم ارسل عليا في حاجة فرجع وقد صلى النبي صلعم العصر فوضع النبي صلعم راسه في حجر علي فلم يحركه حتى غابت الشمس فقال اللهم ان عبدك عليا احتبس بنفسه على نبيك فرد عليه الشمس قالت اسماء فطلعت الشمس حتى وقعت على الجبال وعلى الارض ثم قام علي فتوضأ وصلى العصر ثم غابت وذلك في ... كتاب الشفا للقاضي عياض عن اسماء بنت عميس ان النبي صلعم كان يوحى اليه وراسه في حجر علي فلم يصل العصر

حتیٰ کہ آفتاب غروب ہوگیا پس جب وہ حالت نزول وحی برطرف ہوئی تو جناب رسالتمآب نے حضرت علی سے پوچھا کہ تمنے نماز عصر پڑھی ہی او نھون نے کہا کہ نہین ۔ آنحضرت نے مناجات کی کہ خداوندا علی تیری اور تیرے رسول کی طاعت مین مصروف تھا اوسکے لیے آفتاب کو بار دگر طالع فرما۔ اسما رکہتی ہین کہ ناگہان مین نے دیکھا کہ آفتاب نکل آیا جسکی شعاع زمین اور پہاڑون پر پڑی اور یہ واقعہ مقام صہبا کا ہی جو خیبر کی راہ مین ہے۔ اور صحیح بخاری[١] مین ہی کہ رسول اللہ صلعم نے خیبر مین متعۃ النسا اور خراہلی کا گوشت کھانے سے ممانعت فرمائی۔ اور علامہ عینی عمدۃ القاری[٢] شرح صحیح بخاری مین فرماتے ہین کہ حافظ ابن عبد البر کا قول ہی کہ بروز خیبر متعۃ النسا سے ممانعت ہونیکا ذکر غلط ہی اور سہیلی کا قول ہی کہ اہل سیرۃ و تاریخ و رواۃ اثر مین سے کوئی اس بات کو نہین جانتا کہ بروز خیبر متعۃ النساء سے ممانعت کی گئی ہو اور شافعی نے اپنے اسناد کے ساتھ مالک سے حضرت علی کی یہ حدیث روایت کی ہی کہ پیغمبر خدا نے خیبر کے دن صرف گوشت خراہلی کے استعمال سے ممانعت فرمائی اور اس حدیث مین متعۃ النساء سے ممانعت کا ذکر نہین کیا اور زاد المعاد[٣] ابن قیم مین ہی کہ سفیان بن عُیینہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ نے جنگ خیبر کے زمانے مین گوشت خراہلی کے استعمال سے ممانعت فرمائی ہی متعۃ النکاح سے ممانعت نہین کی جیسا کہ ابو عمر و ابن عبد البر نے تمہید مین ذکر کیا ہی۔ مورخ ابو الفدا[٤] اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ خیبر ماہ صفر ۷ھ مین فتح ہوا اور اہل خیبر نے پیغمبر صاحب سے اس شرط پر صلح کرنی چاہی کہ اونکو اونکے باغات کے پھل نصف ملا کرین اور آنحضرت جب چاہین انکو

حتى غربت الشمس فقال النبي صلعم اصليت يا علي قال لا فقال اللهم انه كان في طاعتك وطاعة رسولك فاردد عليه الشمس قالت اسماء فرأيتها طلعت بعد ما غربت ووقفت على الجبال والارض وذلك بالصهبا من خيبر

١ له في صحيح البخاري نهى عن متعة النساء يوم خيبر وعن اكل الحمر الانسية

٢ له قال العلامة العيني في عمدة القاري شرح صحيح البخاري قال ابن عبد البر وذكر النهي عن المتعة يوم خيبر غلط وقال السهيلي النهي عن المتعة يوم خيبر لا يعرفه احد من اهل السير ورواة الاثر وقد روى الشافعي عن مالك باسناده عن علي رضي الله تعالى عنه ان رسول الله صلعم نهى يوم خيبر عن اكل لحوم الحمر الاهلية لم يزد على ذلك وسكت عن قصة المتعة

٣ له في زاد المعاد لابن القيم قال قاسم بن اصبغ قال سفيان بن عيينة يعني انه نهى عن لحوم الحمر الاهلية زمن خيبر لا عن نكاح المتعة ذكره ابو عمر في التمهيد

٤ قال ابو الفدا وفي سنة سبع للهجرة فتح خيبر في صفر وسأل اهل خيبر رسول الله صلعم ان يصالحهم على ان لهم نصف من ثمارهم ويخرجهم متى شاء

فنعل ذلك وفعل مثل ذلك اهل فدك وكانت خيبر للمسلمين وكانت فدك خاصة لرسول الله لانها فتحت بغير ايجاف خيل ولا ركاب وفي الدر المنثور للسيوطي اخرج البزار وابو يعلى وابن ابي حاتم عن ابي سعيد الخدري قال لما نزلت هذه الآية وآت ذا القربى حقه دعا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فاطمة فاعطاها فدك وعن ابن عباس قال لما نزلت وآت ذا القربى حقه اقطع رسول الله صلعم فاطمة فدكا

خارج البلد کردین چنانچہ اونکی درخواست منظور کرلیگئی اور ایسا ہی معاملہ اہل فدک کے ساتھ بھی طے پایا خیبر کی آمدنی عام مسلمانون کیلیے تھی اور فدک کی خاص رسول اللہ کیلیے کیونکہ بغیر حرب وضرب کے فتح ہوا اور تفسیر درمنثور[1] سیوطی مین ہی کہ بزار اور ابویعلی اور ابن ابی حاتم نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہی کہ جب آیہٴ وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّہٗ نازل ہوا تو رسول اللہ نے فدک کی جائداد حضرت فاطمہ کو مرحمت فرمائی نیز ابن عباس سے مروی ہی کہ جب ایہٴ وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّہٗ نازل ہوا تو پیغمبر صاحب نے فدک کی جائداد حضرت فاطمہ کو عطا کی۔

تاریخ ابوالفدا[2] مین ہے کہ جب پیغمبر صاحب معاملات خیبر سے فارغ ہوئے تو وہان سے وادی قری تشریف لیگئے اور ایک رات کے محاصرے مین اوسکو غلبے کیساتھ فتح کر کے مدینہ طیبہ کیطرف روانہ ہوئے جہان بقیہ مہاجرین حبشہ سے ملاقات ہوئی جنمین حضرت جعفر بن ابیطالب بھی تھے جنھین دیکھکر آنحضرت نے فرمایا کہ مین نہین جانتا کہ دو باتون مین کس بات پر اپنی مسرت کا اظہار کرون فتح خیبر پر یا جعفر کے آنے پر۔ اور جناب رسالتمآب نے نجاشی بادشاہ حبش کو مہاجرین حبشہ کی طلب مین خط لکھا تھا نیز ام حبیبہ بنت ابوسفیان کی خواستگاری بھی فرمائی تھی جو اپنے شوہر عبیداللہ بن جحش کے ساتھ حبشہ کو ہجرت کر گئی تھین وہان عبیداللہ مذکور عیسائی ہو گیا تو خالد بن سعید نے (جو مہاجرین حبشہ مین سے تھے) رسول مقبول کی خواستگاری پر ام حبیبہ کا عقد نکاح آنحضرت سے کر دیا اور نجاشی نے چار سو دینار بطور مہر آپکی جانب سے ادا کئے۔

قال ابو الفدا ولما فرغ رسول الله من خيبر انصرف الى وادي القرى فحاصرها ليلة وافتتحها عنوة ثم سار الى المدينة ولما قدمها وصل اليه من الحبشة بقية المهاجرين معهم جعفر بن ابي طالب فسر به النبي صلعم قال ما ادري بايهما اسر بفتح خيبر ام بقدوم جعفر وكان النبي قد كتب الى النجاشي ليخطب ام حبيبة بنت ابي سفيان وكانت قد هاجرت مع زوجها عبيدالله بن جحش فتنصر عبيدالله المذكور واتم بالحبشة تزوجها للنبي صلعم ابن عمها خالد بن سعيد وكان بالحبشة من جملة المهاجرين واصدقها النجاشي عن النبي صلعم اربع مائة دينار

تاریخ ابن الوردی[1] مین ہو کہ پھر شہ ۸ھ شروع ہوا اور اسی سال خالد بن ولید اور عمرو بن عاص
اور عثمان بن طلحہ حاضر ہو کر اسلام لائے۔ حافظ ابن عبد البر نے استیعاب مین اور ابن اثیر نے اسد الغابہ
مین لکھا ہے کہ فتح مکہ سے پہلے خالد بن ولید کا کسی مشہد مین رسول مقبول کے ہمراہ ہونا ثابت نہین ہی۔
علامہ[3] ابو الفدا لکھتے ہین کہ اسی سال غزوہ موتہ کا واقعہ پیش آیا۔ اور[4] حافظ ابن حجر عسقلانی کتاب اصابہ
مین فرماتے ہین کہ حضرت جعفر اسی غزوہ موتہ مین شہید ہوئے طبرانی[5] نے ابن عباس سے روایت
کی ہو کہ جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ مین نے جعفر کو جنت مین ملائکہ کے ساتھ پرواز کرتے ہوئے دیکھا۔
تاریخ کامل[6] ابن اثیر اور روضۃ المناظر ابن شحنہ اور تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ اسی سال نبی بکر
نبی خزاعہ سے ملاقی ہوئے تو بنی بکر کے لوگون نے بنی خزاعہ کے کچھ اشخاص کو قتل کر ڈالا اور چونکہ
قریش کے ایک گروہ نے قتل کرنیوالونکی اعانت کی لہذا قریش عہد شکنی کے ملزم قرار پائے اور وہ اس
نقض عہد پر نادم بھی ہوئے چنانچہ ابو سفیان مدینے مین اس قصد سے آئے کہ تجدید عہد کرین پہلے وہ اپنی
بیٹی ام حبیبہ کے یہان گئے اور جب چاہا کہ رسول اللہ کے بستر پر بیٹھین تو ام حبیبہ نے جھٹ
اوس بستر کو لپیٹ دیا۔ ابو سفیان بولے کہ اے بیٹی کیا تو نے میری وجہ سے بستر کو لپیٹ دیا ام حبیبہ نے کہا
کہ یہ بستر مبارک رسول اللہ کا ہے اور تو مشرک نجس ہے۔ ابو سفیان کہنے لگے کہ تو مجھسے جدا ہونیکے بعد
شر مین مبتلا ہو گئی پھر ابو سفیان نے پیغمبر صاحب کے پاس جاکر آنحضرت سے تجدید عہد کے باب مین گفتگو
کی آنحضرت نے کچھ جواب نہ دیا۔ ابو سفیان اکابر صحابہ مثل ابو بکر و علی کے پاس گئے اور ان سے بھی

۱؎ قال ابن الوردی ثم دخلت سنة ثمان فیها قدم خالد بن الولید وعمرو بن العاص وعثمان بن طلحة فاسلموا۔

۲؎ وقال ابن عبد البر فی الاستیعاب وابن الاثیر فی اسد الغابة لا یصح لخالد بن الولید مشهد مع رسول الله صلعم قبل الفتح

۳؎ قال ابو الفدا کانت غزوة موتة ۸ھ

۴؎ وفی کتاب الاصابة فی تمییز الصحابة لابن حجر العسقلانی استشهد جعفر بن ابی طالب بموتة

۵؎ روی الطبرانی عن ابن عباس قال قال النبی صلعم رایت جعفرا یطیر فی الجنة مع الملائکة

۶؎ قال ابن الاثیر فی الکامل وابن شحنة فی روضة المناظر وابو الفدا فی تاریخه وفی هذه السنة اعنی سنة ثمان لقیت بنو بکر بنو خزاعة فقتلوا منهم جماعة واعانهم علی ذلک جماعة من قریش فانتقض بذلک عهد قریش وندمت قریش علی نقض العهد فقدم ابو سفیان بن حرب الی المدینة لیجدد العهد ودخل علی ابنته ام حبیبة زوج النبی صلعم و ارادان یجلس علی فراش رسول الله فطوته عنه فقال یا بنیة ارغبت بی عنی فقالت هو فراش رسول الله وانت مشرک نجس فقال لقد اصابک بعدی شر ثم اتی النبی صلعم فکلمه فلم یرد شیئا واتی اکابر الصحابة مثل ابا بکر الصدیق وعلی رضی الله عنهما۔

تجدید عہد کے متعلق کہا مگر وہ بھی خاموش رہے پس ابو سفیان نے (بے نیل مرام) مکے واپس جا کر قریش کو ان حالات سے آگاہ کیا اور ادہر جناب رسالتمآب نے بقصد مکہ سامان سفر درست فرمایا اور چاہا کہ قریش کے مطلع ہونے سے پہلے دفعۃً مکے پہونچ جائیں چنانچہ دسوین ماہ رمضان کو آنحضرت مدینہ منورہ سے بجانب مکہ معظمہ روانہ ہوئے ۔

صحیح[۱] مسلم مین جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ بزمانۂ فتح مکہ ماہ رمضان مین رسول اللہ مع اصحاب بحالت صوم عازم مکہ ہوئے اور جب کراع غمیم مین پہونچے تو وہان آنحضرت نے قدح آب طلب کیا اور سب پر ظاہر کر کے روزہ افطار فرمایا اسکے بعد لوگون نے آپ سے عرض کیا کہ بعض اشخاص نے روزہ نہین کھولا آنحضرت نے ارشاد کیا کہ جنھون نے ایسا کیا وہ گنہگار اور نافرمان ہین
علامہ ابن[۲] شحنہ تاریخ روضۃ المناظر مین لکھتے ہین کہ جب پیغمبر صاحب قریب مکہ پہونچے تو حضرت عباس نے ابو سفیان کو خدمت نبوی مین حاضر کیا اور آنحضرت نے اپنے چچا کے کہنے سے ابو سفیان کو امان بخشی پھر فرمایا کہ اے ابو سفیان کیا اسکا وقت نہین آیا کہ تو کلمہ لا الٰہ الا اللہ کو جانے ابو سفیان نے کہا کیون نہین ۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اور کیا اسکا وقت نہین آیا کہ تو میری رسالت کی تصدیق کرے ۔ ابو سفیان نے کہا کہ اس بات سے تو میرے دل مین کچھ کھٹک ہے یہ سنکر حضرت عباس نے ابو سفیان کو ڈانٹا اور کہا دائے ہو تجہپر تصدیق رسالت کر ورنہ قتل کیا جائیگا پس ابو سفیان کلمۂ شہادتین پڑھکر اسلام لائے اور اُنکے ساتھ حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقہ بھی

وتعددت معهما فانحابا ماه الى ذالك فعاد الى مكة واخبر قريشا بما جرى و قصد رسول الله وقصد ان يبغت قريشا بمكة من قبل ان يعلموا به (قال) ثم خرج رسول الله من المدينة بجيش مضيئين من رمضان سنه ٨ واخرج مسلم فى صحيحه عن جابر بن عبد الله ان رسول الله صلعم خرج عام الفتح الى مكة فى رمضان حتى بلغ كراع الغميم وصام الناس ثم دعا بقدح من ماء فرفعه حتى نظر الناس ثم شرب فقيل له بعد ذلك ان بعض الناس قد صام فقال اولئك العصاة

[۲] قال العلامة ابن شحنة فى روضة المناظر فلما قارب رسول الله مكة احضر العباس اباسفيان بن حرب فامنه رسول الله وقال يا اباسفيان اما ان لك ان تعلم ان لا اله الا الله قال بلى قال ويحك ام يان لك ان تشهد ان رسول الله قال اما هذه ففي نفسي منها شئ فقال له العباس ويحك تشهد قبل ان تضرب عنقك فتشهد واسلم و اسلم معه حكيم بن حزام وبديل ابن ورقاء

مسلمان ہوئے اور تاریخ ابوالفدا[1] مین ہی کہ پھر پیغمبر صاحب نے حضرت عباس سے کہا کہ ابوسفیان
کو مضیق وادی کیطرف بیجا کر لشکر اسلام کا مشاہدہ کراؤ حضرت عباس نے عرض کیا کہ یا
رسول اللہ ابوسفیان تفاخر دوست ہے لہذا آپ اوسکے لئے اسوقت کوئی ایسا امتیازی
امر تجویز فرمائین جس سے اوسکو قریش مین فخر کا موقع حاصل ہو آنحضرت نے فرمایا کہ اچھا جو شخص
خانہ ابوسفیان مین پناہ لے اوسکو امان دیجائے نیز جو شخص مسجد اور خانہ حکیم بن حزام مین داخل ہو یا
اپنے دروازہ مکان کو بند کرے اوسکو بھی امان دیجائے حضرت عباس کہتے ہین کہ
پھر مین حسب ارشاد نبوی ابوسفیان کو اسلامی لشکر کے مشاہدے کو لیگیا اور ابوسفیان کے
استفسار پر ہر قبیلہ کے لوگون کو (جو لشکر مین تھے) بتاتا جاتا تھا تا اینکہ پیغمبر صاحب اپنے سبز پوش
لشکر کی جمعیت سے گزرے تو ابوسفیان کے مُنہ سے بیساختہ نکل گیا کہ اے عباس تمھارا بھتیجا تو بڑی
سلطنت والا ہوگیا۔ عباس نے کہا کہ واے ہو تجھپر یہ سلطنت نہین نبوت ہے۔

تاریخ ابن الوردی[2] مین ہی کہ ۲۰ ماہ رمضان روز جمعہ کو مکہ فتح ہوا۔ نیز تاریخ موصوف مین ہے کہ
خانہ کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے جو سیسے یا رانگے سے دیوار کعبہ مین جڑے ہوئے تھے پس
جناب رسالتمآب جس بت کیطرف گذرتے تھے چھڑی سے اشارہ کرکے فرماتے تھے کہ حق آیا
اور باطل نیست و نابود ہوا۔ اور باطل تو نیست و نابود ہونے والا ہی تھا۔ اس ارشاد کے ساتھ ہی
وہ بت بغیر کسی چیز سے چھونے کے منہ کے بل گر پڑتا تھا۔

[1] قال ابو الفداء في تاريخه فقال النبي صلعم للعباس اذهب بابي سفيان الى مضيق الوادي ليشاهد جنود الله فقال العباس يا رسول الله انه رجل فخر فاجعل له شيئا يكون في قومه فقال من دخل دار ابي سفيان فهو امن ومن دخل المسجد فهو امن ومن اغلق عليه بابه فهو امن ومن دخل دار حكيم بن حزام فهو امن قال عباس فخرجت به كما امرني رسول الله فمرت عليه القبائل وهو يسأل عن قبيلة قبيلة وانا اعلمه حتى مر رسول الله في كتيبته الخضراء من المهاجرين والانصار فقال ابو سفيان لقد اصبح ملك ابن اخيك ملكا عظيما قال عباس فقلت ويحك انها النبوة

[2] قال ابن الوردي وفتحت مكة يوم الجمعة لعشر بقين من رمضان (قال) وكان حول البيت ثلثمائة وستون صنما قد اوثقت الى الحجارة بالرصاص فجعل صلى الله عليه وآله وسلم كلما مر بصنم منها اشار اليه بقضيب في يده و يقول جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا فيقع الصنم لوجهه من غير ان يمسه شيء

تاریخ[له] ابوالفدا مین ہی کہ پیغمبر صاحب نے بعد فتح مکہ چھ مردون اور چار عورتونکا خون مباح فرمایا مردون مین عکرمہ بن ابی جہل ہبار بن الاسود مقیس بن صبابہ عبد اللہ بن خطل حویرث بن نفیل جو رسول مقبول کی تکلیف دہی اور ہجو مین مصروف رہتا تھا اور حضرت علی نے اوسکو دیکھتے ہی قتل کرڈالا ۔ اور عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح جو حضرت عثمان کا رضاعی بھائی تھا حضرت عثمان نے پیغمبر صاحب سے اوسکی جان بخشی چاہی آنحضرت بہت دیر تک خاموش رہے بالآخر اوسکو امان دیدی اور اُسنے اسلام لانیکا اظہار کیا ۔ پیغمبر صاحب نے اصحاب سے فرمایا کہ مین دیر تک اس لئے خاموش رہا کہ تم مین سے کوئی شخص اوٹھے اور اوسکو قتل کرے ۔ اصحاب بولے کہ آپنے اشارہ کیون نہ فرمایا آنحضرت نے کہا کہ انبیا کا یہ شعار نہین کہ وہ کن انکھیون سے اشارہ کرین ۔ عبد اللہ مذکور قرآن لکھا کرتا تھا اور اُس مین جہان چاہتا تھا ردوبدل کردیتا تھا بعد ازان مرتد ہوگیا اور حضرت عثمان نے اپنے زمانہ خلافت مین اُسکو مصر کا حاکم کردیا ۔ اور جن چار عورتون کا خون پیغمبر صاحب نے مباح کیا اونمین سے ہند زوجۂ ابوسفیان مادر معاویہ بھی تھین جنھون نے حضرت حمزہ کا کلیجہ چبایا تھا ۔ پس ہند نے حاضر ہوکر رسول اللہ سے بیعت کی اور جب آنحضرت نے اوسکو پہچانا تو اوس نے کہا کہ میری تقصیر معاف ہو ۔ رسول اللہ نے درگزر فرمایا ۔

اور تاریخ خمیس[عه] مین ہے کہ پیغمبر صاحب نے گیارہ مردون کا خون مباح کیا تھا جنکے نام یہ ہین ۔ عبد اللہ بن خطل ۔ عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح ۔ عکرمہ بن ابی جہل حویرث بن نفیل ۔ مقیس بن صبابہ ہبار بن الاسود ۔ صفوان بن امیہ ۔ حارث بن طلاطلہ ۔ کعب بن زہیر ۔ وحشی قاتل حضرت حمزہ ۔ عبد اللہ بن زبعری ۔

[له] قال ابو الفدا واهدر يوم [فتح مكة] دم ستة رجال واربع نسوة احدهم عكرمة بن ابي جهل وثانيهم هبار بن الاسود وثالثهم عبد الله بن سعد بن ابي سرح وكان اخا عثمان بن عفان من الرضاعة فاتى عثمان به النبي وسأل فيه فصمت النبي طويلا ثم امنه فاسلم فقال رسول الله لاصحابه انما صمت ليقوم احدكم فيقتله فقالوا هلا اومأت الينا فقال ان الانبياء لا تكون لهم خائنة الاعين وكان عبد الله المذكور كتب الوحي وكان يبدل القرآن ثم ارتد وولاه عثمان مصر وعاش الى خلافة عثمان ورابعهم مقيس بن صبابة وخامسهم عبد الله بن خطل وسادسهم الحويرث بن نفيل كان يؤذي رسول الله فلقيه علي بن ابي طالب فقتله ، واما النساء فاحداهن هند زوجة ابي سفيان ام معاوية التي اكلت من كبد حمزة (الى ان قال) فبايعت رسول الله فلما عرفها قالت انا هند فاعف عما سلف

[عه] وفي الخميس قال اهدر دم احد عشر رجال يوم فتح مكة الاول عبد الله بن خطل والثاني عبد الله بن سعد بن ابي سرح والثالث عكرمة بن ابي جهل والرابع حويرث بن نفيل والخامس مقيس بن صبابة والسادس هبار بن الاسود والسابع صفوان بن امية والثامن حارث بن طلاطلة والتاسع كعب بن زهير والعاشر وحشي قاتل حمزة عم النبي والحادي عشر عبد الله بن زبعرى

مورخ[لہ] ابو الفدا الکھتا ہے کہ پیغمبر صاحب نے بعد فتح کہ بعض صحابیون کو مع مختصر فوج کے حوالی مکہ مین اس غرض سے بھیجا کہ لوگون کو اسلام کیطرف بلائین لیکن کسی سے قتال نہ کرین از انجملہ خالد بن ولید کو بھی روانہ کیا۔ خالد چشمہ بنی خزیمہ پر پہونچے تو بنی خزیمہ کے لوگ مسلح ہو کر باہر آئے خالد نے اونسے کہا کہ ہتیار ڈالدو اونھون نے ہتیار رکھدیئے۔ خالد نے اونکے ہاتھ بندھوا کر سبکو تلوار پر رکھ لیا جب رسول مقبول کو خالد کی اس کارروائی کی خبر پہونچی تو آنحضرت نے اپنے دونون ہاتھ آسمان کیجانب بلند فرما کر کہا کہ خداوندا جو حرکت ناشایستہ خالد سے سرزد ہوئی ہے مین اوس سے بیزاری ظاہر کرتا ہون اور مدارج[۲] النبوۃ مین ہے کہ جب بنی خزیمہ کے لوگ خالد کے ورود سے خبردار ہوئے تو بمقتضاے احتیاط مسلح ہو کر باہر آئے خالد نے اونسے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو اونھون نے کہا کہ ہم مسلمان ہین محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اونکے شرائع دین پر ایمان لائے ہین نماز پڑھتے ہین مسجد بنائی ہے اذان و اقامت کہتے ہین اور جمعہ و جماعت کے عامل ہین خالد نے کہا کہ پھر ہتیار لگا کر کیون آئے ہو۔ وہ بولے کہ ہمسے اور عرب کی ایک قوم سے عداوت ہے ہمکو خوف ہوا کہ مبادا تم لوگ اوسی قوم سے ہو۔ خالد نے اونکا یہ عذر نہ سنا اور کہا کہ ہتیار رکھدو۔ اونھون نے فوراً ہتیار ڈالدیئے خالد نے اپنے ہمراہیون کو حکم دیا کہ ان سب کے ہاتھ شانون پر باندھ دو بعد ازان اونھین اپنے رفقا کو سپرد کیا اور جب صبح ہوئی تو حکم دیا کہ جو اسیر جسکی سپردگی مین ہے وہ اوسکو قتل کرے چنانچہ وہ اسیران بیگناہ اوسی وقت قتل کیے گئے اور

[لہ] قال ابو الفدا لما فتح رسول اللہ مکۃ بعث السرایا الی ما حول مکۃ الی الناس یدعوهم الی الاسلام ولم یامرهم بالقتال (الی ان قال) و کان من السرایا سریۃ مع خالد بن الولید فنزل علی ماء لبنی خزیمۃ فلما نزل علیه اقبلت بنو خزیمۃ بالسلاح فقال لهم خالد ضعوا السلاح فوضعوها وامر بهم فکتفوا ثم عرضهم علی السیف فقتل من قتل منهم فلما بلغ رسول اللہ ما فعل خالد رفع یدیه الی السماء حتی بان بیاض ابطیه وقال اللهم انی ابرء الیک مما صنع خالد

[۲] در مدارج النبوۃ است کہ چون بنو خزیمہ از آمدن خالد خبردار شدند بر طریق حزم و احتیاط سلاح پوشیدہ نزد وی آمدند خالد از ایشان پرسید شما چہ کسانید گفتند ما مسلمانیم و بمحمد صلعم و شرائع دین وے ایمان داریم و نماز میگزاریم و مسجد ساختہ ایم و اذان و اقامت گفتہ جمعہ و جماعت تمامی می نمائیم خالد گفت پس این سلاح چرا پوشیدہ اید در برابر من گفتند میان ما و قومے از عرب عداوت است ترسیدیم کہ شما از ایشان باشید خالد را عذر ایشان در محل قبول نیفتاد گفت سلاح را از خود دور کنید ہمہ فرمودہ عمل نمودہ سلاحہا از خود دور کردند آنگاہ خالد گفت تا دستہاے ایشان را از پس پشت ببستند و ہر یکے را بیکے از یاران خود سپرد و وقت صبح ندا کرد کہ ہر کرا اسیرے دارد بقتل آورد چنانچہ آن اسیران بیگناہ را بکشتند

و در روایتے آمدہ کہ چون آنہا سلاح انداختند خالد تیغ در ایشان نہاد و قریب صد کس را از ان قبیلہ بکشت یکے از بنی خزیمہ آمدہ پیش رسول صلعم آن جماعت کردہ بود بغضب آمدہ سہ بار فرمود خداوندا من بیزار ام از آنچہ خالد کردہ ۔

ایک روایت مین آیا ہے کہ جب خالد کے کہنے سے بنی خزیمہ کے لوگون نے ہتیار ڈالدیے تو خالد نے تلوار لیکر تقریباً سو آدمی اوس قبیلے کے قتل کرڈالے بنی خزیمہ کے ایک شخص نے جناب رسالتمآب کو اس واقعہ کی خبر دی آنحضرت نے غضبناک ہوکر تین بار فرمایا کہ خداوندا خالد نے جو کچھ کیا مین اوس سے بیزاری ظاہر کرتا ہون ۔

علامہ[1] ابوالفدا اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ پھر پیغمبر صاحب نے حضرت علی کو کچھ مال و زر دیکر قبیلہ بنی خزیمہ کے پاس بھیجا اور حکم دیا کہ اونکے مقتولون کا خونبہا اور تلف شدہ مال کا عوض ادا کرین چنانچہ حضرت علی نے حکم نبوی کی تعمیل فرمائی ۔

تاریخ[2] ابن الوردی مین ہی کہ پھر اسی سال ماہ شوال مین غزوہ حنین کا واقعہ پیش آیا یعنی جب مکہ فتح ہوگیا تو قبیلہ ہوازن کے لوگ پیغمبر صاحب سے جنگ کے لیے مجتمع ہوئے جنکا پیشوا مالک بن عوف تھا اور ثقیف اہل طائف اور بنی سعد بن بکر بھی اونکے ساتھ ہوئے جب یہ خبر جناب رسالتمآب کو پہونچی تو آنحضرت بسواری دلدل مع بارہ ہزار آدمیون کے ۶ شوال کو باہر نکلے ۔ ترمذی[3] نے ابو واقد سے روایت کی ہے کہ جب رسول مقبول بجانب حنین روانہ ہوئے تو راہ مین اوس درخت کے پاس سے گزر ہوا جسکو مشرکین ذات انواط کہتے تھے اور اوس پر اپنے ہتیار لٹکایا کرتے تھے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے لئے بھی ایسا ہی ایک ذات انواط بنا دیجیے جیسا کہ مشرکین کا ذات انواط ہے ۔ آنحضرت نے فرمایا کہ سبحان اللہ یہ تو وہی بات ہے جو قوم موسے

[1] قال ابوالفداء ثم ارسل رسول اللہ صلعم علی بن ابی طالب بمال وامرہ ان یودی لهم الدماء والاموال ففعل علی ذلک ۔

[2] قال ابن الوردی وفیها فی شوال غزوة حنین لما فتحت مکة تجمعت هوازن لحرب رسول اللہ صلعم ومقدمهم مالک بن عوف وانضمت الیهم ثقیف اهل الطائف وبنو سعد بن بکر ۔ قال ابن الوردی لما سمع رسول اللہ باجتماعهم خرج من مکة لست خلون من شوال وخرج معه اثنا عشر الفا ورکب النبی بغلته الدلدل ۔

[3] واخرج الترمذی عن ابی واقد لما خرج رسول اللہ صلعم الی حنین مر بشجرة للمشرکین یقال لها ذات انواط یعلقون علیها اسلحتهم قالوا یا رسول اللہ اجعل لنا ذات انواط کما لهم ذات انواط (الی ان قال) فقال النبی صلعم سبحان اللہ هذا کما قال قوم موسی

نے حضرت موسیٰ سے کہی تھی کہ جیسے کافرون کے معبود ہین ویسا ہی ایک معبود ہم کو بھی بنا دیجیے
قسم بخدا اگر تم بھی اونھین کا طریقہ اختیار کروگے ۔

تاریخ ابن خلدون[۱] مین ہے کہ پھر جناب رسالتمآب وہان سے چلکر وادی حنین مین داخل ہوئے
در تاریخ ابو الفدا[۲] مین ہے کہ جب دونون جانب کی فوجین باہم ملاقی اور مصروف جنگ ہوئین
تو مسلمانون کے پاؤن اوکھڑ گئے اور وہ ایسا بدحواس ہوکر بھاگے کہ کوئی کسی کیطرف ملتفت نہوتا تھا۔
مورخ[۳] ابن الوردی کہتا ہے کہ جب بروز حنین صحابہ نے راہ فرار اختیار کی تو رسول مقبول نے
حضرت عباس سے فرمایا کہ انکو پکارو ۔ عباس بولے کہ یا رسول اللہ میری آواز اونکے کانون تک
کیونکر پہونچے گی آنحضرت نے فرمایا کہ ندا کرنا تمہارا کام ہے اور اوس ندا کو مفرورین کے کانون تک
پہونچا دینا خدا کا کام ہے ۔ اور سیرۃ[۴] الحلبیہ برہان الدین حلبی شافعی مین ہے کہ اوسوقت ابوسفیان
بن الحارث پیغمبر صاحب کی رکاب تھامے ہوئے تھے اور آنحضرت لوگون کو گریز کرتے ہوئے
دیکھکر فرما رہے تھے کہ تم کہان بھاگے جاتے ہو مگر وہ کسیطرح التفات نکرتے تھے ۔ آپ نے
حضرت عباس سے فرمایا کہ اونکو آواز دو کہ اے گروہ انصار اے اصحاب سمرہ یعنی زیر درخت سمرہ
بیعت رضوان مین شریک ہونے والو (کہان بھاگے جا رہے ہو) ۔

صحیح بخاری[۵] کی ایک حدیث مین ابو قتادہ سے مروی ہے کہ بروز حنین مسلمان پسپا ہو کر بھاگے
تو مین بھی اونکے ساتھ تھا ناگاہ کیا دیکھتا ہون کہ مفرورین مین حضرت عمر بن الخطاب بھی ہین۔

اجعل لنا الٰہا كما لہم الہۃ ـ والذی نفسی بیدہ لتركبن سنن من كان قبلكم

۱ه قال ابن خلدون فتاریخه ثم خرج رسول الله صلعم حتی اتی وادی حنین ـ

۲ه وقال ابو الفدا فلما التقوا انكشف المسلمون لا يلوی احد علی احد

۳ه وقال ابن الوردی لما انهزم الصحابة يوم حنين قال صلعم للعباس ناديهم فقال يا رسول الله كيف يبلغهم صوتی او متی يسمعون ندائی فقال عليك النداء و علی الله البلاغ ـ

۴ه وفی سيرة الحلبية للبرهان الدين الحلبی الشافعی وكان ابو سفيان بن الحارث اخذ بركابه صلعم وهو يقول حين رأی ما رأی من الناس الى اين ايها الناس فلم ار الناس يلوون علی شئ فقال رسول الله صلعم يا عباس اصرخ يا معشر الانصار يا اصحاب السمرة يعنی الشجرة التی كانت تحتها بيعة الرضوان ـ

۵ه وفی حدیث البخاری عن ابی قتادة قال انهزم المسلمون وانهزمت معهم فاذا بعمر بن الخطاب فی الناس ـ

مین نے اونسے عرض کیا کہ کیا حال (یعنی ہم مسلمانون کا کہ بھاگ کھڑے ہوئے) اونھون نے فرمایا کہ خدا کی مشیت۔ بعد ازان ہم سب لوگ رسول اللہ کے پاس واپس آئے۔

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی ازالۃ الخفا مین لکھتے ہین کہ جب بروز غزوۂ حنین مسلمان پسپا ہوکر بھاگے تو حضرت علی اپنی جگہ سے نہین ہٹے بلکہ وہ اون لوگون مین سے تھے جو معرکۂ جنگ مین ثابت قدم رہے۔

کنز العمال مین ہے کہ ابن عساکر نے حسین بن علی سے روایت کی ہے کہ بروز حنین جو لوگ رسول اللہ کے ساتھ ثابت قدم رہے اونمین سے عباس اور علی بن ابی طالب اور ابوسفیان بن الحارث اور عقیل بن ابیطالب اور عبد اللہ بن زبیر اور زبیر بن العوام اور اسامہ بن زید ہین اور علامہ حلبی سیرۃ حلبیہ مین فرماتے ہین کہ ایک روایت مین یون آیا ہے کہ جب بروز حنین لوگون نے رسول اللہ کے پاس سے فرار کیا تو آنحضرت کے ساتھ صرف چار شخص باقی رہ گئے تین بنی ہاشم یعنی علی بن ابیطالب اور عباس اور ابوسفیان بن الحارث اور ایک غیر بنی ہاشم یعنی عبد اللہ بن مسعود۔

تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ جب مسلمانون نے فرار اختیار کیا تو اہل مکہ کے دلون مین جو کینہ اور حسد مخفی تھا ظاہر ہوگیا چنانچہ مسلمانون کے بھاگنے پر ابوسفیان کہنے لگے کہ یہ لوگ جبتک سمندر کے کنارے نہ پہونچین گے دم نہ لین گے۔

فقلت له ما شان الناس قال امر الله ثم تراجع الناس الی رسول الله صلعم

سے شاہ ولی اللہ دہلوی در ازالۃ الخفا می فرماید کہ در غزوہ حنین چون ہزیمت بمسلمین رو داده وے (علی رضی اللہ عنہ) از جماعت ثابتان بود

سے قال فی کنز العمال اخرج ابن عساکر عن حسین بن علی قال کان ممن ثبت مع رسول اللہ صلعم یوم حنین العباس وعلی بن ابی طالب وابوسفیان بن الحارث وعقیل بن ابی طالب وعبد اللہ بن الزبیر والزبیر بن العوام واسامۃ بن زید

سے وقال الحلبی فی سیرۃ الحلبیۃ وفی روایۃ لما فر الناس یوم حنین عن النبی صلعم لم یبق معہ الا اربعۃ ثلاثۃ من بنی ہاشم ورجل من غیرہم علی ابن ابیطالب والعباس وابوسفیان بن الحارث وابن مسعود

سے قال ابوالفدا ولما انہزم المسلمون اظہر اہل مکۃ ما فی نفوسہم من الحقد فقال ابوسفیان بن حرب لا تنتہی ہزیمتہم دون البحر۔

مورخ[۱] ابو الفدا لکھتا ہے کہ جناب سالتمآب بدستور میدان جنگ مین موجود رہی تا اینکہ جو لوگ بھاگ گئے تھے واپس آ ئے اور راوئین اور مخالفین مین شدید جنگ چھڑ گئی اوسوقت پیغمبر صاحب نے دلدل کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا ”البدی البدی“ یہ سنتے ہی دلدل نے چارون پاؤن ایسے پھیلا دیے کہ اوسکا پیٹ زمین سے لگیا رسول مقبول نے ایک مٹھی خاک اٹھا کر مشرکین کیجانب پھینکدی جسکے پھینکتے ہی مشرکین شکست کھا کر بھاگے اور قادر مطلق نے مسلمانون کو مظفر و منصور فرمایا۔ پس جب قبیلہ ثقیف کے لوگ شکست پاکر طائف کی طرف بھاگ گئے تو پیغمبر صاحب بھی مع لشکر اسلام طائف پہونچے مفرورین نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے مسلمانون نے کچھ اوپر بیس دن تک اونکا محاصرہ کیا اور بذریعہ منجنیق لڑتے رہے بالآخر پیغمبر صاحب کے حکم سے اونکے انگور کاٹ ڈالے گئے بعدہٗ آنحضرت نے وہان سے کوچ فرمایا۔ ترمذی[۲] نے جابر سے روایت کی ہی کہ محاصرۂ طائف کے زمانے مین جناب رسول خدا نے حضرت علی کو بلا کر تخلیے مین بصیغۂ راز سرگوشی فرمائی تو لوگون نے کہا کہ کیا ہی جو پیغمبر صاحب نے بہت دیر تک اپنے بھائی سے راز کی گفتگو کی۔ آنحضرت نے یہ سنکر فرمایا کہ علی سے مین نے راز کی باتین نہین کین بلکہ خدا نے کی ہین اور معارج[۳] النبوۃ مین ہے کہ جب رسول اللہ نے حضرت علی سے تخلیے مین راز کہنا شروع کیا تو حضرت عمر نے پیغمبر صاحب سے کہا کہ یا رسول اللہ آپ خلوت مین علی سے راز کی باتین کرتے ہین۔ آنحضرت نے فرمایا کہ مین علی سے راز کی باتین نہین کرتا بلکہ حق تعالی کرتا ہی۔

[۱] قال ابو الفداء واستمر رسول اللہ صلعم ثابتا و تراجع المسلمون واقتتلوا قتالا شدیدا وقال رسول اللہ صلعم لبغلتہ البدی البدی فوضعت بطنہا علی الارض فاخذ رسول اللہ صلعم حفنۃ تراب فرمی بہا فی وجوہ المشرکین فکانت الہزیمۃ ونصر اللہ تعالی المسلمین (الی ان قال) ولما انہزمت ثقیف من حنین الی الطائف سار النبی صلعم الیہم فاغلقوا باب مدینتہم وحاصرہم بضعا وعشرین یوما و قاتلہم بالمنجنیق وامر بقطع اعناب ثقیف فقطعت ثم ارتحل عنہم ۱۲

[۲] اخرج الترمذی عن جابر قال دعی رسول اللہ صلعم علیا یوم الطائف فانتجاہ فقال الناس لقد طال نجواہ مع ابن عمہ فقال رسول اللہ صلعم ما انتجیتہ ولکن اللہ انتجاہ ۔

[۳] در مدارج النبوت است کہ در ہنگام خلوت و مناجات نبی صلعم با علی امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ گفتہ کہ یا رسول اللہ با علی راز میگوئی و با او خلوت می کنی آن حضرت رسول صلعم گفت ما انتجیتہ ولکن اللہ انتجاہ یعنی من با او راز نگفتہ ام بلکہ خدای تعالی با او راز گفتہ است

اور محدث[۱] دہلوی نے شرح مشکوۃ مین لکھا ہے کہ ولکن اللہ انتجاہ کے یہ معنی ہین کہ
مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ مین علی سے راز کہون اور مین نے حکم ایزدی کی تعمیل مین ایسا کیا نیز
یہ معنی بھی ہوسکتے ہین کہ علی سے راز کہنے کی ابتدا مین نے نہین کی بلکہ خدا ہی اوس سے راز
کہتا ہے اور اپنے اسرار کو اوسکے دل مین ڈالتا ہے پس جب ایسا ہے تو مین بھی بمقتضاے
موافقت ومتابعت فعل الٰہی علی سے راز کہتا ہون ۔

علامہ مسعودی[۲] تاریخ مروج الذہب مین لکھتے ہین کہ اسی سنہ مین رسول مقبول نے
اون نو مسلمون کو بھی مال وغیرہ کے حصے عطا کیے جو بذریعہ تالیف قلوب مسلمان ہوئے اور جن مین ابوسفیان
اور اونکے بیٹے معاویہ بھی تھے نیز اسی سال ماریہ قبطیہ کے بطن سے حضرت ابراہیم فرزند رسول کریم
کی ولادت ہوئی مورخ[۳] ابو الفدا لکھتا ہے کہ اسی سنہ مین حاتم طائی نے وفات پائی۔
تاریخ[۴] ابن الوردی مین ہے کہ پھر سنہ ۹ھ شروع ہوا اور اس زمانے مین رسول مقبول رونق بخش
مدینہ منورہ رہے اور مدارج[۵] النبوۃ مین ہے کہ اسی سال جناب رسالتماب نے اپنے ازواج سے ایک
مہینے کیلیے جدائی اختیار فرمائی ۔ اور روضۃ[۶] الاحباب مین اس جدائی کی وجہ ارجح یہ لکھی ہے
کہ کسی نے زینب بنت جحش کو شہد خالص بطور تحفے کے بھیجا تھا زینب نے اوسکو پیغمبر خدا کیلیے
رکھ چھوڑا کیونکہ آنحضرت شہد کو بہت پسند فرماتے تھے چنانچہ جب رسول مقبول اونکے یہان
جاتے تھے تو وہ شربت عسل تیار کرکے پیش کرتی تھین اور چونکہ شربت عسل کسی قدر دیر مین تیار ہوتا تھا

---

۱ محدث دہلوی در شرح مشکوٰۃ فرمودہ کہ یعنی خدای تعالی امر کردہ است مرا کہ راز گویم با او پس راز نفس من بامر حق تعالی است ... پس راز گفتن با او از جانب حق تعالی است ... پس من نیز راز ... میکنم ... موافقت و متابعت فعل الٰہی

۲ قال المسعودی فی مروج الذہب وفیہا کان اعطاؤہ المؤلفۃ قلوبہم وفیہم ابوسفیان بن حرب وابنہ معاویۃ وفیہا کان مولد ابراہیم بن رسول اللہ صلعم من ماریۃ القبطیۃ

۳ قال ابو الفدا وفیہا مات حاتم الطائی

۴ قال ابن الوردی ثم دخلت سنۃ تسع وہو صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینۃ

۵ در مدارج النبوت است کہ ہم درین سال آنحضرت صلعم ایلا کرد از ازواج خود یک ماہ بر ایشان در نرفت و گذشت

۶ در روضۃ الاحباب بعد از جحش چنین نوشتہ کہ عسل برای زینب بنت جحش ہدیہ آوردہ بودند وی برای آن سرور نگاہ داشتہ بود چو عسل را دوست میداشت چون آن حضرت نزد او میرفت شربت عسل بساختی و سعی کردی بنابر آنکہ عسل دیر آید ...

اس وجہ سے آنحضرت زینب کے یہان فی الجملہ معمول سے زیادہ توقف فرماتے تھے۔
حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ جب مجھے یہ حال معلوم ہوا تو مین نے اور حفصہ نے باہم مشورہ کر کے
کہا کہ ہم مین سے جسکے یہان پیغمبر صاحب آئین وہ یہ کہے کہ کیا آپ نے مغافیر کھائی ہے جو آپ سے
اوسکی بدبو آتی ہے پس جب آنحضرت ان بیبیون مین سے ایک بی بی کے یہان گئے تو اونھون نے حسب مشورہ باہمی کہا کہ
کیا آپ نے مغافیر کھائی ہے آپ نے فرمایا کہ مین نے مغافیر تو نہین کھائی مگر زینب کے یہان شربت عسل
پیا ہے۔ اوس بی بی نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ جن زنبورون سے وہ شہد حاصل ہوئی ہے اونھون نے مغافیر
کھائی تھی۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اگر ایسا ہے تو مین آیندہ وہ شہد استعمال نہ کرونگا مگر اسکا ذکر تم کسی سے
نہ کرنا اونھون نے اقرار تو کیا کہ ہم نہ کہین گے لیکن ذکر کر دیا چنانچہ جبرئیل امین آیات سورۂ تحریم
لیکر نازل ہوئے جنکا یہ مطلب ہے کہ "اے رسول جو کچھ خدا نے تمھارے لیے حلال کیا ہے اوس سے
تم اپنی بیبیون کی خوشنودی کیلیے کیون کنارہ کشی کرتے ہو خدا تو بڑا غفور و رحیم ہے جس نے تمھاری
قسمونکا کفارہ مقرر کر دیا ہے اور وہی علیم و حکیم تمھارا کارساز ہے اور جب پیغمبر نے اپنی بعض بی بی سے مخفی طور پر
ایک بات کہی تو اوسنے دوسری بی بی سے وہ بات بتا دی اللہ تعالی نے پیغمبر پر اس امر کو ظاہر کر دیا چنانچہ
پیغمبر نے اوس بی بی سے کچھ بتایا کچھ نہ بتایا تب اوس بی بی نے متحیر ہوکر پوچھا کہ آپکو یہ خبر کس نے دی
پیغمبر نے کہا کہ مجھکو اوسنے خبر دی جو سب کچھ جانتا ہے اور ہر بات کی خبر رکھتا ہے اگر تم دونون
اس حرکت سے توبہ کرو تو بہتر ہے کیونکہ تمھارے دل ٹیڑھے ہو گئے ہین" (الی آخر الآیہ)۔

جبرئیل آمد و این آیہ آورد یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک واللہ غفور رحیم قد فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم واللہ مولاکم وھو العلیم الحکیم واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا فلما نبأت بہ واظہرہ اللہ علیہ عرف بعضہ واعرض عن بعض فلما نبأہا بہ قالت من انبأک ہذا قال نبأنی العلیم الخبیر ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما الآیہ

اور تفسیر[له] در منثور سیوطی مین ہی کہ بخاری اور مسلم اور ترمذی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ مین ہمیشہ اس بات کو حضرت عمر سے دریافت کرنے کی خواہش رکھتا تھا کہ وہ دو عورتین کون ہین جنکی نسبت اللہ تعالی نے قرآن مجید مین فرمایا ہے کہ تم توبہ کرو تمھارے دل ٹیڑھے ہوگئے ہین مگر موقع دریافت کرنے کا نہ ملتا تھا۔ اتفاقاً ایک بار سفر حج مین میرا اور حضرت عمر کا ساتھ ہوا واپسی کے وقت اثنائے راہ مین حضرت عمر حسب ضرورت پیچھے پھرے تو مین بھی اون کے ساتھ ظرف آب لیے ہوئے پھرا حضرت عمر رفع ضرورت کیلیے گئے اور جب آئے تو مین نے اونکے ہاتھون پر پانی ڈالا اونھون نے وضو کیا مین نے موقع پاکر پوچھا کہ یا امیر المومنین وہ دو عورتین کون ہین جنکے متعلق اللہ تعالی فرماتا ہے کہ توبہ کرو تمھارے دل ٹیڑھے ہوگئے ہین حضرت عمر نے فرمایا کہ اے ابن عباس تعجب ہے کہ تم نہین جانتے۔ وہ دو عورتین عائشہ اور حفصہ ہین۔

تاریخ خمیس[۲] مین ہے کہ اسی ۹ھ مین غزوۂ تبوک کا واقعہ ہوا جو رسول مقبول کا آخری غزوہ تھا۔ اور نسائی[۳] نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلعم غزوۂ تبوک کے قصد سے روانہ ہوئے تو آپ نے حضرت علی کو مدینے مین چھوڑا حضرت علی کہنے لگے کہ یا رسول اللہ کیا آپ مجھے یہین چھوڑ جائینگے؟ آنحضرت نے فرمایا کہ اے علی کیا تم اس بات پر راضی نہین ہو کہ جسطرح موسی علیہ السلام اپنے بھائی ہارون کو بنی اسرائیل مین خلیفہ کرکے میقات

[له] وفی الدر المنثور للسیوطی اخرج البخاری ومسلم والترمذی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال لم ازل حریصا علی ان اسأل عمر رضی اللہ عنہ عن المرأتین من ازواج النبی صلعم اللتین قال اللہ لهما ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما حتی حج عمر وحججت معه فلما کان ببعض الطریق عدل عمر وعدلت معه بالاداوة فتبرز ثم اتی فصببت علی یدیه فتوضأ فقلت یا امیر المومنین من المرأتان من ازواج النبی صلعم اللتان قال اللہ لهما ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما فقال واعجبا لک یا ابن عباس هما عائشة وحفصة

[۲] قال فی الخمیس وفی رجب هذه السنة وقعت غزوة تبوک وهی آخر غزواته صلعم

[۳] و اخرج النسائی عن سعد قال خرج رسول اللہ صلعم فی غزوة تبوک و خلف علیا فقال اتخلفنی فقال اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسی

کہ گئے تھے اوسیطرح مین بھی تم کو مدینے مین چھوڑ کر تبوک کا قصد کرون کیونکہ) تم میرے لیے

اوسی منزلت پر ہو جس منزلت پر موسیٰ کے لیے ہارون تھے سوا اس کے کہ میرے بعد

کوئی پیغمبر نہوگا۔ اور تاریخ خمیس[1] مین ہی کہ پھر جناب رسالتمآب تبوک کی جانب

نہضت فرما ہوئے۔ کتاب روضۃ الاحباب[2] مین ہے کہ ابوذر غفاری جناب رسول

خدا کے ساتھ نجا سکے تھے آنحضرت کے تشریف لیجانے کے بعد روانہ ہوئے اتفاقًا اہین

اون کا اونٹ تھککر چلنے سے عاجز آگیا۔ ابوذر سامان سفر اپنی پیٹھ پر لادکر آگے بڑھے

اور تاریخ خمیس[3] مین ہے کہ رسول مقبول اثنائے سفر مین منزل گزین تھے کسی صحابی نے

دور سے ایک مرد کو آتے ہوئے دیکھ کر عرض کیا کہ یارسول اللہ کوئی شخص اکیلا اور پیادہ آرہاہی

آنحضرت نے فرمایا کہ ابوذر ہین۔ لوگون نے بغور و تامل دیکھ کر کہا کہ یارسول اللہ خدا کی قسم

ابوذر ہی ہین۔ آپ نے ارشاد کیا کہ خدا ابوذر پر رحم فرمائے جسطرح وہ اسوقت بحالت بیکسی

وتنہائی آرہے ہین اسیطرح بحالت بیکسی وتنہائی انکی وفات بھی ہوگی۔ تاریخ ابوالفدا[4] مین ہی کہ

آنحضرت نے تبوک پہونچکر بیس دن قیام فرمایا اور یوحنا حاکم ایلہ نے حاضر ہوکر جزیہ پر مصالحت کرلی

پھر آنحضرت مدینہ منورہ واپس آئے۔ تاریخ ابن الوردی[5] مین ہی کہ اسی سال رسول مقبول نے

حضرت ابوبکر کو مکہ معظمہ کیجانب روانہ کیا تا کہ مسلمانون کو حج کرائین۔ اور نسائی[6] نے انس سے

روایت کی ہے کہ جناب رسولخدا نے حضرت ابوبکر کو مع سورہ برات (اہل مکہ کی جانب) بھیجا

لانہ لا نبی بعدی ع

۱ و فی الخمیس قال ثم خرج رسول اللہ صلعم عامدًا الی تبوک

۲ ودر روضۃ الاحباب است کہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ از آنحضرت عقب ماندہ بود [illegible] شترش در راہ واماندہ متاع کہ ہمراہ بود بر دوش خود گرفت و روان شد

۳ قال فی الخمیس و نزل رسول اللہ فی بعض منازلہ منظر ناظر من المسلمین فقال یا رسول اللہ ہذا رجل یمشی فی الطریق وحدہ فقال صلعم کن اباذر فلما تاملہ القوم قالوا یا رسول اللہ ہو واللہ ابوذر فقال الرسول اللہ رحم اللہ اباذر یمشی وحدہ ویموت وحدہ

۴ قال ابو الفدا وصل رسول اللہ صلعم الی تبوک واقام بہا عشرین لیلۃ وقدم علیہ یحنا صاحب ایلۃ فصالحہ علی الجزیۃ ثم رجع (الطائف) قال ثم رجع رسول اللہ صلعم الی المدینۃ

۵ قال ابن الوردی فی تاریخہ وفیہا بعث رسول اللہ صلعم ابابکر لیحج بالناس

۶ واخرج النسائی عن انس قال بعث النبی صلعم براءۃ مع ابی بکر ثم۔

دعاه فقال لا ينبغي ان يبلغ هذا الا رجل من اهلي فدعا عليا فاعطاه اياها
واخرج ايضا عن علي ان رسول الله صلعم بعث براءة الى اهل مكة مع ابي بكر ثم اتبعه بعلي فقال له خذ هذا الكتاب فامض به الى اهل مكة قال فلحقته واخذت الكتاب منه قال فانصرف ابو بكر وهو كئيب قال يا رسول الله انزل فيّ شيء قال لا الا اني امرت ان ابلغه انا او رجل من اهل بيتي وفي حديث اخر رواه النسائي والترمذي (عن حبشي بن جنادة قال رسول الله صلعم لا يؤدي عني الا انا او علي سنه ۱۰ قال ابو الفداء ثم دخلت سنة عشر ورسول الله بالمدينة جاءته وفود العرب قاطبة ودخل الناس في الدين افواجا

بعد ازان اونکو طلب کرکے کہا کہ سوا ایسے شخص کے جو میرے اہل سے ہو اور کوئی شخص امر تبلیغ کو ادا نہین کرسکتا۔ پھر حضرت علی کو بلاکر اونھین تبلیغ سورہ برارت کی خدمت عطا فرمائی۔

نیز محدث موصوف نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ پیغمبر صاحب نے حضرت ابوبکر کو مع سورہ برارت اہل مکہ کیجانب بھیجا اسکے بعد ہی اونکے عقب مین مجھکو روانہ کیا اور فرمایا کہ تم ابوبکر سے کتاب سورہ برائت لیکر اہل مکہ کیطرف جاؤ چنانچہ مین نے اثنای راہ مین ابوبکر سے ملکر کتاب موصوف لے لی پس ابوبکر نے واپس آکر پیغمبر صاحب سے بادل شکستہ ومحزون عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا میری نسبت کوئی حکم نازل ہوا (جو آپ نے کار تبلیغ سے مجھے معزول فرمایا) آنحضرت نے کہا کہ نہین بلکہ مجھے یہ حکم الٰہی ہوا ہے کہ یا مین خود اسکی تبلیغ کرون۔ یا وہ شخص کرے جو میرے اہلبیت سے ہو۔ اور ایک دوسری حدیث مین جسکو نسائی اور ترمذی نے حبشی بن جنادہ سے روایت کی ہے یہ الفاظ ہین کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا کہ میری جانب سے سوا میرے اور علی کے کوئی شخص امر تبلیغ کو ادا نہین کرسکتا۔

تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ پھر سنہ ۱۰ھ شروع ہوا اور تمامی اہل عرب کے قائم مقام جناب رسالتمآب کے حضور مین بمقام مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور لوگ جوق جوق دین اسلام مین داخل ہونے لگے۔

روضۃ الاحباب مین ہے کہ اسی سال جناب رسالتمآب اور نصارائے نجران مین مصالحت واقع ہوئی چنانچہ اہل سیر لکھتے ہین کہ رسول مقبول نے نصارائے نجران کو نامہ لکھا

سنه ۱۰ در روضة الاحباب است که درین سال میان پیغمبر صلعم و نصارای نجران مصالحت واقع شد اهل سیر رقم اند که آورده اند که حضرت مکتوبی به نصاری نجران نوشت

اور اونہین دین اسلام قبول کرنے کی ہدایت فرمائی نصارائے نجران نے نامہ فیض شمامہ
پاکر بعد مشورت باہمی اپنی قوم کے چودہ آدمیون کو اس غرض سے مدینہ بھیجا کہ پیغمبر اسلام کے
حالات تحقیق کرکے اطلاع کرین۔ اور مدارج النبوت مین ہی کہ پیغمبر صاحب نے نصارائے
نجران کو نامہ لکھکر اونہین دین اسلام کیجانب دعوت فرمائی۔ اونھون نے بمشاورت باہمی
اپنی قوم کے چودہ آدمی منتخب کرکے مدینہ بھیجے تاکہ پیغمبر اسلام کے حالات تحقیق کرکے اون کو
اطلاع دین۔ اون چودہ آدمیون مین تین شخص ایسے تھے جو تمام کاروبار کے مختار سمجھے جاتے
تھے ایک عبد المسیح ملقب بہ عاقب دوسرا سید تیسرا ابو الحارث جب یہ لوگ مدینے پہونچے
توراہ کے کپڑے اُتار کر اور اچھے ریشمی کپڑے اور طلائی انگوٹھیان پہنکر مسجد نبوی مین آئے
اور سب نے پیغمبر صاحب کو سلام کیا مگر آنحضرت نے اُنکے سلام کا جواب نہ دیا اور روے مبارک اونکی
جانب سے پھیر لیا وہ مسجد سے نکلکر حضرت عثمان اور عبد الرحمن بن عوف کے پاس آئے اور
کہنے لگے کہ تمھارے پیغمبر نے ہمکو خط لکھکر بلایا اور جب ہمنے آکر اون کو سلام کیا تو نہ اُنھون نے سلام کا
جواب دیا اور نہ ہمسے بات کی اب تمھاری کیا رائے ہے آیا ہم لوگ واپس جائین یا توقف کرین
حضرت عثمان اور عبد الرحمن نے حضرت علی سے پوچھا کہ اس باب مین تمھاری کیا رائے ہی
حضرت علی نے فرمایا کہ میری راے ہے کہ یہ لوگ جو ریشمی لباس اور طلائی انگوٹھیان پہنے ہوئے
ہین اُتار ڈالین اور رہبانون کا ایسا سادہ لباس پہنکر جناب رسالتمآب کے حضور مین جائین۔

وہ لوگ ریشمی لباس اور طلائی انگوٹھیان اوتار کر اور سادہ لباس پہنکر خدمت نبوی مین حاضر ہوئے اور رسم سلام بجا لائے ۔ آنحضرت نے جواب سلام دیکر فرمایا کہ قسم ہے اوس خدا کی جس نے مجھے مبعوث برسالت فرمایا جب یہ لوگ پہلے میرے پاس آئے تھے تو شیطان انکے ساتھ تھا بعد ازان رسول مقبول نے اونکو مسلمان ہونے کی ہدایت فرمائی ۔ اُنھون نے کہا کہ آپ حضرت عیسیٰ کی شان مین کیا کہتے ہین ۔ پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ آج تم اس شہر مین قیام کرو تا کہ اطمینان کے ساتھ اپنے سوال کا جواب سنو گویا آنحضرت کو اس باب مین وحی کا انتظار تھا چنانچہ دوسرے دن یہ آیۂ کریمہ نازل ہوا ۔ (ترجمہ آیت) خدا کے نزدیک عیسے کی مثال وہی ہے جو آدم کی مثال ہے جنکو خدا نے مٹی سے بنا کر کہا کہ ہو جا اور وہ فوراً ہی حی و قائم ہو گئے ۔ پس تم اس باب مین شک نہ کرو کیونکہ یہ حق بات خدا کی جانب سے ہے ۔ لیکن اسکے بعد بھی اگر مخالفین خواہ مخواہ حجت کرین تو کہدو کہ اچھا آؤ ہم تم اپنے اپنے فرزندون اور نساء اور نفوس کو حاضر کر کے درگاہ خدا مین بتضرع جھوٹون پر لعنت اور بددعا کرین ۔ پس پیغمبر صاحب نے نصارائے نجران کو بلا کر اونکو ان آیات پر مطلع فرمایا مگر اونھون نے مضمون کلام ربانی کو قبول نہ کیا اور اپنے اعتقاد پر مصر رہے تب پیغمبر صاحب نے اونسے کہا کہ اچھا سنو اگر تم اس کو بھی نہین مانتے ہو تو آؤ ہم تم باہم مباہلہ کرین یعنی ہر ایک دوسرے کی نسبت بددعا کرے اور کہے کہ جھوٹون پر خدا کی لعنت ہو ۔

ان مثل عیسی عند الله کمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له کن فیکون الحق من ربك فلا تكن من الممترين فمن حاجك فيه من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءكم ونساءنا ونساءكم وانفسنا وانفسكم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله على الكاذبين

اونہون نے ایک دن کی مہلت طلب کی اور خلوت مین عاقب سے پوچھا کہ اس معاملہ مین تمھاری کیا راے ہے۔ اُسنے کہا کہ خدا کی قسم تم جانتے ہو کہ محمد پیغمبر مرسل ہین اور اونھون نے حضرت عیسیٰ کے! اب مین ایک واضح دلیل پیش کی ہے ہرگز ہرگز اونسے مباہلہ نہ کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ اگر چاہتے ہو کہ اپنے دین پر قائم رہو تو جزیہ دینا قبول کرکے مصالحت کرلو۔ پس دوسرے دن اودھر سے یہ لوگ آئے اور ادھر جناب رسالتمآب حجرۂ مبارک سے باین صورت پرصولت تشریف لائے کہ خود بنفس نفیس حسین بن علی کو گود مین لئے ہوئے حسن مجتبیٰ کا ہاتھ پکڑے ہوئے۔ آپکے عقب مین فاطمہ زہرا اور اونکے پیچھے علی مرتضیٰ۔

سبحان اللہ یہ کیا وقت ہے اور کیا حالت کیا شاہد ہے اور کیا مشہود۔

الغرض جناب رسالتمآب نے گروہ نصارے کے مقابلہ مین آکر حسنین اور فاطمہ اور علی (سلام اللہ علیہم) سے کہا کہ جب مین دعا کرون تو تم سب ملکر آمین کہو۔ نصارے نے جب پنجتن پاک کو دیکھا و دعا و آمین کا ذکر سنا تو خوف سے تھرا گئے اور ابو الحارث نے (جو اونمین بہت ہی دانشمند تھا) کہا کہ اے قوم اسوقت ہم ایسی صورتین مشاہدہ کر رہے ہین جو خدا سے چاہین تو پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ٹل جائے تم انسے ہرگز مباہلہ نہ کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور کوئی نصرانی روے زمین پر باقی نہ رہیگا۔ پس اون لوگون نے عرض کیا کہ اے ابو القاسم ہم آپسے مباہلہ نکرین گے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اچھا مسلمان ہو جاؤ

اونھون نے اس سے بھی انکار کیا۔ آنحضرت نے فرمایا کہ پھر لڑائی پر آمادہ ہو وہ بولے کہ ہمکو لڑنے کی طاقت نہین ہے مگر آپ سے اس شرط پر مصالحت کرنا چاہتے ہین کہ ہر سال دو ہزار حلے نذر کیا کرین گے جن مین سے ہر حلے کی قیمت چالیس درہم ہوگی۔ اور ایک روایت مین یہ بھی آیا ہے کہ ہر سال تیس گھوڑے تیس اونٹ۔ تیس زرہ اور تیس نیزے دیا کرین گے چنانچہ انہین شرائط پر باہم مصالحت ہوگئی۔

حاکم[1] نے مستدرک مین بسند صحیح جابر سے روایت کی ہے کہ جب نصاریٰ نجران نے مباہلہ نہ کیا تو پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ قسم ہے اوس خدا کی جسنے مجھے براستی مبعوث فرمایا اگر یہ لوگ مباہلہ کرتے تو اِس دشت مین ان پر آگ برستی۔ جابر کہتے ہین کہ اسی واقعہ مباہلہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے کہ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ (یعنے) آؤ ہم تم اپنے فرزندون اپنی نساء اور اپنے نفوس کو حاضر کرکے بارگاہ ایزدی مین تضرع کیساتھ جھوٹون پر بددعا کرین" جابر کہتے ہین کہ اِس آیت مین انفسنا سے نبی اور علی مراد ہین اور ابناءنا سے حسنین اور نساءنا سے فاطمہ زہرا مقصود ہین۔

تاریخ[2] طبری مین ہے کہ اسی سال جناب رسالتمآب نے حضرت علی کو یمن بھیجا۔ اُنسے پہلے خالد بن ولید کو روانہ کیا تھا کہ اہل یمن کو مسلمان ہونے کی ترغیب دین لیکن کسی نے اِسلام قبول نہ کیا تو پیغمبر صاحب نے حضرت علی کو بھیجا اور حکم دیا کہ خالد اور اونکے ساتھیون مین سے

پس نصاریٰ برآن آمادہ نشدند گفتند ما را طاقت محاربہ با تو نیست لیکن مصالحت می کنیم بر آنکہ ہر سال دو ہزار حلہ ادا کنیم بہاے ہر حلہ چہل درہم و بروایتے آمدہ سی اسپ و سی شتر و سی زرہ و سی نیزہ پس بر این جملہ مصالحت انعقاد یافت

[1] اخرج الحاکم فی المستدرک وصححہ عن جابر قال قال رسول اللہ صلعم والذی بعثنی بالحق لو فعلوا لامطر الوادی علیهم نارا قال جابر فیهم نزلت فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنة الله على الكاذبين قال جابر انفسنا رسول الله وعلی ابناءنا الحسن والحسين ونساءنا فاطمة

[2] قال ابن جرير فی تاريخه الكبير فی هذه السنة بعث رسول الله صلعم عليا الى اليمن وقد كان ارسل قبله خالد بن الوليد اليهم يدعوهم الى الاسلام فلم يجيبوه فارسل عليا وامره ان يعزل خالدا ومن شاء من اصحابه

فصل فقرأ کتاب رسول الله علی اهل الیمن فاسلمو همدان کلها فی یوم واحد فکتب بذلک الی رسول الله صلعم فقال السلام علی همدان ثم تتابع اهل الیمن علی الاسلام فکتب بذلک الی رسول الله صلعم فسجد شکر الله تعالی

جسکو چاہین معزول کرین ۔ چنانچہ علی مرتضےٰ نے جاکر اہل یمن کو رسول مقبول کا مکتوب سنایا جسکا یہ اثر ہوا کہ ایک ہی دن مین تمام قبیلۂ ہمدان مشرف باسلام ہوا حضرت علی نے رسول مقبول کو اس کارنمایان کی اطلاع دی آپ نے ارشاد فرمایا کہ سلام ہو قبیلۂ ہمدان پر اسکے بعد اہل یمن کے بعد دیگرے داخل دین اسلام ہوئے حضرت علی نے پیغمبر صاحب کو پھر یہ حال لکھ بھیجا آنحضرت نے فرط مسرت سے بارگاہ ایزدی مین سجدہ شکر ادا فرمایا۔

علامہ[۱] ابن خلدون اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ اسی سال مسیلمہ نے نبوت کا دعوائے باطل کیا اور اپنی ذات کو امر نبوت مین رسول مقبول کا شریک قرار دیکر آنحضرت کی خدمت بابرکت مین لکھا کہ مسیلمہ رسول اللہ کیجانب سے محمد رسول اللہ کو بعد سلام معلوم ہو کہ مین امر نبوت مین آپ کی شرکت کرتا ہون آدھی دنیا کا مالک مین اور آدھی دنیا کے مالک قریش۔ جناب رسالتمآب نے اوسکے جواب مین لکھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد رسول اللہ کی طرف سے مسیلمہ کذاب کو واضح ہو کہ سلام اوسپر ہے جسنے ہدایت پائی درحقیقت ساری زمین کا مالک پروردگار عالم ہے وہ اپنے بندون مین سے جسکو چاہتا ہے اوس زمین کا وارث قرار دیتا ہے اور عاقبت پرہیزگارون کیلیئے ہے۔

مورخ[۲] ابن الوردی لکھتا ہے کہ اسی زمانے مین جناب رسول مقبول نے حضرت علی کو بنی نجران سے جزیہ اور صدقات وصول کرنیکے لئے بھیجا حضرت علی حکم نبوی کی تعمیل کرکے

[۱] قال ابن خلدون وفی هذه السنة ادعی مسیلمة النبوة وادعی انه اشترک مع رسول الله صلعم فی الامر وکتب الیه من مسیلمة رسول الله الی محمد رسول الله سلام علیک فانی قد اشرکت فی الامر معک وان لنا نصف الارض ولقریش نصف الارض فکتب الیه رسول الله صلعم بسم الله الرحمن الرحیم من محمد رسول الله الی مسیلمة الکذاب سلام علی من اتبع الهدی اما بعد فان الارض لله یورثها من یشاء من عباده والعاقبة للمتقین

[۲] قال ابن الوردی ثم امر رسول الله علیا بان خرج الی نجران وجزیتهم ففعل۔

حجۃ الوداع مین پیغمبر صاحب سے ملاقی ہوے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۲۵ ذیقعدہ کو بقصد حج تشریف لیجا چکے تھے۔

علامہ[۱] ابو الفدا لکھتے ہین کہ رسول اللہ نے (زمانہ حج مین) لوگون کو مناسک حج اور سنن دینیہ کی تعلیم فرمائی اور آیہ شریفہ اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا کا نزول ہوا۔

تاریخ[۲] ابن خلکان مسمی بہ وفیات الاعیان مین ہے کہ جب جناب رسالتمآب حجۃ الوداع سے واپس ہوکر غدیر خم مین پہونچے تو حضرت علی کو اپنی اخوت کا شرف عطا کرکے ارشاد کیا کہ علی میرے لیے اُسی منزلت پر ہین جس منزلت پر موسیٰ کیلیے ہارون تھے۔ الٰہی دوست رکھ اُسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علی سے دشمنی رکھے اور نصرت فرما اوسکی جو علی کی نصرت کرے اور مخذول فرما اوسکو جو علی کو مخذول گردانے۔

اور حاکم[۳] نے مستدرک مین زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآب نے درمیان مکہ و مدینہ (المقام غدیر خم) نزول اجلال فرماکر نماز ادا فرمائی۔ پھر کھڑے ہوکر خطبہ ارشاد کیا۔ اور بعد حمد وثنائے الٰہی فرمایا کہ ایہا الناس مین تم مین دو امر چھوڑتا ہون قرآن مجید اور اپنی عترت اہلبیت۔ اگر تم اِن دونون کا اتباع کروگے تو ہرگز گمراہ نہوگے۔ پھر فرمایا کہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ مین

وعاد فلقیہ رسول اللہ صلعم فی حجۃ الوداع (قال) وخرج صلعم حاجا بنفسہ لخمس بقین من ذی القعدۃ و حج بالناس۔

[۱] قال ابو الفداء و علم رسول اللہ الناس مناسک الحج والسنن ونزل قولہ تعالیٰ الیوم یئس الذین کفروا من دینکم فلا تخشوهم واخشون الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

[۲] فی وفیات الاعیان لابن خلکان و لما رجع النبی صلعم من مکۃ شرفها اللہ تعالیٰ عام حجۃ الوداع ووصل الی غدیر خم هذا المکان (الی) واخی علی بن ابی طالب، قال علی منی کہارون من موسیٰ اللهم وال من والاه وعاد من عاداه وانصر من نصره واخذل من خذله

[۳] واخرج الحاکم فی المستدرک عن زید بن ارقم یقول نزل رسول اللہ صلعم بین مکۃ والمدینۃ فصلی ثم قام خطیبا فحمد اللہ واثنی علیہ وذکر ووعظ ثم قال یا ایها الناس انی تارک فیکم امرین لن تضلوا ان اتبعتموهما وهما کتاب اللہ و اهل بیتی عترتی ثم قال اتعلمون انی

جمیع مومنین کیلیے اون کے نفس سے اولی ہون سب نے کہا کہ بیشک۔ پس آنحضرت نے ارشاد کیا کہ (سنو) جس کا مین مولا ہون اوسکے علی مولا ہین۔

اور[۱] محدث نسائی نے کتاب خصائص مین بروایت ابوالطفیل زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول خدا نے حجۃ الوداع سے مراجعت کی اور مقام غدیر خم مین نزول اجلال فرمایا تو حکم دیا کہ منبر تیار کیا جائے چنانچہ منبر تیار کیا گیا اور آنحضرت نے اوسپر رونق افروز ہو کر فرمایا کہ مین جناب باری مین بلایا گیا ہون اور مین نے حکم آلہی کو قبول کیا ہے اب مین تم مین دو عظیم چیزین چھوڑتا ہون ایک کتاب اللہ دوسری اپنی اہلبیت اور یہ دونون ایک دوسرے سے جدا نہونگے تا اینکہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہون پس دیکھو اور غور کرو کہ میرے بعد قرآن اور اہلبیت سے کیونکر برتاؤ[ف] اور تمسک کرتے ہو۔ پھر آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ (سنو) میرا مولا اللہ تعالے ہے اور مین کل مومنین کا ولی ہون بعد ازان حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ (دیکھو) جسکا مین ولی ہون علی بھی اوسکا ولی ہے خداوندا دوست رکھ اوسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علی سے دشمنی رکھے۔ ابوالطفیل کہتے ہین کہ مین نے یہ حدیث سنکر زید بن ارقم سے پوچھا کہ کیا تمنے اسکو جناب رسول خدا سے سُنا ہے؟ زید بن ارقم نے کہا کہ ایک مین کیا جو لوگ منبر کے گرد مجتمع تھے اون سب نے آنحضرت کو یہ ارشاد کرتے ہوئے دیکھا اور اپنے کانون سے سُنا

اور سعد بن ابی وقاص سے روایت کیگئی ہے کہ ہملوگ رسول اللہ کے ساتھ ہمسفر تھے جب

اولی بالمؤمنین من انفسهم ثلث مرات قالوا نعم فقال رسول الله صلعم من کنت مولاه فعلی مولاه۔ [۱] واخرج النسائی عن ابی الطفیل عن زید بن ارقم قال لما رجع النبی صلعم من حجة الوداع ونزل غدیر خم امر بدوحات فقممن ثم قال کانی دعیت فاجبت وانی تارک فیکم الثقلین احدهما اکبر من الآخر کتاب الله وعترتی اهل بیتی فانظروا کیف تخلفونی فیهما فانهما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض ثم قال ان الله مولای وانا ولی کل مومن ثم انه اخذ بید علی رضی الله عنه فقال من کنت ولیه فهذا ولیه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه فقلت لزید سمعته من رسول الله قال ما کان فی الدوحات احد الا رآه بعینیه وسمعه باذنیه وعن سعد قال کنا مع رسول الله صلعم بطریق مکة فلما

[ف] تخلفونی: سا مری کنید و تنگ می نماید با اینها بعد از من (شرح مشکوٰۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

آنحضرت غدیر خم مین پہونچے تو آپ نے لوگونکو توقف کا حکم دیا چنانچہ جو لوگ آگے نکل گئے تھے واپس آئے اور جو پیچھے رہگئے تھے وہ پہونچ گئے پس جب کل لوگ مجتمع ہوے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار استفسار فرمایا کہ" ایہا الناس تمھارا ولی کون ہے" لوگون نے ہر بار عرض کیا کہ اللہ اور اوسکا رسول۔ یہ سنکر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑا اور اونکو بلند کر کے فرمایا کہ اللہ اور اوسکا رسول جسکا ولی ہے علی بھی اوسکا ولی ہے۔ الٰہی دوست رکھ اوسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو دشمن رکھے۔ نیز محدث موصوف نے کتاب مذکور مین بطریق دیگر زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآب کھڑے ہوے اور بعد حمد و ثنائے الٰہی آپ نے فرمایا کہ ایہا الناس کیا تم نہین جانتے کہ مین ہر مومن کیلیئے اوسکے نفس سے اولے ہون۔ سب نے جواب دیا کہ بیشک ہم گواہی دیتے ہین کہ آپ ہر مومن کیلیے اوسکے نفس سے اولی ہین۔ یہ سنکر رسول مقبول نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ (سنو) جسکا مولا مین ہون علی بھی اوسکا مولا ہے۔

اور صواعق محرقہ[1] ابن حجر مکی مین بروایت طبرانی وغیرہ بسند صحیح مروی ہے کہ جناب رسول خدا نے مقام غدیر خم مین درختون کے نیچے خطبہ ارشاد کیا اور فرمایا کہ خدائے لطیف و خبیر نے مجھے خبر دی ہے کہ ہر نبی اپنے پہلے نبی کی نصف عمر پاتا ہے چنانچہ مین گمان کرتا ہون کہ عنقریب بارگاہ ایزدی سے میری طلبی ہوگی جسے مین قبول کرونگا (سنو) وہان مجھ سے بھی

بلغ غدیر خم وقف الناس ثم رد من تبعه ولحقه من تخلف عنها احتجم الناس الیه قال ایها الناس من ولیکم قالوا الله ورسوله ثلاثا ثم اخذ بید علی فاقامه ثم قال من کان الله ورسوله ولیه فهذا ولیه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه ومن طریق آخر عن زید بن ارقم قال قام رسول الله صلعم فحمد الله واثنی علیه ثم قال الستم تعلمون انی اولی بکل مومن من نفسه قالوا بلی نشهد لانت اولی بکل مومن من نفسه قال فانی من کنت مولاه فهذا مولاه واخذ بید علی

[1] وفی الصواعق للشیخ ابن حجر المکی اخرج الطبرانی وغیره بسند صحیح ان رسول الله صلعم خطب بغدیر خم تحت شجرات فقال ایها الناس انه قد نبانی اللطیف الخبیر انه لم یعمر نبی الا نصف عمر الذی یلیه من قبله وانی لاظن ان ادعی فاجیب وانی

سوال کیا جائیگا اور تم لوگون سے بھی پس تم کیا کہوگے سب نے کہا ہم گواہی دیتے ہین اور دینگے
کہ آپ نے احکام الٰہی کو کما حقہ پہونچا یا اور حق کوشش و نصیحت ادا فرمایا خدا آپکو جزائے خیر عطا فرمائے
آنحضرت نے ارشاد کیا کہ کیا تم لوگ اِس بات کی گواہی نہین دیتے کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہین
محمد اوسکا بندہ اور رسول ہے جنت اور نار حق ہین ۔ موت اور بعث بعد الموت حق ہے
قیامت کے آنے مین کچھ شبہ نہین ہے اور خدا اون سبکو جو قبور مین ہین زندہ فرمائیگا سب نے کہا
بیشک ہم ان تمام باتون کا اقرار کرتے ہین ۔ یہ سنکر رسول مقبول نے فرمایا کہ بار آلہا تو شاہد رہ
پھر ارشاد کیا کہ ایہا الناس اللہ تعالیٰ میرا مولا ہی اور مین کل مومنین کا مولا اور اون کے لیے
اون کے نفوس سے اولیٰ ہون پس جسکا مین مولا ہون اوسکا علی مولا ہے اور روضۃ الاحباب[۵]
مین ہی کہ جب رسول مقبول حجۃ الوداع سے مراجعت فرماکر منزل غدیر خم مین پہونچے تو نماز ظہر
اول وقت ادا فرماکر آپ نے اپنے اصحاب کیجانب مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ (ایہا الناس)
کیا مین کل مومنین کیلیے اونکے نفوس سے اولیٰ نہین ہون اور دوسری روایت مین یون
ہی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ مین عالم بقا کیطرف بلا یا گیا ہون اور مین نے اس حکم آلٰہی کو قبول کیا ہی بس
آگاہ ہو کہ مین تم مین دو امر عظیم چھوڑتا ہون جو ایک دوسرے سے بزرگتر ہی ۔ قرآن اور اہلبیت رسالت
تم دیکھو اور احتیاط کرو کہ میرے بعد ان دونو سے کیا برتاؤ کرتے اور ان کے حقوق کی رعایت کس
طرح ملحوظ رکھوگے ۔ اور یہ دونون جبتک میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہون ایک دوسرے

مسئول وانکم مسئولون فماذا انتم قائلون قالوا نشهد انك قد بلغت وجهدت ونصحت فجزاك الله خيرا فقال اليس تشهدون ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله وان جنته حق وان ناره حق وان الموت حق وان البعث حق بعد الموت وان الساعة آتية لا ريب فيها وان الله يبعث من في القبور قالوا بلى نشهد بذلك قال اللهم اشهد ثم قال يا ايها الناس ان الله مولاي وانا مولى المومنين وانا اولى بهم من انفسهم فمن كنت مولاه فهذا مولاه يعني عليا

۵ در روضة الاحباب است که در اثنای مراجعت چون آنحضرت بمنزل غدیر خم از نواحی جحفه رسید نماز پیشین را در اول وقت گزارد و بعد از ان رو بسوی یاران کرده فرمود الست اولی بالمومنین من انفسهم یعنی آیا نیستم من اولی بمومنان از نفسهای ایشان در روایتی آمده که فرمود که گویا مرا بعالم بقا خواندند و من اجابت نمودم فاعلم که من درمیان شما دو امر بزرگ ترک میکنم که یکی از دیگری بزرگتر است قرآن واهل بیت من پس نظر کنید که بعد از من با ایشان چگونه سلوک خواهید نمود و رعایت حقوق آنها چگونه خواهید کرد و آن دو از یکدیگر

جدا نخواہند شد تا در لب
حوض کوثر بمن رسند آنگاہ فرمود
بدرستیکہ خدای تعالی مولای
من است و من مولای جمیع
مومنانم بعد ازان دست علی را
گرفت و فرمود من کنت
مولاہ فعلی مولاہ اللہم
وال من والاہ وعاد من
عاداہ واخذل من خذل
وانصر من نصرہ وادر
الحق معہ حیث دار

جدا ہونگے۔ بعد ازان فرمایا کہ خداے تعالیٰ میرا مولا ہے اور مین کل مومنین کا مولا ہون یہ فرما کر آنحضرت نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا کہ جسکا مین مولا ہون اوسکا مولا علیؑ بھی ہے خدایا دوست رکھ اوسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو دشمن رکھے اور مخذول فرما اوسکو جو علی کو مخذول گردانے اور نصرت کر اوسکی جو علی کی نصرت کرے اور پھیر دے حق کو علی کیجانب جدھر علی پھر جائے۔

اور کتاب اسباب النزول[۱] واحدی و تفسیر در منثور سیوطی و تفسیر فتح القدیر شوکانی و تفسیر فتح البیان علامہ صدیق حسن خان مین بروایت ابن ابی حاتم وغیرہ ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ آیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ بروز غدیر خم حضرت علی کی شان مین نازل ہوا۔ نیز ایک روایت مین (جسکو عینی[۲] نے شرح صحیح بخاری مین نقل کیا ہے) آیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک کے معنی لکھے ہین کہ اے رسول اوس حکم کو پہونچا دو جو تمھارے رب نے علی بن ابی طالب کے فضل مین نازل فرمایا ہے پس جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسالتمآب نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" یعنی جسکا مین مولا ہون علی بھی اوسکا مولا ہے۔

اور تفسیر[۳] غرائب القرآن علامہ نیشاپوری مین ہے کہ یہ آیت (یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک) حضرت علی کی فضیلت مین بمقام غدیر خم نازل ہوئی

[۱] و فی اسباب النزول للواحدی والدر المنثور للسیوطی وفتح القدیر للشوکانی وفتح البیان من ابی سعید الخدری قال نزلت ہذہ الآیۃ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک علی رسول اللہ صلعم یوم غدیر خم فی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

[۲] و فی حدیث نقلہ العینی فی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ومعناہ بلغ ما انزل الیک فی فضل علی بن ابی طالب فلما نزلت ہذہ الآیۃ اخذ بید علی وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ

[۳] و فی تفسیر غرائب القرآن للنیشاپوری ان ہذہ الآیۃ (یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک الآیۃ) نزلت فی فضل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وکرم اللہ وجہہ یوم غدیر خم

اورجب اس کا نزول ہوا تو پیغمبر صاحب نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ اور حافظ ابن مردویہ[٥١] و حافظ ابو نعیم نے ابوسعید خدری سے روایت کیا ہے کہ جب آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک نازل ہوا تو جناب رسالتآب نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ۔ پس اس ارشاد نبوی کے بعد یہ آیت نازل ہوئی کہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا یعنی آج ہمنے تمہارے دین کو کامل کیا تمپر اپنی نعمتین پوری کین اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا۔ اور علامہ ابن واضح[٥٢] نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ بروایت صحیحہ ثابتہ صریحہ آیہ اکملت لکم دینکم قرآن مجید کی آخری آیت ہے اور اوسکا نزول غدیر خم مین ہوا ہے۔ اصابہ[٥٣] ابن حجر عسقلانی مین بروایت بغوی اور کنز العمال مین بروایت ابن ابی شیبہ وابوداؤد طیالسی و بیہقی حضرت علی سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا نے بروز غدیر خم میرے سر پر ایک سیاہ عمامہ باندھا اور اوسکے دونون کنارے میرے دوش پر ڈالدیئے۔ اور مشکواۃ مین بروایت مسند[٥٤] احمد بن حنبل براء بن عازب اور زید بن ارقم سے مروی ہے کہ ہم لوگ جناب رسول خدا کے ساتھ سفر مین تھے جب غدیر خم مین وارد ہوئے تو منادی نے ندا کی کہ الصلوۃ جامعۃ اور پیغمبر صاحب کیلیے درختون کے نیچے زمین صاف کیگئی پس آنحضرت نے

فاخذ رسول اللہ صلعم بیدہ فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ (الحدیث)

٥١ واخرج ابن مردویہ وابو نعیم عن ابی سعید الخدری قال لما نزلت ہذہ الایۃ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک اخذ النبی صلعم بید علی فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ فنزلت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

٥٢ وقال ابن واضح فی تاریخہ وقد قیل ان آخر ما نزل علیہ الیوم اکملت لکم دینکم الایۃ وہی الروایۃ الصحیحۃ الثابتۃ الصریحۃ وکان نزولہا بغدیر خم

٥٣ قال فی الاصابۃ اخرج البغوی وقال فی کنز العمال اخرج ابن ابی شیبۃ وابوداؤد الطیالسی والبیہقی عن علی قال عممنی رسول اللہ صلعم یوم غدیر خم بعمامۃ سوداء طرفہا علی منکبی

٥٤ وفی المشکوۃ قال اخرج احمد بن حنبل فی مسندہ عن البراء بن عازب وزید بن ارقم قال کنا مع رسول اللہ صلعم فی سفر فنزلنا بغدیر خم فنودی فینا الصلوۃ جامعۃ وکسح لرسول اللہ صلعم تحت شجرتین

فصلی الظہر واخذ بید علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسہم قالوا بلی قال الستم تعلمون انی اولی بکل مومن من نفسہ قالوا بلی فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ قال فلقیہ عمر بعد ذالک فقال لہ ہنیئا لک یا ابن ابیطالب اصبحت وامسیت مولی کل مؤمن ومؤمنۃ۔

بعد نماز ظہر علی بن ابیطالب کا ہاتھ پکڑ کر لوگون سے ارشاد کیا کہ ایہا الناس کیا تم نہین جانتے کہ مین مومنین کیلیے اونکے نفوس سے اولی ہون سب نے کہا کہ بیشک پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تم نہین جانتے کہ مین ہر مومن کیلیے اوسکے نفس سے اولی ہون سبنے عرض کیا کہ درحقیقت یا رسول اللہ آپ ہر مومن کیلیے اوس کے نفس سے اولے ہین پس آپنے ارشاد کیا کہ جسکا مین مولا ہون علی بھی اوسکا مولا ہے الٰہی دوست رکھ اوسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو دشمن رکھے اِس کے بعد حضرت عمر نے حضرت علی سے ملکر فرمایا کہ مبارک ہو تمکو اے فرزند ابوطالب کہ آج تم ہر مومن اور مومنہ کے مولا ہوے۔

اور کتاب معارج النبوۃ[۱] مین ہے کہ اوس روز اکثر اصحاب حتیٰ کہ امہات المومنین نے حضرت علی کی خدمت مین مبارکباد عرض کی۔ اور علامہ محمد[۲] بن سالم شافعی حفنی ''حاشیہ سراج المنیر عزیزی شرح جامع صغیر سیوطی مین'' لکھتے ہین کہ جب آنحضرت نے خطبہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ ارشاد فرمایا تو اوسے سنکر بعض صحابہ نے کہا کہ کیا ہم لوگون کیلیے کلمہ شہادت کا ادا کرنا اور صلوۃ و زکوۃ کا پابند ہونا کافی نہین ہے جو اب ہم پر ابوطالب کے بیٹے کو بلندی اور بزرگی دیجاتی ہے۔ آیا یہ امر آپ کیجانب سے ہے یا خدا کی جانب سے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ قسم ہے اوسکی جسکے سوا کوئی معبود نہین کہ یہ امر خدا ہی کیجانب سے ہے اور سیرۃ[۳] الحلبیہ علامہ نور الدین حلبی شافعی مین ہے کہ یہ واقعہ ۱۸ ذی الحجہ کا ہے جسکو روافض نے عید کا دن قرار دیا ہے۔

[۱] ودر معارج النبوۃ گفتہ کہ روز بیشتر اصحاب حتیٰ کہ امہات المومنین امیر المومنین علی را تہنیت مبارکباد گفتند۔

[۲] وقال العلامۃ محمد بن سالم الحفنی الشافعی فی حاشیتہ السراج المنیر للعزیزی لشرح الجامع الصغیر للسیوطی لما سمع ذالک بعض الصحابۃ قال ما یکفی رسول اللہ ان ناتی بالشہادۃ واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ حتی یرفع علینا ابن ابیطالب فہل ہذا من عندک ام من عند اللہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم واللہ الذی لا الہ الا ہو انہ من عند اللہ

[۳] وفی سیرۃ الحلبیۃ وکان ذالک الیوم الثامن عشر من ذی الحجۃ وقد اتخذت الروافض ہذا الیوم عیدا

تاریخ ابوالفدا[1] مین ہے کہ جناب رسالتمآب نے حجۃ الوداع سے واپس آکر مدینۂ طیبہ مین قیام
فرمایا حتی کہ سنہ ۱۰ھ اور ماہ محرم سنہ ۱۱ھ ختم ہوا اور آخر صفر سنہ ۱۱ھ مین آنحضرت علیل ہوئے
پس آپ نے ام المومنین میمونہ کے گھر مین (جہان اوسوقت قیام پذیر تھے) اپنی سب بیبیونکو
جمع کرکے اونسے اجازت لی کہ مرض کیحالتمین ایک ہی بی بی کے یہان اقامت گزین رہین چنانچہ
سب نے اجازت دی کہ آنحضرت بیماری کا زمانہ حضرت عائشہ کے گھر مین بسر کرین -

تاریخ ابن[2] جریر مین بروایت عبید اللہ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا
اوسی حالتمین فضل بن عباس اور ایک دوسرے مرد کے سہارے سے باین صورت میرے گھر مین
تشریف لائے کہ سر مبارک رومال سے بندھا ہوا تھا اور چلنے مین دونون پاؤن کی رگڑ کا نشان
زمین پر ہوتا جاتا تھا - عبید اللہ کہتے ہین کہ مین نے اس حدیث کا ذکر عبد اللہ بن عباس سے
کیا تو اونھون نے کہا کہ تم جانتے ہو وہ دوسرا مرد کون تھا جسکا نام عائشہ نے نہین لیا - مین نے
کہا کہ نہین - ابن عباس بولے کہ وہ علی بن ابی طالب تھے لیکن عائشہ اس بات پر
قادر نہ تھین کہ علی کا ذکر نیکی کے ساتھ کرسکین -

علامہ[3] ابوالفدا لکھتے ہین کہ پیغمبر خدا فضل بن عباس اور علی بن ابیطالب کے سہارے سے
باہر تشریف لائے تو اوّلاً منبر پر گئے اور بعد حمد خدا آپ نے ارشاد کیا کہ ایہا الناس جسکو مین نے
تازیانہ مارا ہو وہ اپنا بدلہ لینے کو میرے آگے آئے اور جسکا کوئی مال مین نے لے لیا ہو وہ اوسکے

[1] قال ابو الفداء لما قدم رسول الله صلعم من حجة الوداع اقام بالمدينة حتى خرجت سنة عشر والمحرم سنة احدى عشرة وابتدئ رسول الله مرضه فی اواخر الصفر وهو فی بیت میمونة فجمع نساءه واستاذنهن ان یمرض فی بیت احدهن فاذن له ان یمرض فی بیت عائشة.

[2] ورد فی ابن جریر فی تاریخ الکبیر عن عبید الله عن عائشة قالت فخرج رسول الله صلعم بین رجلین من اهله احدهما الفضل بن العباس ورجل آخر تخط قدماه الارض عاصبا راسه حتی دخل بیتی قال عبید الله فحدثت هذا الحدیث عبد الله بن عباس فقال هل تدری من الرجل قلت لا قال علی بن ابیطالب لکنها لا تقدر علی ان تذکره بخیر.

[3] قال ابو الفداء خرج رسول الله بین الفضل ابن العباس وعلی بن ابیطالب حتی جلس علی المنبر فحمد الله ثم قال ایها الناس من کنت جلدت له ظهرا فهذا ظهری فلیستقد منی ومن اخذت له مالا فهذا

عوض مین میرے مال سے لیلے اور تاریخ ابن[1] جریر طبری مین ہے کہ پھر آنحضرت نے فرمایا کہ ایہا الناس جو شخص اپنے نفس سے کسی امر مین خائف ہو وہ ظاہر کرے تاکہ مین اوسکے لیے دعا کرون - یہ سنکر ایک شخص کھڑا ہوا اور اوسنے کہا کہ یارسول اللہ مین جھوٹا اور بدکردار ہون اور نیند کے غلبے سے بہت سوتا ہون آنحضرت نے دعا کی کہ الٰہی اِسکو راستبازی اور ایمان کی توفیق دے اور اِسکے غلبہ نوم کو دور کردے نیز تاریخ موصوف مین ہے کہ پھر ایک دوسرے آدمی نے کھڑے ہوکر عرض کیا کہ یارسول اللہ مین کذاب بھی ہون اور منافق بھی - حضرت عمر کھڑے ہوگئے اور بولے کہ اے شخص تونے اپنی رسوائی کی - رسول مقبول نے فرمایا کہ اے خطاب کے بیٹے دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے آسان اور کمتر ہے - الٰہی اس شخص کو صدق اور ایمان عطا کر (ایسا ہی روضۃ الاحباب اور مدارج النبوۃ مین بھی مذکور ہی) تاریخ ابو الفدا[2] مین حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ (بعد ازان) جناب رسالتمآب میرے یہان تشریف لائے مین اوسوقت دردِ سر کی شدت سے وارا ساہ کہکر کراہتی تھی آنحضرت نے میری یہ حالت دیکھکر فرمایا ،، بل انا واللہ یا عائشہ اقول وارا ساہ ،، یعنی بلکہ واللہ اے عائشہ مین خود دردِ سر مین مبتلا ہون - اسکے بعد آنحضرت نے فرمایا کہ اے عائشہ اگر تم مجھسے پہلے مرجاؤ تو تم کو کیا ضرر ہے مین تمہاری تجہیز و تکفین کا کفیل ہونگا - کفن دیکر اور نماز پڑھ کر تمکو دفن کرونگا - یہ سنکر مین نے کہا واللہ میرا گمان تو یہ ہو کہ میری تجہیز و تکفین سے

[1] وفی تاریخ ابن جریر ثم قال یا ایہا الناس من خشی من نفسہ شیئا فلیقم ادع لہ فقام رجل فقال یارسول اللہ انی لکذاب و انی لفاحش وانی لنؤوم فقال اللہم ارزقہ صدقا وایمانا واذہب عنہ النوم اذا اراد ثم قام رجل فقال یارسول اللہ انی لکذاب انی لمنافق فقام عمر بن الخطاب فقال فضحت نفسک ایہا الرجل فقال النبی صلعم یا ابن الخطاب فضوح الدنیا اہون من فضوح الآخرۃ اللہم ارزقہ صدقا وایمانا الحدیث وہکذا فی روضۃ الاحباب و مدارج النبوۃ وغیرہا

[2] وفی تاریخ ابی الفدا عن عائشۃ قالت جاء رسول اللہ صلعم و بی صداع وانا اقول وارا ساہ قال بل انا واللہ یا عائشۃ اقول وارا ساہ ثم قال ما ضرک لو مت قبلی فقمت علیک وکفنتک وصلیت علیک ودفنتک فقلت کانی بک واللہ لو فعلت ذلک

مالی فلیأخذ منہ -

فارغ ہوتے ہی آپ میرے گھر مین کسی دوسری بی بی سے ہم صحبت ہو گئے ۔

مورخ[لہ] ابن الوردی نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ پیغمبر صاحب نے بحالت بیماری اپنے غلام اُسامہ بن زید کی افسری مین ایک لشکر تیار کیا اور اوسکی روانگی کیلیے سخت تاکید فرمائی اور محدث[ع] دہلوی مدارج النبوۃ مین لکھتے ہین کہ پھر دوسرے دن باوجود شدتِ مرض آنحضرت نے اپنے دست مبارک سے ایک علم جنگ بناکر اُسامہ کو دیا اور فرمایا کہ بسم اللہ جاؤ اور خدا کی راہ مین کفار سے جہاد کرو۔ اُسامہ نے باہر نکل کر وہ نشان بریدہ بن الخصیب کو دیا اور اونکو لشکر کا علمدار بنایا پھر مدینے سے روانہ ہو کر موضع جرف مین قیام کیا جو مدینہ منورہ سے قریب ہے تا اینکہ فوج وہان جمع ہوئی ۔ پیغمبر صاحب نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ سوا حضرت علی کے اور کل اعیان مہاجرین و انصار یعنی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور سعد بن ابی وقاص اور ابو عبیدہ بن الجراح وغیرہم اوس لشکر مین اسامہ کے ساتھ جائین ۔ بعض اصحاب پر یہ بات گران گزری کہ آنحضرت نے ایک غلام کو اکابر مہاجرین و انصار پر امیر مقرر فرمایا ہے چنانچہ اونھون نے اس باب مین سرمجلس چہ میگوئیان کین ۔ جب یہ خبر رسول اللہ کے گوش مبارک تک پہونچی تو آنحضرت رنجیدہ خاطر ہوئے اور باوجود تپ و درد سر بحالتِ غضب محلسرا سے باہر آکر منبر پر تشریف لیگئے اور آپ نے بطور خطبہ ارشاد فرمایا کہ ایہا الناس یہ کیا باتین ہین جو تم لوگ اُسامہ کے امیر لشکر مقرر ہونے پر

فجمعت الیہ فجمعت بعض نسائہ

لہ وقال ابن الوردی فی تاریخہ وکان قد جهز جیشا مع مولاه اسامة بن زید وأکد فی مسیرہ فی مرضہ

ع محدث دہلوی در مدارج النبوۃ آوردہ کہ در روز دیگر باوجود مرض لواے بدست مبارک خود عقد نمود و فرمود اغز بسم اللہ و فی سبیل اللہ و قاتل من کفر باللہ اسامہ لوا را گرفتہ بیرون رفت و لوا را به بریدہ بن الحصیب داد و در جرف کہ نام موضع است قریب مدینہ نزول ساخت تا سپاہ آنجا جمع شد و حکم عالی چنان صادر شد کہ از اعیان مہاجر و انصار مثل ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمان ذوالنورین و سعد ابن ابی وقاص و ابو عبیدہ بن الجراح و غیرہم الا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ همراه اسامہ سیر کنند و درین معنی بر خاطر بعض باشد و این معنی را کہ غلامے را بر مردم گران آمد کہ سر لشکر ساختہ اند بر مہاجرین و انصار امیر ساختہ و جماعت سخنان در مجلس ازین باب بطور سر گوئیہ میزدند چون این اخبار بسمع شریف رسید خاطر آنحضرت رنجیدہ شد و غضب در آمد و باوجود تپ و درد سر از خانہ مبارک عصا بستہ بیرون آمد و بر منبر رفت و خطبہ خواند و فرمود ایہا الناس این چہ سخن است کہ در باب امیر ساختن اسامہ از شما

کرتے ہو جیساکہ غزوۂ موتہ مین بھی تمنے پدر اُسامہ کے سردار فوج ہونے پر کی تھین ۔
خدا کی قسم اُسامہ سزوار امارت ہے اور اوسکا باپ بھی امیر فوج ہونیکے قابل تھا ۔
اور کتاب[1] ملل ونحل شہرستانی و حجج الکرامہ نواب صدیق حسن خان مین ہی کہ آنحضرت نے
صحابہ سے ارشاد کیا کہ لشکر اُسامہ کی جلد تیاری کرو۔ خدا لعنت کرے اوس پر جو جیش اُسامہ سے
تخلف کرے اور مدارج[2] النبوۃ مین ہے کہ پھر اُسامہ نے حسب حکم نبوی لشکرگاہ مین جاکر
کوچ کا حکم دیا اور جب وہ خود سوار ہونے لگے تو اونکی مان نے خبر دی کہ رسول اللہ حالت
نزع مین ہین یہ سُنکر اُسامہ اور دیگر اشراف صحابہ واپس آئے اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر
توہنوز مدینے ہی مین موجود تھے ۔

[3] حافظ ابن جریر طبری نے تاریخ الرسل والملوک مین ابن عباس سے روایت کی ہی
کہ جناب رسالتآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسی بیماری کیحالت مین ارشاد کیا کہ علی کو
میرے پاس بلاؤ۔ حضرت عائشہ نے کہا کہ کاش آپ ابوبکر کو بلاتے اور حضرت حفصہ نے
کہا کہ کاش آپ عمر کو بلاتے۔ اتنے مین یہ حضرات وہان مجتمع ہوگئے آنحضرت نے فرمایا کہ
تم لوگ واپس جاؤ اگر تمھاری ضرورت ہوگی تو مین خود تمکو بلا لونگا۔ یہ سُنکر وہ حضرات چلے گئے
کتاب سیرۃ الحلبیہ[4] مین ہے کہ بلال نے خدمت نبوی مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ
نماز کا وقت ہے۔ آنحضرت نے ارشاد کیا کہ اسوقت مجھ مین اتنی قوت نہین ہی کہ نماز کیلیے

[1] وفی الملل والنحل الشہرستانی والحجج الکرامۃ للصدیق حسن خان انہ قال صلعم جہزوا جیش اسامۃ لعن اللہ من تخلف عنہا

[3] روی ابن جریر فی تاریخہ الکبیر (عن ابن عباس) قال قال رسول اللہ صلعم ابعثوا الی علی فادعوہ فقالت عائشۃ لو بعثت الی ابی بکر وقالت حفصۃ لو بعثت الی عمر فاجتمعوا عندہ جمیعا فقال رسول اللہ صلعم انصرفوا فان تک لی حاجۃ ابعث الیکم فانصرفوا

[4] قال فی سیرۃ الحلبیۃ ان بلالا دخل علیہ صلعم فقال الصلوۃ یا رسول اللہ فقال صلعم لا استطیع الصلوۃ

باہر نکل سکون تم عمر بن الخطاب کے پاس جاکر کہو کہ لوگون کو نماز پڑھائین بلال روتے ہوئے باہر نکلے لوگون نے رونے کا سبب دریافت کیا۔ بلال نے کہا کہ آج رسول اللہ نماز کیلیے باہر تشریف نہین لاسکتے۔ یہ سُنکر سب رونے لگے بلال نے جاکر حضرت عمر سے کہا کہ رسول اللہ نے آپ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا ہے۔ حضرت عمر بولے کہ ابوبکر کے ہوتے ہوئے مین نماز نہین پڑھا سکتا تم جاکر رسول اللہ سے کہو کہ ابوبکر ڈیوڑھی پر موجود ہین۔ بلال نے واپس آکر رسول اللہ سے یہ حال بیان کیا۔ آن حضرت نے فرمایا بہتر ہے ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگون کو نماز پڑھائین۔ بلال نے حضرت ابوبکر کی خدمت مین حاضر ہوکر نماز پڑھانے کیلیے عرض کیا۔ پس حضرت ابوبکر نے لوگونکو نماز پڑھائی۔

اور تاریخ[1] ابن خلدون مین ہے کہ رسول اللہ کو مرض مین کچھ خفت معلوم ہوئی تو دولت سرا سے مسجد مین تشریف لائے اوس وقت حضرت ابوبکر لوگونکو نماز پڑھا رہے تھے اونکو رسول اللہ کا آنا محسوس ہوا تو پیچھے ہٹے آن حضرت نے اون کو اونکے مقام پر کھڑا رہنے دیا اور خود قرأت کرکے نماز پڑھانے لگے پس حضرت ابوبکر جناب رسول خدا کی اقتدا کر رہے تھے اور دوسرے لوگ حضرت ابوبکر کے مقتدی تھے۔

نیز روضۃ[2] الاحباب و مدارج النبوۃ مین ہے کہ حضرت ابوبکر جناب رسول خدا کی اقتدا کرتے تھے اور دوسرے اشخاص حضرت ابوبکر کے مقتدی تھے یعنی حضرت ابوبکر کی تکبیر کے

خارجاً ومر عمر بن الخطاب فليصل بالناس فخرج بلال وهو يبكي فقال المسلمون ما وراءك فقال ان رسول الله لا يستطيع الصلوة خارجاً فبكوا وقال لعمر ان رسول الله صلعم يامرك ان تصلي بالناس فقال عمر ما كنت لاتقدم بين يدي ابي بكر ابداً فادخل على النبي صلعم فاخبره ان ابا بكر على الباب فدخل عليه صلعم بلال فاخبره بذلك فقال نعم ما رأى مر ابا بكر فليصل بالناس فخرج الى ابي بكر فامره ان يصلي بالناس فصلى بالناس

[1] فقال ابن خلدون في تاريخه وجد رسول الله خفة فخرج فلما احس ابو بكر تأخر فجذبه رسول الله صلعم واقامه مكانه وقرأ من حيث انتهى ابو بكر ثم كان ابو بكر يصلي بصلاته والناس يصلون بصلوة ابي بكر

[2] در روضة الاحباب ومدارج النبوة است که ابوبکر مقتدی بود به پیغمبر و مردمان مقتدی به ابوبکر بودند یعنی بواسطه تکبیر

واسطے سے پیغمبر صاحب کی اقتدا کرتے تھے۔

طبرانی[۱] نے حضرت عمر سے روایت کی ہو کہ جناب رسول خدا نے بحالت مرض ارشاد کیا کہ کاغذ اور دوات وغیرہ (سامان کتابت) میرے پاس لے آؤ تاکہ مین ایک ایسا کتبہ لکھدون جس کی وجہ سے تم لوگ میرے بعد کبھی گمراہ نہو (مگر کسی نے اسکی تعمیل نہ کی) مخدرات عصمت نے پردے کے اندر سے اصحاب کو مخاطب کر کے کہا کہ کیا تم لوگ رسول اللہ کا ارشاد نہین سنتے ہو۔ حضرت عمر نے اون بیبیون کو جواب دیا کہ تمھاری مثال صواحبات یوسف کی ہے کہ پیغمبر صاحب کی بیماری مین روتی ہو اور بوقت صحت اون کی گردن پر سوار ہوتی ہو۔ یہ سُنکر آنحضرت نے فرمایا کہ ان عورتون سے متعرض نہو یہ تمسے پھر بھی غنیمت اور بہتر ہین۔

اور صحیح مسلم[۲] مین حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جب جناب رسول خدا کا وقت احتضار ہوا تو دولت کدۂ نبوت مین حضرت عمر بن الخطاب اور دیگر اصحاب مجتمع تھے۔ رسول مقبول نے ارشاد فرمایا کہ آؤ مین تمھارے لئے کچھ (بطور وصیت) لکھدون تاکہ بعد ازان تم گمراہ نہو۔ حضرت عمر بولے کہ پیغمبر صاحب غلبہ مرض کیوجہ سے ایسا کہہ رہے ہین تمھارے پاس قرآن موجود ہے اور وہی ہمارے لئے کافی ہی۔ اس بات پر حضار جلسہ مین اختلاف واقع ہوا۔ بعض تو یہ کہتے تھے کہ رسول اللہ کے حکم کی تعمیل کرنا

[۱] رواہ الطبرانی عن عمر قال لما مرض النبی صلعم قال ادعوا لی بصحیفۃ ودواۃ اکتب کتابا لا تضلوا بعدہ ابدا فقال النسوۃ من وراء الستر الا تسمعون ما یقول رسول اللہ صلعم فقلت انکن صواحبات یوسف اذا مرض رسول اللہ عصرتن اعینکن واذا صح رکبتن عنقہ فقال رسول اللہ دعوهن فانهن خیر منکم

[۲] واخرج مسلم عن عبید اللہ عن ابن عباس قال لما حضر رسول اللہ صلعم وفی البیت رجال فیهم عمر بن الخطاب قال النبی صلعم هلم اکتب لکم کتابا لا تضلون بعدہ فقال عمر ان رسول اللہ قد غلب علیه الوجع وعندکم القرآن حسبنا کتاب اللہ فاختلف اهل البیت فاختصموا منهم من یقول قربوا یکتب لکم رسول اللہ

کتابا لن تضلوا بعدہ ومنہم من یقول ما قال عمر فلما اکثروا اللغط والاختلاف عند رسول اللہ صلعم قال قوموا عنی قال عبیداللہ فکان ابن عباس یقول ان الرزیۃ کل الرزیۃ ما حال بین رسول اللہ صلعم وبین ان یکتب لہم ذلک الکتاب من اختلافہم ولغطہم

ضروری ہے تاکہ آنحضرت جو کچھ چاہین تمہارے لیے تحریر فرمائین اور بعض حضرت عمر کے ہم زبان تھے جب اس بات پر بہت شور اور اختلاف ہونے لگا تو جناب رسالت مآب نے فرمایا کہ میرے پاس سے ہٹ جاؤ۔ پس حضرت ابن عباس فرماتے تھے کہ مصیبت اور بالکل مصیبت تھا وہ ماجرا جو لوگون کے شور و اختلاف کیوجہ سے رسول اللہ کے ارادہ کتابت مین حائل ہوا اور جس کی وجہ سے آنحضرت کچھ نہ لکھ سکے۔

اور صحیح بخاری[۱] مین سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ کہا عبداللہ بن عباس نے (آہ) پنجشنبہ کا دن کیسا دن تھا،، اور یہ کہکر اتنا روئے کہ جو سنگریزے اوس جگہ پڑے ہوے تھے اونکے آنسوؤن سے تر ہوگئے بعد ازان کہنے لگے کہ جب بروز پنجشنبہ رسول اللہ کے مرض کو شدت ہوئی تو آن حضرت نے ارشاد کیا کہ مجھے کتابت کا سامان دو تاکہ مین تمہارے لئے کچھ (بطور وصیت) لکھدون جس سے تم لوگ میرے بعد کبھی گمراہ نہو۔ اس بات پر لوگون نے نزاع اور اختلاف کیا۔ (حالانکہ نبی کے پاس جھگڑا نہ کرنا چاہیئے) لوگون نے کہا رسول اللہ ہذیان بک رہے ہین[ف] آنحضرت بولے کہ میرے پاس سے ہٹ جاؤ مین جس حالت مین ہون وہ تمہاری حالت سے بہتر ہے۔

نیز مسند[۲] احمد بن حنبل اور صحیح مسلم مین بروایت سعید بن جبیر مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس یہ کہکر کہ روز پنجشنبہ کیسا دن تھا اتنا روئے کہ موتیون کی لڑی کی طرح اونکے رخسارون پر آنسو جاری ہوگئے بعد ازان کہا کہ پنجشنبہ وہ دن تھا جب رسول اللہ

ف یقال ہجر الرجل اذا ہذی ۱۲ (فتح الباری شرح صحیح البخاری)

۱ه واخرج البخاری عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ قال یوم الخمیس وما یوم الخمیس ثم بکی حتی خضب دمعہ الحصباء فقال اشتد برسول اللہ صلعم وجعہ یوم الخمیس فقال ائتونی بکتاب اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ ابدا فتنازعوا ولا ینبغی عند نبی تنازع فقالوا ہجر رسول اللہ صلعم قال دعونی فالذی انا فیہ خیر مما تدعونی الیہ (الحدیث)

۲ه واخرج احمد فی المسند ومسلم فی صحیحہ عن سعید بن جبیر عن ابن عباس انہ قال یوم الخمیس وما یوم الخمیس ثم جعل تسیل دموعہ حتی رأیت علی خدیہ کانہا نظام اللؤلؤ قال قال رسول اللہ صلعم

نے ارشاد کیا کہ مجھے سامان کتابت دو تاکہ مین تمھارے لئے کچھ (بطور وصیت) لکھدون جس سے
تم میرے بعد کبھی گمراہ نہو۔ مگر بعض لوگون نے کہدیا کہ آنحضرتؐ ہذیان بک رہے ہین۔

اور شہاب الدین[15] خفاجی کتاب نسیم الریاض شرح شفای قاضی عیاض مین لکھتے ہین
کہ اس حدیث کے بعض طرق مین ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ پیغمبر صاحب ہذیان بکتے ہین۔

اور علامہ شہرستانی کتاب[16] ملل ونحل مین لکھتے ہین کہ پہلا تنازع و اختلاف جو
رسول مقبول کے زمانہ مرض مین واقع ہوا وہ تھا جسکو بخاری نے کتاب صحیح مین اپنے
اسناد کیساتھ عبداللہ بن عباس سے یون روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ کے
مرض موت مین زیادتی ہوئی تو آنحضرت نے فرمایا کہ مجھے دوات اور کاغذ دو تاکہ مین
تمھارے لئے ایک نوشتہ (بطور وصیت نامہ) لکھدون جسکی وجہ سے تم میرے بعد گمراہ نہو۔
یہ سنکر حضرت عمر نے کہا کہ پیغمبر صاحب غلبۂ مرض کی وجہ سے ایسا کہتے ہین۔ ہمارے لئے
کتاب خدا کافی ہے چنانچہ جب اس بات پر شور و غل ہوا تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میرے
پاس سے ہٹ جاؤ۔ تم لوگون کو لازم نہین کہ میرے حضور مین تنازع اور اختلاف کرو۔
اسی پر عبداللہ بن عباس فرمایا کرتے تھے کہ مصیبت اور عظیم مصیبت تھا وہ اختلاف
جو ہمارے اور کتابت آنحضرت کے مابین حائل ہوا۔

اور[17] روضۃ الاحباب مین ہے کہ جناب رسالتمآب نے حضرت فاطمہ سے فرمایا کہ اپنے فرزندونکو لاؤ

ائتونی بالکتف والدواة او اللوح والدواة اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ ابدا۔ فتنازعوا ان رسول اللہ یھجر

[15] وقال الخفاجی فی نسیم الریاض وفی بعض طرق هذا الحدیث قال عمران النبی یھجر

[16] وقال الشہرستانی فی الملل والنحل اول تنازع فی مرضہ علیہ السلام فیما رواہ محمد ابن اسمعیل البخاری باسنادہ عن عبداللہ بن عباس قال لما اشتد بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم مرضہ الذی مات فیہ قال ائتونی بدواة و قرطاس اکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدی فقال عمران رسول اللہ قد غلبہ الوجع حسبنا کتاب اللہ وکثر اللغط فقال النبی علیہ السلام قوموا عنی لا ینبغی عندی التنازع قال ابن عباس الرزیة کل الرزیة ما حال بیننا وبین کتاب رسول اللہ

[17] ودر روضۃ الاحباب است کہ جناب رسالتمآب با فاطمہ فرمود کہ پسران مرا بیاور

جناب سیدہ حسنین علیہم السلام کو آنحضرت کے پاس لائین دونون صاحبزادے سلام کر کے اپنے جد امجد کے پہلو مین بیٹھ گئے۔ اور آنحضرتؐ کو تکلیف مرض کیحالت مین دیکھکر ایسا روئے کہ دیکھنے والے رونے لگے۔ حسن نے اپنا منہ رسول اللہ کے منہ پر اور حسین نے اپنا سر آنحضرت کے سینے پر رکھدیا حضرت نے آنکھین کھولدین اور صاحبزادون کو بنظر شفقت و اُلفت پیار کر کے اونکی تعظیم و محبت کے باب مین سبکو وصیت فرمائی۔ اور ایک روایت مین یہ بھی ہے کہ حسنین علیہما السلام کے رونے سے جو اصحاب در دولت پر حاضر تھے ایسا روئے کہ اونکی آواز گریہ سُنکر خود آنحضرتؐ بھی رونے لگے۔ پھر فرمایا کہ میرے برادر عزیز علی کو لاؤ۔ حضرت علی آئے اور جناب رسالتآب کے سرھانے بیٹھ گئے آنحضرتؐ نے اپنا سر بستر سے اوٹھایا تو حضرت علی نے آپکے پہلو مین آکر سر مبارک اپنے بازو پر رکھ لیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے علی فلان یہودی سے مین نے تجہیز جیش اسامہ کیلیے اسقدر قرض لیا ہے خبردار اوسکو ادا کر دینا۔ اور اے علی تم وہ شخص ہو جو سب سے پہلے میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوگے اور میرے بعد تمکو بہت صدمات پہونچین گے تم اونکو بطریق صبر برداشت کرنا اور جب دیکھنا کہ لوگون نے دنیا کو اختیار کیا تو تم آخرت کو اختیار کرنا۔

اور مدارج النبوۃ مین ہے کہ جب رسول مقبول نے دنیا سے رحلت فرمائی تو حضرت فاطمہ

یہ کہکر رونے لگین کہ ہائے اے پدر بزرگوار آپ نے دعوت حق کو قبول کرلیا۔ ہاے اے بابا جان آپ نے جنۃ الفردوس کی راہ اختیار کی۔ ہاے اے والدنا مدار آپ کے بعد جبرئیل وحی خدا لیکر کسپر نازل ہونگے۔ خدایا تو میری روح کو آنحضرت کی روح کے پاس پہونچادے الٰہی مجھے اپنے رسول کے جوار رحمت مین جگہ دے۔ پروردگار میرے مجھکو اپنے حبیب کے ثواب سے بے نصیب نہ رکھ اور قیامت کے دن اونکی شفاعت سے محروم نہ فرما۔

نیز مدارج النبوۃ[1] اور روضۃ الاحباب[1] مین ہے کہ بعد وفات سرور کائنات کسی نے حضرت فاطمہ کو خندان نہین دیکھا۔

ابن سعد[2] نے طبقات مین حضرت علی بن حسین سے روایت کی ہے کہ جسوقت جناب رسالتمآب نے وفات پائی اون کا سر مبارک حضرت علی کی آغوش مین تھا۔ نیز کتاب مذکور مین ابوغطفان سے مروی ہے کہ مین نے عبداللہ بن عباس سے پوچھا کہ آیا آپنے دیکھا ہے کہ رسول اللہ کا سر مبارک وقت وفات کسکی آغوش مین تھا۔ عبداللہ بن عباس نے کہا کہ جب رسول اللہ نے انتقال فرمایا تو آنحضرت کا سر علی بن ابی طالب کے سینے سے لگا ہوا تھا۔ مین نے کہا کہ عروہ تو مجھسے حضرت عائشہ کی یہ حدیث بیان کرتا ہے کہ جب پیغمبر صاحب نے انتقال فرمایا تو آنحضرت اونھین کی گود مین تھے۔ عبداللہ بن عباس

میگریست و زاری مینمود و میگفت وا ابتاه دعوت حق را اجابت نمودی وا ابتاه بسوی جنت الفردوس نزول نمودی وا ابتاه بعد از تو وحی آسمانی بر که نزول خواهد کرد بار خدایا روح فاطمه را بروح پدرش رسان بار خدایا مرا از ثواب دیدار حبیب خویش بی نصیب مدار و در روز قیامت از شفاعت او محروم مگذار

[1] و در مدارج النبوة است و در روضة الاحباب که بعد از پیغمبر صلی الله علیه و آله و سلم فاطمه را کسی خندان ندید

[2] روی ابن سعد فی الطبقات عن علی بن حسین قال قبض رسول الله و راسه فی حجر علی وعن ابی غطفان قال سالت ابن عباس ارایت رسول الله توفی و راسه فی حجر احد قال توفی رسول الله صلعم وهو لمستند الی صدر علی قلت فان عروة حدثنی عن عائشة انها قالت توفی رسول الله صلعم بین سحری و نحری فقال ابن عباس

بولے کہ کچھ سمجھتے بھی ہو خدا کی قسم جب رسول اللہ نے وفات پائی تو وہ علی کے سینے پر
ٹیک لگائے ہوئے تھے اور علی ہی نے آنحضرت کو غسل بھی دیا۔

اور خصائص[1] نسائی مین حضرت اُم سلمہ سے مروی ہے۔ کہ قسم ہے خدا کی قریب ترین
مردم بوقت وفات سرور کائنات علی بن ابیطالب ہین یعنی جس دن آنحضرت کا انتقال
ہوا اوسکی صبح کو آپ نے فرمایا کہ علی کو بلاؤ۔ جنھین کسی کام کیلیے بھیجا تھا اور جب تک
وہ نہین آئے تین بار دریافت کیا کہ علی آئے اتنے مین علی آفتاب نکلنے سے پہلے آگئے۔
پس ہم لوگ یہ گمان کر کے کہ غالباً رسول اللہ کو علی سے کوئی حاجت ہے خانۂ عائشہ سے
باہر نکل آئے اور مین سبکے بعد نکل کر دوسری عورتون کی نسبت دروازے سے قریب
بیٹھی چنانچہ مین نے دیکھا کہ علی نے رسول اللہ کیجانب اپنا سر جھکایا اور آنحضرت اونسے
بطور سرگوشی راز کی باتین کرتے رہے پس علی ہی وہ شخص ہین جو رسول مقبول کے
آخر وقت آنحضرت کے پاس تھے۔ نیز مستدرک حاکم مین ہے کہ رسول اللہ صلعم وقت
وفات تک حضرت علی سے راز کے امور ارشاد کرتے رہے اوسکے بعد ہی آپنے انتقال فرمایا۔

مورخ[2] ابن الوردی اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ رسول اللہ کے غسل کے متولی علی اور عباس
اور فضل اور قثم اور اُسامہ اور شقران تھے۔ عباس اور فضل اور قثم آنحضرت کو پھیرتے تھے۔
اُسامہ اور شقران پانی ڈالتے تھے اور حضرت علی غسل دیتے تھے۔

انتقل والله لتوفی رسول الله صلعم وهو مسند الی صدر علی وهو الذی غسله

[1] واخرج النسائی فی الخصائص عن ام سلمة قالت والذی تحلف به ام سلمة ان اقرب الناس عهدا برسول الله صلعم علی قالت لما کان غدوة قبض رسول الله صلعم فارسل الیه رسول الله قالت واظنه کان بعثه فی حاجة فجعل یقول جاء علی (ثلاث مرات) فجاء قبل طلوع الشمس فلما ان جاء عرفنا ان له الیه حاجة فخرجنا من البیت وکنا عند رسول الله صلعم یومئذ فی بیت عائشة وکنت فی آخر من خرج من البیت ثم جلست من وراء الباب فکنت ادناهم الی الباب فاکب علیه علی فجعل یسارّه ویناجیه ثم قبض من یومه ذلک فکان اقرب الناس به عهدا حدیث المستدرک ولفظه فجعل یسارّه ویناجیه ثم قبض صلعم

[2] قال ابن الوردی فی تاریخه تولی غسله علی والعباس والفضل وقثم ابنا العباس واسامة بن زید وشقران مولی النبی صلعم فکان العباس وابناه یقلبونه واسامة وشقران یصبان الماء وعلی یغسله۔

اور تاریخ الخمیس[1] مین ہے کہ عباس اور فضل اور قثم آنحضرت کو کروٹ پھیرتے تھے اور
اسامہ اور شقران پانی ڈالتے تھے اور ان سبکی آنکھون پر پٹیان بندھی ہوئی تھین ۔
اور ابن سعد نے طبقات[2] مین حضرت علی سے روایت کی ہے کہ پیغمبر صاحب نے مجھے
وصیت فرمائی تھی کہ میرے سوا کوئی دوسرا شخص آنحضرت کو غسل ندے ورنہ وہ نابینا ہو جائیگا
اور استیعاب[3] ابن عبد البر مین عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ علی کیلیے چار
خصوصیتین ایسی تھین کہ ہم مین سے کسیکو حاصل نہ تھین ۔ ایک[1] یہ کہ کل عربی و عجمی مین علی
ہی وہ شخص ہین جنکو سب سے پہلے رسول مقبول کیساتھ نماز پڑھنے کا شرف ملا ۔ دوسرے[2]
یہ کہ ہر معرکہ جنگ مین لواے نبوی انھین کے ہاتھ مین رہا ۔ تیسرے[3] یہ کہ جب لڑائیو نمین
لوگ پیغمبر صاحب کو چھوڑ کر بھاگے تو علی بن ابیطالب آنحضرت کی رفاقت مین ثابت قدم
رہے ۔ چوتھے[4] یہ کہ علی ہی وہ شخص ہین جنھون نے رسول مقبول کو غسل دیا اور آنحضرت
کو قبر مین اوتارا ۔

ابو الفدا[4] اور ابن الوردی لکھتے ہین کہ آنحضرت نے دوشنبہ کو انتقال فرمایا اور
اوسکے دوسرے دن منگل کو اور بروایتے شب چہار شنبہ کو مدفون ہوئے اور یہی صحیح
تر ہے ۔ نیز بعضون کا قول ہے کہ آنحضرت تین دن تک دفن نہین ہوئے ۔

اور تاریخ الخمیس[5] مین بروایت محمد بن اسحاق منقول ہے کہ جناب رسالتمآب نے

[1] وفی تاریخ الخمیس کان العباس والفضل والقثم یقلبونه و کان اسامة وشقران یصب الماء علیه واعینهم معصوبة

[2] اخرج ابن سعد فی الطبقات عن علی قال اوصانی النبی صلعم ان لا یغسله احد غیری فانه لا یری عورتی احد الا طمست عیناه

[3] وفی الاستیعاب لابن عبد البر عن ابن عباس قال لعلی اربعة خصال لیست لاحد غیره هو اول عربی و عجمی صلی مع رسول الله صلعم وهو الذی کان لواءه معه فی کل زحف وهو الذی صبر معه یوم فر عنه غیره وهو الذی غسله وادخله قبره

[4] قال ابو الفدا وابن الوردی دفن رسول الله یوم الثلاثاء ثانی یوم وفاته وقیل لیلة الاربعاء وهو الاصح ومنهم من قال [illegible] ثلاثة ایام لم یدفن

[5] وفی تاریخ الخمیس روی عن محمد بن اسحق انه قال قبض رسول الله صلعم

دوشنبہ کو وفات پائی اور شب چہارشنبہ کو مدفون ہوئے۔

اور کتاب ما ثبت[۱] بالسنہ محدث دہلوی میں ہے کہ جناب فاطمہ نے آنحضرت کی قبر مقدس کی تھوڑی مٹی اوٹھاکر سونگھی اور یہ شعر ارشاد کئے۔ (ترجمہ اشعار) جو شخص رسول اللہ کی خاک قبر کو سونگھے پھر وہ تمام عمر کوئی خوشبو نہ سونگھے گا۔ آہ آنحضرت کی وفات سے مجھپر ایسی مصیبتیں پڑیں کہ اگر دنوں پر پڑتیں تو وہ رات ہو جاتے۔

طبقات[۲] ابن سعد میں محمد بن قیس سے مروی ہے کہ رسول اللہ کی وفات بروز دوشنبہ دوسری ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کو ہوئی اور حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے بروز دوشنبہ بارہویں ربیع الاول کو وفات پائی۔

تاریخ ابو الفدا[۳] میں ہے کہ اگرچہ پیغمبر صاحب کی عمر کے متعلق اختلاف کیا گیا ہے لیکن بربنائے روایاتِ مشہورہ آنحضرت کی عمر شریف تریسٹھ سال کی ہوئی۔

مورخ[۴] ابو الفدا لکھتا ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم عقلاً اور رائاً کل لوگوں سے ارجح اور افضل تھے مساکین کو بہت دوست رکھتے تھے۔ نہ فقیر کو اوسکے فقر کیوجہ سے حقیر جانتے تھے نہ بادشاہ کا اوسکی بادشاہت کے لحاظ سے خوف کرتے تھے اپنے اصحاب اور اہل شرف کی تالیف قلوب کا خیال رکھتے تھے اور جب کوئی شخص آپ سے ہاتھ ملاتا تھا تو اوسوقت تک اپنا ہاتھ اوس سے نہیں چھوڑاتے تھے جسوقت تک کہ وہ خود نہ چھوڑدے۔ بکریوں کا دودھ اپنے

یوم الاثنین فمکث ذلک الیوم ولیلة الثلاثاء ویوم الثلاثاء ودفن فی لیلة الاربعاء۔

۱؎ وفی کتاب ما ثبت بالسنة للمحدث الدهلوی قال واخذت فاطمة تربة من تراب رسول الله صلعم وشمت ثم انشدت ماذا علی من شم تربة احمد ان لا یشم مدی الزمان غوالیا صبت علی مصائب لو انها صبت علی الایام صرن لیالیا

۲؎ روی ابن سعد فی الطبقات عن محمد بن قیس قال توفی رسول الله صلعم یوم الاثنین لیلتین مضتا من ربیع الاول سنة احدی عشرة وعن عائشة قالت توفی رسول الله صلعم یوم الاثنین لاثنتی عشرة من ربیع الاول

۳؎ قال ابو الفدا واختلف فی مدة عمره صلعم والمشهور انه ثلاث وستون سنة

۴؎ وقال ایضا وکان صلعم ارجح الناس عقلا وافضلهم رایا وکان یحب المساکین لا یحقر فقیرا لفقره ولا یهاب ملکا لملکه ویولف قلوب اهل الشرف ویولف اصحابه ولا ینفرهم ومن صافحه لم ینزع یده حتی یکون ذلک الرجل هو الذی یترک یده ویحلب الغنم

دستِ مبارک سے دودھ لیتے تھے ۔ زمین پر بلا تکلف بیٹھ جاتے تھے ۔ اپنے شکستہ جوتون
اور پھٹے کپڑون کی مرمت خود فرماتے تھے ۔ ام المومنین عائشہ سے مروی ہی کہ آنحضرت نے
کبھی کسی خادم اور عورت کو نہین مارا ۔

اور مسند[۱] احمد مین حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول ایک صاع پانی مین غسل
اور ایک مُد مین وضو فرماتے تھے ۔

اور صحیح بخاری[۲] مین ام المنین میمونہ سے مروی ہے کہ رسول مقبول خُمرہ[۳] یعنی سجدہ گاہ پر نماز
پڑھتے تھے نیز جامع[۴] ترمذی مین ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ چٹائی پر
بھی نماز پڑھتے تھے اور صحیح بخاری[۵] مین ابن عباس سے مروی ہے کہ ہم لوگونکو رسول اللہ
کی نماز کا تمام ہونا آنحضرت کی تکبیر سے معلوم ہوتا تھا ۔

اور ترمذی[۶] نے (کتاب شمائل مین) ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآب
رات کو اوٹھکر نماز مین یہانتک قیام فرماتے تھے کہ آپکے دونون پانون سوج جاتے تھے
لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جبکہ خدا نے آپکو اگلے اور پچھلے گناہون سے پاک
فرمایا ہے تو پھر آپ کیون اسقدر مشقت گوارا کرتے ہین ۔ آنحضرت نے جوابدیا کہ کیا مین
اپنے پروردگار کا عبد شکور نہ ہون ۔ اور جذب القلوب[۷] مین ہے کہ آنحضرت کے اکثر
مکان دستور عرب کے مطابق شاخہاے خرما سے بنے اور کہگلیون سے ڈھکے ہوے تھے

ويجلس على الارض وكان يخصف النعل ويرقع الثوب وعن عائشة قالت ما ضرب رسول الله خادما ولا امرأة قط - ۱ واخرج احمد في المسند عن عائشة ان رسول الله صلعم كان يغتسل بالصاع ويتوضأ بالمد ۲ وفي صحيح البخاري عن ميمونة قالت كان النبي صلعم يصلي على الخمرة ۳ وفي جامع الترمذي عن ابي سعيد ان النبي صلى الله عليه وسلم صلى على حصير ۴ واخرج البخاري عن ابن عباس قال كنت اعرف انقضاء صلاة النبي صلعم بالتكبير ۵ واخرج الترمذي عن ابي هريرة قال كان رسول الله صلعم يقوم يصلي حتى تنتفخ قدماه فقيل له يا رسول الله اتفعل هذا وقد غفر الله لك ما تقدم من ذنبك وما تأخر قال افلا اكون عبدا شكورا ۶ ودر جذب القلوب است كه اكثر بيوت آن حضرت صلى الله عليه وسلم از جريد نخل بود وستور بمسوح شعر

نیز دروازون پر کملی کے پردے بھی پڑے رہتے تھے اور ہر گھر کے اندر ایک حجرہ تھا۔
اسی جگہ جناب فاطمہ کا حجرہ بھی تھا اور ان کے اور حضرت عائشہ کے حجرے کے بیچ مین جو
دیوار تھی اوس مین ایک خوخہ یعنی دریچہ تھا اور اسی دریچے سے آنحضرت برآمد ہو کر جناب سیدہ
اور حسنین علیہم السلام کی خیریت دریافت کرتے اور خبر گیری فرماتے۔ ایکبار آدھی رات کو
حضرت عائشہ اوس دریچہ کی طرف آئین تو اون سے اور حضرت فاطمہ سے کسی امر کے متعلق
کچھ گفتگو ہو گئی۔ جناب فاطمہ نے آنحضرت صلعم سے کہکر اوس خوخے کو بند کرا دیا نیز کتاب موصوف
مین بروایت طبرانی مذکور ہے کہ جب آنحضرت صلعم کسی سفر سے واپس آتے تو پہلے مسجد نبوی مین
تشریف لیجا کر دو رکعت نماز ادا کرتے بعد ازان حضرت فاطمہ کے یہان تشریف لیجا کر اونکا
حال پوچھتے پھر ازواج کے حجرات مین رونق افروز ہوتے اور اسی کتاب مین ہے کہ
رسول مقبول اپنے حجرے سے برآمد ہوتے وقت کھڑے ہو جاتے اور حضرت علی[4]
و حضرت فاطمہ و حضرات حسنین کی جانب خطاب کر کے فرماتے کہ السلام علیکم اہل البیت یرید اللہ
لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا۔

مورخ[1] ابو الفدا لکھتا ہے کہ پیغمبر صاحب کی کل اولاد حضرت خدیجۃ الکبرٰے سے ہوئی
سوا حضرت ابراہیم کے جو ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔

اور صحیح بخاری[2] مین حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ کی کسی بی بی پر مجھے ایسا

رشک نہین ہوا جیسا خدیجہ پر ہوا حالانکہ مین نے اونکو نہین دیکھا گرچونکہ رسول اللہ اکثر اونکا ذکر فرماتے تھے اور اگر کوئی بکری ذبح ہوتی تھی تو اوسکے گوشت کے ٹکڑے خدیجہ کی دوستدار عورتون کو بھیجتے تھے لہذا مین کبھی کبھی کہہ بیٹھتی تھی کہ گویا خدیجہ کے سوا دنیا مین کوئی عورت ہی نہین ہے۔ آنحضرت فرماتے تھے کہ بیشک وہ ایسی ہی تھین وہ ایسی ہی تھین اور میری کل اولاد اونھین سے ہوئی۔

نیز سیرۃ الحلبیہ[۱] مین حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ مین نے کبھی کسی عورت پر ایسا رشک نہین کیا جیسا خدیجہ پر کیا باوجودیکہ جب میری تزویج رسول اللہ سے ہوئی اوس سے پہلے ہی خدیجہ کا انتقال ہوگیا تھا۔ چنانچہ ایک روز جناب رسالتمآب خدیجہ کی مدح کر رہے تھے مین نے کہا کہ آپ کیا ایک پوپلی بڑھیا کا ذکر کرتے ہین حالانکہ اللہ نے اوس سے بہتر بی بی آپکو دی ہے۔ آنحضرت نے غضبناک ہوکر فرمایا کہ قسم ہے خدا کی خدیجہ سے بہتر کوئی بی بی مجھے نہین ملی۔ وہ مجھ پر اوسوقت ایمان لائین جب لوگ میری تکذیب کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اونھین سے مجھے اولاد عطا فرمائی۔

کتاب مواہب[۲] لدنیہ سے ملخصاً منقول ہے کہ بموجب قول متفق علیہ رسول مقبول کے ازواج کی تعداد (حسب تفصیل ذیل) گیارہ ہے۔ خدیجہ بنت خویلد۔ عائشہ بنت ابی بکر حفصہ بنت عمر بن الخطاب۔ ام حبیبہ بنت ابوسفیان۔ ام سلمہ بنت ابی امیہ۔ سودہ بنت زمعہ

ما غرت علی خدیجۃ وما رأیتہا ولکن کان النبی یکثر ذکرہا وربما ذبح الشاۃ ثم یقطعہا اعضاء ثم یبعثہا فی صدائق خدیجۃ فربما قلت لہ کانہ لم یکن فی الدنیا الا خدیجۃ فیقول انہا کانت وکانت وکان لی منہا ولد
[۱] وفی سیرۃ الحلبیۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت ما غرت علی خدیجۃ علی احد ما غرت علی خدیجۃ ولقد ہلکت قبل ان تزوجنی رسول اللہ فقلت لہ صلعم یوما وقد امتدح خدیجۃ ما تذکر من عجوز حمراء الشدقین قد ابدلک اللہ خیرا منہا فغضب رسول اللہ وقال واللہ ما ابدلنی اللہ خیرا منہا امنت بی حین کذبنی الناس ورزقت منہا الولد
[۲] قال فی المواہب اختلف فی عدۃ ازواجہ صلعم والمتفق علیہ انہن احدی عشرۃ خدیجۃ بنت خویلد وعائشۃ بنت ابی بکر وحفصۃ بنت عمر بن الخطاب وام حبیبۃ بنت ابی سفیان وام سلمۃ بنت ابی امیۃ وسودۃ بنت زمعۃ

زینب بنت جحش ۔ میمونہ بنت الحارث ۔ زینب بنت خزیمہ ۔ جویرہ بنت الحارث
اور صفیہ بنت حیی بن اخطب ۔

تفسیر دُرِ منثور سیوطی[۵۰] مین بروایت ابن ابی حاتم قتادہ سے مروی ہے کہ ازواج نبی
حرمت کے اعتبار سے امہات المومنین یعنی مومنین کی ماں کہی جاتی ہین اسلئے کہ کسی
مومن کو پیغمبر صاحب کی مطلقہ یا بیوہ بی بی سے نکاح جائز نہین ہے ۔

اور عمدۃ القاری[۵۱] شرح صحیح بخاری مین حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ انہون نے فرمایا
نساء نبی مردون کی ماں ہین عورتون کی ماں نہین ہین ۔ نیز دُرِ منثور سیوطی[۵۲] مین بروایت
بیہقی حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ اون سے ایک عورت نے ماں کہہ کر خطاب کیا
تو اونھون نے فرمایا کہ ہم ازواج نبی تمھارے مردون کی ماں ہین تم عورتون کی
ماں نہین ہین اور بروایت ابن سعد وعبد الرزاق وعبد بن حمید قتادہ سے مروی ہے
کہ طلحہ بن عبید اللہ نے لوگون سے کہا کہ مین پیغمبر صاحب کے بعد عائشہ کے ساتھ تزویج
کرونگا تو یہ آیت نازل ہوئی مَا کَانَ لَکُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ یعنے
تم کو کسی طرح مناسب نہین ہے کہ رسول اللہ کو اذیت دو ۔

تاریخ ابن جریر[۵۳] مین ہے کہ رسول مقبول کی وفات کے وقت حضرت ابوبکر محلہ سُنح
مین تھے البتہ حضرت عمر موجود تھے چنانچہ جب آنحضرت نے انتقال فرمایا تو حضرت عمر

و زینب بنت جحش و میمونۃ بنت الحارث و زینب بنت خزیمۃ و جویریۃ بنت الحارث و صفیۃ بنت حیی بن خطب

۵۰ قال السیوطی فی الدر المنثور اخرج ابن ابی حاتم عن قتادۃ رضی اللہ عنہ فی قولہ وازواجہ امہاتھم یقول امہاتھم فی الحرمۃ لا یحل لمؤمن ان ینکح امرأۃ من نساء النبی صلعم ان طلق ولا بعد موتہ ۔

۵۱ وقال العینی فی شرح صحیح البخاری عن عائشۃ رضی اللہ عنہا انہا قالت انا ام رجالکم لا ام النساء

۵۲ وقال فی الدر المنثور للسیوطی اخرج البیہقی عن عائشۃ ان امرأۃ قالت لہا یا امہ فقالت انا ام رجالکم ولست ام نسائکم و اخرج ابن سعد و عبد الرزاق و عبد بن حمید عن قتادۃ رضی اللہ عنہ قال طلحۃ بن عبید اللہ لو قبض النبی صلعم تزوجت عائشۃ فنزلت وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ الآیۃ

۵۳ قال ابن جریر الطبری فی تاریخہ توفی رسول اللہ صلعم وابوبکر بالسنح وعمر حاضر (الی ان قال) ولما توفی رسول اللہ قام عمر بن الخطاب

فقال ان رجالا من المنافقين يزعمون ان رسول الله توفی وان رسول الله ما مات [1] و فی الملل و النحل للشهرستانی قال عمر بن الخطاب من قال ان محمدا مات قتلته بسیفی هذا [2] و در روضة الاحباب است سخن عمر در تنگ افتادند در موت آنحضرت و دران حال ابوبکر صدیق در منزل خویش در محله سنخ بود کسے رفت و او را خبر داد گریان سوار شد و می گفت وا محمداه و می گریست تا مسجد رسول صلعم در آمد و دید که مردم متفرق الحال اند [3] قال ابو الفدا فقرا ابو بکر وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل فرجع القوم الى قوله و بادروا سقيفة بني ساعدة [4] قال ابن خلدون فقال ابو بكر نحن اولياء النبي و عشيرته و احق الناس بامره [5] و در دعلامه حافظ ابن جرير فقال عمر ابسط يدك يا ابابكر فلابايعك فقال ابو بكر بل انت يا عمر فانت

کہنے لگے کہ منافقین کو گمان ہے کہ رسول اللہ فوت ہو گئے حالانکہ بخدا حضرت فوت نہیں ہوئے اور کتاب[1] ملل و نحل شہرستانی میں ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ جو یہ کہیگا کہ رسول اللہ کا انتقال ہو گیا ہے میں اوسکو اپنی اس تلوار سے قتل کرونگا۔

اور روضۃ الاحباب[2] میں ہے کہ حضرت عمر کے اس قول کو سنکر لوگ تنگ میں پڑ گئے کہ آنحضرت کا انتقال ہوا یا نہیں اوسوقت حضرت ابوبکر اپنے مکان واقع محلہ سنخ میں تھے اونکو رسول اللہ کے انتقال کی خبر دی گئی تو فوراً سوار ہو کر روتے ہوئے اور وا محمداہ کہتے ہوئے روانہ ہوئے اور مسجد نبوی میں پہونچکر دیکھا کہ لوگ متفرق الحال ہو رہے ہیں۔

تاریخ ابو الفدا[3] میں ہے کہ جب حضرت ابوبکر نے مسجد نبوی پہونچکر لوگوں کی یہ حالت دیکھی تو آیہ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ کی تلاوت فرمائی جسکو سنکر لوگ متنبہ ہوئے اور اونکو رسول اللہ کی وفات کا یقین ہو گیا پھر وہ سب بعجلت سقیفہ بنی ساعدہ کیطرف روانہ ہوئے۔

تاریخ ابن[4] خلدون میں ہے کہ حضرت ابوبکر نے سقیفہ بنی ساعدہ میں پہونچکر کہا کہ ہم لوگ رسول خدا کے رفیق و عشیرت ہیں اور سب سے زیادہ خلافت نبی کا استحقاق رکھتے ہیں۔ اور ابن[5] جریر طبری نے روایت کی ہے کہ پس حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ ہاتھ پھیلاؤ تاکہ میں تمھاری بیعت کروں۔ حضرت ابوبکر بولے کہ نہیں بلکہ تم اپنا ہاتھ پھیلاؤ کیونکہ تم

انتزی لها منی وکان کل واحد منهما يريد صاحبه بفتح يده يضرب عليها ففتح عمر يد ابی بكر وقال ان لك قوتی مع قوتك

مجھسے ہر طرح قوی تر ہو۔ کچھ دیر یہی کشمکش رہی بالآخر حضرت عمر نے حضرت
ابوبکر کا ہاتھ پھیلا کر انکی بیعت کی اور کہا کہ تم اپنی قوت کے ساتھ میری قوت کو
بھی شامل سمجھو۔

اور تاریخ کامل ابن[1] اثیر مین ہے کہ حضرت عمر اور دوسرے اشخاص نے حضرت
ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کی مگر کُل انصار یا بعض انصار نے کہا کہ ہم سوا علی کے اور
کسی کی بیعت نہ کرینگے۔

تاریخ الخمیس[2] مین مذکور ہے کہ جب حضرت ابوبکر کو بیعت سے فراغت حاصل ہوئی
تو وہ سقیفہ بنی ساعدہ سے مسجد نبوی مین آکر منبر پر بیٹھے اور وہان بھی لوگ انکی بیعت
کرتے رہے حتے کہ دن گزر گیا اور لوگ رسول اللہ کے دفن مین شریک ہونے سے
آخر شب سہ شنبہ تک قاصر رہے۔

اور کنز العمال[3] مین عروہ سے مروی ہے کہ پیغمبر صاحب کے دفن کے وقت حضرت ابوبکر
اور حضرت عمر موجود نہ تھے بلکہ (بمقام سقیفہ بنی ساعدہ) مجمع انصار مین تشریف رکھتے تھے
اور قبل اسکے کہ یہ دونون صاحب وہان سے واپس آئین رسول اللہ دفن ہو چکے تھے۔

اور نہایہ ابن[4] اثیر جزری و مجمع البحار ملا طاہر فتنی و ملل و نحل شہرستانی مین ہے
کہ فرمایا حضرت عمر نے کہ ابوبکر کی بیعت کا معاملہ ایک ناگہانی واقعہ تھا خدا نے اوسکے شر سے بچا دیا

[1] وفی الکامل لابن الاثیر فبايعه عمر وبايعه الناس وقالت الانصار او بعض الانصار لا نبايع الا عليا

[2] وفی تاريخ الخميس قال فلما فرغ ابو بكر من البيعة رجع الى المسجد فقعد على المنبر فبايعه الناس حتى امسى وشغلوا عن دفن رسول الله صلعم حتى كان آخر الليل من ليلة الثلثاء من الصبح

[3] وفی کنز العمال عن عروة قال ان ابا بكر وعمر رضی الله عنهما لم يشهدا دفن النبی صلعم وكانا فی الانصار فدفن قبل ان يرجعا

[4] وفی النهاية لابن الاثير والمجمع البحار للفتنی وكتاب الملل للشهرستانی قال عمر رضی الله عنه ان بيعة ابی بكر كانت فلتة وقی الله شرها۔

تاریخ[1] ابوالفدا مین ہے کہ بنی ہاشم کی ایک جماعت نیز زبیر اور مقداد بن عمرو اور سلمان فارسی نے حضرت ابوبکر کی بیعت سے کنارہ کشی کی ۔

اور تاریخ الخمیس و تاریخ[2] کامل ابن اثیر مین ہے کہ علی مرتضےٰ اور بنی ہاشم نے حضرت ابوبکر کی بیعت سے تخلف اختیار کیا ۔

اور استیعاب[3] ابن عبدالبر مین ہے کہ جب حضرت ابوبکر کی بیعت کیگئی تو حضرت علی نے اونکی بیعت نہین کی اور خانہ نشینی اختیار فرمائی ۔

اور مروج[4] الذہب مسعودی مین ہے کہ جب بروز سقیفہ حضرت ابوبکر کی بیعت کی گئی تو حضرت علی نے جاکر حضرت ابوبکر سے کہا کہ تمنے ہمارے امور کو تباہ کیا ہمسے کچھ نہ پوچھا اور ہمارے حق کی رعایت اور نگہداشت بالکل نہ کی ۔ حضرت ابوبکر بولے کہ شکایت تمھاری بجا ہے مگر مین نے فتنے کے خوف سے ایسا کیا ۔

اور روضۃ الاحباب[5] مین ہے کہ جب حضرت ابوبکر کو مہم بیعت سے فراغت حاصل ہوئی تو اونھون نے بعض مہاجر و انصار کے ذریعہ سے حضرت علی کو طلب کیا ۔ حضرت علی نے آکر پوچھا کہ مجھے کیون بلایا گیا ہے ۔ حضرت عمر بولے اسلیئے بلایا گیا ہے کہ جسطرح سب نے ابوبکر کی بیعت کی ہے تم بھی کرو ۔ حضرت علی نے فرمایا کہ جس بات کو تمنے انصار پر حجت قرار دیکر منصب خلافت حاصل کیا ہے اوسی کو مین تم پر حجت قرار دیتا ہون ۔ سچ بتاؤ کہ

[1] قال ابو الفداء وتخلف جماعة من بني هاشم والزبير والمقداد بن عمرو وسلمان الفارسي وابوذر وعمار بن ياسر والبراء بن عازب وغيرهم مع علي بن ابي طالب

[2] وفي الخميس والكامل قال وتخلف عن بيعته علي وبنو هاشم

[3] وفي الاستيعاب لابن عبدالبر لما بويع ابوبكر الصديق رضي الله عنه ابطأ علي عن بيعته وجلس في بيته

[4] وفي مروج الذهب للمسعودي لما بويع ابوبكر في يوم السقيفة خرج علي فقال افسدت علينا امورنا ولم تستشر ولم ترع لنا حقا فقال ابوبكر بلى ولكن خشيت الفتنة

[5] در روضة الاحباب است که چون از مهم بیعت فراغ حاصل شد ابوبکر صدیق رضی الله عنه از وجوه مهاجر و اعیان انصار جمعی ساخته نزد علی مرتضیٰ رضی الله عنه را بمجلس طلبید علی اجابت فرموده در آن مجمع حاضر شد در محل لائق خود بنشست و از موجب طلب پرسید عمر فاروق رضی الله عنه گفت توبه آن است که می خواهم چنانچه سائر اصحاب با ابوبکر بیعت کرده اند تو هم بیعت کنی علی گفت من همان حجت که شما بر انصار حجت ساخته اید و این منصب را گرفته اید بر شما حجت می گردانم راست گوئید که

جو شخص جناب رسالتمآب سے قریب تر ہے وہ کون ہے؟ حضرت عمر نے کہا کہ جبتک تم بیعت
نہ کروگے مین تم کو نہ چھوڑونگا حضرت علی نے فرمایا کہ پہلے تم میری بات کا جواب دو
اُسکے بعد مجھسے بیعت کو کہو۔ ابو عبیدہ بن الجراح نے کہا کہ اے ابوالحسن سبقت اسلامی
اور رسول اللہ کے ساتھ قرابت قریبہ کا جو شرف تمکو حاصل ہے اوسکی وجہ سے بے شک
تمھین حکومت وخلافت کے مستحق ہو مگر چونکہ صحابہ نے ابوبکر پر اتفاق کیا ہے لہذا
مناسب ہے کہ تم بھی اون کا ساتھ دو۔ حضرت علی نے فرمایا کہ اے ابوعبیدہ خدا نے
جو موہبت خاندان رسالت کو عطا کی ہے کیا تم چاہتے ہو کہ اوسکو دوسری جگہ منتقل کردو
دیکھو مہبط وحی ومورد امر ونہی ومنبع فضل وعلم ومعدن عقل وحلم ہم ہین۔ یہ سنکر بشیر بن سعد
نے کہا کہ اے ابوالحسن تمھارے گھر مین بیٹھے رہنے کے باعث سے یہ گمان ہوا کہ شاید
تمکو امر خلافت سے کنارہ کشی منظور ہے حضرت علی نے فرمایا کہ اے بشیر کیا تم لوگ اس بات کو
روا رکھتے ہو کہ مین رسول اللہ کے قالب انور اور جسد اطہر کو بلا تجہیز وتکفین وتدفین
چھوڑ کر طلب خلافت کیلیے منازعت ومخاصمت مین مشغول ہوتا۔

اور اسد الغابہ مین حضرت علی سے مروی ہے کہ جناب رسالتمآب نے مجھ سے ارشاد
فرمایا ہے کہ تم بمنزلہ کعبہ کے ہو جس کے پاس سب آتے ہین اور وہ کسی کے
پاس نہین جاتا۔ پس اگر قوم کے لوگ تمھارے پاس حاضر ہوکر بیعت کرین تو قبول کرو

عن علی قال قال رسول اللہ صلعم انت بمنزلۃ الکعبۃ تؤتی ولا تاتی فان اتاک ہؤلاء القوم فسلموہا الیک یعنی الخلافۃ فاقبل۔

ورنہ اونکے پاس نہ جاؤ یہانتک کہ وہ خود تمھارے پاس آئین ۔

اور روضۃ الاحباب[۱] مین ہے کہ جب یہ باتین حضرت ابوبکر نے سماعت کین اور دیکھا کہ انمین سے ہر بات ہزار باتون کے مقابل مین محکم واستوار ہے تو نہایت نرمی سے ارشاد کیا کہ اے ابوالحسن مین نے خیال کیا تھا کہ تمکو میری بیعت مین مضائقہ نہوگا ۔ اگر مین جانتا کہ تم میری بیعت سے تخلف کروگے تو مین اِسکو ہرگز قبول نہ کرتا ۔ اب چونکہ لوگ میری بیعت کر چکے ہین اگر چاہو تو میرے خیال کے مطابق تم بھی اونسے موافقت کرو اور اگر اس باب مین تمکو کچھ توقف اور تامل ہو تو کوئی الزام بھی نہین ہے ۔ پس حضرت علی وہانسے اُٹھکر اپنے گھر چلے آئے ۔

اور کتاب[۲] عقد الفرید شہاب الدین ابن عبدربہ آندلسی مین ہے کہ جن لوگون نے حضرت ابوبکر کی بیعت سے خلاف ورزی کی وہ علی اور عباس اور زبیر اور سعد بن عبادہ تھے جنمین سے حضرت علی اور عباس اور زبیر بیت الشرف جناب فاطمہ مین بیٹھ رہے حتےٰ کہ حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو بھیجا کہ جو لوگ خانہ حضرت سیّدہ مین ہین اون کو نکال دین اور اگر وہ لوگ گھر سے نہ نکلین تو اون سے قتال کرین چنانچہ حضرت عمر تھوڑی چنگاریان لے کر اس قصد سے وہان پہونچے کہ گھر مین آگ لگا دین ۔ پس جناب فاطمہ نے کہا کہ اے پسر خطاب کیا تو میرا گھر جلانے آیا ہے ؟ حضرت عمر نے کہا کہ ہان اسی ارادے سے آیا ہون ورنہ تم لوگ ابوبکر کی بیعت کرنے والون مین داخل ہو ۔

منهم وان لم یاتوك فلا تاتهم حتی یاتوك

[۱] روضۃ الاحباب

[۲] عقد الفرید لابن عبد ربه (قال) الذين تخلفوا عن بيعة ابي بكر علي والعباس والزبير وسعد بن عبادة فاما علي والعباس والزبير فقعدوا في بيت فاطمة حتى بعث اليهم ابوبكر عمر بن الخطاب ليخرجهم من بيت فاطمة وقال له ان ابوا فقاتلهم فاقبل بقبس من نار على ان يضرم عليهم الدار فلقيته فاطمة فقالت يا ابن الخطاب اجئت لتحرق دارنا قال نعم او تدخلوا فيما دخلت فيه الامة

اور تاریخ ابو الفدا[1] مین ہے کہ حضرت عمر تھوڑی آگ لیکر اس قصد سے آئے کہ
حضرت فاطمہ کا گھر جلا دین ۔ یہ معلوم کر کے جناب سیدہ نے کہا کہ اے خطاب کے بیٹے کیا تو
اس غرض سے آیا ہے کہ میرے گھر مین آگ لگائے ۔ حضرت عمر بولے کہ ہان اور یا
تم لوگ ابو بکر کی بیعت کرنے والون مین داخل ہو ۔

اور تاریخ ابن[2] جریر مین ہے کہ حضرت عمر نے دولتسرا ے مرتضوی پر جہان طلحہ اور زبیر اور
بعض اصحاب مہاجرین بھی تھے پہونچکر کہا کہ خدا کی قسم تمھارے گھر مین آگ لگا دونگا
ورنہ تم لوگ بیعت کیلیے باہر نکلو ۔

اور کتاب[3] الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ دینوری مین ہے کہ جب حضرت ابو بکر نے
اون لوگون کو جو حضرت علی کے پاس تھے اپنی صحبت بیعت مین حاضر نہ پایا تو حضرت عمر
کو اونکے بلانے کیلیے بھیجا پس جو لوگ حضرت علی کے گھر مین تھے اونھون نے باہر نکلنے
سے انکار کیا حضرت عمر نے جلانے کی لکڑیان منگا کر کہا کہ باہر نکلو ورنہ خدا کی قسم جو
اشخاص اس گھر مین ہین اون کو آگ لگا کر جلا دونگا ۔ لوگون نے کہا کہ اس گھر مین
تو فاطمہ بنت رسول بھی ہین ۔ حضرت عمر بولے کہ ہوا کرین ۔ یہ سُنتے ہی جو لوگ خانہ
مرتضوی مین تھے باہر نکلے اور سوا حضرت علی کے سبنے جا کر حضرت ابو بکر کی بیعت کر لی ۔
حضرت علی نے (اُن لوگونسے جو آپکی طلب مین آئے تھے مخاطب ہوکر) ارشاد فرمایا کہ مین

[1] وقال ابو الفدا فاقبل عمر بشيء من نار على ان يضرم الدار فلقيته فاطمة وقالت الى اين يا ابن الخطاب اجئت لتحرق دارنا قال نعم او تدخلوا فيما دخل فيه الامة

[2] وقال ابو جعفر ابن جرير في تاريخه اتى عمر بن الخطاب منزل علي وفيه طلحة والزبير ورجال من المهاجرين فقال والله لاحرقن عليكم او لتخرجن الى البيعة

[3] وقال في كتاب الامامة والسياسة لابن قتيبة الكاتب الدينوري ان ابا بكر رضي الله عنه تفقد قوما تخلفوا عن بيعته عند علي كرم الله وجهه فبعث اليهم عمر فجاء فناداهم وهم في دار علي فابوا ان يخرجوا فدعا عمر بالحطب وقال والذي نفس عمر بيده لتخرجن او لاحرقنها على من فيها فقيل له يا ابا حفص ان فيها فاطمة فقال وان فخرجوا فبايعوا الا علي (وفيه) وقال على ان

احق بهذا الامر منكم لا ابايعكم وانتم اولى بالبيعة لي اخذتم هذا الامر من الانصار واحتججتم عليهم بالقرابة من النبي و تاخذونه منا اهل البيت غصبا الستم زعمتم للانصار انكم اولى بهذا الامر منهم لما كان محمد صلعم منكم فانا احتج عليكم بمثل ما احتججتم على الانصار نحن اولى برسول الله حيا وميتا فانصفونا ان كنتم تؤمنون بالله وتخافونه (الى ان قال) وقال علي يا معشر المهاجرين الله الله لا تخرجوا سلطان محمد صلعم في العرب من داره وقعر بيته الى دوركم وقعور بيوتكم فوقفت فاطمة رضي الله عنها على بابها وقالت تركتم رسول الله صلعم جنازة بين ايدينا وقطعتم امركم بينكم ولم تردوا لنا حقا

امر خلافت کے لئے تم سے ہر طرح احق ہون مین تمھاری بیعت نکرونگا بلکہ تمکو میری بیعت کرنی چاہئے دیکھو تم نے انصار سے امر خلافت کو یہ دلیل پیش کرکے حاصل کیا کہ بہ نسبت اون کے تم لوگ نبی کریم سے قربت رکھتے ہو اور (تعجب ہے کہ) اب تم اہلبیت رسول سے خلافت کو غصب کرتے ہو۔

کیا یہ تمھارا زعم نہین ہے کہ تم کو انصار پر اولویت اسی دلیل سے ہے کہ رسول اللہ تمھاری قوم سے تھے۔ پس مین وہی حجت تمھارے مقابل مین پیش کرتا ہون جو تمنے انصار کے مقابل مین پیش کی یعنی ہماری قربت ہر طرح تم لوگون سے اولے ہے آنحضرت کے ساتھ اونکی زندگی مین بھی اور اونکی وفات کے بعد بھی۔ اب تم ہی انصاف کرو اگر خدا پر ایمان لائے ہو اور اوس سے ڈرتے ہو۔ اے گروہ مہاجرین خدا کو یاد کرو اور جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ کی سرداری عرب کو اونکے گھر سے خارج کرکے اپنے گھرون مین نہ لیجاؤ۔

اسکے بعد حضرت فاطمہ نے در خانہ پر کھڑے ہوکر فرمایا کہ اے قوم تمنے رسول اللہ کی نعش مقدس ہمارے آگے چھوڑ کر امر خلافت کو باہم طے کرلیا۔ اور ہمارے حق پر نظر نہ کی۔

اور اسنی المطالب شمس الدین محمد جزری صاحب حصن حصین مین بروایت ام کلثوم بنت فاطمہ مروی ہے کہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ نے ارشاد کیا کہ آیا تم لوگ رسول اللہ کا وہ قول بھول گئے جو آنحضرت نے بروز غدیر خم فرمایا تھا کہ جسکا مین مولا ہون اوسکا علی مولا ہے

وفي اسنى المطالب لشمس الدين محمد الجزري عن ام كلثوم بنت فاطمة ان فاطمة بنت رسول الله صلعم قالت انسيتم قول رسول الله يوم غدير خم من كنت مولاه فعلي مولاه

نیز فرمایا تھا کہ علی مجھ سے اسی منزلت پر ہین جس منزلت پر موسی کے لئے ہارون تھے ۔

مورخ ابن قتیبہ[1] تاریخ مذکور الصدر مین لکھتا ہے کہ جب حضرت عمر حضرت ابوبکر کے پاس واپس گئے تو اونھون نے کہا کہ علی کو کیون گرفتار نہین کرتے جو تمھاری بیعت سے خلاف ورزی کر رہے ہین ۔ حضرت ابوبکر نے اپنے غلام قنفذ کو بھیجا کہ علی کو میرے پاس لے آ قنفذ نے جا کر حضرت علی سے کہا کہ تمکو خلیفہ رسول اللہ بلاتے ہین حضرت علی نے فرمایا کہ تم لوگون نے بہت جلد رسول اللہ پر افترا پردازی کی ۔ قنفذ واپس گیا اور آ کے حضرت ابوبکر سے حضرت علی کا ارشاد عرض کیا ۔ حضرت ابوبکر سنکر دیر تک روتے رہے ۔ حضرت عمر نے دوبارہ حضرت ابوبکر سے کہا کہ علی کو مہلت نہ دو جو تمھاری بیعت سے کنارہ کشی کئے ہوئے ہین ۔ حضرت ابوبکر نے پھر قنفذ کو حکم دیا کہ جا کر علی سے کہہ کہ تمکو امیر المومنین بیعت کیلیے بلاتے ہین ۔ قنفذ نے حاضر ہو کر حضرت علی کو حضرت ابوبکر کا پیام پہونچایا ۔ حضرت علی نے باواز بلند فرمایا کہ سبحان اللہ تیرے آقا نے اوس لقب کا ادعا کیا ہے جس سے اونکو کچھ تعلق نہین ہے ۔ قنفذ نے جا کر حضرت ابوبکر سے کہا کہ علی یہ کہتے ہین حضرت ابوبکر سنکر پھر رونے لگے ۔ پس حضرت عمر اٹھے اور ایک جماعت کے ساتھ خانہ حضرت فاطمہ پر پہونچکر اونھون نے دق الباب کیا ۔ حضرت فاطمہ لوگونکی صدا سنکر باواز بلند رونے اور فریاد کرنے لگین کہ یا پدر بزرگوار یا رسول اللہ آپ کے بعد پسر خطاب اور پسر ابوقحافہ سے

وقوله انت منی بمنزلة هارون من موسی

[1] قال ابن قتیبة فی تاریخه المذکور فان عمر قال لابی بکر الا تاخذ هذا المتخلف عنک بالبیعة فقال ابو بکر لقنفذ وهو مولی له اذهب فادع لی علیا فذهب الی علی فقال له ما حاجتک فقال یدعوک خلیفة رسول الله فقال علی لسریع ما کذبتم علی رسول الله صلعم فرجع فابلغ الرسالة قال فبکی ابو بکر طویلا فقال عمر الثانیة لا تمهل هذا المتخلف عنک بالبیعة فقال ابو بکر رضی الله عنه لقنفذ عد الیه فقل له امیر المومنین یدعوک لتبایعه فجاء قنفذ فادی ما امر به فرفع علی صوته فقال سبحان الله لقد ادعی ما لیس له فرجع قنفذ فابلغ الرسالة فبکی ابو بکر طویلا ثم قام عمر فمشی معه جماعة حتی اتوا باب فاطمة فدقوا الباب فلما سمعت اصواتهم نادت باعلی صوتها یا ابت یا رسول الله ماذا لقینا بعدک من ابن الخطاب وابن ابی قحافة

ہمکو یہ کیسی مصیبت پہونچی ہے۔ جب لوگون نے حضرت فاطمہ کی فریاد وزاری سنی تو اونمین سے اکثر روتے ہوئے واپس گئے اور چند نفر حضرت عمر کے ساتھ باقی رہ گئے پس حضرت علی دولت سرا سے باہر نکلے اور اونکے ہمراہ حضرت ابوبکر کے پاس تشریف لیگئے۔ وہان پھر آپ سے کہا گیا کہ بیعت کرو آپ نے کہا کہ اور اگر مین بیعت نہ کرون۔ وہ بولے کہ اگر بیعت نہ کروگے تو خدا کی قسم ہم تمھین قتل کرین گے۔

حضرت علی نے فرمایا کہ کیا ایسے شخص کو قتل کروگے جو عبد اللہ اور اخو رسول اللہ ہے حضرت عمر نے جواب دیا کہ یہ تو ہم مانتے ہین کہ تم عبد اللہ ہو لیکن اسکو تسلیم نہین کرتے کہ تم اخو رسول اللہ بھی ہو۔ حضرت ابوبکر اوس وقت بالکل چپ تھے حضرت عمر نے اونسے کہا کہ تم کیون حکم نہین کرتے اور خاموش بیٹھے ہو حضرت ابوبکر نے کہا کہ فاطمہ کے ہوتے ہوئے مین علی کو مجبور نکرونگا۔ پس حضرت علی وہان سے اوٹھ کر جناب رسالتمآب کے مزار اقدس پر گئے اور وہان جاکر آپ نے آہ وزاری فریاد کی کہ اے بھائی قوم کے لوگون نے میری نہایت تحقیر کی اور قریب تھا کہ مجھکو قتل کر ڈالین۔

تاریخ ابن واضح مین ہے کہ (جب حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے تو) حضرت فاطمہ نے اونکے پاس آکر وہ جایداد طلب کی جو اونکو رسول اللہ سے بطور وارث پہونچی تھی۔ حضرت ابوبکر نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہین جو کچھ ہم چھوڑین وہ صدقہ ہے

فلما سمع القوم صوتها وبكاءها انصرفوا باكين وبقي عمر ومعه قوم فخرج علي ومضوا معهم الى ابي بكر فقالوا له بايع فقال وان انا لم افعل قالوا اذا والله الذي لا اله الا هو نضرب عنقك قال اذا تقتلون عبد الله و اخا رسوله قال عمر اما عبد الله فنعم واما اخو رسوله فلا وابوبكر ساكت لا يتكلم فقال له عمر الا تأمر فيه بامرك فقال لا اكرهه على شيء ما كانت فاطمة الى جنبه فلحق علي بقبر رسول الله صلعم يصيح ويبكي وينادي يا ابن ام ان القوم استضعفوني وكادوا يقتلونني

تاريخ ابن واضح ان فاطمة بنت رسول الله اتت ابابكر تطلب ميراثها فقال لها قال رسول الله لا نورث ما تركنا صدقة

حضرت فاطمہ نے کہا کہ کیا خدا کے نزدیک تم تو اپنے باپ کے وارث ہو اور مین اپنے پدر بزرگوار کی وارث نہون۔ کیا رسول اللہ نے یہ نہین فرمایا کہ ہر شخص اپنی اولاد کی حفاظت کرتا ہے۔ یہ سنکر حضرت ابوبکر بہت روئے۔

اور کنز العمال[1] مین ہے کہ حضرت فاطمہ نے حضرت ابوبکر کے پاس آکر سہم ذوی القربےٰ کا سوال کیا تو اونھون نے کہا کہ مین نے رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سہم ذوی القربےٰ میری حیات مین ہے میرے بعد نہین ہی۔

اور فتوح البلدان[2] بلاذری مین ہے کہ فدک کی جائداد خاص رسول اللہ کے لئے تھی کیونکہ اوسکا حصول بغیر حرب وضرب کے ہوا تھا اور مالک بن جعونہ سے مروی ہے کہ بعد وفات سرور کائنات حضرت فاطمہ نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ فدک کی جائداد رسول اللہ نے مجھے عطا کی ہے آپ بھی اوسکو میرے لیے بحال رکھین اور اپنے اس دعوی کی شہادت مین حضرت علی کو پیش کیا۔ حضرت ابوبکر نے کہا کہ ایک گواہ اور چاہیے۔ حضرت فاطمہ نے دوسری شہادت ام ایمن کی پیش کی۔ حضرت ابوبکر بولے کہ ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی کافی نہین ہوسکتی بلکہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی درکار ہے۔

اور برہان[3] الدین حلبی نے سیرۃ الحلبیہ مین بحوالہ کلام سبط ابن جوزی نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر نے فدک کے متعلق وثیقہ لکھدیا اتنے مین حضرت عمر آگئے اور اونھون نے

فقالت انی الله ان
ترث اباک ولا ارث
ابی اما قال رسول الله
المرء یحفظ ولده
فبکی ابوبکر بکاءً شدیدا
؎۱ وفی کنز العمال
ان فاطمة اتت ابابکر
تسأله سهم ذوی القربی
فقال لها ابوبکر
سمعت رسول الله
صلی الله علیه وسلم
یقول سهم ذوی القربی
فی حیاتی ولیس لهم
بعد موتی ؎۲ وفی
فتوح البلدان للبلاذری
کانت فدک لرسول الله
صلعم خاصة لانه
لم یوجف المسلمون
علیها بخیل ولا رکاب
وعن مالک ابن جعونة
عن ابیه قال
قالت فاطمة لابی بکر
ان رسول الله صلعم
جعل لی فدک فاعطنی
ایاها وشهد لها علی
بن ابیطالب فسالها
شاهدا اخر فشهدت
لها ام ایمن فقال قد علمت
یا بنت رسول الله انه
لا تجوز الا شهادة رجلین
او رجل و امرأتین،
؎۳ وفی انسان العیون
فی سیرة الامین المامون
یعنی السیرة الحلبیة وفی
کلام سبط ابن الجوزی
رحمه الله ان ابابکر
رضی الله عنه کتب لها
بفدک ودخل علیه
عمر رضی الله عنه

فقال ما هذا فقال کتاب کتبته لفاطمة بمیراثها من ابیها فقال ماذا تنفق علی المسلمین وقد حاربتك العرب کما تری ثم اخذ عمر الکتاب فشقه

واخرج البخاری ومسلم فی صحیحیهما واحمد فی المسند عن عروة بن الزبیر ان عائشة ام المومنین رضی الله عنها اخبرته ان فاطمة رضی الله عنها ابنة رسول الله صلعم سألت ابابکر الصدیق رضی الله عنه بعد وفات رسول الله صلعم ان یقسم لها میراثها ما ترك رسول الله صلعم مما افاء الله علیهم فقال ابوبکر ان رسول الله صلعم قال لا نورث ما ترکنا صدقة فغضبت فاطمة بنت رسول الله صلعم فهجرت ابابکر فلم تزل مهاجرته حتی توفیت وفی حدیث آخر قال ان فاطمة علیها السلام بنت النبی صلعم ارسلت الی ابی بکر تسأله میراثها من رسول الله صلعم مما افاء الله علیها بالمدینة وفدك وما بقی من خمس خیبر (الی ان قال) فابی ابوبکر رضی الله عنه ان یدفع الی فاطمة رضی الله عنها منها شیئا فوجدت فاطمة علی ابی بکر فی ذلك فهجرته فلم تکلمه حتی توفیت وعاشت بعد النبی صلعم ستة اشهر فلما توفیت دفنها زوجها علی رضی الله عنه لیلا

حضرت ابوبکر سے پوچھا کہ یہ کیسی تحریر ہے۔ حضرت ابوبکر نے کہا کہ رسول اللہ کی جو میراث
فاطمہ کو پہونچتی ہے اوسکے متعلق مین نے اونکو یہ کتبہ لکھدیا ہے حضرت عمر بولے کہ پھر کس چیز سے
مسلمانون کو نفقہ دوگے عرب تم سے اس بات پر لڑینگے۔ یہ کہکر حضرت عمر نے اس کاغذ کو لیکر چاک کر ڈالا۔
اور صحیح بخاری و صحیح مسلم و مسند احمد مین ام المومنین عائشہ سے مروی ہے کہ بعد وفات
سرور کائنات حضرت فاطمہ بنت رسول نے حضرت ابوبکر سے اپنی اوس میراث کا سوال
کیا جو رسول مقبول سے اونکو پہونچتی تھی اور جو آنحضرت کو بلا حرب و ضرب خدا نے عطا
فرمائی تھی۔ حضرت ابوبکر نے کہا کہ رسول اللہ کا ارشاد ہے کہ ہمارا کوئی وارث نہین
جو کچھ ہم چھوڑ جائین وہ صدقہ ہے۔ یہ سنکر حضرت فاطمہ حضرت ابوبکر پر ایسی غضبناک ہوئین
کہ مرتے دم تک اونسے صاحب سلامت گوارا نہین کی۔ نیز صحیح بخاری کی دوسری حدیث
مین یہ الفاظ ہین کہ حضرت فاطمہ نے کسی کو بھیجکر حضرت ابوبکر سے اپنی اوس جائداد کا سوال
کیا جو اونکو مدینہ اور فدک اور خمس خیبر مین رسول اللہ سے بطور میراث پہونچتی تھی حضرت
ابوبکر نے حضرت فاطمہ کے سوال کی منظوری سے انکار کیا اور اونکو اونکی مطلوبہ جائداد
مین سے کچھ نہ دیا حضرت فاطمہ اس بات پر حضرت ابوبکر سے ایسی ناخوش اور رنجیدہ
ہوئین کہ مرتے دم تک اونھون نے حضرت ابوبکر سے کلام نہین کیا اور جب چھ مہینے کے بعد
حضرت فاطمہ نے وفات پائی تو حضرت علی نے نماز جنازہ پڑھ کر رات ہی کے وقت اونکو

دفن کیا اور حضرت ابوبکر کو حضرت فاطمہ کی تجہیز و تکفین مین شریک ہونے کی اجازت نہین دی۔

علامہ دیار[۱] بکری تاریخ الخمیس مین لکھتے ہین کہ رسول اللہ کی وفات سے چھ مہینے کے بعد سنہ ۱۱ھ مین تیسری ماہ رمضان شب سہ شنبہ کو حضرت فاطمہ نے اس جہان فانی سے بسوے عالم جاودانی رحلت فرمائی اُس وقت اونکی عمر شریف اٹھائیس[۲۸] سال چھ ماہ کی تھی اور حسب روایت صاحب ذخائر العقبیٰ جناب سیدہ کی عمر انتیس سال کی ہوئی اور بقول دیگر تیس[۳۰] سال کی۔ حضرت علی نے اون کو غسل دیا اور جنازے کی نماز پڑھی۔

اور تاریخ ابن[۲] جریر طبری مین ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا کا انتقال جناب رسالتآب کی وفات سے چھ مہینے کے بعد ہوا حضرت علی اور اسمار بنت عمیس نے اُون کو غسل دیا۔

اور جذب[۳] القلوب مین ہے کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے وصیت فرمائی تھی کہ اونکی تجہیز و تکفین کے متکفل حضرت علی اور اسمار بنت عمیس ہون اور انکے سوا کوئی اور شخص وہان نہ آئے۔ یہ روایت اس بات کی تردید کرتی ہے کہ حضرت ابوبکر کو جناب فاطمہ کی وفات کا علم نہ تھا اور نماز جنازہ مین حضرت ابوبکر کے نہ شریک ہونے کی باعث

ولم یوذن بها ابا بکر وصلی علیها

[۱] قال الدیاربکری فی الخمیس توفیت فاطمة بعد وفات رسول الله صلعم بستة اشهر فی لیلة الثلثاء لثلاث خلون من رمضان سنة احدی عشر من الهجرة وهی بنت ثمان و عشرین سنة ونصف سنة وفی ذخائر العقبی هی ابنة تسع وعشرین سنة و قال عبد الله بن حسن ابنة ثلاثین (الی ان قال) وغسلها علی وصلی علیها

[۲] واخرج ابن جریر عن عروة قال توفیت فاطمة بعد النبی صلعم بستة اشهر وغسلها علی واسماء بنت عمیس

[۳] ودر جذب القلوب محدث دهلوی ست که حضرت فاطمه زهرا وصیت کرده بود که متکفل غسل وتجهیز او اسماء بنت عمیس وعلی مرتضی باشند ودیگری نباشد واین روایت رد آن میکند که گفته اند ابوبکر را علم بمرگ حضرت فاطمه نبود وعدم حضور او بنماز جنازه

ازین جہت بود نیز کہ اسماء بنت عمیس در آن زمان در حبالہ ابوبکر بود و بغایت مستبعد است کہ زوجہ او حاضر باشد در غسل و دفن و شوہرش را اطلاع نبود ع و قال ابن واضح الکاتب العباسی فی تاریخہ اوصت علیہا زوجہا ان یغسلہا فغسلہا

اون کی لاعلمی ہوئی اسلیئے کہ اسماء بنت عمیس جو شریک تجہیز و تکفین رہین اوس وقت حضرت ابوبکر کی زوجیت مین تھین ۔ پس یہ امر نہایت مستبعد ہے کہ اونکی بی بی شریک تجہیز و تکفین رہین اور اونکو اطلاع نہ ہو ۔

اور تاریخ[1] ابن واضح مین ہے کہ حضرت فاطمہ نے حضرت علی کو غسل دینے کی وصیت کی تھی چنانچہ اونھون نے باعانت اسماء بنت عمیس غسل دیا اور جناب سیدہ شب ہی کو مدفون ہوئین اور سوا سلمان اور ابوذر اور عمار کے اور کوئی شخص وقت دفن حاضر نہ تھا اور بعض کتب سیر مین ہے کہ جب حضرت علی جناب سیدہ کی تجہیز و تکفین و دفن سے فارغ ہوکر گھر گئے تو شدت غم کیوجہ سے اون کو سخت وحشت اور بیتابی لاحق ہوئی اور اوسی حالت بیقراری مین اونھون نے چند اشعار ارشاد فرمائے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ دنیا کے رنج مین اپنے اوپر بکثرت دیکھتا ہون اور جسکو یہ رنج ہین وہ موت کے وقت تک علیل ہے ۔ دو دوستون کے مجتمع ہونے کیلیے جدائی ضرور ہے اور جو رنج کہ سوا فراق کے ہے وہ کم ہے ۔ (آہ) رسول مقبول کے بعد فاطمہ کا میرے پاس سے مفقود ہوجانا درحقیقت اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی دوست ہمیشہ نہین رہتا ۔

محدث دہلوی جذب القلوب[2] مین لکھتے ہین کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے موضع قبر کے تعین مین مختلف اخبار اور اقوال وارد ہوئے ہین اور جس طرح اون کا

واعانہ اسماء بنت عمیس و دفنت فاطمۃ لیلا ولم یحضرہا احد الا سلمان وابوذر وعمار و فی بعض کتب السیر لما فرغ علی من جہازہا ودفنہا ورجع الی البیت فاستوحش فیہ وجزع علیہا جزعا شدیدا فانشأ یقول ع

ارٰی علل الدنیا علیّ کثیرۃ ؛ وصاحبہا حتی الممات علیل ؛
لکل اجتماع من خلیلین فرقۃ ؛ وکل الذی دون الفراق قلیل ؛
وان افتقادی فاطما بعد احمد ؛ دلیل علی ان لا یدوم خلیل ؛

[2] محدث دہلوی در جذب القلوب الی دیار المحبوب گوید در تعیین موضع قبر حضرت سیدۃ النساء فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا و علی اولادہا اخبار مختلف و اقوال متعددہ وارد شدہ

حلیۂ کمال اون کی زندگی مین چشم اغیار سے پوشیدہ تھا اوسی طرح بعد وفات بھی اون کا جمال عصمت مخفی رہا۔ بعض مورخین کہتے ہین کہ جناب سیدہ کا مرقد مطہر بقیع مین ہے جہان اور بزرگان اہل بیت نبوت مدفون ہین لیکن بعض محققین کا قول ہے کہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی قبر شریف اونھین کے گھر مین ہے جو داخل مسجد نبوی ہوگیا۔ اور حضرت امام جعفر صادق سلام اللہ علیہ وعلے آبایہ الکرام سے روایت ہے کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا اپنے ہی حجرے مین (جسے عمر بن عبد العزیز نے داخل مسجد نبوی کرلیا) مدفون ہوئین جیسا کہ جناب رسالتمآب اپنے حجرۂ مقدسہ مین دفن ہوئے۔

نیز کتاب موصوف مین بحوالہ مروج الذہب مسعودی مذکور ہے کہ حضرت فاطمہ وامام حسن وامام زین العابدین وامام محمد باقر وامام جعفر صادق کے مزارات کی جگہ ایک پتھر پایا گیا جسپر لکھا ہوا تھا کہ یہ مقابر فاطمہ بنت رسول سیدۂ نساء عالمین اور حسن بن علی وعلی بن الحسین ومحمد بن علی وجعفر بن محمد علیہم السلام کی ہین اور یہ واقعہ سنہ ۳۳۲ ہجری کا ہے

ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ مین حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ زمانہ حیات فاطمہ تک علی کی وجاہت بدستور قائم رہی لیکن بعد وفات فاطمہ علی کیجانب سے لوگون کے رخ پھر گئے۔

اور صحیح بخاری[۱] مین حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ لوگون کی نظر مین علی بن ابیطالب کی بڑی وجاہت تھی مگر فاطمہ کے وفات پاتے ہی علی نے لوگون کو اپنی طرف سے بالکل ناآشنا پایا۔

تاریخ ابو الفدا[۲] و عقد الفرید مین بروایت عروہ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ تا وقت وفاتِ فاطمہ علی نے ابوبکر کی بیعت نہین کی۔

اور تاریخ طبری[۳] مین ہے کہ زہری سے کسی نے پوچھا کہ کیا حضرت علی نے چھ مہینے تک حضرت ابوبکر کی بیعت نہین کی۔ زہری نے جواب دیا کہ ایک حضرت علی پر کیا موقوف ہے کسی بنی ہاشم نے چھ مہینے تک حضرت ابوبکر کی بیعت نہین کی۔

اور مروج الذہب[۴] مسعودی مین ہے کہ حضرت فاطمہ کی وفات تک کسی ایک بنی ہاشم نے حضرت ابوبکر کی بیعت نہین کی۔

اور تاریخ[۵] کامل ابن اثیر جزری مین ہے کہ حضرت علی اور دیگر بنی ہاشم نے چھ مہینے تک حضرت ابوبکر کی بیعت نہین کی۔ جب حضرت فاطمہ نے وفات پائی تب سب نے بیعت کی اور جب حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے تو اوتھون نے منبر پر جاکر بعد حمد خدا کہا کہ ایہا الناس مین تمپر ولی امر کیا گیا ہون گو کہ تمسے بہتر نہین ہون پس اگر مجھ مین بھلائی دیکھو تو میری مدد کرو اور اگر برائی دیکھو تو مجھے سنبھالو۔

---

[۱] في حديث البخاري عن عائشة انها قالت كان لعلي من الناس وجه حياة فاطمة فلما توفيت استنكر علي وجوه الناس

[۲] قال ابو الفداء في تاريخه وابن عبد ربه في العقد الفريد عن عروة عن عائشة قالت لم يبايع علي ابا بكر حتى ماتت فاطمة

[۳] وروى ابن جرير في تاريخه قال رجل للزهري افلم يبايعه علي ستة اشهر قال لا ولا احد من بني هاشم

[۴] و في مروج الذهب لم يبايعه احد من بني هاشم حتى ماتت فاطمة رضي الله عنها

[۵] وفي الكامل لابن الاثير قال الزهري بقي علي وبنو هاشم ستة اشهر لم يبايعوا ابا بكر حتى ماتت فاطمة فبايعوه (الى ان قال) وجلس (ابو بكر) على المنبر فحمد الله واثنى عليه ثم قال ايها الناس قد وليت عليكم ولست بخيركم فان احسنت فاعينوني وان اسأت فقوموني.

اور تاریخ الخلفا[1] سیوطی مین ہے کہ حضرت حسن بن علی حضرت ابوبکر کی طرف ہو کر گزرے
اور اونکو رسول اللہ کے منبر پر دیکھکر کہنے لگے کہ میرے باپ کے منبر سے نیچے اترو۔
حضرت ابوبکر بولے کہ تمنے سچ کہا درحقیقت یہ منبر تمھارے ہی باپ کا ہے یہ کہکر
حضرت ابوبکر نے حضرت حسن کو گود مین بٹھالیا اور رونے لگے حضرت علی نے حضرت ابوبکر
سے فرمایا کہ جو کچھ تمسے حسن نے کہا وہ واللہ میرے حکم سے نہ تھا حضرت ابوبکر بولے
کہ واللہ مین تمکو متہم نہین کرتا۔

تاریخ ابو الفدا[2] مین ہے کہ حضرت ابوبکر کے زمانہ حکومت مین مسیلمہ کذاب قتل ہوا
حضرت ابوبکر نے جو فوج اوسکے مقابلہ کو بھیجی تھی اوس سے اور مسیلمہ والون سے جنگ
شدید ہوئی بالآخر مشرکین نے شکست پائی اور مسیلمہ کو وحشی نے اوسی حربے سے
قتل کیا جس سے حضرت امیر حمزہ کو شہید کیا تھا۔

تاریخ ابن[3] الوردی مین ہے کہ عہد حکومت حضرت ابوبکر مین قبیلہ بنی یربوع (جس کا سردار
مالک بن نویرہ تھا) زکوۃ کے داخل کرنے سے انکار کیا۔ یہ مالک بن نویرہ جناب
رسالتمآب کے حضور مین حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوا تھا اور آنحضرت نے اوسکو قبیلہ
بنی یربوع سے زکوۃ وصول کرنے پر مقرر فرمایا تھا۔ پس جبکہ قبیلہ بنی یربوع نے زکوۃ کے
داخل کرنیسے انکار کیا تو حضرت ابوبکر نے خالد بن ولید کو زکوۃ کیلئے مالک بن نویرہ کے پاس بھیجا

[1] وفی تاریخ الخلفاء للسیوطی قال جاء الحسن بن علی الی ابی بکر وھو علی منبر رسول اللہ فقال انزل عن مجلس ابی فقال صدقت انہ مجلس ابیک واجلسہ فی حجرہ وبکی فقال علی واللہ ما ھذا عن امری فقال واللہ ما اتھمک

[2] قال ابو الفداء وفی ایام ابی بکر قتل مسیلمۃ الکذاب وکان ابو بکر ارسل الی قتالہ جیشا (الی ان قال) فجری بینھم قتال شدید وآخرہ انتصر المسلمون وھزموا المشرکین وقتل مسیلمۃ الکذاب قتلہ الوحشی بالحربۃ التی قتل بھا حمزۃ عم النبی صلعم

[3] قال ابن الوردی فی تاریخہ وفی ایام ابی بکر منعت بنو یربوع الزکوۃ وکان کبیرھم مالک بن نویرۃ قدم علی النبی صلعم واسلم فولاہ صدقۃ قومہ فلما منع الزکوۃ ارسل ابو بکر الیہ خالدا فی معنی الزکوۃ

اور تاریخ ابن[1] واضح مین ہے کہ جب خالد وہان پہونچے تو مالک بن نویرہ اونکے پاس حاضر ہوا۔ اتفاق سے اوسکی بی بی بھی ساتھ آئی اور خالد بن ولید اوسکے حسن وجمال پر فریفتہ ہوگئے۔

اور تاریخ روضۃ[2] المناظر ابن شحنہ مین ہے کہ (جب خالد بن ولید زن مالک پر فریفتہ ہوگئے تو) اونھون نے ضرار بن ازور کو حکم دیا کہ مالک کی گردن اڑا دے۔ مالک نے اپنی صاحب جمال زوجہ کی طرف نگاہ کرکے کہا کہ اسی عورت نے مجھے قتل کرایا خالد نے کہا کہ نہین بلکہ تیرا اسلام سے پھر جانا تیرے قتل کا باعث ہوا مالک بولا کہ مین تو مسلمان ہون مگر (کون سنتا تھا صدا اے مالک) خالد کے حکم دیتے ہی ضرار نے مالک کا سر اُڑا دیا۔

اور تاریخ ابو[3] الفدا مین ہے کہ مالک نے اپنی خوبصورت بی بی کی طرف دیکھکر کہا کہ اسی نے مجھے قتل کرایا۔ خالد نے کہا کہ نہین بلکہ تیرا اسلام سے پھر جانا تیرے قتل کا سبب ہوا۔ مالک نے کہا مین تو مسلمان ہون مگر خالد نے کچھ نہ سُنا اور ضرار سے مالک کو قتل کراکے اوسکی بی بی پر قبضہ کرلیا۔

اور تاریخ ابن[4] واضح مین ہے کہ ابو قتادہ جو خالد کے ساتھ گئے تھے اونھون نے واپس آکر حضرت ابوبکر کو اس واقعے کی خبر دی اور قسم کھائی کہ مین خالد کے زیر علم نہ ہونگا کیونکہ اوس نے مالک کو جو کہ مسلمان تھا قتل کرڈالا۔

[1] وقال ابن واضح فی تاریخہ فاتاہ مالک بن نویرۃ واتبعتہ امرأتہ فلما رآھا خالد اعجبتہ۔

[2] وفی روضۃ المناظر لابن شحنۃ والتفت خالد الی ضرار بن الازور وامرہ بضرب عنقہ فالتفت مالک الی زوجتہ وقال ھذہ التی قتلتنی وکانت فی غایۃ الجمال فقال خالد قتلک رجوعک عن الاسلام فقال مالک انا مسلم فقال خالد یا ضرار اضرب عنقہ فضرب عنقہ

[3] وفی تاریخ ابی الفدا فالتفت مالک الی زوجتہ وقال لخالد ھذہ التی قتلتنی وکانت فی غایۃ الجمال فقال خالد بل اللہ قتلک برجوعک عن الاسلام فقال مالک انا علی الاسلام فقال خالد یا ضرار اضرب عنقہ فضرب عنقہ وقبض خالد امرأتہ

[4] وفی تاریخ ابن واضح فلحق ابو قتادۃ بابی بکر فاخبرہ الخبر وحلف ان لا یسیر تحت لواء خالد لانہ قتل مالکا مسلما

اور تاریخ ابو الفدا[1] مین ہے کہ جب حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو اس افسوسناک
واقعے کی اطلاع ہوئی تو حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ خالد نے بیشک زنا کیا
اوسکے رجم کا حکم دو۔ حضرت ابوبکر بولے کہ مین خالد کے رجم کا حکم ندونگا کیونکہ اوسنے
تاویل مین خطا کی۔

اور روضۃ[2] المناظر ابن شحنہ مین ہے کہ جب حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو قتل مالک
کی اطلاع ہوئی تو حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ بیشک خالد زنا کا مرتکب ہوا۔
اوس پر حد جاری کرو حضرت ابوبکر نے کہا کہ ایسا نہین ہوسکتا کیونکہ خالد نے تاویل
مین غلطی کی۔ حضرت عمر بولے کہ اچھا اوس کو قتل کرو اسلئے کہ اوسنے ایک مسلمان کو قتل کیا۔
حضرت ابوبکر نے کہا کہ (یہ بھی نہین ہوسکتا کیونکہ) خالد نے تاویل مین خطا کی۔

تاریخ ابن[3] جریر طبری مین ہے کہ جب خالد واپس آئے اور مسجد مین داخل ہوئے
تو حضرت عمر نے خالد سے کہا کہ تو نے ایک مسلمان کو قتل کیا اور اوسکی عورت پر پھاند
پڑا واللہ مین تجھکو سنگسار کرونگا۔ خالد نے کچھ جواب ندیا کیونکہ خالد کو گمان ہوا
کہ جو کچھ حضرت عمر نے کہا وہ حضرت ابوبکر کی راے کے موافق ہے بعد ازان خالد
نے حضرت ابوبکر کے پاس حاضر ہوکر حقیقت حال سے خبر دی اور اپنی خطا کا عذر
پیش کیا حضرت ابوبکر نے اون کا عذر قبول کرکے اونکی خطا کو معاف فرمایا۔

[1] وفی تاریخ ابی الفداء فلما بلغ ذلک ابابکر وعمر قال عمر لابی بکر ان خالدا قد زنی فارجمه قال ما کنت ارجمه فانه تأول فاخطأ

[2] وفی روضة المناظر لابن شحنة قال فلما بلغ ذلک ابابکر وعمر قال عمر لابی بکر ان خالدا قد زنی فاجلده قال ابوبکر لا لانه تأول فاخطأ قال فانه قتل مسلما فاقتله قال لا انه تأول فاخطأ

[3] وفی تاریخ الکبیر للحافظ ابن جریر واقبل خالد بن الولید قافلا حتی دخل المسجد (الی ان قال) فقال عمر قتلت امرءا مسلما ثم نزوت علی امرأته والله لارجمنک باحجارک ولا یکلمه خالد بن الولید ولا یظن الا ان رأی ابی بکر علی مثل رأیه فیه حتی دخل علی ابی بکر فلما ان دخل علیه اخبره الخبر واعتذر الیه فعذره ابوبکر وتجاوز عنه (الی ان قال)

پس جب خالد حضرت ابوبکر کی رضامندی حاصل کرکے باہر نکلے تو حضرت عمر کو مسجد مین دیکھکر بولے کہ ادہر آاے اُم شملہ کے بیٹے یہ سنکر حضرت عمر سمجھ گئے کہ حضرت ابوبکر نے خالد کا قصور معاف کردیا اور چپ چاپ اپنے گھر کے اندر چلے گئے۔

تاریخ ابوالفدا[1] مین ہے کہ حضرت ابوبکر کے زمانے مین مقام حیرہ کی فتح جزیہ کی شرط پر ہوئی۔ پھر ۱۲ و ۱۳ھ مین یرموک کا واقعہ پیش آیا۔

اور استیعاب[2] ابن عبدالبر مین عبداللہ بن زبیر سے مروی ہے کہ جب جنگ یرموک مین ابوسفیان رومیون کا غلبہ دیکھتے تو کہتے کہ شاباش روم کے بہادرو اور جب مسلمانون کا غلبہ دیکھتے تو کہتے کہ (افسوس) روم کے بادشاہون کا نام مٹتا ہوا نظر آتا ہے۔ عبداللہ نے اس بات کا ذکر اپنے باپ زبیر سے کیا تو اُنھون نے کہا خدا اسکا بُرا کرے۔ یہ نفاق سے باز نہ آئے گا۔

اور تاریخ[3] ابوالفدا مین ہے کہ ۱۳ھ مین حضرت ابوبکر کی وفات ہوئی حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت ابوبکر نے غسل کیا چونکہ سردی بہت تھی اونکو بخار آگیا اسوجہ سے وہ پندرہ دن تک نماز کیلیے باہر نہین نکلے اور حضرت عمر کو اونھون نے حکم دیا کہ لوگونکو نماز پڑھائین۔

اور تاریخ ابن جریر[4] و معجم کبیر طبرانی مین ہے کہ حضرت ابوبکر نے وقت وفات (افسوس کیساتھ) ارشاد کیا کہ کاش مین فاطمہ بنت رسول کے مکان کو نہ کھولتا گو وہ جنگ ہی کے قصد سے

فخرج خالد حتى رضي عنه ابو بکر وعمر جالس في المسجد فقال هلم الي يا ابن ام شملة قال فعرف عمر ان ابا بكر قد رضي عنه فلم يكلمه دخل في بيته [1] قال ابو الفدا وفي ايام ابي بكر فتحت الحيرة بالامان على الجزية ثم دخلت سنة اثنتي عشرة وثلاث عشرة وفيها كانت وقعة اليرموك [2] قال ابن عبد البر في الاستيعاب في خبر ابن الزبير انه قال [illegible] يوم اليرموك قال فكانت الروم اذا ظهرت قال ابو سفيان ايه بني الاصفر فاذا كشفهم المسلمون قال ابو سفيان وبنو الاصفر الملوك ملوك الروم لم يبق منهم مذكور فحدث به ابن الزبير اباه لما فتح الله على المسلمين فقال الزبير قاتله الله يابى الا نفاقا [3] وفي تاريخ ابي الفداء ثم دخلت سنة ثلاث عشرة فيها توفي ابو بكر رضي الله عنه عن عائشة انه اغتسل وكان يوما باردا فحم خمسة عشر يوما لا يخرج الى الصلاة وامر عمر ان يصلي بالناس [4] وفي تاريخ ابن جرير ومعجم الكبير للطبراني ان ابا بكر الصديق قال في مرض موته وددت اني لم اكشف بيت فاطمة وان كانوا قد اغلقوه على الحرب

کیون نہ بند کیا گیا ہوتا اور کاش بروز بیعت سقیفہ مین امر خلافت کو اختیار نہ کرتا بلکہ خلافت کا قلادہ عمر یا ابوعبیدہ کے گلے مین ڈال دیتا۔

تاریخ ابن الوردی[1] مین ہے کہ (حضرت ابوبکر کی بیماری ترقی پذیر ہوئی تو) اونہون نے اپنا ولیعہد خلافت حضرت عمر کو کیا۔

اور کتاب ملل ونحل شہرستانی[2] مین ہے کہ آٹھوان اختلاف وہ تھا کہ حضرت ابوبکر نے اپنی وفات کے وقت حضرت عمر کو خلیفہ مقرر کیا جسپر بعض لوگ کہہ اوٹھے کہ تمنے ایک درشت خو شخص کو ہمپر حاکم کیا ہے۔

مورخ ابوالفدا[3] اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ بھر شب سہ شنبہ بائیس جمادی الاخری سنہ ۱۳ھ کو بین المغرب والعشاء حضرت ابوبکر نے انتقال کیا۔

تاریخ الخلفاء سیوطی[4] مین ہے کہ حضرت ابوبکر پہلے وہ شخص تھے جو آپ کی زندگی مین ولی امر خلافت ہوئے اور پہلے وہ شخص تھے جنھون نے بیت المال قائم کیا۔

تاریخ الخمیس[5] مین ہے کہ حضرت ابوبکر کے تین صاحبزادے تھے۔ عبداللہ بن ابی بکر جنکی مان قتیلہ تھین اور عبدالرحمن بن ابی بکر جنکی مان ام رومان تھین اور محمد بن ابی بکر جن کی مان اسماء بنت عمیس تھین۔

اور تاریخ ابن واضح[6] مین ہے کہ حضرت ابوبکر کی وفات کے وقت اون کی جانب سے

وددت انی یوم سقیفة کنت قذفت الامر فی عنق احد الرجلین یرید عمر وابا عبیدة

[1] قال ابن الوردی و عهد بالخلافة الی عمر

[2] وقال الشهرستانی فی الملل والنحل الخلاف الثامن فی تنصیص ابی بکر علی عمر بالخلافة وقت الوفاة فمن الناس من قال قد ولیت علینا فظا غلیظا

[3] قال ابو الفداء ثم توفی مساء لیلة الثلثاء بین المغرب والعشاء لثمان بقین من جمادی الاخری سنة ۱۳ھ

[4] قال السیوطی فی تاریخ الخلفاء اول من ولی الخلافة وابوه حی ابوبکر وهو اول من اتخذ بیت المال

[5] قال فی تاریخ الخمیس من اولاده الذکور عبدالله بن ابی بکر وامه قتیلة و عبدالرحمن بن ابی بکر وامه ام رومان ومحمد بن ابی بکر وامه اسماء بنت عمیس

[6] و فی تاریخ ابن واضح کان عمال ابی بکر

لما توفي عتاب بن اسيد على مكة وعثمان بن ابي العاص على الطائف ورجل من الانصار على اليمامة وحذيفة بن محصن على عمان والعلاء بن الحضرمي على البحرين وخالد بن الوليد على الشام والمثنى بن الحارثة على الكوفة وسويد بن قطبة على البصرة

کے مین عتاب بن اسید طائف مین عثمان بن العاص۔ یمامہ مین ایک مرد انصاری۔ عمان مین حذیفہ بن محصن۔ بحرین مین علاء بن الحضرمی۔ شام مین خالد بن ولید۔ کوفے مین مثنی بن حارثہ اور بصرے مین سوید بن قطبہ حاکم تھے۔

مورخ[1] ابوالفدا لکھتا ہے کہ جس دن حضرت ابوبکر کی وفات ہوئی اوسی دن حضرت عمر کی بیعت کی گئی۔

اور طبقات ابن سعد[2] مین بروایت جامع بن شداد مروی ہے کہ حضرت عمر نے بالائے منبر جاکر جو الفاظ اولاً ارشاد کئے وہ یہ تھے کہ خداوندا مین درشت خو ہون مجھے نرم دل کر مین کمزور ہون مجھے قوت دے اور مین بخیل ہون مجھے سخی فرما۔

اور تاریخ الخلفا سیوطی[3] مین بروایت ابن عساکر بسند صحیح منقول ہے کہ حضرت عمر منبر پر خطبہ ارشاد کر رہے تھے ناگہان حضرت حسین بن علی نے کھڑے ہو کر کہا کہ میرے باپ کے منبر سے نیچے اترو حضرت عمر نے فرمایا کہ بیشک یہ تمھارے باپ ہی کا منبر ہے میرے باپ کا نہین ہے۔ بھلا صاحبزادے یہ تو بتاؤ کہ تمنے کسکے حکم سے ایسا کہا۔ یہ سنکر حضرت علی بولے کہ واللہ کسی نے حسین کو اس بات کے کہنے کا حکم نہین دیا۔

تاریخ ابن[4] الوردی مین ہے کہ حضرت عمر نے خلیفہ ہوتے ہی سب سے پہلے جو کام کیا وہ یہ تھا کہ خالد بن ولید کو معزول فرمایا اور سنہ ۱۴ھ مین شہر بصرہ کی بنیاد ڈالنے کا حکم دیا۔

١ قال ابو الفدا بويع عمر بن الخطاب بن نفيل بن عبد العزى بالخلافة في اليوم الذي مات فيه ابو بكر

٢ واخرج ابن سعد في الطبقات عن جامع بن شداد عن ابيه قال اول كلام تكلم به عمر بن الخطاب حين صعد المنبر ان قال اللهم اني غليظ فليني واني ضعيف فقوني واني بخيل فسخني

٣ وفي تاريخ الخلفاء للسيوطي اخرج ابن عساكر عن ابي البختري قال كان عمر بن الخطاب يخطب على المنبر فقام اليه الحسين بن علي رضي الله عنه فقال انزل عن منبر ابي فقال منبر ابيك لا منبر ابي من امرك بهذا فقام علي فقال والله ما امره بهذا احد (اسناده صحيح)

٤ قال ابن الوردي في تاريخه ثم اول شيء امر به عزل خالد بن وليد (الى ان قال) ثم دخلت سنة اربع عشرة فيها امر عمر ببناء البصرة

اور مروج[۱۵] الذہب مسعودی مین ہے کہ ۱۴ھ مین حضرت عمر نے حکم دیا کہ لوگ ماہ رمضان مین نماز تراویح ادا کرین۔

تاریخ[۱۶] ابوالفدا مین ہے کہ پھر ۱۵ھ شروع ہوا اور اسی سنہ مین حمص اور دمشق کی فتح واقع ہوئی بعد ازان حلب۔ انطاکیہ قیساریہ وغیرہا فتح ہوئے البتہ بیت المقدس کے محاصرے مین عرصہ گزرا تو وہان کے لوگون نے ابوعبیدہ سے استدعا کی کہ جس طور پر اہل شام سے صلح ہوئی ہے اوسی طرح ہمسے بھی صلح کرلیجائے بشرطیکہ امر صلح کے متولی حضرت عمر ہون پس ابوعبیدہ نے حضرت عمر کی خدمت مین صورت حال لکھ بھیجی اور حضرت عمر نے جاکر بیت المقدس کو فتح کیا۔ نیز اسی سال قادسیہ کا واقعہ بھی ہوا پھر ۱۶ھ مین مسلمانون نے داخل مدائن ہوکر قتل عام کیا۔ بعد ازان تکریت اور موصل اور ماسندان اور قرقیسیا مفتوح ہوئے اور ۱۷ھ مین اہواز فتح ہوا اور ۱۸ھ مین مدینہ منورہ اور حجاز مین قحط عظیم کی شکایت پیدا ہوئی اور شام مین طاعون نمودار ہوا جس سے پچیس ہزار آدمی مرگئے۔

اور کتاب اوائل سیوطی[۱۷] مین ہے کہ اسلام مین پہلا طاعون حضرت عمر کے زمانہ خلافت مین طاعون عمواس تھا۔

تاریخ ابن[۱۸] الوردی مین ہی کہ پھر ۱۹ و ۲۰ھ مین مصر اور اسکندریہ فتح ہوئے۔

۱۵ وقال المسعودی فی مروج الذهب وفی سنة اربع عشرة امر عمر بن الخطاب بالقیام فی رمضان للصلوة التراویح ۱۶ قال ابو الفدا ثم دخلت سنة خمس عشرة فیها فتحت حمص ودمشق (الی ان قال) ثم فتحت حلب وانطاکیة وغیرهما (الی ان قال) ثم فتحت قیساریة وغیرها واما بیت المقدس فطال حصاره وطلب اهله من ابی عبیدة ان یصالحهم علی صلح اهل الشام علی شرط ان یکون عمر بن الخطاب متولی امر الصلح فکتب ابو عبیدة الی عمر بذلك فقدم عمر الی القدس ففتحها (الی ان قال) وکان فی هذه السنة وقعة القادسیة قال ابو الفدا ثم دخلت سنة ست عشرة (الی ان قال) ودخل المسلمون المدائن وقتلوا کل من وجدوه (الی ان قال) ثم فتح المسلمون تکریت والموصل وکذلك ثم فتحوا ماسندان (الی ان قال) ثم دخلت قرقیسیا (الی ان قال) وفی هذه سنة سبع عشرة قال وفی هذه السنة فتح المسلمون الاهواز (الی ان قال) وفی سنة ثمان عشرة حصل فی الحجاز والمدینة قحط عظیم (الی ان قال) وفی هذه السنة کان طاعون عمواس بالشام مات من الناس خمسة وعشرون الف نفس ۱۷ وفی کتاب الاوائل للسیوطی اول طاعون فی الاسلام طاعون عمواس بالشام فی زمن عمر ۱۸ قال ابن الوردی ثم دخلت سنة تسع عشرة وسنة عشرین فیها فتحت مصر والاسکندریة

اور کتاب محاضرۃ[1] الاوائل مین ہے کہ اسلام مین پہلا زلزلہ وہ تھا جو بزمانہ خلافتِ حضرت عمر سنہ ۲۰ھ مین محسوس ہوا ۔

تاریخ ابوالفدا[2] مین ہے کہ پھر سنہ ۲۱ھ مین عجمون کے ساتھ نہاوند کا واقعہ پیش آیا اور دینور و ہمدان و اصفہان کی فتوحات ہوئین اور اسی سنہ مین خالد بن ولید کا انتقال ہوا ۔ بعد ازان سنہ ۲۲ھ مین آذربیجان ۔ رے ۔ جرجان ۔ قزوین ۔ زنجان اور طبرستان فتح ہوئے

تاریخ ابن جریر[3] طبری مین ہے کہ حضرت عمر کی جانب سے مکے مین نافع بن حارث ۔ طائف مین سفیان بن عبید اللہ ثقفی ۔ صنعاء مین یعلی بن منیہ ۔ کوفے مین مغیرہ بن شعبہ بصرے مین ابو موسےٰ اشعری ۔ مصر مین عمرو بن عاص ۔ حمص مین عمیر بن سعد ۔ دمشق مین معاویہ بن ابی سفیان اور بحرین مین عثمان بن ابی العاص عامل اور حاکم مقرر ہوئے اور منقول ہے کہ حضرت عمر کے چند فرزند تھے ازانجملہ عبد اللہ بن عمر و عبد الرحمن بن عمر جنکی مان زینب بنت مظعون تھین اور عاصم بن عمر جنکی مان جمیلہ بنت عاصم بن ثابت تھین اور عبید اللہ بن عمر جنکی مان ملیکہ خزاعیہ تھین (جیسا کہ تاریخ کامل مین ہے) اور عیاض بن عمر جنکی مان عاتکہ تھین (جیسا کہ تاریخ خمیس مین ہے) اور زید بن عمر جن کی مان ام کلثوم بنت جرول تھین (جیسا کہ اصابہ اور استیعاب مین ہے) ۔

[1] وقال في محاضرة الاوائل اول زلزلة كانت في الاسلام سنة عشرين من الهجرة في خلافة عمر رضي الله عنه

[2] قال ابو الفداء ثم دخلت سنة احدى وعشرين فيها وقعة نهاوند مع الاعاجم (الى ان قال) وفيها فتحت الدينور وهمدان واصفهان وفيها مات خالد بن الوليد (الى ان قال) ثم دخلت سنة اثنتين وعشرين فيها فتحت آذربيجان والري وجرجان وقزوين وزنجان وطبرستان

[3] قال ابن جرير في تاريخه كان عامل عمر بن الخطاب رضي الله عنه على مكة نافع بن الحارث وعلى الطائف سفيان بن عبيد الله الثقفي وعلى صنعاء يعلى بن منية وعلى الكوفة المغيرة بن شعبة وعلى البصرة ابو موسى الاشعري وعلى مصر عمرو بن العاص وعلى حمص عمير بن سعد وعلى دمشق معاوية بن ابي سفيان وعلى البحرين عثمان بن ابي العاص ومن اولاده الذكور عبد الله بن عمر وعبد الرحمن بن عمر امهما زينب بنت مظعون وعاصم بن عمر امه جميلة بنت عاصم بن ثابت وعبيد الله بن عمر امه مليكة الخزاعية كذا في الكامل وعياض بن عمر امه عاتكة كذا في الخميس وزيد بن عمر امه ام كلثوم بنت جرول كذا في الاصابة والاستيعاب

علامہ ابن جریر[1] طبری اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ حضرت عمر کو فاروق کہا جاتا تھا۔
متقدمین نے اس باب مین اختلاف کیا ہے کہ اونکا نام فاروق کسنے رکھا۔ بعض کا
قول تو یہ ہے کہ رسول اللہ نے اونکو فاروق کہا چنانچہ ذکوان سے روایت ہے کہ مین نے
حضرت عائشہ سے پوچھا کہ حضرت عمر کا نام فاروق کسنے رکھا اونھون نے کہا رسول اللہ
نے اور بعض متقدمین کہتے ہین کہ حضرت عمر کو اولاً اہل کتاب نے فاروق کہا۔
چنانچہ صالح بن کیسان نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر کو اولاً
اہل کتاب نے فاروق کہنا شروع کیا تھا اونکو سنکر اہل اسلام بھی کہنے لگے۔ ہمکو یہ تحقیق
نہین ہوا کہ اس باب مین رسول اللہ نے کچھ فرمایا ہو۔

علامہ صدیق حسن خان حجج الکرامہ[2] مین لکھتے ہین کہ حضرت عمر اول وہ شخص ہین جنھون نے
نماز تراویح کا حکم دیا اور متعہ کو حرام کیا۔

اور تاریخ الخلفاء سیوطی[3] مین ہے کہ حضرت عمر اول وہ شخص ہین جنھون نے گھوڑونکی
زکوۃ وصول کی اور شراب نوشی کی حد اسّی کوڑے مقرر فرمائی اور متعہ کو حرام کردیا نیز
تاریخ موصوف مین عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ مین نے رسول اللہ کے بعد حضرت عمر
سے زیادہ کسی کو حدید الذہن اور صاحب جودت نہین دیکھا۔

تاریخ ابن جریر[4] طبری اور تاریخ کامل ابن اثیر جزری مین عبد اللہ بن عباس سے

[1] قال ابن جریر فی تاریخہ كان يقال له الفاروق وقد اختلف السلف فيمن سماه بذلك فقال بعضهم سماه بذلك رسول الله ﷺ عن ذكوان قال قلت لعائشة من سمى عمر الفاروق قالت النبي صلعم وقال بعضهم اول من سماه بهذا الاسم اهل الكتاب عن صالح بن كيسان قال قال ابن شهاب بلغنا ان اهل الكتاب كانوا اول من قال لعمر الفاروق وكان المسلمون يأثرون ذلك من قولهم و لم يبلغنا ان رسول الله صلعم ذكر من ذلك شيئا

[2] ودر حجج الکرامہ صدیق حسن خان است کہ (حضرت عمر) اول کسے است کہ امر بنماز تراویح کرد و حرام کرد متعہ را

[3] وفی تاریخ الخلفاء للسیوطی قال هو اول من اخذ زكوة الخيل واول من ضرب فی الخمر ثمانين واول من حرم المتعة وفيه الضياء عن ابن عمر قال ما رأيت احدا قط بعد رسول الله ﷺ احد ولا اجود من عمر

[4] فی تاریخ الکبیر لابن جریر والکامل لابن الاثیر عن ابن عباس قال بينا

عمر بن الخطاب وبعض
اصحابہ یتذاکرون الشعر
فقال بعضھم فلان اشعر
وقال بعضھم بل فلان
اشعر قال فاقبلت فقال
عمر قد جاءکم اعلم الناس
بہا فقال عمر من شاعر
الشعراء یا ابن عباس قال
فقلت زہیر بن ابی سلمی
فقال عمر ھلم من شعرہ
ما یستدل بہ علی ما
ذکرت فقلت ولو کان
یقعد فوق الشمس من
کرم قوم باولھم او
مجدھم قعدوا ... قال
اخبار ... الاشعار قال احسن
وما اعلم احدا اولی
بھذا الشعر فقال
یا ابن عباس اتدری
ما منع قومکم منھم
بعد محمد صلعم
فکرھت ان اجیبہ فقلت
ان لم اکن ادری
فامیر المومنین یدرینی
فقال عمر کرھوا ان یجمعوا
لکم النبوۃ والخلافۃ فتبجحوا
علی قومکم بجحا بجحا
فاختارت قریش لانفسہا
فاصابت ووفقت فقلت
یا امیر المومنین ان تاذن لی
فی الکلام وتمط عنی الغضب
تکلمت فقال تکلم یا
ابن عباس فقلت اما
قولک یا امیر المومنین
فاختارت قریش لانفسہا
فاصابت ووفقت فلو ان
قریشا اختارت لانفسہا
حیث اختار اللہ عزوجل لھا
لکان الصواب بیدھا
واما قولک انہم

مروی ہے کہ ایک دن حضرت عمر بن الخطاب اور اون کے بعض اصحاب شعر وسخن کا ذکر کر رہے تھے کوئی کسی کا مداح تھا اور کوئی کسی کا۔ اس اثنا مین مین بھی وہان پہونچا۔ حضرت عمر نے مجھے دیکھکر فرمایا کہ لو اس فن کے سب سے بڑے ماہر آگئے۔

پھر مجھسے ارشاد کیا کہ اے ابن عباس تم کس کو ملک الشعرا سمجھتے ہو۔ مین نے کہا کہ زہیر بن ابی سلمی کو۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اونکا کوئی شعر استدلالاً پڑھو۔ مین نے چند شعر پڑھے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ بہت خوب کہا ہے۔ میرے علم مین ان سے اچھے اشعار کسی کے نہین ہین۔ اسکے بعد مجھسے پوچھا کہ اے ابن عباس تم جانتے ہو کہ محمد صلعم کے بعد کس بات نے تم کو امر خلافت سے محروم رکھا۔ مین نے اس کا جواب دینا خلاف مصلحت سمجھکر کہا کہ اگر مین نہین جانتا تو آپ مجھے آگاہ کرین حضرت عمر نے فرمایا کہ قوم نے اس بات سے کراہت کی کہ نبوت اور خلافت دونون تم مین جمع ہون اور تم اوسپر خوش ہو کر اتراتے پھرو۔ چنانچہ قوم اوسکے اختیار کرنین مصیب اور موفق ہوئی مین نے کہا کہ اے امیر المومنین اگر آپ اجازت دین اور خفا نہ ہون تو مین بھی کچھ عرض کرون۔ اونھون نے فرمایا کہ ہان کہو۔ مین نے کہا کہ آپ کا یہ فرمانا قابل نظر ہے کہ قوم خلافت کے اختیار کرنے مین مصیب اور موفق ہوئی اسلیے کہ اگر قوم خلافت کو خدا کی مرضی کے موافق اختیار کرتی تو بلاشبہ مصیب ہوتی۔ نیز آپکا یہ فرمانا بھی قابل نظر ہے

كرهوا ان تكون لنا النبوة
والخلافة فان الله عزوجل
وصف قوما بالكراهية
فقال ذلك بانهم كرهوا
ما انزل الله فاحبط اعمالهم
فقال عمر هيهات والله
يا ابن عباس قد كانت
تبلغني عنك اشياء كنت
اكره ان افرك عنها فتزيل
منزلتك مني فقلت وما
هي يا امير المؤمنين فان
كانت حقا فما ينبغي ان
تزيل منزلتي منك فقال
عمر بلغني انك تقول انما
صرفوها عنا حسدا وظلما
فقلت اما قولك يا
امير المؤمنين ظلما فقد
تبين للجاهل والحليم واما
قولك حسدا فان ابليس
حسد آدم فنحن ولده
المحسودون فقال
عمر هيهات ابت والله
قلوبكم يا بني هاشم الا حسدا
ما يحول وضغنا وغشا
ما يزول فقلت مهلا
يا امير المؤمنين لا
تصف قلوب قوم
اذهب الله عنهم الرجس
وطهرهم تطهيرا بالحسد
والغش فان قلب
رسول الله من قلوب
بني هاشم فقال عمر
اليك عني

کہ قوم نے ہم مین نبوت اور خلافت کے جمع ہونیسے کراہت کی۔ دیکھیے اللہ تعالیٰ قوم کی کراہت کا وصف اپنے کلام مین ان الفاظ سے فرماتا ہی کہ ذلک بانهم کرھوا ما انزل الله فاحبط اعمالهم (یعنی چونکہ حکم خدا سے انھون نے کراہت کی لہذا اونکے اعمال اکارت گئے) یہ سنکر حضرت عمر بولے افسوس اے ابن عباس خدا کی قسم تمھاری نسبت مجھے ایسی باتونکی خبرین پہونچائی گئی ہین جنکو کہ یہ کہ تمھاری منزلت اپنے دل سے زائل کرنا پسند نہین کرتا۔ مین نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین آپ فرمائین توسہی اگر درحقیقت وہ باتین حق پر مبنی ہین تو میری منزلت ضائع ہونے کی کوئی وجہ نہین ہی۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ مین نے سنا ہے کہ تم کہتے ہو کہ خلافت ہمسے بہ ظلم وحسد لیگئی ہے۔ مین نے کہا کہ اے امیر المومنین ظلم کا مفہوم تو ہر جاہل اور حلیم پر روشن ہے۔ رہا حسد پس ابلیس نے حضرت آدم پر حسد کیا اور ہم آدم ہی کی اولاد ہین محسود ہوا چاہین۔ حضرت عمر نے فرمایا افسوس اے بنی ہاشم تمھارے قلوب مین حسد اور کینے کے سوا کچھ نہین ہے اور حسد وکینہ بھی ایسا جو مٹ نہین سکتا۔ مین نے کہا بس اے امیر المومنین اون لوگون کے قلوب کو کینے اور حسد کے ساتھ منسوب نہ کیجیے جنکو بمصداق آیہ تطہیر خدا نے ہر برائی اور خباثت سے پاک وصاف فرمایا ہے اور غور کیجیے کہ خود رسول اللہ کا قلب بھی قلوب بنی ہاشم مین سے ہے۔ حضرت عمر نے (بگڑ کر) کہا

کہ اے ابن عباس میرے پاس سے ہٹ جاؤ - جب مین نے اوٹھنے کا قصد کیا تو اونھون نے بمقتضائے شرم پھر مجھے بٹھایا اور فرمایا کہ اے ابن عباس واللہ مین تمھارے حقوق کی رعایت ملحوظ رکھونگا اور تمھاری خوشی کا خواہان رہونگا مین نے کہا اے امیرالمومنین تمپر اور کل مسلمانون پر میرا حق ہے جسنے اوسکو ملحوظ رکھا مصیب ہوا اور جسنے اوسکو ضائع کیا خطا کی (اس کے بعد) ابن عباس اوٹھے اور وہان سے چلے گئے -

علامہ[۱] ابو الفدا لکھتے ہین کہ ۲۳ھ مین ۲۴ - ذی الحجہ کو ابولؤلؤ فیروز نے حضرت عمر پر حملہ کر کے اونکو مجروح کیا -

تاریخ کامل[۲] مین ہے کہ جب حضرت عمر زخمی ہوئے تو قبیلہ بنی حارث کا ایک طبیب بلایا گیا جس نے حضرت عمر کو نبیذ پلائی تو وہ بجنسہ خارج ہوگئی - پھر دودھ پلایا تو وہ بھی اوسی طرح خارج ہوگیا - یہ دیکھکر طبیب نے کہا کہ اے امیرالمومنین آپ کو جو وصیت کرنی ہو کیجیے -

کنز العمال[۳] مین ابو مجلز سے مروی ہے کہ حضرت عمر نے لوگون سے دریافت کیا کہ کہ میرے بعد تم کسکو خلیفہ کرنا چاہتے ہو - ایک شخص نے کہا زبیر بن العوام کو حضرت عمر بولے کہ کیا ایسے آدمی کو خلیفہ کروگے جو بخیل اور بد اخلاق آدمی ہے - پھر دوسرے شخص نے کہا کہ ہم طلحہ کو خلیفہ کرینگے حضرت عمر نے فرمایا کہ کیا ایسے آدمی کو خلیفہ

یا ابن عباس فقلت افعل فلما ذهبت استحیا منی فقال یا ابن عباس مکانك واللہ انی لراع لحقك محب لما سرك فقلت یا امیر المومنین ان لی علیك حقا وعلی کل مسلم فمن حفظه فحظه اصاب ومن اضاعه فحظه اخطاء ثم قام فمضی

[۱] قال ابو الفدا ثم دخلت سنة ثلاث و عشرین فیها طعن ابولؤلؤة فیروز عمر رضی اللہ عنه لست بقین من ذی الحجة

[۲] وفی الکامل لابن الاثیر ودعی له طبیب من بنی الحارث فسقاه نبیذا فخرج غیر متغیر فسقاه لبنا فخرج کذلك ایضا فقال له اعهد یا امیر المومنین

[۳] وروی فی کنز العمال عن ابی مجلز قال قال عمر من تستخلفون بعدی فقال رجل من القوم الزبیر بن العوام فقال اذا تستخلفونه شحیحا غلقا یعنی سیئ الاخلاق فقال رجل نستخلف طلحة بن عبید اللہ فقال کیف تستخلفون رجلا

کروگے جسنے رسول اللہ کی عطا فرمائی ہوئی زمین کو ایک یہودیہ کے یہان رہن کردیا۔
یہ سنکر ایک تیسرے شخص نے عرض کیا کہ ہم علی کو خلیفہ کرینگے حضرت عمر نے ارشاد فرمایا کہ
قسم ہے میری جان کی تم علی کو خلیفہ نکروگے اور بخدا اگر علی کو خلیفہ کروگے تو چاہے تم
ناخوش ہی کیون نہو وہ تم کو امر حق پر قائم کیے بغیر نہ رہینگے۔ یہ سنکر ولید بن عقبہ
بولا مین سمجھ گیا کہ آپ کے بعد خلیفہ کون ہوگا۔ حضرت عمر اُٹھ کر بیٹھ گئے اور
پوچھا کون؟ ولید نے کہا عثمان اور حذیفہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر سے (جب
وہ مدینے مین تھے) پوچھا گیا کہ آپ کے بعد کون شخص آپ کا خلیفہ ہوگا۔ اونھون نے
کہا کہ عثمان بن عفان۔

ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین کہ حضرت عمر نے امر امامت کو عثمان۔ علی
طلحہ۔ زبیر عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص مین منحصر کیا اور کہا کہ امر
امامت ان چھہ شخصون سے خارج نہو۔

اور تاریخ کامل مین ہے کہ پھر حضرت عمر نے صہیب سے ارشاد کیا کہ تین دن تک
لوگون کو نماز پڑھائے اور ان چھہ آدمیون کو (جنمین امر امامت منحصر کیا گیا ہے) ایک
مکان مین داخل کرکے اون کے سرون پر کھڑا ہو۔ پس اگر اونمین سے پانچ آدمی باہم
اتفاق کرین اور ایک شخص اختلاف کرے تو اوسکا سر اُڑا دے اور اگر چار شخص متفق ہون

کان اول شئ نحله رسول الله صلعم ارضا نحلها اياه فجعلها في رهن يهودية فقال رجل من القوم نستخلف عليا فقال انكم لعمري لا تستخلفونه والذي نفسي بيده لو استخلفتموه لاقامكم على الحق وان كرهتم فقال الوليد بن عقبة قد علمنا الخليفة من بعدك فقعد فقال من قال عثمان بن عفان الحديث وعن حذيفة قال قيل لعمر بن الخطاب (وهو بالمدينة) يا امير المؤمنين من الخليفة بعدك قال عثمان بن عفان ۱۲ وفي شرح الفقه الاكبر لملا علي القاري فقد روي ان عمر رضي الله عنه ترك امر الامامة بين ستة انفس عثمان وعلي وطلحة والزبير وعبد الرحمن بن عوف وسعد بن ابي وقاص وقال لا تخرج الامامة منهم ۱۲ وفي الكامل لابن الاثير وقال (اي عمر) لصهيب صل بالناس ثلاثة ايام وادخل هؤلاء الرهط بيتا وقم على رؤسهم فان اجتمع خمسة وابى واحد فاشدخ راسه بالسيف وان اتفق اربعة

وان اثنان فاضربوا رؤسهما وان رضي ثلاثة رجلا وثلاثة رجلا فحكموا عبد الله بن عمر فان لم يرضوا بحكم عبد الله بن عمر فكونوا مع الذين فيهم عبد الرحمن واقتلوا الباقين

اور دو آدمی انکار کرین تو اون دونون کے سر کاٹ لے اور اگر تین آدمی ایک
راے پر ہون اور تین ایک راے پر تو فیصلے کیلیے عبد اللہ بن عمر کو حکم قرار دینا چاہیے
اور اگر یہ لوگ عبد اللہ بن عمر کا حکم ہونا منظور نکرین تو جس گروہ مین عبد الرحمن ہون
اوسکو اختیار کر کے باقی اشخاص کو قتل کر دیا جائے۔

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ سلخ ذی الحجہ روز شنبہ کو حضرت عمر نے رحلت فرمائی۔
اور شرح فقہ اکبر ملا علی قاری مین ہے، کہ جب بعد وفات حضرت عمر اونکی ہدایت کے
موافق کمیٹی شورہ منعقد ہوئی تو ممبرون نے عبد الرحمن بن عوف کو اختیار دیا کہ وہ جسکو
چاہین خلیفہ منتخب کرین عبد الرحمن بن عوف نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر تین بار پوچھا
کہ اگر ہم تمکو ولی امر اور امام قرار دین تو تم کتاب خدا اور سنت رسول اور سیرت ابوبکر
وعمر پر عمل کروگے؟ حضرت علی نے جواب دیا کہ قرآن اور سنت رسول پر تو عمل کرونگا
لیکن سیرت شیخین کے اتباع کا پابند نہ ہون گا بلکہ اپنے اجتہاد کو کام مین لاؤن گا۔
یہ سُنکر عبد الرحمن نے تین مرتبہ حضرت عثمان سے پوچھا کہ اگر ہم تم کو امام مقرر کرین تو تم
کتاب اللہ اور سنت رسول اور سیرت شیخین پر عمل کروگے؟ حضرت عثمان نے کہا
کہ ہان ضرور عمل کرونگا پس اولاً عبد الرحمن بن عوف نے حضرت عثمان کی بیعت کی۔
اونکے بعد اور لوگون نے۔

قال ابو الفدا توفي عمر (رض) يوم السبت سلخ ذي الحجة وفي شرح الفقه الاكبر لملا علي القاري قال فجعلوا الاختيار الى عبد الرحمن بن عوف ورضوا بحكمه فاخذ عبد الرحمن بيد علي وقال ابايعك ان تحكم بكتاب الله وسنة رسوله وسيرة الشيخين فقال علي احكم بكتاب الله وسنة رسوله واجتهد رأيي ثم قال لعثمان مثل ذلك فاجابه وعرض عليهم ثلاث مرات وكان علي يجيب بجوابه الاول وعثمان يجيبه الى ما دعاه ثم بايع (عبد الرحمن) عثمان ثم بايعه الناس

تاریخ کامل[1] اور تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ حضرت علی نے (حاضرین سے مخاطب ہوکر) فرمایا کہ آج یہ پہلا دن نہین ہے کہ تم لوگون نے ملکر ہم پر غلبہ حاصل کیا۔ خیر صبر بہتر ہے۔ اے عبد الرحمن خدا کی قسم تمنے عثمان کی بیعت اسی لئے کی ہے کہ امر امامت تمھاری جانب پھر جائے۔ عبد الرحمن بن عوف بولے کہ اے علی تم اسکا کچھ خیال نکرو۔ حضرت علی یہ فرماتے ہوئے کہ سیبلغ الکتاب اجلہ وہان سے چلے آئے۔ مقداد نے کہا کہ اے عبد الرحمن افسوس ہے کہ تمنے علی کو ترک کیا حالانکہ واللہ وہ اون لوگون مین سے ہین جو حق کے ساتھ حکم اور عدل کرتے ہین۔

نیز تاریخ کامل[2] اور تاریخ ابن جریر طبری مین ہے کہ بعد ازان مقداد نے کہا کہ مین نے ایسا برتاو نہین دیکھا جیسا اہلبیت نبوت کیساتھ اونکے نبی کے بعد کیا گیا مجھے تعجب ہے کہ قریش نے ایسے شخص کو ترک کیا جس سے بڑھکر مین کسی کو اعلم جانتا ہون نہ اقضے بالعدل کہہ سکتا ہون۔ خدا کی قسم اگر مین ناصر و مددگار پاتا۔ مقداد اتنا ہی کہنے پائے تھے کہ عبد الرحمن نے کہا کہ اے مقداد خدا سے ڈرو مجھے خوف ہے کہ کہین تم پر فتنہ برپا نہو۔

اور مروج الذہب[3] مسعودی مین ہے کہ عمار نے مسجد نبوی مین کھڑے ہوکر کہا کہ اے گروہ قریش جبکہ تم امر خلافت کو اپنے نبی کے اہل بیت سے پھیر کر کبھی یہان لے گئے

[1] قال ابو الفدا وابن الاثیر الجزری فی تاریخهما فقال علی لیس هذا اول یوم تظاهرتم فیه علینا فصبر جمیل والله المستعان علی ما تصفون والله ما ولیت عثمان الا لیرد الامر الیک والله کل یوم هو فی شان۔ فقال عبد الرحمن یا علی لا تجعل علی نفسک سبیلا فخرج علی وهو یقول سیبلغ الکتاب اجله فقال المقداد یا عبد الرحمن اما والله لقد ترکته وانه من الذین یقضون بالحق وبه یعدلون

[2] وفی الکامل لابن الاثیر وتاریخ الکبیر لابن جریر قال المقداد ما رایت مثل ما اوتی الی اهل هذا البیت بعد نبیهم انی لاعجب من قریش انهم ترکوا رجلا ما اقول ولا اعلم ان رجلا اقضی بالعدل ولا اعلم منه اما والله لو اجد علیه اعوانا فقال عبد الرحمن یا مقداد اتق الله انی اخاف علیک الفتنة

[3] وقال المسعودی فی مروج الذهب وقام عمار فی المسجد فقال یا معشر قریش اما اذا صرفتم هذا الامر من اهل بیت نبیکم

اورکبھی وہان توہمکو اس بات سے بھی بیخوف نہونا چاہیے کہ خدا اوس امر کو تم سے
لیکر تمھارے غیر کو دیدے جیسا کہ تمنے اوسکو اوسکے اہل سے لیکر اوسکے غیر اہل کو دیدیا ہے
پھر مقداد نے کھڑے ہوکر کہا کہ رسول مقبول کے بعد جیسی ایذا اہلبیت رسالت
کو پہونچائی گئی ہے ایسی تو مین نے کبھی نہین دیکھی ۔ عبدالرحمن نے کہا کہ اے مقداد تم یہ کیا
کہہ رہے ہو ۔ مقداد بولے کیون نہ کہون کہ مین اہلبیت رسالت کو حب رسول کی وجہ
سے دوست رکھتا ہون اور بیشک حق انھین کیساتھ اور اونہین مین ہے ۔ اے
عبدالرحمن مین تعجب کرتا ہون قریش سے جنھین تم غلبہ دلانے کی کوشش کرتے ہو
اور جو اس بات پر مجتمع ہوئے ہین کہ رسول کی حجت اور عظمت کو آنحضرت کے بعد اونکے
اہلبیت سے چھین لین ۔ اے عبدالرحمن آگاہ ہو کہ اگر مین انصار و مددگار پاتا تو خدا
کی قسم قریش کے ساتھ اوسیطرح قتال کرتا جس طرح مین نے جنگ بدر مین کی ہے ۔
اور تاریخ ابن جریر مین ہے کہ عمار بن یاسر نے کہا کہ ایہا الناس خدای عزوجل نے
اپنے دین کے ساتھ ہمکو عزت دی اور اپنے نبی کے سبب سے ہمکو بزرگی عطا فرمائی پس تم
امر خلافت کو اپنے نبی کے اہلبیت سے کہان پھیر رہے ہو ۔
اور روضتہ الاحباب مین ہے کہ جب عبدالرحمن بن عوف حضرت عثمان کی بیعت
کر چکے اور حضار مجلس نے اس باب مین اون سے موافقت کی تو حضرت علی نے تعلل او تامل

فهنا مرة وههنا مرة
فما انا بامن ان ينزعه
الله فيضعه في غيركم
كما نزعتموه من اهله و
وضعتموه في غير اهله
وقام المقداد فقال
ما رأيت مثل ما اوذي
به اهل هذا البيت
بعد نبيهم فقال له
عبد الرحمن بن عوف
وما انت وذاك يا مقداد
فقال اني والله لاحبهم
لحب رسول الله صلعم
وان الحق معهم وفيهم
يا عبد الرحمن اعجب من
قريش وانت تطولهم
على الناس اهل هذا البيت
قد اجتمعوا على نزع سلطان
رسول الله صلعم بعده
من ايديهم اما وايم الله
يا عبد الرحمن لو
اجد على قريش انصارا
لقاتلتهم كقتالي اياهم
مع رسول الله صلعم
يوم بدر ۱۲ وفي تاريخ
ابن جرير قال عمار
ايها الناس ان الله عزوجل
اكرمنا بنبيه واعزنا
بدينه فانى تصرفون
هذا الامر عن اهل بيت
نبيكم ۱۲ و در روضة الاحباب
مذکور است که چون عبدالرحمن
بن عوف با امیر المومنین
عثمان بیعت نمود حضار
مجلس با او درین ام
موافقت کردند علی
المرتضی تامل و تعلل ورزید و

فرماکر ارشاد کیا کہ ایہا الناس مین تمکو قسم دیکر پوچھتا ہون کہ کیا اصحاب رسول مین
میرے سوا کوئی ایک بھی ایسا ہے جسکو آنحضرت نے موقع مواخاۃ پر اپنا بھائی قرار دیکر
اوس سے کہا ہو کہ تم میرے بھائی ہو دنیا اور آخرت مین ؟ حضار مجلس بولے کہ کوئی نہین
حضرت علی نے فرمایا کہ کیا میرے سوا کوئی تم مین ایسا ہے جسکی شان مین رسول مقبول نے
فرمایا ہو کہ جسکا مین مولا ہون اوسکا مولا یہ بھی ہے ؟ سب نے کہا کہ ہرگز نہین حضرت
علی نے کہا کہ کیا میرے سوا کوئی تم مین ایسا ہے جس سے پیغمبر خدا نے فرمایا ہو کہ تم میرے
لئے اوسی منزلت پر ہو جس منزلت پر موسے کیلیے ہارون تھے ؟ صحابہ حضار نے کہا
کہ نہین حضرت علی نے کہا کہ کیا میرے سوا تم مین کوئی ایسا ہے جسکو جناب رسالتمآب نے
تبلیغ سورۂ براۃ پر مقرر و موتمن فرماکر یہ ارشاد کیا ہو کہ امر رسالت کو سوا میرے یا ایسے
شخص کے جو میری عترت سے ہو کوئی ادا نہین کر سکتا ؟ سب بولے کہ کوئی نہین حضرت علی
نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ سید البشر و شفیع روز محشر نے اکثر سریوئین جملہ مہاجرین اور انصار
پر مجھے امیر کرکے بھیجا اور اونکو میری متابعت کا حکم دیا اور مجھپر کبھی کسی کو امیر نہین کیا؟
حاضرین بولے کہ بیشک ایسا ہی ہے حضرت علی نے کہا تم واقف ہو کہ سید المرسلین
و مستجمع علم اولین و آخرین نے میرے علم کے اعلام کو بلند فرماکر یہ ارشاد فرمایا ہے کہ
انا مدینۃ العلم و علی بابہا سب نے کہا کہ بیشک ہم جانتے ہین۔

حضرت علی نے کہا کہ اصحاب رسول نے اکثر آنحضرت کو میدان جنگ کے خطرناک مقام
مین درمیان اعدا چھوڑ کر راہ فرار اختیار کی ہے مگر مین نے کبھی کسی خوفناک معرکے مین
آنحضرت سے تخلف نہین کیا اور اپنی جان کو آنحضرت کی جان عزیز و جسم مقدس پر فدا کرنے
کے لئے موجود رہا۔ سب نے کہا کہ درحقیقت ایسا ہی ہے حضرت علی نے فرمایا تم جانتے ہو
کہ جسنے سب سے پہلے دائرۂ ایمان و اسلام مین قدم رکھا مین ہون؟ لوگون نے کہا کہ ہان
ہم جانتے ہین۔ پھر حضرت علی نے پوچھا کہ ہم سب مین کون شخص از روے نسب کے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قریب تر ہے؟ سب نے متفق اللفظ عرض کیا کہ
بیشک رسول کیساتھ تمھارا مرتبۂ اقربیت و قرابت ہر طرح ثابت و مسلم و راسخ و محکم ہے۔
حضرت علی یہ تقریر کر رہے تھے کہ عبد الرحمن بن عوف نے کہا اے ابو الحسن جن فضائل
کو تمنے گنایا اور بیان کیا اون کے اقرار و اعتراف سے کسی کو انکار نہین ہو سکتا مگر چونکہ
اب اکثر لوگون نے عثمان کی بیعت کی ہے لہذا متوقع ہون کہ تم بھی اون سب کے ساتھ
موافقت کروگے حضرت علی نے جواب دیا کہ واللہ تم خوب جانتے ہو کہ مستحق خلافت
کون شخص ہے لیکن افسوس ہے کہ جان بوجھ کر اوس سے اعراض کرتے ہو۔
اور تاریخ ابن جریر مین ہے کہ پھر حضرت علی نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی اتقوا اللہ
الذی تسآءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا یعنے

اوس خدا سے ڈرو جس کے ذریعہ سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو ۔ نیز خوف کرو
قطع رحم سے ۔ بیشک خدا تمھارے افعال کا نگران ہے ۔

تاریخ ابو[1] الفدا مین ہے کہ حضرت عثمان کی بیعت خلافت ۲ محرم ۲۴ھ کو ہوئی
اون کے والد کا نام عفان ۔ دادا کا نام ابی العاص اور پردادا کا نام امیہ تھا ۔

اور استیعاب[2] ابن عبد البر مین ہے کہ جب حضرت عثمان خلیفہ ہوے تو ابو سفیان
اون کے پاس آ کر کہنے لگے کہ بنی تیم اور بنی عدی کے بعد اب خلافت تم کو پہونچی ہے
تو اسکو گیند کی طرح جدھر چاہو پھراؤ اور بنی امیہ کے ذریعہ سے اسکی بنیادون کو مضبوط
کرو کیونکہ یہ سلطنت ہے رہ گیا جنت اور دوزخ کا قصہ اسکو مین کچھ سمجھتا ہی نہین ۔

نیز کتاب مذکور مین ہے کہ حضرت عثمان متوسط القامت اور خوبرو تھے ۔

اور تاریخ الخمیس و[3] ریاض النضرہ مین ہے کہ اونکا رنگ گندمی تھا ۔ ڈاڑھی لمبی
اور گھنی تھی اور بالونکی کثرت اور ڈاڑھی کی مشابہت سے حضرت عثمان کو اون کے
مخالفین نعثل کہا کرتے تھے کیونکہ نعثل ایک لمبی ڈاڑھی والے آدمی کا نام تھا ۔

تاریخ مروج الذہب[4] مین ہے کہ حضرت عثمان کے آٹھ بیٹے تھے ۔ عبد اللہ ۔ عمرو ۔
ابان ۔ خالد ۔ سعید ۔ ولید ۔ مغیرہ اور عبد الملک ۔

تاریخ الخلفا[5] سیوطی مین ہے کہ حضرت عثمان پہلے وہ شخص ہین جنھون نے نماز جمعہ

[1] قال ابو الفداء في تاريخه بويع عثمان لثلاث مضين من المحرم سنة اربع وعشرين وهو عثمان بن عفان بن ابي العاص بن امية

[2] وفي الاستيعاب لابن عبد البر قال ان ابا سفيان دخل على عثمان حين صارت الخلافة اليه فقال قد صارت اليك بعد تيم وعدي فادرها كالكرة واجعل اوتادها بني امية فانما هو الملك ولا ادري ما جنة ولا نار وفيه ايضا قال كان عثمان رجلا ربعة ليس بالطويل ولا بالقصير حسن الوجه

[3] وقال في الخميس ورياض النضرة انه كان عظيم اللحية طويلها اسمر اللون كثير الشعر ولكثرة شعره ولحيته كان اعداؤه يسمونه نعثلا والنعثل اسم رجل طويل اللحية

[4] قال المسعودي في مروج الذهب وكان له من الولد الذكور عبد الله وعمرو وابان وخالد وسعيد والوليد والمغيرة وعبد الملك

[5] وفي تاريخ الخلفاء للسيوطي انه اول من زاد الاذان الاول في الجمعة عثمان رضي الله عنه

کیلئے اذان اول کی زیادتی فرمائی۔

اور کتاب الوسائل[۵] فی معرفۃ الاوائل سیوطی مین ہے کہ حضرت عثمان پہلے وہ شخص ہین جنھون نے عید مین نماز پر خطبے کو مقدم کیا۔

اور تاریخ الخلفاء[۲] مین ہے کہ حضرت عثمان اون صحابہ مین سے ہین جنھون نے قرآن کو جمع کیا اور اون سے رسول اللہ کی ایک سو چھیالیس حدیثین مروی ہین۔

علامہ مسعودی تاریخ مروج الذہب[۳] مین لکھتے ہین کہ جب حضرت عثمان خلیفہ ہوئے تو اون کے چچا حکم بن العاص اور مروان بن الحکم طرید رسول اللہ مع دیگر بنی امیہ کے حضرت عثمان کے پاس آکر مجتمع ہوگئے اور مروان وہی راندۂ درگاہ نبوی تھا۔ جسکو رسول اللہ نے مدینہ منورہ سے نکلوا دیا تھا اور مدینے کے قرب وجوار مین آنے کی ممانعت فرمائی تھی۔ نیز جو عمال حضرت عثمان نے مقرر کئے اون مین حضرت عثمان کا اخیافی بھائی ولید بن عقبہ بھی تھا جس کے جہنمی ہونے کی خبر جناب رسول خدا نے دی تھی۔ ولید بن عقبہ تمام رات اپنے مصاحبین اور ارباب نشاط کے ساتھ شراب نوشی مین مشغول رہتا تھا اور جب موذن نماز کیلیے ولید کو خبردار کرتے تھے تو وہ اوسی طرح مخمور مسجد مین جا کر لوگون کو نماز صبح پڑھاتا تھا۔ اور بجائے دو رکعت کے چار رکعت پڑھا کے کہتا تھا کہ اگر کہو تو رکعتون کو اور زیادہ کردون۔ یہ بھی کہا جاتا ہے

۱؎ وفی آلکتاب الوسائل فی معرفۃ الاوائل للسیوطی وھو اول من قدم الخطبۃ فی العید علی الصلوۃ

۲؎ قال السیوطی فی تاریخ الخلفاء وھو احد الصحابۃ الذین جمع القرآن (قال) وروی لہ مائۃ حدیث وستۃ واربعون حدیثا

۳؎ قال المسعودی فی مروج الذہب قدم علی عثمان عمہ الحکم بن ابی العاص ومروان وغیرھما من بنی امیۃ ومروان ھو طرید رسول اللہ صلعم الذی غربہ عن المدینۃ ونفاہ عن جوارہ (قال المسعودی) وکان عمال عثمان الجماعۃ منھم الولید بن عقبۃ بن ابی معیط (اخو عثمان لامہ) علی الکوفۃ وھو ممن اخبر النبی صلعم انہ من اھل النار (قال المسعودی) ان الولید بن عقبۃ کان یشرب مع ندمائہ ومغنیہ من اول اللیل الی الصباح فلما اذنہ المؤذنون بالصلوۃ خرج منفصلا فی غلائلہ فتقدم الی المحراب فی صلوۃ الصبح فصلی بھم اربعا وقال تریدون ان ازیدکم وقیل انہ

کہ ولید مذکور جب سجدے مین جاتا تھا تو دیر تک پڑا رہتا تھا اور کہتا تھا کہ "
پی اور مجھے بھی پلا" چنانچہ ایک بار جو لوگ اوس کے پیچھے پہلی صف مین تھے
اون مین سے کسی نے کہا کہ ہم تجھپر تو تعجب نہین کرتے لیکن اوسپر متعجب ہین جس نے
تجھے ہمارا والی اور امیر کرکے یہان بھیجا ہے۔ جب ولید بن عقبہ کے فسق اور مداومت
شرابخواری کی خبر مشہور ہوئی تو مسلمانون کے ایک گروہ نے جس مین ابوجندب اور
ابوزینب بھی تھے مسجد سے آکر ولید پر ہجوم کیا۔ دیکھا کہ ولید تخت حکومت پر نشۂ شراب سے
بیہوش پڑا ہے لوگون نے اوسکو ہشیار کرنا چاہا جب وہ کسیطرح ہوش مین نہ آیا
تو اوسکی اونگلی سے انگشتری مُہر اوتار لی اور فوراً مدینے آکر حضرت عثمان سے ولید کی
شراب نوشی کا ماجرا بیان کیا حضرت عثمان نے ابوزینب اور ابوجندب سے پوچھا کہ
تمنے کیونکر جانا کہ ولید نے شراب پی۔ اونھون نے ولید کی شراب نوشی کے ثبوت مین
اوسکی انگشتری پیش کرکے کہا کہ وہ وہی شراب پیتا ہے جو ہم لوگ زمانہ جاہلیت مین
پیا کرتے تھے۔ حضرت عثمان نے اونکو ڈانٹا اور اونکے سینے پر دھکا دیکر فرمایا کہ میرے
پاس سے ہٹ جاؤ یہ سنکر وہ دونون اُلٹے پاؤن باہر نکل آئے۔

تاریخ کامل[1] مین ہے کہ ۲۵ھ مین اہل اسکندریہ نے اوس صلح کے خلاف نقض عہد
کیا جو پیشتر باہم قرار پا چکی تھی جب یہ خبر عمرو عاص حاکم مصر کو پہونچی تو وہ اونکی

قال فی سجوده وقد اطال اشرب واسقنی فقال بعض من کان خلفه فی الصف الاول والله لا نعجب الا ممن بعثک الینا والیا وعلینا امیرا (الی ان قال) فتظهر فسقه ومداومته شرب الخمر فهجم علیه جماعة من المسجد منهم ابوزینب بن عوف وابوجندب بن زهیر وغیرهما فوجدوه سکران مضطجعا علی سریره لا یعقل فایقظوه من رقدته فلم یستیقظ فانتزعوا خاتمه من یده وخرجوا من فورهم الی المدینة فاتوا عثمان بن عفان فشهدوا عنده علی الولید انه شرب الخمر فقال عثمان وما یدریکما انه شرب خمراً فقالا هی الخمر التی کنا نشربها فی الجاهلیة واخرجا خاتمه فدفعاه الیه فزجرهما ودفع فی صدورهما فقال تنحیا عنی فخرجا

[1] قال ابن الاثیر الجزری فی الکامل ثم دخلت سنة خمس وعشرین وفی هذه السنة خالف اهل اسکندریة ونقضوا صلحهم (الی ان قال) فلما بلغ الخبر الی عمرو بن العاص

جانب روانہ ہوئے اور اُدھر سے مخالفین مقابلے کو نکلے دونون فریق مین جنگ شدید ہوئی اور مخالفین نے شکست پائی۔

اور تاریخ ابوالفدا[۱] مین ہے کہ ۲۶ھ مین حضرت عثمان نے عمرو بن عاص کو حکومت مصر سے معزول کرکے اوسکی جگہ اپنے رضاعی بھائی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو حاکم مقرر کیا۔ اور یہ وہی شخص ہے جسکا قتل رسول مقبول نے بروز فتح مکہ مباح کردیا تھا۔ اور تاریخ کامل[۲] مین ہے کہ اسی سال حضرت عثمان نے لوگون کے ساتھ حج کعبہ ادا فرمایا۔

اور مسند ابوداؤد[۳] طیالسی مین مروان بن الحکم سے مروی ہے کہ مین نے (حج کے موقع پر) عثمان اور علی کو دیکھا۔ عثمان لوگون کو متعۃ الحج سے منع کررہے تھے۔ جب یہ حال علی نے مشاہدہ کیا تو حج اور عمرہ کی تہلیل ایک ساتھ ادا کی اور فرمایا لبیک بحجۃ وعمرۃ معاً۔ حضرت عثمان نے کہا کہ مین لوگون کو جس بات سے منع کرتا ہون تم وہی کرتے ہو۔ علی نے جواب دیا کہ مین کسی کے کہنے سے سنت رسول اللہ کو ترک نکرونگا۔ (یہ حدیث صحیح بخاری مین بھی ہے۔)

مورخ[۴] ابوالفدا لکھتا ہے کہ اسی سال حضرت عثمان کے زمانہ خلافت مین افریقیہ فتح ہوا پھر ۲۷ھ کے ختم ہونے پر ۲۸ھ مین معاویہ نے حضرت عثمان کی اجازت سے

سار الیهم وسار الروم الیه فالتقوا واقتتلوا قتالا شدیدا ثم انهزم الروم

۱ وقال ابوالفدا ثم دخلت سنة ست وعشرین فیها عزل عثمان عمرو بن العاص عن مصر وولاها عبد الله بن سعد بن ابی سرح وکان اخا عثمان من الرضاعة وکان رسول الله صلعم قد اهدر دمه یوم الفتح

۲ وفی الکامل قال حج بالناس فی هذه السنة عثمان

۳ واخرج ابوداؤد الطیالسی عن مروان بن الحکم قال شهدت عثمان وعلیا وعثمان ینهی عن المتعة وان یجمع بینهما فلما رأی ذلک علی اهل بهما جمیعا فقال لبیک بحجة وعمرة معا فقال عثمان ترانی انهی الناس عن شئ وانت تفعله قال ما کنت لادع سنة النبی صلعم بقول احد وهکذا فی صحیح البخاری

۴ قال ابوالفدا وفی ایام عثمان فتحت افریقیة ثم دخلت سنة سبع وعشرین وسنة ثمان وعشرین (الی ان قال) وفیها استاذن معاویة عثمان

جنگ بحر کیلئے قبرس کیجانب لشکر بھیجا اور اسی غرض سے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح بھی مصر سے روانہ ہوا پس بعد مقاتلہ مخالفین نے جزیہ پر صلح کر لی۔ اور ۲۹ھ مین حضرت عثمان نے ابو موسیٰ اشعری کو حکومت بصرہ سے معزول کر کے اونکی جگہ اپنے ماموں زاد بھائی عبداللہ بن عامر کو مقرر کیا۔

تاریخ کامل مین ہے کہ ۳۰ھ مین ابو ذر غفاری کا واقعہ پیش آیا اور تاریخ ابن واضح کاتب یعقوبی مین ہے کہ لوگون نے حضرت عثمان کو اطلاع دی کہ ابو ذر غفاری مسجد نبوی مین بیٹھکر آپ پر طعن کیا کرتے ہین نیز اونھون نے باب مسجد پر توقف کر کے یہ تقریر کی ہے کہ "ایہا الناس جو شخص مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے اور جو نہ جانتا ہو وہ جانے کہ مین ابو ذر غفاری ہون۔ میرا ہی نام جندب بن جنادہ ربذی ہے اللہ تعالیٰ نے آدم اور نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو اہل عالم پر برگزیدہ کیا ہے اور جناب محمد مصطفی علم حضرت آدم اور اون تمام فضائل کے وارث ہین جنسے انبیا کو فضیلت حاصل ہوئی ہے اور علی ابن ابیطالب رسول مقبول کے وصی اور وارث علم ہین لے امت حیران اگر تم اپنے نبی کے بعد اوسکو مقدم کرتے جسکو خدا نے مقدم کیا ہے اور اوسکو مؤخر کرتے جسکو خدا نے مؤخر کیا ہے اور حکومت و وراثت کو اپنے نبی کے اہلبیت مین قرار دیتے تو تمکو تمھارے

فی غزو البحر فاذن له فسیر معاویة الی قبرس جیشا وسار الیها ایضا عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح من مصر فاجتمعوا علیها وقاتلوا اهلها ثم صولحوا علی جزیة (الی ان قال) ثم دخلت سنة تسع و عشرین فیها عزل عثمان اباموسی الاشعری عن البصرة وولی ابن خاله عبداللہ بن عامر ۱۲ قال ابن الاثیر فی الکامل وفی سنة ثلاثین کان ما ذکر فی ابی ذر ۱۲ وفی تاریخ ابن واضح قال بلغ عثمان ان اباذر یقعد فی مسجد رسول اللہ ویجتمع الیه الناس فیحدث بما فیه الطعن علیه وانه وقف بباب المسجد فقال ایها الناس من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا ابوذر الغفاری انا جندب بن جنادة الربذی ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحا وآل ابراهیم وآل عمران علی العالمین (الی ان قال) ومحمد وارث علم آدم وما فضلت به النبیون و علی بن ابیطالب وصی محمد ووارث علمه ایتها الامة المتحیرة بعد نبیها اما لو قدمتم من قدم اللہ و اخرتم من اخر اللہ واقررتم الولایة والوراثة فی اهل بیت نبیکم

سرون کے اوپر اور قدمون کے نیچے سے بیشمار نعمتین حاصل ہوتین اور کوئی خدا کا دوست فقیر و محتاج نہوتا اور کوئی حصۂ فرائض خدا کا بیکار نہ جاتا اور کبھی دو شخص حکم خدا مین اس وجہ سے اختلاف نہ کرتے کہ اوس حکم کا علم اپنے نبی کے اہلبیت کے پاس مطابق کتاب خدا و سنت رسول موجود پاتے لیکن جبکہ تمنے کیا جو کچھ کیا تو اب اپنے کردار کے وبال کا مزہ چکھو اور قریب ہے کہ جن لوگون نے ظلم کیا وہ جان لینگے کہ اونکی جاے بازگشت کسطرف ہے" نیز تاریخ مذکورین ہے کہ حضرت عثمان کو یہ خبر بھی پہونچائی گئی کہ اونھون نے سنت رسول اور سنت ابوبکر و عمر مین جو تغیر و تبدل کیا ہے ابوذر اوسکا شکایت آمیز ذکر لوگون سے کیا کرتے ہین - ان اخبار کو سنکر حضرت عثمان نے ابوذر کو شام مین معاویہ کے پاس بھیجدیا -

اور تاریخ مروج الذہب مین ہے کہ جب حضرت عثمان نے ابوذر کو شام مین معاویہ کے پاس بھیجدیا تو معاویہ نے حضرت عثمان کو لکھا کہ ابوذر کے یہان اکثر لوگ جمع ہوتے ہین اور مجھے اندیشہ ہے کہ ابوذر ان لوگون کو آپکی مخالفت پر برانگیختہ کرینگے لہذا اگر آپکو قوم کا انقیاد مطلوب ہو تو ابوذر کو وہین بلا لیجیے - حضرت عثمان نے معاویہ کو لکھا کہ بہتر ہے ابوذر کو یہان پہونچادے معاویہ نے حضرت ابوذر کو ایک ایسے اونٹ پر سوار کرکے روانہ کیا جسکا پالان بالکل کھرا اور تکلیف دہ تھا -

لاكلتم من فوق رؤسكم ومن تحت اقدامكم ولما عال ولي الله ولا طاش سهم من فرائض الله ولا اختلف اثنان في حكم الله الا وجدتم علم ذلك عندهم من كتاب الله وسنة نبيه فاما اذ فعلتم ما فعلتم فذوقوا وبال امركم وسيعلم الذين ظلموا اي منقلب ينقلبون - وبلغ عثمان ان اباذر يقع فيه ويذكر ما غير وبدل من سنن رسول الله وسنن ابي بكر وعمر فسيره الى الشام الى معاوية ۔ قال المسعودي في مروج الذهب وكتب معاوية الى عثمان ان اباذر تجتمع اليه الجموع ولا آمن ان يفسدهم عليك فان كان لك في القوم حاجة فاحمله اليك فكتب اليه عثمان بحمله فحمله على بعير عليه قتب يابس۔

تاریخ ابن واضح مین ہے کہ حضرت ابوذر مدینے مین اس حالت سے پہونچے کہ اونکی دونون رانون کا گوشت نکل گیا تھا۔ جب ابوذر حضرت عثمان کے دربار مین حاضر کیے گئے تو حضرت عثمان نے اونسے کہا کہ مجھے اطلاع دی گئی ہو کہ تنے لوگون سے رسول اللہ کی یہ حدیث بیان کی ہے کہ جسوقت بنی اُمیہ کے مردونکی تعداد تیس پوری ہو گی اوسوقت وہ خدا کے بلاد کو مال غنیمت اور خدا کے بندون کو لونڈی غلام سمجھین گے اور خدا کے دین کو مکاری کے طور پر اختیار کرینگے؟ ابوذر نے جواب دیا کہ ہان مین نے رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوے سنا ہی حضرت عثمان نے حضار دربار سے پوچھا کہ آیا تمنے رسول اللہ کو یہ کہتے ہوے سنا ہے؟ اسکے بعد حضرت علی کو بلا کر اونسے دریافت کیا کہ اے ابوالحسن تم اس حدیث کی تصدیق کرتے ہو حضرت علی نے فرمایا کہ ہان حضرت عثمان نے کہا کہ اسکی شہادت کیا ہے حضرت علی نے کہا کہ رسول اللہ کا یہ قول کہ "زیر فلک اور بالاے زمین ایسا کوئی ذی نطق نہین ہے جو ابوذر سے زیادہ صادق القول اور حق گو ہو" اس واقعہ کے بعد حضرت ابوذر چند ہی روز مدینے مین رہنے پائے تھے کہ حضرت عثمان نے اون سے کہلا بھیجا کہ خدا کی قسم تم مدینے سے نکال دیے جاؤ گے۔ اونہون نے کہا کہ کیا تم مجھے حرم رسول اللہ سے خارج کرو گے حضرت عثمان نے جواب دیا کہ ہان۔ ابوذر نے دریافت کیا

؎ قال ابن واضح فی تاریخه فقدم به المدينة وقد ذهب لحم فخذيه فلما دخل اليه وعنده جماعة قال بلغني انك تقول سمعت رسول الله يقول اذا كملت بنو امية ثلثين رجلا اتخذوا بلاد الله دولا وعباد الله خولا ودين الله دغلا فقال نعم سمعت رسول الله يقول ذلك فقال لهم اسمعتم رسول الله يقول ذلك فبعث الى علي بن ابيطالب فاتاه فقال يا ابا الحسن اسمعت رسول الله يقول ما حكاه ابوذر وقص عليه الخبر فقال علي نعم قال وكيف تشهد قال بقول رسول الله ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء ذا لهجة اصدق من ابي ذر فلم يقيم بالمدينة الا اياما حتى ارسل اليه عثمان فقال والله لتخرجن عنها قال اتخرجني من حرم رسول الله قال نعم

کہ کیا مجھے مکے بھیجو گے۔ کہا نہین ۔ پوچھا بصرے بھیجو گے۔ کہا نہین ۔ پوچھا کوفے
بھیجو گے۔ کہا نہین بلکہ تم کو ربذہ بھیجو نگا جہان سے آئے ہو۔ حتی کہ وہین پڑے پڑے
مرجاؤ گے۔ پھر مروان کو ابوذر کے نکالنے کا حکم دیا اور تاکید کی کہ کوئی شخص اونکے
قریب نہ آئے اور اون سے کلام نہ کرے۔ پس مروان نے ابوذر اور اونکی لڑکی کو
ایک اونٹ پر سوار کرکے مدینے سے باہر کیا۔

تاریخ مروج الذہب[1] مین ہے کہ جب ابوذر بحالت گدائی مروان کی سپردگی
مین مدینے سے نکالے گئے تو اونکے پاس حضرت علی مع فرزندان والا دودمان
عقیل و عبداللہ بن جعفر و عمار بن یاسر تشریف لائے۔ مروان نے اونکو روکا اور کہا
کہ اے علی اگر تم ناواقف ہو تو مین واقف کرتا ہون کہ امیرالمومنین عثمان نے لوگون کو
ابوذر کی مصاحبت اور مشایعت سے منع کیا ہے۔ یہ سنکر حضرت علی نے مروان کی سواری
کے جانور کو ایک چابک رسید کیا اور مروان سے کہا کہ دور ہو۔ خدائے قہار تجھے نار جہنم
کیطرف لیجائے پھر حضرت علی ابوذر کیساتھ ہولئے اور جسوقت اونکو وداع کرکے
لوٹے تو اونھون نے رو کر کہا کہ اے اہلبیت نبوت خدا تمپر رحمت کاملہ نازل فرمائے
اے ابوالحسن جب مین تمکو اور تمہارے فرزندون کو دیکھتا ہون تو مجھے جناب رسول صلعم
یاد آجاتے ہین ۔ الغرض مروان ابوذر کو نکالکر واپس آیا تو اوس نے

فسال فالی مکۃ قال لا قال فالی البصرۃ قال لا قال فالی الکوفۃ قال لا ولکن الی الربذۃ التی خرجت منها حتی تموت بها یا مروان اخرجہ ولا تدع احدا یکلمہ حتی یخرج فاخرجہ علی جمل ومعہ ابنتہ
[1] وفی مروج الذہب للمسعودی فلما طلع عن المدینۃ ومروان یسیرہ عنها اذ طلع علیہ علی بن ابی طالب ومعہ ابناہ وعقیل اخوہ وعبداللہ بن جعفر وعمار بن یاسر فاعترض مروان فقال یا علی ان امیرالمومنین قد نہی الناس ان یصحبوا اباذر فی مسیرہ ویشیعوہ فان کنت لم تدر بذلک فقد اعلمتک فحمل علیہ علی بن ابی طالب بالسوط بین اذنی راحلتہ وقال تنح نحاک اللہ الی النار ومضی مع ابی ذر فشیعہ ثم ودعہ وانصرف فلما اراد علی الانصراف بکی ابوذر وقال رحمکم اللہ اہل البیت اذا رایتک یا ابا الحسن وولدک ذکرت بکم رسول اللہ صلعم

حضرت عثمان سے حضرت علی کی شکایت کی حضرت عثمان نے کہا کہ اے گروہ مسلمین
کون شخص علی کیجانب سے اسکے متعلق معذرت کریگا کہ اونھون نے مروان کو میرے
حکم سے باز رکھا اور ایسا برتاؤ کیا جیسا مروان بیان کرتا ہے قسم خدا کی مین بھی علی
کیساتھ وہی کرونگا جسکے وہ مستحق ہین۔ جب حضرت علی ابوذر کو وداع کرکے مکان
واپس آئے تو لوگون نے اونسے کہا کہ امیر المومنین تمپر غضبناک ہین کہ تمنے ابوذر کی
مشائعت کی حضرت علی نے کہا کہ اونکا غضبناک ہونا ،،غضب الخیل علی اللجم کا
مصداق ہے جب شب کو حضرت علی اور حضرت عثمان سے ملاقات ہوئی تو حضرت
عثمان نے اون سے کہا کہ تمنے کسوجہ سے مروان کو شکایت کا موقع دیا۔ اور اس بات
کی جرأت کی کہ میرے قاصد اور حکم کو روکا؟ حضرت علی نے کہا کہ جب مروان نے
میرے روکنے کا ارادہ کیا تو مین نے بھی اوسکو اوسکے ارادے سے روکا تمھارے
حکم کو نہین روکا۔ حضرت عثمان نے کہا کہ کیا تمھین یہ خبر نہ تھی کہ مین نے لوگون کو
ابوذر کی ملاقات اور مشایعت سے ممانعت کی ہے حضرت علی نے کہا کہ اگر تمھارا
حکم طاعت خدا اور امر حق کے خلاف ہو تو کیا مین اوسکا بھی اتباع کرون ؟
واللہ مین ایسا ہرگز نہ کرونگا حضرت عثمان نے کہا کہ تم نے مروان کے اونٹ کے
سر پر چابک مارا حضرت علی بولے کہ یہ میرا اونٹ موجود ہے اگر مروان چاہے

فشکا مروان الی عثمان ما فعل به علی بن ابی طالب فقال عثمان یا معشر المسلمین من یعذرنی من علی رد رسولی عما وجهته له وفعل کذا والله لنعطینه حقه فلما رجع علی استقبله الناس فقالوا ان امیر المؤمنین علیك غضبان لتشییعك اباذر فقال غضب الخیل علی اللجم فلما کان بالعشی جاء الی عثمان فقال له ما حملك علی ما صنعت بمروان واجترأت علی ورددت رسولی وامری قال اما مروان فانه استقبلنی یردنی فرددته عن ردی واما امرك فلم ارده قال عثمان اولم یبلغك انی قد نهیت الناس عن ابی ذر وعن تشییعه فقال علی او کلما امرتنا به من شیء یری طاعة الله والحق فی خلافه اتبعنا فیه امرك بالله لا نفعل قال عثمان ضربت بین اذنی راحلة مروان فقال اما راحلتی فهی تلك فان اراد ان یضربها

تو اِسکے سر پر بھی چابک لگائے لیکن دیکھو واللہ اگر مروان میری نسبت کوئی ثقیل
کلمہ زبان سے نکالیگا تو مین ویسا ہی کلمہ تمھاری نسبت استعمال کرونگا اور وہ جھوٹ
بھی نہوگا بلکہ حق ہوگا حضرت عثمان بولے کہ جب تم مروان کو بُرا کہوگے تو وہ بھی تمکو
بُرا کہے گا میرے نزدیک تم اوس سے افضل نہین ہو یہ سُنکر حضرت علی نے غیظ مین آکر
فرمایا کہ تم مجھسے ایسا کہتے ہو اور میرا مقابلہ مروان سے کرتے ہو۔ خدا کی قسم مین تم سے
افضل ہون اور میرے باپ تمھارے باپ سے افضل ہین اور میری مان تمھاری
مان سے افضل ہین۔ اس بات پر حضرت عثمان خشمگین اور لال ہوکر گھر کے اندر چلے گئے
اور حضرت علی واپس آئے دوسرے دن جب لوگ حضرت عثمان کے پاس جمع ہوئے
تو حضرت عثمان نے اون سے حضرت علی کی شکایت کی کہ میری عیب گیری کرتے ہین
اور میرے عیب گیرون یعنی ابوذر و عمار بن یاسر وغیرہما کے مددگار ہین۔

تاریخ ابو الفدا[1] مین ہے کہ ۳۱ھ مین یزدجرد بن شہریار بن پرویز جو فارس کا آخری
بادشاہ تھا فوت ہوا اور اسی سال معاویہ کے باپ ابوسفیان بھی مرے۔

اور تاریخ[2] کامل ابن اثیر مین ہے کہ ۳۲ھ مین حضرت ابوذر کا انتقال ہوا۔

مورخ[3] ابن واضح اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ جب سے حضرت ابوذر ربذہ بھیجے گئے مرتے وقت
تک وہین رہے اور جب وقت وفات قریب ہوا تو اونکی لڑکی نے کہا کہ اے باپ

كما ضربت راحلته فليفعل واما انا فوالله لئن شتمني لاشتمنك انت مثلها بما لا اكذب فيه ولا اقول الا حقا قال عثمان ولم لا يشتمك اذا شتمته فوالله ما انت عندي بافضل منه فغضب علي بن ابي طالب وقال الي تقول هذا القول وبمروان تعدلني فانا والله افضل منك وابي افضل من ابيك وامي افضل من امك الى ان قال فغضب عثمان واحمر وجهه فقام ودخل داره وانصرف علي الى ان قال فلما كان من الغد واجتمع الناس الى عثمان شكا اليهم عليا وقال انه يعيبني ويظاهر من يعيبني يريد بذلك اباذر وعمار بن ياسر وغيرهما

[1] قال ابو الفدا ثم دخلت سنة احدى وثلاثين في هذه السنة هلك يزدجرد بن شهريار بن برويز وهو آخر ملوك الفرس الى ان قال وفي هذه السنة مات ابوسفيان بن حرب بن امية ابو معاوية

[2] قال ابن الاثير الجزري في سنة اثنتين وثلاثين مات ابوذر

[3] قال ابن واضح في تاريخه فلم يزل ابوذر بالربذة حتى توفي ولما حضرته الوفاة قالت له ابنته

مین اس مقام مین اکیلی ہون اور ڈرتی ہون کہ تمھاری حفاظت درندون سے نکرسکونگی۔
ابوذر نے کہا کہ خوف نکر عنقریب چند مرد دیندار یہان آیا چاہتے ہین ذرا دیکھ تو کوئی ادہر
آرہا ہی؟ لڑکی نے کہا کہ نہین ۔ ابوذر بولے کہ ابھی شاید میرا وقت نہین آیا۔ تھوڑی دیر
کے بعد پھر پوچھا کہ کوئی دکھائی دیا۔ لڑکی نے کہا کہ ہان کچھ سوار آرہے ہین ابوذر نے
فرمایا اللہ اکبر خدا اور اوسکا رسول سچا ہے۔ اب میرا منہ قبلہ کیجانب پھیر دے اور جب
وہ سوار یہان پہونچین تو اون سے میرا سلام کہنا اور جسوقت وہ میری تجہیز اور دفن سے
فارغ ہون تو اونکے لئے یہ بکری ذبح کرانا اور اونھین میری جانب سے قسم دیکر
کہنا کہ بغیر کھانا کھائے ہوئے تم لوگ یہان سے نجاؤ۔ اتنا کہکر ابوذر راہی خلد برین
ہوئے اور جب وہ سوار وہان پہونچے تو لڑکی نے اونسے کہا کہ ابوذر صحابی رسول
کا انتقال ہوگیا ہے اور وہ بے گور وکفن پڑے ہین یہ سنکر وہ سوار جو تعداد
مین سات تھے سواریون سے اُتر پڑے اونمین حذیفہ بن الیمان صحابی رسول اور
اشتر بھی تھے۔ ابوذر پر وہ سب بہت روئے اور غسل وکفن دینے کے بعد نماز جنازہ
پڑھ کر اونکو دفن کیا۔ جب اس سے فارغ ہوے تو لڑکی نے کہا کہ میرے باپ نے
تم کو قسم دلائی ہے کہ بغیر کھانا کھائے یہان سے نجاؤ۔ اون لوگون نے بکری
ذبح کی اور کھانا کھانیکے بعد اوس لڑکی کو ساتھ لیکر مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوگئے

انی وحدی فی ھذا الموضع واخاف ان تغلبنی علیک السباع فقال کلا انہ سیحضرنی نفر مؤمنون فانظری اتری احدا فقالت ما اری احدا ثم قال ما حضر الوقت ثم قال انظری ھل تری احدا قال نعم اری رکبا مقبلین فقال اللہ اکبر صدق اللہ ورسولہ حولی وجھی الی القبلۃ فاذا حضر القوم فاقرئیھم منی السلام فاذا فرغوا من امری فاذبحی لھم ھذہ الشاۃ وقولی لھم اقسمت علیکم ان برحتم حتی تاکلوا ثم قضی علیہ فاتی القوم فقالت لھم جاریۃ ھذا ابو ذر صاحب رسول اللہ قد توفی فنزلوا وکانوا سبعۃ نفر فیھم حذیفۃ بن الیمان والاشتر فبکوا بکاء شدیدا وغسلوہ وکفنوہ وصلوا علیہ ودفنوہ ثم قالت لھم انہ یقسم علیکم الا تبرحوا حتی تاکلوا فذبحوا الشاۃ واکلوا ثم حملوا ابنتہ حتی ماروا بھا الی المدینۃ

تاریخ ابن واضح مین ہی کہ حضرت عثمان نے قرآن کو جمع و تالیف کیا اور اوسکی ترتیب اس طرح رکھی کہ بڑی سورتون کو بڑی سورتون کیساتھ اور چھوٹی سورتونکو چھوٹی سورتون کیساتھ مرتب کیا اور ہر طرف سے مصاحف طلب کرکے گرم پانی اور سرکے سے دھلوا ڈالا۔ اور بقول بعض اون سب کو جلوا دیا چنانچہ سوا مصحف ابن مسعود کے جو اونہین کے پاس کوفے مین تھا اور کوئی مصحف باقی نرہا عبداللہ بن عامر عامل کوفہ نے ابن مسعود سے اونکا مصحف مانگا تو اونھون نے دینے سے انکار کیا۔ یہ خبر پاکر حضرت عثمان نے عامل کوفہ کو لکھا کہ ابن مسعود کو گرفتار کرکے یہان بھیجدے۔ جب عبداللہ بن مسعود حاضر ہوکر مسجد مین داخل ہوئے تو حضرت عثمان خطبے مین مصروف تھے۔ ابن مسعود کو دیکھ کر کہنے لگے کہ حیوان زشت آگیا۔ ابن مسعود نے بھی اس کے جواب مین کچھ سخت کلامی کی حضرت عثمان کے حکم سے لوگون نے ابن مسعود کی ٹانگ پکڑ کر ایسا گھسیٹا کہ اونکی دو پسلیان ٹوٹ گئین۔

اور کتاب اسد الغابہ ابن اثیر مین ہی کہ اسی ۳۲ھ مین عبداللہ بن مسعود نے مدینے مین وفات پائی اور بقیع مین دفن ہوئے حضرت عثمان نے اونپر نماز پڑھی اور بعض روایتون مین ہے کہ عمار بن یاسر نے نماز پڑھی۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ زبیر نے اون پر نماز پڑھی اور اونکی وصیت کے موافق رات ہی کو اونھین

قال ابن واضح وجمع عثمان القرآن والفه وصیر الطوال مع الطوال والقصار مع القصار من السور وكتب فی جمع المصاحف من الآفاق حتى جمعت ثم سلقها بالماء الحار والخل وقيل احرقها فلم يبق مصحف الا فعل به ذلك خلا مصحف ابن مسعود وكان ابن مسعود بالكوفة فامتنع ان يدفع مصحفه الى عبد الله بن عامر (عامله) فكتب اليه عثمان ان اشخصه (الى ان قال) فدخل المسجد وعثمان يخطب فقال عثمان انه قد قدمت عليكم دابة سوء فكلم ابن مسعود بكلام غليظ فامر به عثمان فجر برجله حتى كسر له ضلعان

قال ابن الاثير فی اسد الغابة توفی ابن مسعود بالمدينة سنة اثنتين و ثلاثين ودفن بالبقيع وصلى عليه عثمان و قيل صلى عليه عمار بن ياسر و قيل صلى عليه الزبير ودفنه ليلا واوصى بذلك

دفن کردیا۔ حضرت عثمان کو اون کے دفن کی اطلاع نہین دی جس پر مورد عتاب ہوئے

یہی مضمون کتاب استیعاب ابن عبدالبر مین بھی ہے۔

اور تاریخ ابن واضح[۱] مین ہے کہ ابن مسعود حضرت عثمان سے رنجیدہ مدینے مین مقیم رہے حتیٰ کہ وہین اون کا انتقال ہوا اور عمار بن یاسر نے اون پر نماز پڑھی۔ حضرت عثمان سے یہ حال پوشیدہ رہا اتفاقاً اونھون نے قبر ابن مسعود کو دیکھکر پوچھا کہ یہ کس کی قبر ہے لوگون نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود کی۔ حضرت عثمان نے کہا کہ بغیر میری اطلاع کے اِن کو کیون دفن کیا گیا۔ سب نے بتایا کہ اون کی تجہیز و تکفین کے متولی عمار بن یاسر تھے جن سے ابن مسعود نے وصیت کی تھی کہ وہ کسی کو اطلاع نہ دین پھر بعد چند روز کے مقداد نے وفات پائی تو اون کی وصیت کے موافق عمار بن یاسر نے اون کی تجہیز و تکفین بھی کی اور حضرت عثمان کو اطلاع نہین دی جب حضرت عثمان کو معلوم ہوا تو وہ عمار سے بہت ناخوش ہوئے۔

تاریخ ابوالفدا[۲] مین ہے کہ ۳۳ھ میں کوفے کے مسلمانوں کی ایک جماعت کو حضرت عثمان کے اِس طرز عمل پر نکتہ چینی اور شکایت کا موقع ملا کہ اونھون نے اپنے خاندانی لوگوں کو جو کسی طرح حکومت کی قابلیت اور صلاحیت نہیں رکھتے تھے حاکم مقرر کیا ہے۔ چنانچہ حاکم کوفہ کے اطلاع دینے پر حضرت عثمان نے حکم دیا کہ جو لوگ ایسی نکتہ چینی

ولم یعلم عثمان رضی اللہ عنہ بدفنہ فعاتب الزبیر علی ذلک وکذا فی الاستیعاب لابن عبد البر ۱ھ و قال ابن واضح فی تاریخه اقام ابن مسعود مغاضبا لعثمان حتی توفی وصلی علیه عمار بن یاسر فستر امره فلما رای عثمان القبر فقال قبر من هذا فقیل قبر عبد الله بن مسعود قال فکیف دفن قبل ان اعلم فقالوا ولی امره عمار بن یاسر وذکر انه اوصی ان لا یخبره ولم یلبث المقداد الا یسیرا حتی مات فصلی علیه عمار و کان اوصی الیه ولم یوذن عثمان فاشتد غضب عثمان علی عمار

۲ قال ابو الفداء ثم دخلت سنة ثلاث وثلاثین فیها تکلم جماعة من اهل الکوفة فی حق عثمان بانه ولی جماعة من اهل بیته لا یصلحون للولایة فکتب سعید بن العاص والی الکوفة الی عثمان بذلک فامر عثمان ان یسیر الذین تکلموا

کرتے ہین اونکو معاویہ کے پاس شام مین بھیجدے۔ پس والی کوفہ نے اوس گروہ کو جسمین اشتر نخعی اور ثابت بن قیس اور کمیل بن زیاد اور زید بن صوحان اور صعصعہ بن صوحان اور جندب بن زہیر اور عروہ بن الجعد و عمرو بن الحمق بھی تھے معاویہ کے پاس بھیجدیا جب یہ اشخاص وہان پہونچے تو اون مین اور معاویہ مین ایسی بات بڑھی کہ یہ لوگ حملہ کرکے معاویہ پر ٹوٹ پڑے اور اونکی داڑھی پکڑلی۔ معاویہ نے یہ حال حضرت عثمان کو لکھا حضرت عثمان نے تحریر کیا کہ اون لوگون کو سعید بن العاص کے پاس بھیجدے چنانچہ وہ سب اونکے پاس بھیجدئے گئے وہان پہونچکر وہ حضرت عثمان کے حق مین اور زیادہ تیز زبانی کرنے لگے اور کوفے کے دیگر اشخاص بھی اونکے پاس جمع ہونے لگے۔

تاریخ خمیس[۱] مین ہے کہ اسی سال ۳۳ھ مین امام زین العابدین علی بن حسین پیدا ہوئے۔

تاریخ روضۃ[۲] المناظر مین ہی کہ ۳۴ھ مین حضرت عثمان نے فدک کی جائداد مروان بن الحکم کو عطا فرمائی۔ اور ابن عبد ربہ نے عقد[۳] الفرید مین لکھا ہی کہ جن باتون نے مسلمانون کے دلون مین حضرت عثمان کی جانب سے کینہ اور کدورت پیدا کردیا اون مین سے بعض یہ ہین کہ حضرت عثمان نے حکم بن العاص مردود بارگاہ نبوی کو پناہ دی حالانکہ اس شخص کو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے بھی اپنے عہد مین

فبلغ ذلک الی معاویۃ بالشام فارسلهم وفیهم الحارث بن مالک المعروف بالاشتر النخعی وثابت بن قیس النخعی وکمیل بن زیاد وزید بن صوحان العبدی واخوہ صعصعۃ و جندب بن زهیر وعروۃ بن الجعد وعمرو بن الحمق فقدموا علی معاویۃ وجری بینهم کلام کثیر فوثبوا واخذوا بلحیۃ معاویۃ فکتب بذلک الی عثمان فکتب الیہ عثمان ان تردهم الی سعید بن العاص فردهم الی سعید فاطلقوا السنتهم فی عثمان واجتمع الیهم اهل الکوفۃ

[۱] وفی الخمیس قال ولد علی بن الحسین بالمدینۃ سنۃ ثلاث وثلاثین من الهجرۃ

[۲] قال ابن شحنۃ فی روضۃ المناظر وفی سنۃ اربع وثلاثین اقطع عثمان بن عفان مروان بن الحکم فدک

[۳] وقال ابن عبد ربہ فی عقد الفرید ومما نقم الناس علی عثمان انه اوی طرید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحکم بن ابی العاص ولم تؤوہ ابوبکر و لا عمر

بناہ نہین دی تھی۔ اور ابوذر غفاری کو صحرائے ربذہ مین نظر بند کیا۔ نیز بازار مہزون
(جسے رسول مقبول نے مسلمانون پر صدقہ کیا تھا) حارث بن حکم برادر مروان کو بخشا
اور مروان کو فدک عطا کیا اور تاریخ ابوالفدا[1] مین ہے کہ جن باتون نے لوگونکو
حضرت عثمان پر برانگیختہ کیا وہ یہ ہین کہ اونھون نے حکم بن عاص
کو بُلا لیا جسے رسول اللہ نے مردود کرکے نکلوا دیا تھا اور حضرت ابوبکر
وحضرت عمر کے زمانے مین بھی وہ مردود رہا۔ نیز یہ کہ حضرت عثمان نے
مروان کو خمس غنائم افریقیہ عطا کیا جسکی آمدنی پانچ لاکھ دینار تھی اور اوسیکو
فدک بھی عنایت فرمایا۔

اور[2] تاریخ مروج الذہب مسعودی مین ہے کہ ۳۵ھ مین حضرت عثمان پر کثرت سے
طعن کی بوچھارین ہونے لگین اور جو ناپسندیدہ معاملات حضرت عثمان کی طرف
منسوب کئے جاتے تھے طشت از بام ہوئے از انجملہ وہ واقعہ نامرضیہ ہے جو حضرت عثمان
اور ابن مسعود مین پیش آیا جسکی وجہ سے بنی ہذیل منحرف ہوگئے اور وہ ذلیل کن اور تکلیف دہ
سلوک جو عمار بن یاسر سے کیا گیا اور وہ فعل ناشائستہ جو ولید بن عقبہ سے مسجد کوفہ مین
وقوع پذیر ہوا اور وہ ناگوار برتاؤ جو ابوذر کے ساتھ کیا گیا۔

اور[3] کتاب ملل ونحل شہرستانی مین ہے کہ منجملہ اونھین واقعات کے یہ بھی ہین کہ

وسیر اباذر الی الربذة (الی ان قال) وتصدق رسول الله صلعم بمهزون (موضع سوق المدينة) على المسلمين فاقطعها الحارث بن الحكم اخا مروان واقطع فدك مروان [1] ك

وقال ابو الفدا ومما نقم الناس عليه رده الحكم بن العاص طريد رسول الله وطريد ابي بكر وعمر ايضا واعطاؤه مروان بن الحكم خمس غنائم افريقية وهو خمس مائة الف دينار (الى ان قال) واقطع مروان بن الحكم فدك [2] ك

وقال المسعودي وفي سنة خمس وثلاثين كثر الطعن على عثمان رضي الله عنه وظهر عليه النكير لاشياء ذكروها منها ما كان بينه وبين عبد الله بن مسعود وانحراف هذيل عن عثمان بسبب ذلك ومن ذلك ما نال عمار بن ياسر من الفتق والضرب وانحراف بني مخزوم عن عثمان من اجله ومن ذلك فعل الوليد بن عقبة في مسجد الكوفة (الى ان قال) ومن ذلك ما فعل بابي ذر [3] ك

وفي الملل والنحل للشهرستاني

حضرت عثمان نے مروان کو اپنی لڑکی بیاہ دی اور خمس غنائم افریقیہ عطا فرمایا اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو جس کا قتل رسول مقبول نے مباح فرمایا تھا اپنے یہان پناہ دی اور مصر کا حاکم کردیا۔

اور عقد الفرید[1] مین ہے کہ جب حضرت عثمان سے اس قسم کے ناشدنی امور سرزد ہوئے تو لوگون نے عبدالرحمن بن عوف سے کہا کہ یہ سب تمھارا کیا کرایا ہے عبدالرحمن بولے کہ مین ایسا گمان نہ کرتا تھا لیکن اب خدا کو درمیان دیکر کہتا ہون کہ زندگی بھر عثمان سے بات نکرونگا۔

تاریخ ابن[2] جریر طبری مین ہے کہ ایک روز حضرت عثمان جبلہ بن عمرو ساعدی کیطرف سے ہوکر گذرے جو اپنے صحن خانہ مین مع ایک جماعت کے بیٹھا ہوا تھا اُسنے حضرت عثمان کو دیکھکر کہا کہ اے نعثل واللہ مین تجھے قتل کرونگا۔

مجمع[3] بحار الانوار اور نہایہ ابن اثیر مین ہی کہ مصر مین ایک لمبی ڈاڑھی والے آدمی کا نام نعثل تھا اوسکی تشبیہ سے حضرت عثمان کو اونکے دشمن نعثل کہتے تھے اور جب حضرت عائشہ حضرت عثمان سے ناخوش ہوکر مکہ معظمہ چلی گئین تو حضرت عثمان کی نسبت فرماتی تھین کہ قتل کرو اس نعثل کو خدا قتل کرے اس نعثل کو۔

مورخ[4] ابوالفدا لکھتا ہے کہ ۳۵ھ مین ایک گروہ ہزار یا سات سو آدمیون کا مصر سے

ومنها تزویجه مروان بن الحکم ابنته وتسلیمه خمس غنائم افریقیة (الی ان قال) ومنها العیاذة عبد الله بن سعد بن ابی سرح بعد ان اهدر النبی صلی الله علیه وسلم دمه وتولیته ایاه مصر

[1] وفی العقد الفرید قال فلما احدث عثمان ما احدث قیل لعبد الرحمن هذا عملك قال لما ظننت هذا فعلت ثم قال لله علی ان لا اکلمه ابدا

[2] وفی تاریخ ابن جریر قال مر عثمان علی جبلة بن عمرو الساعدی وهو بفناء داره ومعه جماعة فقال یا نعثل والله لاقتلنك

[3] وفی مجمع بحار الانوار للفتنی والنهایة لابن الاثیر کان اعداء عثمان یسمونه نعثلا تشبیها برجل طویل اللحیة فی مصر اسمه نعثل ومنه حدیث عائشة اقتلوا نعثلا قتل الله نعثلا یعنی عثمان وهذا کان منها لما غاضبته وذهبت الی مکة

[4] قال ابو الفداء فی سنة خمس وثلاثین قدم من مصر جمع قیل الف وقیل سبعمائة

اور ایسا ہی ایک گروہ کوفے سے اور ایک بصرے سے مدینے مین وارد ہوا۔ جب جمعہ کا
دن آیا تو حضرت عثمان نے مسجد مین تشریف لاکر نماز پڑھائی اور منبر پر جاکر متذکرۂ بالا گروہون
سے فرمایا کہ خدا جانتا ہے اور مدینے والے بھی واقف ہین کہ تم لوگون پر رسول اللہ
نے لعنت کی ہے۔ محمد بن مسلمہ نے کھڑے ہوکر اسکی گواہی دی۔ حضرت عثمان کی تقریر
سنکر وہ تینون گروہ اہل مسجد پر ٹوٹ پڑے اور سنگریزون کی بوچھار کرکے لوگون کو
مسجد سے نکال دیا نیز ایک سنگریزہ حضرت عثمان کو ایسا مارا کہ وہ بیہوش ہوکر منبر پر
گر پڑے اور لوگ اونکو اونکے گھر مین اوٹھا لیگئے۔

اور تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ بلوائیون کے وارد مدینہ ہونیکے بعد حضرت عثمان نے
تیس ۳۰ دن مسجد مین نماز پڑہی پھر اون لوگون نے حضرت عثمان کو مسجد مین نماز پڑھنے سے
روک دیا اور غافقی امیر جماعت مصر کو امام نماز مقرر کیا۔ مدینے والون نے گھر سے
نکلنا بند کردیا تھا اور حضرت عثمان چالیس دن تک اپنے گھر مین محصور رہے
بعد ازان اوس جماعت کی خواہش کے موافق حضرت علی نے حضرت عثمان سے کہا
کہ یہ لوگ چاہتے ہین کہ تم مروان کو عہدۂ کتابت سے اور عبداللہ بن ابی سرح کو
حکومت مصر سے معزول کرو۔ حضرت عثمان نے اس درخواست کو منظور کیا اور اونکے
منظور کرلینے پر حضرت علی نے بلوائیون کو اوسی وقت متفرق کردیا لیکن مروان نے

وكذلك من الكوفة جمع وكذلك من البصرة الى المدينة فلما (قال) قد خلوا المدينة جاءت الجمعة التى تلى خروجهم المدينة خرج عثمان فصلى بالناس ثم قام على المنبر فقال للجموع المذكورة يا هؤلاء ان الله يعلم و اهل المدينة يعلمون انكم ملعونون على لسان محمد صلعم فقام محمد بن مسلمة الانصاري فقال انا اشهد بذلك فثار القوم باجمعهم فحصبوا الناس حتى اخرجوهم من المسجد وحصب عثمان حتى خر على المنبر مغشيا عليه فادخل داره وقال ابن الوردي وصلى عثمان بعد ما نزلت الجموع فى المسجد ثلاثين يوما ثم منعوه الصلوة فصلى بالناس الغافقى امير جمع مصر ولزم اهل المدينة بيوتهم وعثمان محصور فى داره اربعين يوما ثم اتفق على مع عثمان على ما طلب الناس منه من عزل مروان عن كتابته وعبد الله بن ابى سرح عن مصر فاجاب وتفرق بعض الناس عنه ثم اجتمع مروان

لعثمان فرده عن ذلك لكن عزل ابن ابی سرح عن مصر وولاها محمد بن ابی بکر ثم قال ابو الفدا فتوجه محمد بن ابی بکر مع جماعة من المهاجرین والانصار وبینما هم فی اثناء الطریق فاذا بعبد علی هجین یجهده فقالوا له الی این قال الی العامل بمصر قالوا هذا عامل مصر (یعنون محمد بن ابی بکر) فقال بل العامل الآخر (یعنی ابن ابی سرح) فامسکوه وفتشوه فوجدوا معه کتابا مختوما بخاتم عثمان یقول اذا جاءک محمد بن ابی بکر ومن معه بانک معزول فلا تقبل واحتل بقتلهم وابطل کتابهم وقر فی عملک فرجع محمد بن ابی بکر ومن معه من المهاجرین والانصار الی المدینة وجمعوا الصحابة

حضرت عثمان کی خدمت مین حاضر ہو کر ایسی باتین کین کہ حضرت عثمان نے مروان
کی معزولی کا حکم مسترد کر دیا۔ البتہ ابن ابی سرح کو مصر سے معزول کر کے اوس کی جگہ
محمد ابن ابی بکر کو مقرر کیا۔

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ جب حضرت عثمان نے محمد بن ابی بکر کو عامل مصر معین کیا تو وہ
مع ایک جماعت مہاجرین وانصار کے مصر کی جانب روانہ ہوئے۔ ہنوز یہ لوگ راہ مین تھے
کیا دیکھتے ہین کہ ایک شتر سوار اونٹ کو تیز ہانکتا ہوا (مدینے کی جانب سے) آرہا ہے
محمد ابن ابی بکر کے قافلے والون نے اوس سے پوچھا کہ تو کہان جاتا ہے اوس نے کہا کہ
عامل مصر کے پاس۔ لوگون نے کہا کہ عامل مصر تو یہی ہین (یعنی محمد ابن ابی بکر) اوس
غلام شتر سوار نے کہا کہ مین دوسرے عامل (یعنی ابن ابی سرح) کے پاس جا رہا ہون
یہ سنکر لوگون نے اوس کو پکڑا اور تلاشی لی تو اوس کے پاس ایک نامہ نکلا جس پر حضرت
عثمان کی مہر تھی اور اوس مین لکھا تھا کہ "جس وقت محمد بن ابی بکر اور اون کے ساتھ والے
وہان پہونچ کر تیری معزولی کا حکم دین تو قبول نہ کرنا بلکہ محمد بن ابی بکر اور اون کے
ساتھ والون کو کسی حیلے سے قتل کرنا نیز اون کے پاس جو نامہ ہے اوس کو
باطل سمجھنا اور اپنے منصب پر بدستور قائم رہنا۔" یہ مضمون دیکھتے ہی محمد بن ابی بکر
اور اون کے ساتھ والے مدینے واپس آئے اور اونھون نے صحابہ کو جمع کر کے خط کا

سارا حال بیان کیا اون سب نے حضرت عثمان سے اس بات کو پوچھا حضرت عثمان نے اقرار کیا کہ یہ خط میرے کاتب مروان کا لکھا ہوا ہے اور اسپر مہر بھی میری ہے لیکن خدا کی قسم میرے حکم سے نہین لکھا گیا ۔ لوگون نے کہا کہ اچھا مروان کو ہمارے سپرد کرد و حضرت عثمان نے کہا کہ ایسا نہو گا ۔ اس بات سے لوگون کا غیظ وغضب حضرت عثمان پر اور زیادہ بڑھ گیا اور وہ حضرت عثمان سے قتال کرنیکی کوشش مین مصروف ہوئے ۔

ابن[1] جریر طبری اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ محمد بن ابی بکر اور کنانہ بن بشر اور سودان بن حمران اور عمرو بن الحمق نے عمرو بن حزم کے گھر سے حضرت عثمان کے مکان کی دیوار پھاند کر اونپر حملہ کیا وہ اوسوقت اپنی بی بی نائلہ کے پاس قرآن مین سورہ بقرہ کی تلاوت کر رہے تھے ۔ محمد بن ابی بکر نے بڑھکر حضرت عثمان کی داڑھی پکڑی اور کہا کہ اے نعثل خدا تجھے خوار کرے ۔ حضرت عثمان بولے کہ مین نعثل نہین ہون عبد اللہ اور امیر المومنین ہون ۔ محمد بن ابی بکر نے کہا کہ اسوقت معاویہ وغیرہ تمھارے کام نہ آئے حضرت عثمان نے فرمایا کہ اے بھتیجے میری داڑھی چھوڑ دے کبھی تیرے باپ نے بھی اسکو ہاتھ نہین لگایا ۔ محمد بن ابی بکر بولے کہ اگر میرے باپ تمھارے یہ اعمال ناشائستہ دیکھتے تو کبھی پسند نکرتے اور ابھی تو مین نے تمھاری داڑھی پکڑی ہے

واوقفوهم على الكعاب وسئلوا عثمان عن ذلك فاعترف بالخاتم وخط كاتبه وحلف بالله انه لم يامر بذلك فطلبوا منه مروان ليسلمه اليهم بسبب ذلك فامتنع فازداد حنق الناس على عثمان وجدّوا في قتاله

[1] وقال ابن جرير في تاريخه ان محمد بن ابي بكر تسوّر على عثمان من دار عمرو بن حزم ومعه كنانة بن بشر وسودان بن حمران وعمرو بن الحمق فوجدوا عثمان عند امرأته نائلة وهو يقرأ المصحف في سورة البقرة فتقدمهم محمد بن ابي بكر فاخذ بلحيته فقال قد اخزاك الله يا نعثل فقال عثمان لست بنعثل ولكني عبد الله وامير المؤمنين قال محمد بن ابي بكر ما اغنى عنك معاوية وفلان وفلان فقال عثمان يا ابن اخي دع عنك لحيتي فما كان ابوك ليقبض على ما قبضت عليه فقال محمد بن ابي بكر لو رآك ابي تعمل هذه الاعمال انكرها عليك

لیکن اب جو ارادہ رکھتا ہون وہ اس سے زیادہ شدید ہے حضرت عثمان نے کہا کہ مین تمھارے مقابلہ مین خدا سے نصرت چاہتا ہون اور اوسی کی مدد کا طالب ہون محمد بن ابی بکر نے ایک دراز پیکان تیر سے (جو اونکے ہاتھ مین تھا) حضرت عثمان کی پیشانی کو مجروح کیا اور کنانہ بن بشر نے اپنے پیکانونکو بلند کر کے اس سخت دلی اور بیدردی سے حضرت عثمان کے کان مین چبھو دیا کہ اونکے کان سے گزر کر حلق مین اُتر گئے اسکے بعد تلوار کھینچکر اون کو قتل کیا۔

تاریخ ابو الفدا[1] مین ہے کہ حضرت عثمان ۱۸۔ ذی الحجہ ۳۵ھ کو مقتول ہوئے اونکی مدت خلافت بارہ دن کم بارہ سال تھی اور وہ تین دن تک بلا دفن وکفن پڑے رہے کیونکہ اونکے دشمن اونکی تجہیز وتکفین کے مانع تھے۔

اور تاریخ کبیر ابن[2] جریر مین ہے کہ حضرت عثمان بعد قتل ہونیکے دو دن پڑے رہے اور کسی شخص کو اونکے دفن کی قدرت نہوئی۔ بالآخر حکیم بن حزام اور جبیر بن مطعم اور دنیار بن کرم اور ابو جہم بن حذیفہ حضرت عثمان کی نعش اوٹھا لیگئے لیکن جب اونھون نے چاہا کہ جنازے کی نماز پڑھین تو انصار کے چند آدمی آکر مانع ہوئے۔ نیز بقیع مین دفن کرنیسے بھی روکا۔ ابو جہم نے کہا کہ انکو اسی طرح دفن کر دو انپر اللہ اور اوسکے ملائکہ نے نماز پڑھی ہے۔ مخالفین نے کہا کہ خدا کی قسم یہ مسلمانون کے

وما اریدبک اشد من قبضی علی لحیتک قال عثمان استنصر اللہ علیک واستعین بہ ثم طعن جبینہ بمشقص فی یدہ ورفع کنانۃ بن بشر مشاقص کانت فی یدہ فوجاء بہا فی اصل اذن عثمان فمضت حتی دخلت فی حلقہ ثم علاہ بالسیف حتی قتلہ

[1] قال ابو الفداء کان مقتلہ لثمان عشرۃ لیلۃ خلت من ذی الحجۃ سنۃ خمس وثلاثین وکانت مدۃ خلافتہ اثنتی عشرۃ سنۃ الا اثنی عشر یوما ومکث ثلاثۃ ایام لم یدفن لان المحاربین لہ منعوا من ذالک

[2] وفی تاریخ الکبیر لابن جریر لبث عثمان بعد ما قتل لیلتین لا یستطیعون دفنہ ثم حملہ اربعۃ حکیم بن حزام وجبیر بن مطعم ونیار بن مکرم وابو جہم بن حذیفۃ فلما وضع لیصلے علیہ جاء نفر من الانصار یمنعونہم الصلوۃ علیہ ومنعوہم ان یدفن بالبقیع فقال ابو جہم ادفنوہ فقد صلی اللہ علیہ وملائکتہ فقالوا لا واللہ۔

قبرستان مین دفن نہ ہونے پائینگے مجبوراً لوگون نے حضرت عثمان کو حش کوکب مین دفن کیا اور جب بنی اُمیہ کی سلطنت ہوئی تو اونھون نے اس مقام کو بقیع مین شامل کرلیا جو آجتک بنی اُمیہ کا قبرستان ہے۔

استیعاب ابن عبدالبر[۵۱] مین ہے کہ اسی ۳۵ھ مین حضرت سلمان فارسی نے وفات پائی جو حضرت عثمان کی خلافت کا آخری زمانہ تھا۔ اور جناب رسالتمآب کی حدیث ہے کہ اگر دین ثریا کے قریب ہوتا تب بھی سلمان اوسکو پا جاتے اور حضرت علی نے فرمایا ہے کہ سلمان ہم اہلبیت سے ہین اور اونکی مثال حکیم لقمان کی ہے۔

اور اصابہ[۵۲] ابن حجر عسقلانی مین ہے کہ اہل علم کا قول ہے کہ حضرت سلمان کی عُمر تین سو پچاس برس[۵۳] کی ہوئی اور دو سو پچاس سال کی عمر ہونے مین تو کسیکو شک ہی نہین ہے علامہ مسعودی تاریخ مروج الذہب[۵۴] مین لکھتے ہین کہ جسدن حضرت عثمان مقتول ہوئے اوسی دن لوگون نے حضرت علی بن ابیطالب کی بیعت کی۔ حضرت علی کی ولادت خانہ کعبہ مین ہوئی اور اونکی کنیت ابوالحسن ہے۔ اور کتاب **ریاض النضرہ** مین ہے کہ اون کا نام زمانہ جاہلیت مین بھی علی تھا اور عہد اسلام مین بھی یہی نام رہا۔ اونکی کنیت ابوالحسن ہے اور اُنکا نام رسول مقبول نے صدیق رکھا۔

لا يدفن في مقابر المسلمين ابدا فدفنوه في حش كوكب فلما ملكت بنو امية ادخلوا ذلك الحش في البقيع فهو اليوم مقبرة بني امية

۵۱ في الاستيعاب لابن عبد البر قال توفي سلمان الفارسي في آخر خلافة عثمان رضي الله عنه سنة خمس وثلاثين ... وروي عن النبي صلعم لو كان الدين عند الثريا لناله سلمان ... وسئل علي رضي الله عنه عن سلمان فقال منا اهل البيت وقال مثل سلمان الفارسي مثل لقمان الحكيم

۵۲ وفي الاصابة لابن حجر العسقلاني قال اهل العلم عاش سلمان ثلاثمائة وخمسين سنة فاما مائتين وخمسون سنة فلا يشكون فيها

۵۳ قال المسعودي في مروج الذهب بويع علي بن ابي طالب في اليوم الذي قتل فيه عثمان بن عفان رضي الله عنه الى ان قال و

۵۴ كان مولده في الكعبة ويكنى ابا الحسن وفي رياض النضرة المرقول اسمه في الجاهلية في الاسلام عليا وكان يكنى ابا الحسن وسماه رسول الله صلى الله عليه وسلم صديقا

اور سیوطی[1] نے تاریخ الخلفاء مین ذکر کیا ہے کہ حضرت علی پہلے خلیفہ ہین بنی ہاشم سے

اور محاضرات[2] الاوائل مین ہے کہ حضرت علی پہلے امام ہین ائمہ اثنا عشر

اہلبیت رسالت سے ۔

اور اصابہ[3] ابن حجر عسقلانی مین ابولیلی غفاری سے مروی ہے کہ مین نے رسول اللہ

کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ علی بن ابی طالب اوّل وہ شخص ہین کہ مجھپر ایمان لائے اور

اوّل وہ شخص ہین کہ بروز قیامت مجھسے مصافحہ کرینگے ۔

اور خصائص[4] نسائی مین ہے کہ حضرت علی اوّل وہ شخص ہین جنھون نے رسول اللہ

کے ساتھ سب سے پہلے نماز پڑھی ۔

اور کتاب الوسائل[5] فی معرفۃ الاوائل سیوطی مین ہے کہ حضرت علی پہلے وہ شخص

ہین جنھون نے علم نحو کو وضع فرمایا ۔

اور صحیح بخاری[6] مین حضرت علی سے مروی ہے کہ اونھون نے فرمایا مین اوّل

وہ شخص ہون کہ بروز قیامت پیش خدا دادخواہی کیلیے دو زانو ہوکر بیٹھون گا ۔

اور تاریخ الخلفاء سیوطی[7] مین ہے کہ حضرت علی اون لوگون مین سے ہین جن کا شمار

علماے ربانی وبہادران لاثانی وزاہدان مذکور وخطیبان مشہور مین کیا گیا ہے ۔

نیز حضرت علی وہ شخص ہین جنھون نے قرآن کو جمع کرکے رسول مقبول کے ملاحظہ مین پیش کیا ۔

[1] وقال السیوطی فی تاریخ الخلفاء ہو اول خلیفۃ من بنی ہاشم

[2] وفی محاضرات الاوائل ہو اول امام من الائمۃ الاثنی عشر من اہل البیت

[3] وفی الاصابۃ عن ابی لیلی الغفاری قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول ان علی بن ابی طالب اول من امن بی واول من یصافحنی یوم القیامۃ

[4] وفی الخصائص النسائی ہو اول من صلی مع رسول اللہ صلعم

[5] وفی الوسائل السیوطی ہو اول من وضع علم النحو

[6] وفی صحیح البخاری عن علی قال انا اول من یجثو بین یدی الرحمن للخصومۃ یوم القیامۃ

[7] وفی تاریخ الخلفاء للسیوطی ہو احد العلماء الربانیین والشجعان المشہورین والزہاد المذکورین والخطباء المعروفین واحد من جمع القرآن وعرضہ علی رسول اللہ صلعم

کتاب الاتقان سیوطی[1] مین بروایت حلیۃ الاولیاے ابونعیم حضرت علی سے
مروی ہے کہ فرمایا اونھون نے قسم خدا کی ایسی کوئی آیت نازل نہین ہوئی جس کی
نسبت مین یہ نہ جانتا ہون کہ وہ کس باب مین نازل ہوئی اور کہان نازل ہوئی
نیز حلیۃ الاولیا[2] مین ابن مسعود سے مروی ہے کہ قرآن مجید عرب کے سات
لغتون مین نازل ہوا جنمین سے ہر لغت کیلیے ظاہر و باطن ہے اور علی بن ابی طالب
پر اون لغات کا ظاہر و باطن منکشف ہے اور ملا محمد مبین لکھنوی فرنگی محلی
کتاب وسیلۃ النجاۃ[3] مین بسلسلۂ روایت ابن سیرین لکھتے ہین کہ حضرت علی
نے قرآن کو اوسی نہج سے جمع کیا جس نہج سے وہ رسول اللہ پر نازل ہوا یعنے
اوس مین ذرا بھی تغیر و تبدل و تقدم و تاخر نہ تھا۔

اور کتاب[4] الاتقان سیوطی مین ہے کہ جو قرآن حضرت علی نے جمع کیا تھا اوسکی
ترتیب موافق تنزیل کے تھی اور کتاب تمہید[5] ابوشکور سالمی مین ہے
کہ صحابہ نے حضرت علی کے جمع کیے ہوئے قرآن پر اتفاق نہین کیا۔

علامہ سیوطی[6] کتاب الاتقان مین لکھتے ہین کہ جو قرآن
حضرت علی نے جمع کیا تھا اوس کی سورتین اس
ترتیب کیساتھ تھین کہ پہلے اقرأ پھر مدثر پھر نون پھر مزمل پھر

[1] وفی الاتقان قال اخرج ابونعیم فی الحلیۃ عن علی قال واللہ ما نزلت آیۃ الا وقد علمت فیم نزلت واین

[2] واخرج ابونعیم فی الحلیۃ عن ابن مسعود قال ان القرآن انزل علی سبعۃ احرف ما منها حرف الا وله ظهر وبطن وان علی ابن ابی طالب عنده من الظاهر والباطن

[3] ملا محمد مبین لکھنوی فرنگی محلی در وسیلۃ النجاۃ بسلسلۂ روایت ابن سیرین نقل می فرماید کہ علی مرتضی جمع کرد قرآن را بر نہجے کہ نازل شد بر رسول خدا سر موئے در ان اصلا تغییر و تقدیم و تاخیر نبود

[4] وفی الاتقان قال السیوطی قال فمنهم من رتبها علی النزول وهو مصحف علی

[5] وفی التمهید لابی شکور السالمی قال لم یتفق علیه الصحابۃ

[6] قال السیوطی فی الاتقان کان اوله ای اول مصحف علی اقرأ ثم المدثر ثم نون ثم المزمل

تبت پھر تکویر اور اسی طرح آخر تک مکی اور مدنی سورتون کی ترتیب تھی اور جو مصحف عبداللہ بن مسعود نے جمع کیا تھا اوسکی سورتین اس ترتیب کیساتھ تھین کہ پہلے بقرہ پھر نساء پھر آل عمران اور اسی طرح شدید اختلاف کیساتھ مصحف ابی بن کعب کی ترتیب بھی تھی۔

تاریخ الخمیس[1] دیار بکری مین ہے کہ حضرت علی کی بیعت عامہ مسجد نبوی مین کی گئی اور تاریخ الخلفاء سیوطی[2] مین ہے کہ مدینے مین جسقدر صحابہ تھے سب نے حضرت علی کی بیعت کی۔

اور روضۃ الاحباب[3] مین ہے کہ اولاً حضرت علی کی بیعت طلحہ نے کی اون کے بعد زبیر نے۔ پھر اہل مصر نے۔ بعد ازان مہاجرین وانصار و اہل مدینہ نے گروہ گروہ حاضر ہوکر شرف بیعت حاصل کیا اور بروز جمعہ بعد بیعت عامہ حضرت علی نے منبر نبوی پر نہایت فصاحت وبلاغت سے خطبہ ارشاد فرمایا جسکے ابتدائی جملے یہ تھے کہ اَلحَمدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحسَانِہٖ قَد رَجَعَ الحَقُّ اِلٰی مَکَانِہٖ۔ یعنے خدائے پاک کے احسان کا شکر ہے کہ حق اپنی جگہ لوٹ آیا۔ نیز روضۃ الاحباب[5] مین بربنائے روایت بعض ثقات منقول ہے کہ ماہ فلک ولایت اوس دن منزل خلافت مین استقرار پذیر ہوا جس روز تحویل آفتاب برج حمل مین ہوئی

ثم تبت ثم التکویر وهکذا الی اخر المکی والمدنی وکان اول مصحف ابن مسعود البقرة ثم النساء ثم آل عمران علی اختلاف شدید وکذا مصحف ابی بن کعب

[1] قال الدیاربکری فی تاریخ الخمیس بویع علی بن ابی طالب بیعة العامة فی مسجد رسول الله صلعم [2] وفی تاریخ الخلفاء للسیوطی فبایعه جمیع من کان بها من الصحابة

[3] در روضة الاحباب مسطور است که اول با علی مرتضی بیعت کرد طلحه بود وبعد از وی زبیر آن سعادت را دریافت آنگاه اهل مصر یک یک آنگاه مهاجر وانصار واهل مدینه گروه گروه شرف بیعت را دریافتند پس امیرالمومنین علی روز جمعه بر منبر رسول الله صلعم برآمد وخطبه در غایت بلاغت وفصاحت انشا فرمود وگویند اول آن خطبه این بود که الحمد لله علی احسانه قد رجع الحق الی مکانه

[5] نیز در روضة الاحباب است که از بعض ثقات چنین مسموع شده که این بیعت در روزی اتفاق پذیرفت که شاه سیاره یعنی آفتاب به برج حمل تحویل کرده بود که ماه فلک ولایت در منزل خلافت استقرار یافت

تاریخ الخلفاء سیوطی[1] اور صواعق محرقہ مین ہے کہ حکمائے عرب مین سے ایک حکیم نے حضرت علی کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ خدا کی قسم اے امیر المومنین خلافت نے تم کو زینت نہین دی بلکہ تمنے خلافت کو زینت دی اور خلافت نے تمھاری شان بلند نہین کی بلکہ تمنے خلافت کو رفعت دی اور تم خلافت کے حاجتمند نہ تھے بلکہ خود خلافت تمھاری محتاج تھی۔

مورخ مسعودی تاریخ مروج الذہب[2] مین لکھتا ہے کہ حضرت علی کی بیعت سے ایک جماعت عثمانیہ نے کنارہ کشی اختیار کی جس مین سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن عمر بھی تھے حالانکہ آگے چلکر اِن صاحبون نے یزید بن معاویہ کی بیعت کرلی اور اسد الغابہ[3] مین ہے کہ صحابہ کی ایک جماعت نے حضرت علی کی بیعت سے کنارہ کشی کی جس مین عبداللہ بن عمر اور سعد بن ابی وقاص بھی تھے اور تاریخ ابن جریر طبری[4] مین ہے کہ مدینے مین لوگون نے حضرت علی کی بیعت کی لیکن سات آدمیون نے تامل کیا اور بیعت نہین کی جنمین عبداللہ بن عمر اور سعد بن ابی وقاص بھی تھے نیز جہانتک تحقیق ہوا ہے انصار مین سے کسی ایک نے بھی حضرت علی کی بیعت سے تخلف نہین کیا اور استیعاب ابن عبد البر[5] مین ہے کہ ابو موسے اشعری بھی حضرت علی سے منحرف تھے۔

[1] قال السیوطی فی تاریخہ وابن حجر المکی فی الصواعق دخل علیہ حکیم من حکماء العرب فقال واللہ یا امیر المومنین لقد زینت الخلافۃ وما زینتک ورفعتہا وما رفعتک وهی کانت احوج الیک منک الیہا

[2] قال المسعودی فی مروج الذہب وقعد عن بیعتہ جماعۃ عثمانیۃ منہم سعد بن ابی وقاص وعبد اللہ بن عمر وبایعا یزید بعد ذلک

[3] وقال فی اسد الغابۃ تخلف عن بیعتہ جماعۃ من الصحابۃ منہم ابن عمر وسعد بن ابی وقاص

[4] وقال ابن جریر بایع الناس علیا بالمدینۃ وتربص سبعۃ نفر فلم یبایعوہ منہم سعد بن ابی وقاص ومنہم ابن عمر الی ان قال ولم یتخلف احد من الانصار الا بایع فیما نعلم

[5] وفی الاستیعاب لابن عبد البر قال کان ابو موسی الاشعری منحرفا عن علی رضی اللہ عنہ

اور دول الاسلام ذہبی[1] مین ہے کہ حضرت علی کی بیعت سے اکابر صحابہ کی ایک جماعت نے تخلف کیا جس مین سعد بن ابی وقاص اور سعید بن زید اور زید بن ثابت اور عبداللہ بن عمر اور ابو موسی اشعری بھی تھے۔

تاریخ ابو الفدا[2] مین ہے کہ ۳۶ھ مین حضرت علی نے اپنے عمال بلاد و امصار مین مقرر کئے۔ چنانچہ عمارہ بن شہاب مہاجر کو کوفے مین متعین کیا عثمان بن حنیف انصاری کو بصرے کا والی قرار دیا عبداللہ بن عباس کو یمن بھیجا قیس بن سعد بن عبادہ انصاری کو مصر کا عامل مقرر فرمایا۔ اور سہل بن حنیف انصاری کو شام کی حکومت دی۔

اور روضۃ الاحباب[3] مین ہے کہ بحرین کی حکومت معبد بن عباس کیساتھ مخصوص فرمائی۔ سماحہ بن عباس کو تہامہ کے تاج امارت سے عزت بخشی۔ عون بن عباس کو اہل یمامہ کا مقتدا کیا۔ اور حرم محترم کا منصب سقایہ اور چاہ زمزم کی محافظت کا مرتبہ قثم بن عباس کو مرحمت فرمایا۔

علامہ ابن جریر[4] طبری نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ طلحہ اور زبیر نے حضرت علی سے عمرہ ادا کرنیکی اجازت لی اور اجازت پانے پر مکے چلے گئے۔

اور روضۃ الاحباب[5] مین ہے کہ جب طلحہ اور زبیر کوفے اور بصرے کی حکومت سے

---

[1] وفي دول الاسلام للذهبي قال وتخلف عنها جماعة من سادة الصحابة منهم سعد بن ابي وقاص وسعيد بن زيد وزيد بن ثابت وابن عمر وابو موسى الاشعري

[2] قال ابو الفدا انه دخلت سنة ست وثلاثين فيها ارسل علي عماله الى البلاد فبعث الى الكوفة عمارة بن شهاب وكان من المهاجرين وولى عثمان بن حنيف الانصاري البصرة وعبدالله بن عباس اليمن وولى قيس بن سعد بن عبادة الانصاري مصر وسهل بن حنيف الانصاري الشام

[3] در روضة الاحباب است که ولایت بحرین بمعبد بن عباس مخصوص ساخت و سماحه بن عباس را بتاج امارت تمامه بیاراست و پیشوائی اہل یمامه بعون بن عباس تفویض فرمود و منصب سقایه حرم و محافظت چاه زمزم بکفایت قثم بن عباس داد

[4] قال ابن جرير في تاريخه استاذن طلحة والزبير عليا في العمرة فاذن لهما فلحقا بمكة

[5] در روضة الاحباب است که چون طلحه و زبیر از ایالت بصره و کوفه مایوس شدند

بجازت جناب ولایت مآب شتافتند و استیذان گزاردن عمره نموده رخصت یافتند و در اینکه آنجناب بایشان گفت بدرستیکه مقصود کلی شما زیارت خانه و تقبیل آستانه نیست (الی ان قال) واکنون بفتنه انگیزی می روید [illegible] شمارا هر جا که می خواهید بروید ۱۲

(جسکے وہ خواہان تھے) مایوس ہوئے تو حضرت علی سے عمرہ ادا کرنیکی اجازت چاہی۔ حضرت علی نے فرمایا گو تمہارا مقصود اصلی زیارت خانہ کعبہ اور اوسکی آستانہ بوسی نہین ہے بلکہ تم فتنہ انگیزی کی غرض سے جارہے ہو مگر بہر کیف مین اجازت دیتا ہون جہان چاہو جاؤ اور کنز العمال[1] مین ام راشد سے روایت ہے کہ مین نے طلحہ اور زبیر کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ہمارے ہاتھون نے علی کی بیعت کی ہے ہمارے دلون نے نہین کی۔ ام راشد کہتی ہین کہ مین نے اسکی اطلاع حضرت علی سے کی تو انھون نے یہ آیت پڑھی۔ من نکث فانما ینکث علی نفسه ومن اوفی بما عاهد علیه الله فسیوتیه اجراً عظیما یعنی جسنے نقض عہد کیا اوسنے خود اپنے نفس کو ضرر پہونچایا اور جسنے ایفاے عہد کیا اوسکو اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

تاریخ ابو الفدا[2] مین ہے کہ نعمان بن بشیر حضرت عثمان کا لباس خون آلود لیکر شام مین گئے جہان معاویہ حضرت عثمان کا کرتہ منبر مین اس غرض سے لٹکاتے تھے کہ اہل شام کو حضرت علی کیساتھ جنگ کیلئے جوش دلائین۔ چنانچہ اوس کرتے کو دیکھکر اہل شام کا غیظ وغضب حضرت علی کی نسبت بڑھتا جاتا تھا۔

تاریخ کامل[3] ابن اثیر مین ہے کہ جس زمانے مین حضرت عثمان محصور تھے حضرت عائشہ مکے چلی گئی تھین جب وہان سے پھر انھون نے مدینے کی جانب معاودت کی

[1] وفی کنز العمال عن ام راشد قالت سمعت طلحة والزبیر یقول احدهما لصاحبه بایعته ایدینا ولم تبایعه قلوبنا فقلت لعلی فقال علی ومن نکث فانما ینکث علی نفسه ومن اوفی بما عاهد علیه الله فسیوتیه اجراً عظیما ۱۲

[2] قال ابو الفدا وسار النعمان بن بشیر الی الشام ومعه ثوب عثمان الملطخ بالدم وکان معاویة یعلق قمیص عثمان علی المنبر لیحرض اهل الشام علی قتال علی واصحابه وکلما رای اهل الشام ذلک ازدادوا غیظا ۱۲

[3] قال ابن الاثیر فی الکامل ان عائشة کانت خرجت الی مکة وعثمان محصور ثم خرجت من مکة ترید المدینة فلما کانت بسرف لقیها رجل

تومقام سرف مین قبیلہ بنی لیث کا ایک شخص عبید بن ابی سلمہ ملا اور اوس نے
حضرت عائشہ کے پوچھنے پر بیان کیا کہ عثمان مقتول ہوئے حضرت عائشہ نے دریافت کیا
کہ پھر کیا ہوا - عبید نے کہا کہ لوگون نے علی کی بعیت پر اجتماع کیا - یہ سُنکر
حضرت عائشہ پھر کے کیجانب واپس ہوئین اور کہنے لگین کہ عثمان ظلم سے مقتول ہوئے
واللہ مین اونکے خونکا بدلا لونگی - عبید بولا کہ یہ کیون؟ خدا کی قسم تم تو پہلے ہی اون سے
برگشتہ ہوکر کہتی تھین کہ "قتل کرو نعثل کو یہ کافر ہوگیا ہے" حضرت عائشہ نے کہا کہ لوگون
نے حضرت عثمان سے توبہ بھی کرائی اور پھر اونھین قتل بھی کیا - اور یہ قول کہ قتل کرو نعثل کو
صرف میرا ہی نہ تھا بلکہ اورون کا بھی تھا - مگر جو بات مین اب کہہ رہی ہون یہ قول
اوّل سے بہتر ہے - اور تاریخ ابن[1] جریر طبری مین ہے کہ پھر
حضرت عائشہ مکے واپس گئین اور جب باب المسجد کے پاس اوترین
تو لوگ اون کے حضور مین جمع ہوئے حضرت عائشہ نے کہا کہ ایہا الناس
عثمان ظلم سے مقتول ہوئے اور خدا کی قسم مین اونکے خونکا بدلا لونگی
کتاب[2] عقد الفرید مین محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ جبتک حضرت علی کی بعیت
منعقد نہوئی تھی اونپر خونِ حضرت عثمان کا اتہام نہ کیا گیا تھا مگر بعیت کے بعد ہی
لوگون نے اون کو متہم کرنا شروع کیا -

کانت لبسرف لقیها رجل من بنی لیث یقال له عبید بن ابی سلمة فقالت له مهیم قال قتل عثمان قالت ثم صنعوا ماذا قال اجتمعوا علی بیعة علی (الی ان قال) فقالت ردونی فانصرفت الی مکة وهی تقول قتل عثمان مظلوما والله لاطلبن بدمه فقال لها ولم والله ان اول من امال حرفه لانت ولقد کنت تقولین اقتلوا نعثلا فقد کفر قالت انهم استتابوه ثم قتلوه وقد قلت وقالوا وقولی الاخیر خیر من قولی الاول

[1] قال ابن جریر الطبری فانصرفت الی مکة فنزلت علی باب المسجد (الی ان قال) واجتمع الیها الناس فقالت یا ایها الناس ان عثمان قتل مظلوما والله لاطلبن بدمه

[2] وروی فی عقد الفرید عن محمد بن سیرین قال ما علمت ان علیا اتهم فی دم عثمان حتی بویع فلما بویع اتهمه الناس

سیوطی[1] نے تاریخ الخلفاء مین لکھا ہے کہ طلحہ اور زبیر مدینے سے نکلکر سیدھے مکہ معظمہ پہونچے اور وہان حضرت عائشہ کیساتھ ہوگئے۔

تاریخ ابو الفدا[2] مین ہے کہ جب عبد اللہ بن عباس حضرت علی کی جانب سے عامل مقرر ہوکر یمن کو گئے اور اونھون نے یعلی بن مُنَبّہ عامل سابق سے حکومت یمن کا چارج لیا تو یعلی بن منبہ محاصل یمن (جو کچھ اوسکی تحویل مین تھا) لیکر مکہ معظمہ چلا آیا اور وہان اوسنے حضرت عائشہ اور طلحہ اور زبیر کی شرکت کرکے محاصل یمن اونھین کو سپرد کردیا۔

مروج[3] الذہب مسعودی مین ہے کہ جب حضرت عثمان قتل ہوئے اور حضرت علی کی بیعت کی گئی اوس زمانے مین حذیفہ بن الیمان کوفے مین علیل تھے جسوقت اونہون نے حضرت عثمان کے قتل اور حضرت علی کی بیعت کی خبر سنی تو کہا کہ مجھے مسجد مین لے چلو اور الصلوۃ جامعۃ کی ندا کرو۔ پھر حذیفہ منبر پر بٹھادیے گئے اور اونھون نے بعد حمد وصلوۃ کہا کہ ایہا الناس آگاہ ہو کہ علی بن ابی طالب کی بیعت کی گئی پس مین تم کو نصیحت کرتا ہون کہ تقوے اختیار کرو اور حضرت علی کی نصرت پر مستعد ہو جاؤ کیونکہ بخدا وہ اولاً و آخراً حق پر ہین اور تمھارے نبی کے بعد جو لوگ ہوئے اور قیامت تک ہون گے اون سب سے بہتر ہین۔ بعد ازان حذیفہ نے اپنا داہنا ہاتھ بائین ہاتھ پر رکھکر کہا کہ خدا وندا گواہ رہنا کہ مین نے علی کی بیعت کی اور تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے اسوقت تک

(۱) وقال السیوطی فی تاریخ الخلفاء خرج طلحة والزبیر الی مکة وعائشة رضی الله عنها بها فاخذاها (۲) قال ابو الفداء ومضی عبد الله بن عباس الی الیمن وکان العامل بها من جهة عثمان یعلی بن منبه فولیها عبد الله وخرج یعلی واخذ ما کان حاصلا من المال ولحق بمکة وصار مع عائشة وطلحة والزبیر وسلم الیهم المال (۳) قال المسعودی فی مروج الذهب وقد کان حذیفة بن الیمان علیلا بالکوفة فی سنة ست وثلاثین فبلغه قتل عثمان وبیعة الناس لعلی فقال اخرجونی وادعوا الصلوة جامعة فوضع علی المنابر فحمد الله واثنی علیه وصلی علی النبی وآله ثم قال ایها الناس ان الناس قد بایعوا علیا فعلیکم بتقوی الله وانصروا علیا ووازروه فوالله انه لعلی الحق آخرا واولا وانه لخیر من مضی بعد نبیکم ومن بقی الی یوم القیامة ثم اطبق یمینه علی یساره ثم قال اللهم اشهد انی قد بایعت علیا والحمد لله الذی

منبہ

زندہ رکھا اِسکے بعد ساتوین یا چالیسوین دن حذیفہ کا انتقال ہوگیا۔

کتاب استیعاب[۱] مین ہے کہ حذیفہ بزرگترین اصحاب رسول مین سے تھے۔

اور اسد الغابہ[۲] مین ہے کہ حذیفہ منافقون کے جاننے مین رسول اللہ کے رازدار تھے

اور محدث دہلوی مدارج النبوۃ[۳] مین لکھتے ہین کہ رسول اللہ نے حذیفہ کو نفاق کی پہچان بتادی تھی اور منافقین کے نامون پر مطلع کردیا تھا کہ فلان فلان شخص منافق ہین

احیاء العلوم[۴] غزالی مین ہے کہ حضرت عمر حذیفہ سے پوچھا کرتے تھے کہ اے حذیفہ تم منافقون کے جاننے مین رسول اللہ کے رازدار ہو بس مجھ مین تو کوئی علامت نفاق کی نہین پاتے۔

محدث جمال الدین کتاب روضۃ الاحباب[۵] مین لکھتے ہین کہ بحالت قیام مکہ ایک دن حضرت عائشہ حضرت ام سلمہ سے ملنے کو گئین جو حج کیلئے مکے آئی تھین اور بعد رسم سلام حضرت عائشہ نے حضرت ام سلمہ سے کہا کہ اے بنت ابی امیہ تم اول وہ بی بی ہو جنھون نے راہ خدا مین ہجرت کی اور بواسطہ شرف زوجیت نبی تمھاری شان و منزلت عظیم ہے اور تم امہات المومنین مین اپنے فضائل کیوجہ سے خصوصیت کے ساتھ ممتاز ہو۔ غالباً تم پر پوشیدہ نہوگا کہ بلوائیون کی ایک جماعت نے امیر المومنین عثمان کو اونکے گھر مین گھسکر قتل کیا اب اوس خلیفہ مقتول کے ہوادارون نے ارادہ کیا ہے

[۱] الی ان قال) ومات حذیفۃ بعد هذا الیوم بسبعۃ ایام وقیل باربعین [۲] الاستیعاب کان حذیفۃ من کبار اصحاب رسول اللہ [۳] وفی الاسد الغابۃ قال حذیفۃ صاحب سر رسول اللہ فی المنافقین [۴] ومحدث دہلوی در مدارج النبوۃ می نویسد کہ تعلیم کردہ بود آنحضرت علیہم اوصاف نفاق و دانا نیدہ بود ذوات و اشخاص منافقان و اسماء ایشان را کہ کدام کدام اند [۴] وفی الاحیاء العلوم للغزالی کان یسأل حذیفۃ عمر رضی اللہ عنہ انت صاحب سر رسول اللہ فی المنافقین فهل تری علی شیئاً من آثار النفاق [۵] روضۃ الاحباب است کہ عائشہ رضی اللہ عنہا بمکہ بخانہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا رفت چہ وے نیز از مدینہ بعزم حج گزاردن بمکہ رفتہ بود بعد از تقدیم مراسم تسلیم و تحیت با وے گفت اے دختر ابو امیہ بدرستیکہ تو اول ضعیفہ ہستی کہ در راہ خدا و رسول مہاجرت کردی و بواسطہ شرف زوجیت حضرت رسالت عظیم الشان و رفیع القدری و از میان امہات مومنین بخوبی در عز و امتیاز و بر تو پوشیدہ نباشد کہ جماعہ از فوغائیان بر امیر المومنان عثمان بن عفان خروج کردند و او را در خانہ او بقتل آوردند و اکنون جمع از ہواداران آن خلیفہ مقتول در مظلوم کور قصد در آن دار آمدہ اند

که قاتلون سے انتقام لین اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ عبداللہ بن عامر نے بصرے مین
ایک لاکھ فوج مسلح فراہم کی ہے اور وہ سب حضرت عثمان کے واقعے پر غضبناک اور
طالبِ قصاص ہین مین ڈرتی ہون کہ اس قضیے کیوجہ سے مسلمانون مین محاربہ اور
مقاتلہ واقع ہوگا۔ کیا اچھا ہوا اگر سفر بصرہ مین تم بھی میرے ساتھ موافقت کرو شاید خدا
ہم لوگون کے سبب سے اس امر کی اصلاح کردے اور خون عثمان کے قصاص کا
عقدۂ تعویق کھولدے۔ اُم سلمہ نے کہا کہ اے دختر ابوبکر تم خون عثمان کا بدلا لینا چاہتی ہو
حالانکہ قسم بخدا تم اونپر سب سے زیادہ غضبناک تھین اور اون کو نعثل کے نام سے
یاد کرکے کہا کرتی تھین کہ خدا لعنت کرے نعثل کو اور قتل کرے نعثل کو بس یہ عجیب بات ہے
کہ کل تو تم اونکو سب وشتم کیساتھ یاد کرکے کفر سے منسوب کرتی تھین اور آج اونکو امیر المومنین
اور خلیفۂ مقتول ومظلوم کہتی ہو اور اونکے معاملے مین اہل تعزیت ومصیبت بنکر
اوس جماعت کا ساتھ دیتی ہو جسنے علی پر خروج کیا ہے۔ سنو۔ طلب خون عثمان کے
متعلق تمھارا خیال بالکل نامناسب ہے کیونکہ وہ بنی عبد مناف سے تھے اور تم بنی تیم
اے عائشہ افسوس ہے کہ تم اوس گروہ سے موافقت کرتی ہو جسنے علی بن ابی طالب
پر لشکر کشی کی ہے حالانکہ علی رسول مقبول کے بھائی اور داماد اور فاطمہ زہرا کے شوہر ہین
(اے عائشہ) علی کا مرتبہ خلافت وریاست ووراثت اہل روزگار کے نزدیک

بسبب ما اصلاح این امر نماید و عقدهٔ تعویق از قصاص خون عثمان بن عفان
موافقت نمائی شاید که خداوند تعالی
چه شود اگر در سیر بجانب بصره با ما
این قضیه علی به مقاتله و نزاع گردد
می ترسم که میان مسلمانان بر هم
بجد طالب خون او گشته اند و من
ایشان برای واقعهٔ عثمان خشمناک
بصره صد هزار شمشیر مهیا دارد که همه
اخبار کردند که عبدالله بن عامر در
ایشان را به قصاص رسانند و مرا
که از قاتلان او انتقام کشند و

از این جهت بگشاید
ام سلمه در آمد و گفت ای دختر ابوبکر
تو خون عثمان باز میخواهی [illegible]
سوگند که از تو شدیدتر بر وی نبودی
از روی قهر و غضب او را بهیچ نام
نمی خواندی مگر نعثل و می گفتی
لعن الله نعثلا و قتل الله نعثلا
دی روز او را سب و شتم می کردی
و به کفر منسوب می ساختی
و امروز امیر المومنین و خلیفه مقتول
و مظلوم میگوئی و خود را در قضیه او
اهل تعزیت و مصیبت
می سازی و موافقت آن جماعت
که بر علی بن ابیطالب خروج کرده اند
چه نسب است ترا در طلب
خون عثمان حالانکه او
از بنی عبد مناف است و تو از
بنی تیم ای عایشه [illegible]
[illegible] علی بن ابی طالب خروج می کنند
[illegible] حضرت رسالت [illegible]
[illegible] خلافت و ریاست و وراثت
در میان اهل [illegible]

مسلم ہے اور اصحاب مہاجر و انصار نے اونکے مرتبۂ خلافت کو قبول کرکے اونکی بیعت اختیار کی ہے۔ اسکے بعد حضرت ام سلمہ نے حضرت علی کے بعض فضائل و خصائل کا ذکر کیا۔ عبد اللہ بن زبیر گھر کے بیرونی در پر کھڑے ہوئے یہ سب باتین سُن رہے تھے وہین سے اونھون نے آواز دی کہ اے ام سلمہ تمکو آل زبیر سے جو عداوت ہے اوسکو مین جانتا ہون۔ ام سلمہ نے اندر سے جواب دیا کہ تم ہی باپ بیٹے تو عائشہ کے لیجانے پر تُلے ہو۔ کیا تمھارا گمان ہے کہ علی کی زندگی مین مہاجرین و انصار تمھارے باپ زبیر اور اونکے مصاحب طلحہ کو اختیار کرنے پر راضی ہونگے حالانکہ بقول پیغمبر علیہ السلام علی ہر مومن اور مومنہ کے ولی ہین۔ عبد اللہ بن زبیر نے کہا کہ مین نے یہ حدیث رسول اللہ کی زبان سے کبھی نہین سنی ام سلمہ نے کہا کہ اگر تمنے نہین سُنی تو تمھاری خالہ عائشہ نے سنی ہے اُنسے پوچھ لو اور مین نے تو رسول مقبول کو یہ بھی فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ علی میری زندگی مین اور میرے بعد تم سب پر میرے خلیفہ ہین جسنے اونکی نافرمانی کی اوسنے میری نافرمانی کی۔ اے عائشہ بولو تم نے یہ حدیث رسول اللہ سے سُنی ہی؟ حضرت عائشہ نے کہا کہ ہان مین نے سُنی ہے۔ پس حضرت اُم سلمہ نے بطور نصیحت حضرت عائشہ سے کہا کہ اے عائشہ جس امر سے تمکو پیغمبر خدا نے خوف دلایا ہے اوس سے ڈرو اور صاحبۂ کلاب حوأب نہ بنو۔ اے عائشہ مین قسم دیکر پوچھتی ہون کہ کیا تم نے

رسول خدا کو یہ کہتے ہوئے نہین سنا کہ عنقریب میری ایک بی بی پر چشمہ حوأب کے
کتے شور کرینگے جو شریک اہل بغاوت وفساد ہوگی اور جسوقت آنحضرت نے یہ ارشاد
کیا اوسوقت جو ظرف میرے ہاتھ مین تھا غایت اضطراب کی وجہ سے گر گیا۔ آنحضرت نے
مجھ سے سبب اضطراب دریافت فرمایا تو مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین
اس خیال سے مضطرب ہوئی کہ کہین وہ بی بی مین نہون آنحضرت نے تبسم فرماکر اور
تمھاری طرف دیکھکر ارشاد کیا کہ اے حمیرا میرا گمان ہے کہ وہ بی بی تو ہی حضرت عائشہ نے
حضرت ام سلمہ کے اس بیان کی تصدیق فرمائی حضرت ام سلمہ نے کہا کہ اے عائشہ
طلحہ اور زبیر کے فریب مین نہ آؤ اور یہ نہ سمجھو کہ وہ تم کو اس فعل کے وبال سے بچالینگے
حضرت ام سلمہ کی باتین سنکر حضرت عائشہ وہان سے با دل ملول اوٹھین اور فسخ عزم
بصرہ کا عذر وحیلہ سوچنے لگین۔ عبداللہ بن زبیر نے یہ حال محسوس کرکے فریاد کی
کہ اے خالہ اگر تم اس لشکر کیساتھ بصرے کیجانب رُخ نہ کروگی تو مین خودکشی کرونگا یا
دیوانہ وار صحرا کی راہ لونگا اور وہان کے درندون کا شکار ہو جاؤنگا۔ لوگون نے
آکر حضرت عائشہ کو سمجھایا کہ وہ ابن زبیر کی خاطر شکنی نہ کرین پس حضرت عائشہ کا پہلا
خیال پھر راسخ ہوگیا اور عزم سفر سے اونھون نے اعراض نہ فرمایا۔

اور عقد الفرید مین ہے کہ جب حضرت عائشہ نے بصرے کا قصد کیا تو

صوحان اذ اقدمت البصرة من عائشة ام المومنین الی ابنها الخالص زید بن صوحان سلام علیك اما بعد فان اباك كان راسا فی الجاهلیة وسیدا فی الاسلام وانك من ابيك بمنزلة المصلی من السابق يقال كاد او لحق وقد بلغك الذی كان فی الاسلام من مصاب عثمان بن عفان ونحن قادمون علیك والعیان اشفی لك من الخبر فاذا اتاك كتابی هذا فثبط الناس عن علی بن ابی طالب وكن مكانك حتی یاتیك امری والسلام فكتب الیها من زید بن صوحان الی عائشة ام المومنین سلام علیك اما بعد فانك امرت بامر وامرنا بغیره امرت ان تقری فی بیتك وامرنا ان نقاتل الناس حتی لا تكون فتنة فتركت ما امرت به وكتبت تنهانا عما امرنا به والسلام

زید بن صوحان کو اس مضمون کا خط لکھا کہ عائشہ ام المومنین کیطرف سے فرزند مخلص زید بن صوحان کو بعد سلام کے معلوم ہو کہ تمھارے باپ زمانہ جاہلیت مین بھی سردار رہے اور عہد اسلام مین بھی اور تم اپنے باپ کے اسی طرح قدم بقدم ہو جس طرح گھوڑ دوڑ مین اسپ مصلی اسپ سابق سے نزدیک یا ملحق ہوتا ہے۔ تمنے حضرت عثمان کا وہ مصیبت خیز واقعہ سنا ہی ہوگا جو اسلام مین پیش آیا۔ اب ہم تمھاری طرف آرہے ہین اور ہمارے آنیسے تمھاری پوری تشفی ہو جائیگی کیونکہ مشاہدہ خبر سے زیادہ تشفی بخش ہوتا ہے پس جب میرا یہ خط تمھارے پاس پہونچے تو لوگونکو علی بن ابی طالب کے ساتھ شریک ہونے سے روکو اور تا حکم ثانی اپنی جگہ پر موجود رہو۔ والسلام۔ زید بن صوحان نے اسکے جواب مین لکھا کہ۔ زید بن صوحان کی جانب سے ام المومنین عائشہ کو بعد سلام کے معلوم ہو کہ ایک امر کا تمکو حکم دیا گیا ہے اور ایک امر کا ہمکو۔ تمکو تو خدا نے یہ حکم دیا ہے کہ اپنے گھر مین بیٹھی رہو۔ اور ہمکو یہ حکم دیا ہے کہ مخالفین سے اوسوقت تک قتال کرین کہ فتنہ فرو ہو جائے پس تعجب ہے کہ جس بات کا تمکو حکم دیا گیا ہے اوسے بھی تمنے ترک کیا۔ اور جس بات کا ہم کو حکم دیا گیا ہے اوس سے بھی مانع ہوتی ہو۔ والسلام۔

تاریخ ابو الفدا[1] مین ہے کہ یعلی بن منیہ نے اپنا اونٹ جسکا نام عسکر تھا اور جسے اُسنے

[1] قال ابو الفداء واعطی یعلی بن امیة عائشة الجمل المسمی بعسكر اشتراه [illegible]

سنو دینار یا اسی دینار کو خرید کیا تھا حضرت عائشہ کی سواری کے لئے نذر کیا۔
کتاب[١] حیاۃ الحیوان دمیری مین ہے کہ جب حضرت عائشہ کا قافلہ بصرے
کی جانب روانہ ہو کر چشمۂ حواُب پر پہونچا تو وہان کے کتون نے
بھونکنا شروع کیا حضرت عائشہ مضطرب ہو کر بولین کہ مجھے واپس لیچلو۔
مین نے رسول اللہ کو (اپنی بیبیون سے) یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ تم مین سے
اوس بی بی کا کیا حال ہوگا جس پر حواُب کے کتے بھونکینگے۔
اور مستدرک[٢] حاکم مین قیس بن ابی حازم سے مروی ہی کہ جب حضرت عائشہ
دیار بنی عامر مین پہونچین تو وہان کے کُتّے بھونکنے لگے۔ حضرت عائشہ نے پوچھا کہ
اس چشمے کا کیا نام ہے؟ لوگون نے کہا حواُب جضرت عائشہ نے فرمایا کہ اب
سوا لوٹ چلنے کے اور کوئی بات میرے ذہن مین نہین آتی کیونکہ مین نے رسول اللہ
کو اپنی بیبیون سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم مین سے اوسکا کیا حال ہوگا
جسپر حواُب کے کُتّے بھونکین گے۔ اور روضۃ الاحباب[٣] سے ملخصاً
منقول ہے کہ جب راہ مین کتّے جمع ہو کر بھونکنے لگے تو حضرت عائشہ نے
پوچھا کہ اس مقام کا کیا نام ہے؟ کہا گیا کہ حواُب یہ سنتے ہی
حضرت عائشہ کہنے لگین کہ مجھے یہان سے لوٹا و مجھے یہان سے لوٹا و مین نے

بمائة دينار وقيل بثمانين فركبته

١ قال الدميري في حيوة الحيوان ولما خرجت عائشة مرت بماء يقال له الحوأب فنبحتها الكلاب فقالت ردوني ردوني سمعت رسول الله صلعم يقول كيف باحداكن اذا نبحتها كلاب الحوأب

٢ واخرج الحاكم في المستدرك عن قيس بن ابي حازم قال لما بلغت عائشة بعض ديار بني عامر نبحت عليها الكلاب فقالت اي ماء هذا قالوا الحوأب قالت ما اظنني الا راجعة سمعت رسول الله صلعم يقول كيف باحداكن اذا نبحتها كلاب الحوأب

٣ در روضة الاحباب ملخصا منقول است که چون سگان در گرد عائشه جمع گشتند و صياح آغاز کردند عائشه پرسید که این چه آب است گفتند حوأب است عائشه گفت ... مرا باز گردانید مرا باز گردانید

تنبیہ ہوا امراز رسول خدا
سری تو محمود کی سی بنیز نے
از زنان خود را کہ سگان
حواب بران بانگ کنند
اے حمیرا بترس از ان
زان زنان آن زن تو باشی ہم

۱م وفی الکامل فصرخت عائشۃ باعلی صوتہا وقالت انا للہ وانا الیہ راجعون انی سمعت رسول اللہ صلعم یقول وعندہ نساؤہ لیت شعری ایتکن تنبحہا کلاب الحواب ثم ضربت عضد بعیرہا فاناختہ (الی ان قال) فقال لہ عبد اللہ ابن الزبیر انہ کذب ۲م وفی مروج الذہب للمسعودی صار القوم نحو البصرۃ فانتہوا فی اللیل الی ماء یعرف بالحواب علیہ ناس من بنی کلاب فعوت کلابہم علی الرکب فقالت عائشۃ ما اسم ہذا الموضع فقال لہا السائق لجملہا الحواب فاسترجعت وذکرت ما قیل لہا فی ذلک فقالت ردونی الی حرم رسول اللہ صلعم لا حاجۃ لی فی المسیر فقال ابن الزبیر باللہ ما ہذا الحواب ولقد غلط فیما اخبرک بہ وکان الطلحۃ فی ساقۃ الناس فلحقہا فاقسم ان لیس ذلک بالحواب

رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ گویا مین دیکھتا ہون کہ میری ایک بی بی پر حواَب کے کتے شور کرین گے ۔ اے حمیرا اس بات سے ڈر کہ وہ بی بی تو ہو ۔ اور تاریخ کامل مین ہے کہ (جب چشمہ حواَب پر کتون نے بھونکنا شروع کیا تو) حضرت عائشہ نے چلاّ کر کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ مین نے رسول اللہ کو اپنی بیبیون سے یہ فرماتے ہوے سنا ہے کہ تم مین سے ایک بی بی پر حواَب کے کتے بھونکین گے بعد ازان حضرت عائشہ نے اونٹ کو مار کر بٹھا دیا اتنے مین عبد اللہ بن زبیر نے پہونچکر اونکو تسلی دی اور کہا کہ جسنے اس مقام کا نام حواَب بتایا وہ جھوٹ بولا

اور تاریخ مروج الذہب مسعودی مین ہے کہ جب حضرت عائشہ اور طلحہ اور زبیر کا قافلہ روانہ ہو کر شب کو چشمۂ حواب پر پہونچا تو وہان کچھ لوگ بنی کلاب کے جمع تھے اونکے کتے سوارون کو دیکھکر بھونکنے لگے حضرت عائشہ نے پوچھا کہ اس مقام کا کیا نام ہے ؟ شتربان نے کہا کہ حواَب ۔ یہ سنتے ہی حضرت عائشہ کی زبان سے کلمۂ انا للہ وانا الیہ راجعون نکل گیا اور وہ کہنے لگین کہ مجھے یہانسے حرم رسول کیجانب واپس لیچلو مجھکو اس سفر سے کچھ کام نہین ہے عبد اللہ بن زبیر نے حضرت عائشہ کا اضطراب دیکھکر کہا کہ خدا کی قسم یہ حواَب نہین ہے جسنے تمسے کہا غلط کہا اسکے بعد طلحہ بھی آگئے جو پیچھے تھے اور اونہون نے بھی قسم کھا کر کہا کہ یہ حواَب نہین ہے

نیز طلحہ اور ابن زبیر کی موافقت مین اونکے پچاس ہمراہیون نے گواہی دی کہ اس مقام کا نام حوأب نہین ہے۔ اور یہ پہلی شہادتِ زور یعنے جعلی گواہی تھی جو اسلام مین قائم کی گئی۔ نیز روضۃ الاحباب[له] مین ہے کہ یہ پہلی جھوٹی شہادت تھی جو اسلام مین وقوع پذیر ہوئی۔

ابن عبد البر نے کتاب استیعاب[له] مین شعبی سے روایت کی ہے کہ جب طلحہ اور زبیر نے خروج کیا تو ام الفضل بنت حارث نے حضرت علی کو اونکے خروج کا حال لکھ بھیجا حضرت علی نے اوس تحریر کو دیکھکر فرمایا کہ طلحہ اور زبیر کا یہ فعل تعجب خیز ہے رسول مقبول کے بعد ہمکو دعوی تھا کہ آنحضرت کے اہل اور جانشین ہم ہین اور کوئی شخص آنحضرت کی حجت اور عظمت کو ہمسے نہ چھینیگا مگر ہماری قوم نے اس سے اعراض کیا اور ہمارے اغیار کو ولی امر قرار دیا۔ خدا کی قسم اگر تفرقے کا اندیشہ اور دین کے نابود ہوجانیکا خوف اور کفر کے عود کرنیکا خیال نہوتا تو ہم قوم کی اس کارروائی کو پلٹ دیتے۔ ناچار اپنی پُرسوز مصیبت پر ہمکو صبر کرنا پڑا۔ پھر ابنائے جنس عثمان پر ٹوٹ پڑے اور اونکے قتل کے مرتکب ہوئے بعد ازان لوگون نے میری بیعت کی اور اون بیعت کرنیوالون مین طلحہ و زبیر بھی تھے

وتشهد معهما خمسون رجلا ممن كان معهم فكان ذالك اول شهادة زور اقيمت فى الاسلام

له و در روضۃ الاحباب کہ این گواہی اول شہادت زور کہ بود کہ در اسلام بوقوع پیوست

له روى ابن عبد البر فى الاستيعاب عن شعبى قال لما خرج طلحة والزبير كتبت ام الفضل بنت الحارث الى على رضى الله عنه بخروجهم فقال على العجب لطلحة والزبير ان الله عزوجل لما قبض رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قلنا نحن اهله واولياؤه لا ينازعنا سلطانه احد فابى علينا قومنا فولوا غيرنا وايم الله لولا مخافة الفرقة وان يعود الكفر ويبور الدين لغيرنا فصبرنا على مضض ثم وثب الناس على عثمان فقتلوه ثم بايعونى وبايعنى طلحة والزبير

فلم تصبرا شهرا او کاملا
حتی خرجا الی العراق
ناکثین اللّٰهم فخذهما
بفتنتهما و فیه ایضا
(قال علی) واللّٰه ان
طلحة والزبیر و عائشة
لیعلمون انی علی الحق
وانهم مبطلون ۱۲

جنھون نے اب نکث بیعت کرکے عراق کی طرف خروج کیا ہے۔ الٰہی اون
دونون سے اونکی فتنہ انگیزی کا مواخذہ فرما۔ نیز کتاب موصوف مین ہے کہ
حضرت علی نے یہ بھی کہا کہ واللہ طلحہ اور زبیر اور عائشہ کو معلوم ہے کہ مین حق پر ہون اور
وہ باطل پر اور روضۃ الاحباب[1] مین ہے کہ جب حضرت علی نے ام الفضل
کا عریضہ ملاحظہ فرمایا تو محمد بن ابی بکر کو بلاکر کہا کہ تھاری بہن نے کیا آفت
برپا کی ہے۔ خدا نے اون کو حکم دیا ہے کہ اپنے گھر مین رہین باہر نہ نکلین
لوگون مین ظاہر نہون اور عائشہ نے خلاف حکم خدا اور رسول باہر نکلکر جماعت
اہل شقاق کا ساتھ دیا اور میرے مقابلہ مین اون مخالفین سے متفق
ہوکر خون عثمان کا عوض لینے کے لئے مجھپر لشکر کشی کی محمد بن ابی بکر نے
عرض کیا کہ اون کے باہم متفق ہونے سے آپ کو کسی قسم کا
آسیب وضرر نہ پہونچے گا کیونکہ پروردگار آپ کے ساتھ ہے۔
نیز روضۃ الاحباب[2] مین ہے کہ حضرت علی نے حضرت عائشہ کو اس مضمون کا
خط لکھا کہ بعد حمد خدا و نعت محمد مصطفےٰ عائشہ کو معلوم ہو کہ تم خلاف حکم خدا و رسول
گھر سے باہر نکلی ہو اور جس بات کی تم کو تکلیف نہین دی گئی اور تھارے مناسب
حال نہین ہے اوسکو تم نے اختیار کیا ہے تھارا گمان ہے کہ تم مسلمانون مین

(۱) در روضة الاحباب است که چون امیرالمؤمنین علی مکتوب ام الفضل را دید محمد بن ابی بکر را طلبید و گفت ببین که خواهرت چه کار پیش گرفته خدای تعالی او را امر فرموده که در خانه خویش بنشیند و از خانه بیرون نیاید و خود را بمردم ننماید و از خلاف حکم خدا و رسول کرده بیرون آمده و با جمع اهل شقاق اتفاق نموده برای افتراق جماعت مسلمین یک کلمه گشته طلب بهای خون عثمان از من می کنند و بمحاربه و مقاتله می نمایند محمد بن ابی بکر بعرض رسانید که هیچ ضرری و آسیبی از اتفاق ایشان بتو نخواهد رسید چنانکه خداوند تعالی با تست ۱۲ و نیز

(۲) در روضة الاحباب است که امیرالمؤمنین علی مکتوبی بعائشه رضی الله عنها نوشت که بعد از حمد و ثنای باری تعالی و درود بر محمد مصطفی صلعم اعلام بعائشه آنکه بیرون آمده از منزل خود در حال عصیان و نافرمانی خدا و رسول و طالب امری گشته که آن را از تو برداشته اند و هیچ گونه مناسبت بتو ندارد و مع ذلک گمان تو این است

اصلاح پیدا کرتی ہو حالانکہ جو کچھ تم کر رہی ہو یہ بالکل فساد اور افساد ہے۔
ذرا بتاؤ کہ عورتون کو فوج ولشکر سے کیا کام ہے جنھین خدا نے خانہ نشینی کا
حکم دیا ہے۔ اے عائشہ خدا سے ڈرو۔ اپنے گھر واپس جاؤ اور وہان قرار پکڑو۔
تاریخ ابو الفدا[5] مین ہے کہ جب حضرت علی کو اس بات کی تصدیق ہوگئی کہ حضرت
عائشہ اور طلحہ اور زبیر نے بصرے کیجانب خروج کیا ہے تو وہ بھی مع چار ہزار اہل مدینہ
کے اوس طرف روانہ ہوئے (ان چار ہزار آدمیون مین آٹھ سو انصار اور چار
سو وہ لوگ تھے جنھون نے بیعت رضوان کا شرف حاصل کیا تھا) حضرت علی
نے فوج کی ترتیب اسطرح فرمائی کہ علم لشکر محمد بن حنفیہ کو دیا میمنہ لشکر کی افسری
امام حسن کو عطا کی میسرۂ لشکر کی سرداری امام حسین کو بخشی۔ سوارون پر عمار بن یاسر کو
اور پیادون پر محمد بن ابی بکر کو امیر مقرر فرمایا اور مقدمۃ الجیش عبداللہ بن عباس
کو کیا۔ حاکم نے مستدرک[6] مین عمرہ بنت عبد الرحمٰن سے روایت کی ہے
کہ جب حضرت علی بصرے کیجانب جانے لگے تو وداع کے لیے حضرت ام سلمہ کے
پاس گئے۔ ام سلمہ نے کہا کہ بسم اللہ و فی حفظ اللہ۔ خدا کی قسم تم حق پر ہو۔ اور حق
تمھارے ساتھ ہے۔ اگر خدا اور رسول کا حکم یہ نہوتا کہ ازواج نبی اپنے گھرون
مین قرار پذیر رہین تو یقیناً مین تمھارے ساتھ چلتی۔

کہ اصلاح سلطنت میکنی و حال آنکہ این فساد و افساد است و خبر دہ مرا کہ زنان را کہ من عند اللہ و من عند رسول اللہ مامور باشند باآنکہ در خانہا خود نشینند با لشکر چہ کار است (الی ان قال) اے عائشہ بترس از خدائے عزوجل و بخانہ خود باز گرد و در آنجا قرار گیر

[5] قال ابو الفداء ولما بلغ علیا مسیر عائشة وطلحة والزبیر الی البصرة سار نحوهم فی اربعة آلاف من اهل المدینة فیهم اربعمائة ممن بایع تحت الشجرة وثمان مائة من الانصار ورایته مع ابنه محمد بن حنفیة وعلی میمنته الحسن وعلی میسرته الحسین وعلی الخیل عمار بن یاسر وعلی الرجالة محمد بن ابی بکر الصدیق وعلی مقدمته عبد الله بن عباس

[6] اخرج الحاکم فی المستدرک عن عمرة بنت عبد الرحمن قالت لما سار علی الی البصرة دخل علی ام سلمة زوج النبی صلی الله علیه وآله وسلم یودعها فقالت سر فی حفظ الله وفی کنفه فوالله انک لعلی الحق والحق معک ولولا انی اکره ان اعصی الله ورسوله فانه امرنا صلی الله علیه وسلم ان نقر فی بیوتنا لسرت معک

تاریخ مروج الذہب[1] مین ہے کہ پھر حضرت علی مع اپنے
ہمراہیون کے روانہ ہوکر مقام ذیقار مین وارد ہوئے اور روضۃ الاحباب[2]
مین عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ موضع ذیقار مین لوگون نے
دیکھا کہ ایک شخص ضعیف ونحیف زاد راہ پیٹھ پر باندھے اور
پانی کی چھاگل گلے مین لٹکائے ہوئے پیادہ آرہا ہے لوگ اوس بزرگ کو
حضرت علی کے پاس لائے جب جانبین سے رسم تحیت وسلام ادا ہوچکی تو اوس
مرد بزرگ سے پوچھا گیا کہ تمھارا کیا نام ہے اور تم کس قبیلے سے ہو۔ اونھون نے
کہا کہ مین اویس قرنی ہون۔ اے امیرالمومنین اپنا دست مبارک بڑھائیے
تاکہ مین سعادت بیعت حاصل کرون حضرت علی نے پوچھا کہ کس بات پر میری
بیعت کروگے اویس قرنی نے عرض کیا کہ اس بات پر بیعت کرونگا کہ تمھاری
مدد ونصرت کرکے اپنا سر تمھارے قدمون پر نثار کرون۔

تاریخ ابوالفدا[3] مین ہے کہ کوفے کی ایک جماعت حضرت علی کے پاس حاضر
ہوکر اونکے لشکر مین داخل ہوئی اور ایک گروہ اہل کوفہ کا حضرت عائشہ وطلحہ وزبیر
کی فوج مین شامل ولاحق ہوا اور دونون فریق کی فوجین مقام خریبہ مین باہم
مقابل وصف آرا ہوئین۔

[1] قال فی مروج الذہب فسار علی بمن معہ حتی نزل بذی قار

[2] روضۃ الاحباب از عبداللہ ابن عباس مرویست [illegible]

[3] قال ابوالفدا اجتمع الی علی من الکوفۃ جمع والی عائشۃ وطلحۃ والزبیر جمع والتقوا بمکان یقال لہ الخریبۃ

اور مروج الذہب[1] مین ہے کہ دونون لشکرون کے مقابل ہونے کے بعد حضرت علی نے کھڑے ہو کر اپنی فوج سے ارشاد فرمایا کہ "ایہا الناس اگر تم فوج مخالف کو شکست دو تو زخمیون اور قیدیونکو نہ مارو۔ جو پیٹھ پھیر کر بھاگے اوسکے تعاقب مین نجاؤ۔ کسی شخص کو برہنہ اور کسی مقتول کو مثلہ نکرو اور اون کے اموال کے قریب نجاؤ سوا اوس مال ومتاع کے جو لشکر مین از قسم اسلحہ وغیرہ پڑا ہوا پاؤ۔ اور تاریخ ابو الفدا[2] مین ہے کہ پھر حضرت علی نے زبیر کو بلا کر کہا کہ زبیر تم کو یاد ہو گا کہ ایک دن رسول مقبول کے ساتھ میرا گذر بنی غنم مین ہوا آنحضرت نے مجھے دیکھکر تبسم فرمایا اور مین بھی متبسم ہوا۔ تمنے میرے ہنسنے پر اعتراض کیا تو رسول مقبول نے کہا کہ یہ تبسم بیجا نہین ہے بلکہ اسکے یہ معنی ہین کہ ایک روز تم علی سے قتال کرکے اونکے حق مین ظلم کروگے۔ زبیر نے کہا کہ بیشک مجھے وہ بات یاد آگئی۔ اگر پہلے سے اس کا خیال ہو جاتا تو مین ہرگز یہان نہ آتا اور مستدرک[3] حاکم مین حردرہ مازنی سے مروی ہے کہ مین نے علی کو زبیر سے یہ کہتے ہوے سنا کہ اے زبیر تم کو خدا کی قسم سچ بتاؤ رسول مقبول نے نہین کہا تھا کہ تم علی سے ظالمانہ قتال کروگے زبیر نے کہا کہ ہان بالکل سچ ہے مگر مین اس بات کو بھول گیا تھا

[1] وقال المسعودی فی مروج الذهب فقام علی رضی الله عنه فقال ایها الناس اذا هزمتموهم فلا تجهزوا علی جریح ولا تقتلوا اسیرا ولا تتبعوا مدبرا ولا تکشفوا عورة ولا تمثلوا بقتیل ولا تقربوا من اموالهم الا ما تجدونه فی عسکرهم من سلاح او کراع

[2] ذکر ابن الوردی وابو الفدا ان علیا دعا الزبیر وقال اتذکر یوما مررت مع رسول الله صلعم فی بنی غنم فنظر الیّ فضحکت وضحک الیّ فقلت لا یدع ابن ابی طالب زهوه فقال لك رسول الله صلعم انه لیس به زهو ولتقاتلنه وانت ظالم له فقال الزبیر اللهم نعم ولو ذکرت ما سرت مسیری هذا

[3] واخرج الحاکم فی المستدرک عن حردرة المازنی قال سمعت علیا وهو یقول للزبیر نشدتك الله یا زبیر اما سمعت رسول الله صلعم یقول انك تقاتلنی وانت لی ظالم قال بلی ولکنی نسیت

تاریخ ابن جریر طبری[۱] - مین ہے کہ حضرت علی نے زبیر سے یہ بھی کہا کہ تم مجھسے خون عثمان کے طالب ہو حالانکہ خود تمنے اونکو قتل کیا نیز طلحہ سے کہا کہ اے طلحہ تم رسول اللہ کی بی بی کو میدان جنگ مین لڑنے کو لائے ہو اور اپنی بی بی کو تم نے گھر مین پردہ نشین بنا رکھا ہے۔

تاریخ ابن[۲] الوردی مین ہے کہ پھر دونون لشکرون مین جنگ برپا ہوئی حضرت عائشہ اوس وقت اونٹ پر ہودج مین سوار تھین اور اس قدر تیر اوس ہودج مین لگے تھے کہ وہ خارپشت بنگیا تھا۔

اور روضۃ الاحباب[۳] مین ہے کہ بالآخر مقاتلہ اور محاربہ اس حد تک پہونچا کہ جانبین کے سپاہیون اور بہادرون کے سر تیغ بیدریغ سے کٹ رہے تھے اور دشت کارزار خون کا دریا معلوم ہوتا تھا۔

تاریخ ابو[۴] الفدا مین ہی کہ مروان بن حکم نے طلحہ کو ایسا تیر مارا کہ وہ مقتول ہوئے حالانکہ طلحہ و مروان ایک ہی لشکر مین حضرت عائشہ کے ساتھ تھے نیز حاکم نے مستدرک[۵] مین ابراہیم بن محمد بن طلحہ سے روایت کی ہی کہ طلحہ کو بروز جنگ جمل مروان بن حکم نے قتل کیا۔

اور تاریخ ابن[۶] الوردی مین ہے کہ زبیر نے میدان جنگ سے نکل کر مدینے کی راہ لی۔

---

۱ قال ابن جرير في تاريخه وقال علي للزبير اتطلب مني دم عثمان وانت قتلته وقال لطلحة جئت بعرس رسول الله صلعم تقاتل بها وخبأت عرسك في البيت

۲ قال ابن الوردي ووقع القتال وعائشة راكبة الجمل في هودج وقد صار كالقنفذ من النشاب

۳ ودر روضة الاحباب است كه آخر الامر مقاتله ومحاربه بانجا رسيد كه سرهاے دليران وتنها مبارزان از جانبين به تيغ بے دريغ بران وجويهاے خون در صحرا وهامون روان گرديد

۴ وقال ابو الفداء رمى مروان بن الحكم طلحة بسهم فقتله وكلاهما كانا مع عائشة

۵ واخرج الحاكم في المستدرك عن ابراهيم بن محمد بن طلحة قال قتل طلحة يوم الجمل مروان بن الحكم

۶ قال ابن الوردي وانصرف الزبير طالبا المدينة

اور حبیب السیر[۱] مین ہے کہ جب حضرت علی نے یہ دیکھا کہ اہل بصرہ کی ایک جماعت حضرت عائشہ کے اونٹ کو گھیرے ہوئے ہے اور جنگ سے کسیطرح باز نہین رہتی تو محمد بن ابی بکر اور اشتر وغیرہ کو حکم دیا کہ اوس اونٹ کے پاؤن کاٹ ڈالین چنانچہ اِن لوگون نے متواتر حملے کئے اور اونٹ تک پہونچ کر اوسکو پے کیا۔

اور تاریخ ابو الفدا[۲] مین ہے کہ حضرت علی کے حکم دینے پر ایک شخص نے اونٹ کو پے کیا تو وہ گر پڑا اور حضرت عائشہ ہودج مین رہین جب رات ہوئی تو اونکے بھائی محمد بن ابی بکر نے اونکو بصرے لیجا کر عبد اللہ بن خلف کے گھر مین اُتار دیا اور مروی ہے کہ زبیر نے میدان جنگ سے مدینے کی راہ لی تو اونکا گزر چشمۂ بنی تمیم پر ہوا جہان احنف بن قیس مقیم تھا۔ لوگون نے احنف سے کہا کہ زبیر یہی ہین جو میدان جنگ سے چلے آئے۔ احنف بولا یہی ہین جو دونون لشکرونکے مجتمع اور مقابل ہونے کے باعث ہوئے اور پھر اونکو چھوڑ کر چلے آئے۔ عمرو بن جرموز مجاشعی جو وہان بیٹھا ہوا یہ باتین سن رہا تھا زبیر کے پیچھے ہولیا اور جسوقت وہ دشت سباع مین پہونچ کر سو گئے تو جرموز نے اونکو اُسی حالت مین قتل کر ڈالا۔

روضۃ الاحباب[۳] مین ہے کہ بعد واقعہ جمل حضرت علی حضرت عائشہ کے قیام گاہ پر گئے اوسوقت وہ زنان بصرہ کیساتھ بیٹھی ہوئی رو رہی تھین حضرت علی نے

---

[۱] در کتاب حبیب السیر منقول است کہ چون جمعی از اہل بصرہ شتر عائشہ صدیقہ را احاطہ نمودہ دست از جنگ باز نمیداشتند بنابران شاہ مردان محمد بن ابی بکر و مالک اشتر و جمعی دیگر از دلیران را فرمود کہ آن شتر را پے کنند ایشان بر آن جماعت حملات متواتر نمودہ بعد از آنکہ بسیاری کشتہ شدند خود را بہ شتر رسانیدند و مالک اشتر یا شخصی دیگر بر پے او شمشیری زد

[۲] در تاریخ ابو الفدا است قال علی اعقروا الجمل فعقروہ رجل فسقط فبقیت عائشۃ فی ہودجہا الی اللیل و ادخلہا محمد بن ابی بکر اخوہا الی البصرۃ و انزلہا فی دار عبد اللہ بن خلف (الی ان قال) و لما انصرف الزبیر من وقعۃ الجمل طالب المدینۃ مر بماء لبنی تمیم وبہ الاحنف بن قیس فقیل للاحنف ہذا الزبیر قد اقبل فقال قد جمع بین ہذین الغارین (یعنی العسکرین) و ترکہم و اقبل وفی مجلسہ عمرو بن جرموز المجاشعی فلما سمع کلامہ قام من مجلسہ و اتبع الزبیر حتی وجدہ فی وادی السباع نائما فقتلہ

[۳] در روضۃ الاحباب است کہ بعد از واقعہ جمل جناب ولایت مآب بمنزل عائشہ آمد بعد از تشییع و تکفین (؟) ... عائشہ با بعضی زنان کہ در آن ... اہل بصرہ ... بودند ... حضرت ...

بعد حصول اجازت اندر جاکر حضرت عائشہ سے کہاکہ رسول مقبول کی بیبیون کو
خدا کا حکم ہے کہ قرن فی بیوتکن یعنی اپنے گھرون مین بیٹھی رہو مگر تمنے اشد
خطا کی اور ایسے امور کی مرتکب ہوئین جو تمھارے مناسب حال نہ تھے باوجودیکہ
تم میرے اوس قرب و قرابت کو جو رسول مقبول سے ہے جانتی تھین اور خود آنحضرت
کو مکرر یہ فرماتے ہوئے سُنا تھا کہ مین جسکا مولا ہون علی بھی اوسکا مولا ہے الٰہی دوست
رکھ اوسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علی سے دشمنی رکھے لیکن پھر بھی تمنے میرے ساتھ دشمنی کا
اور میرے دشمنون کے ساتھ دوستی کا برتاؤ کیا۔ خیر اب مناسب یہی ہے کہ اپنی خطا پر
اصرار نہ کرو اسی وقت مدینے کو لوٹ جاؤ اور جس مکان مین جناب رسالتآب نے
تمھین چھوڑا تھا تادم مرگ اوسین قرار پذیر رہو یہ کہکر حضرت علی اوٹھے اور وہان
سے چلے آئے نیز کتاب موصوف مین ہے کہ پھر دوسرے دن حضرت علی نے اپنے
فرزند حسن مجتبیٰ کو ایک پیام دیکر حضرت عائشہ کے پاس بھیجا۔ حضرت حسن نے
جاکر کہاکہ امیر المومنین نے تمھین یہ پیام دیا ہے کہ اگر تم اسی وقت مدینے کیجانب
نہ روانہ ہو گی تو بخدا مین تمکو ایک ایسے امر پر متنبہ کرونگا جسکو تم خوب جانتی ہو
حضرت عائشہ اوسوقت بالون مین کنگھی کر رہی تھین حضرت علی کا پیام سنتے ہی کنگھی
کرنا ملتوی کر کے اوٹھین اور حکم دیا کہ ابھی میرا اسباب راحلے پر بار کر کے سفر مدینہ کا سامان کرو

اوسوقت حضرت عائشہ کے چہرے سے کمال اضطراب ظاہر ہوتا تھا بصرے کی
ایک عورت نے کہا کہ اے ام المومنین عبداللہ بن عباس نے جب تمکو علی کا پیام پہونچایا تو
تمنے کلمہ بکلمہ ایسا جواب دیا کہ وہ منغص ہو کر چلے گئے بعد ازان خود علی نے آکر تمسے جو کچھ کہا
اوسکو تمنے قبول نہ کیا اب یہ حسن نے کونسا پیام پہونچایا جس پر تم اسقدر مضطرب ہوئین
حضرت عائشہ نے فرمایا کہ علی نے حسن کے ذریعہ سے جو پیام بھیجا ہے اور جس امر پر متنبہ
کیا ہے اُسنے مجھے ایسا بیچین کر دیا کہ بجز سفر مدینہ کوئی چارہ نہین ہے۔ اوس عورت
نے پوچھا وہ کیا پیام اور کیا بات ہے جس سے تمکو اتنا تردد لاحق ہو گیا حضرت عائشہ
نے کہا بات یہ ہے کہ ایک روز رسول خدا غنائم کو اپنے قرابتدارون اور دوستون
مین تقسیم فرما رہے تھے مین نے بھی اوسمین سے حصہ مانگا اور مانگنے مین حداعتدال
سے زیادہ مبالغہ کیا اس بات پر علی بن ابیطالب نے مجھے ملامت کر کے کہا کہ بس اب
خاموش رہو تمنے حصہ طلب کرنے مین الحاح اور مبالغہ کر کے رسول اللہ کو ملول کر دیا
اسکے جواب مین مین نے بھی علی کو خشونت آمیز باتین کہین تو علی نے یہ آیت پڑھی عَسٰے
رَبُّہٗٓ اِنْ طَلَّقَکُنَّ اَنْ یُّبْدِلَہٗٓ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْکُنَّ یعنی ممکن ہے کہ رسول تم سے
دلتنگ ہو جائے اور تمہارے عوض مین خدا اوسکو تمسے بہتر بیبیان عطا فرمائے۔
یہ سُنکر مین نے گفتگو مین اور زیادہ درشتی اختیار کی رسول اللہ نے میری سخت کلامی

و کمال اضطراب در نظر خواست ظاہر شد
زنی از نسای بصرہ با عائشہ گفت
یا ام المومنین عبداللہ بن عباس
نزد تو آمد و چنین پیام رسانید و تو
سخن با او بلند گردانیدی کہ باہم
آواز ترا در سخن مقاولہ و مجادلہ
باو شنیدیم چنانچہ دست بنخیز(?)
برخاست و از بیت خانہ بیرون
رفت و پس از این جوان یعنی ابن الحسین(?)
علی نزد تو آمد و با تو سخن راند ہیچ
اقبال بقبول او ننمودی اکنون چہ افتاد
کہ بقول پسر او این ہمہ اضطراب
دست داد عائشہ در جواب او گفت
کہ پسر علی (علی) بدست او پیغامی
فرستادہ و مرا بامری اطلاع دادہ کہ بجز
راہ مدینہ پیمودن دوای دیگر ندارم۔
آن زن از کیفیت آن امر استفسار نمود
عائشہ گفت حضرت رسالت روزی
از غنائم کہ بدست علی رسیدہ بود میان
ذوی القربی و یاران خود قسمت
میفرمود منیز از ان نصاب
حصہ و نصیبی طلبیدم و در ان طلب
الحاح و مبالغہ بر آن سرور از حد
اعتدال گذرانیدم علی بن ابی طالب
زبان را بہ ملامت آلودہ و گفت
بس است کہ مبالغہ کردی و الحاح را
از حد گذرانیدی و حضرت را ملول
ساختی و مرا از توبیخ بسیار کرد۔ من نیز
او را سخنان خشونت آمیز گفتم و ی
این آیت را برخواند کہ عسی ربہ
ان طلقکن ان یبدلہ ازواجا
خیرا منکن یعنی شاید پروردگار
رسول اگر او دست از شما بردارد و
شما را رہا نمودہ مطلقات در آورد
بدل شما زنان بہتر از شما بدل و
عوض دہد و من از آن سخن درخشونت
و درشتی افزودم رسول صلعم
از درشتی و غلظت قول ما

پر غضبناک ہو کر علی سے فرمایا کہ اے علی مین نے ان بیبیون کا طلاق تمھارے
قبضۂ اختیار مین دیا اور تمکو اپنا وکیل کیا۔ اُنمین سے جسکو میری طرف سے طلاق دوگے
اوس کا نام دفتر ازدواج نبی سے محو ہو جائیگا نیز آنحضرت نے امر طلاق کو مطلقاً فرمایا تھا
حیات و ممات کا فرق نہین کیا تھا چنانچہ علی بن ابیطالب نے مجھے اسی بات پر متنبہ کیا ہے
جسکو سنکر مین خائف ہون کہ مبادا اونکی زبان پر ایسا ناگواریدہ لفظ آجائے جس کا
تدارک ممکن نہو۔ اور منقول ہے کہ جب ام المومنین عائشہ نے سفر مدینہ کا ارادہ فرمایا
تو حضرت علی نے بارہ ہزار درہم سامان سفر کے لئے حضرت عائشہ کے پاس عبد اللہ
بن جعفر کے ہاتھ بھیجدیے اور محمد بن ابی بکر کو حکم دیا کہ اپنی بہن کو مدینۂ طیبہ پہونچا آئین
تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ جنگ جمل مین فریقین کے دس ہزار آدمی قتل ہوئے
اور بعد جنگ مذکور حضرت علی علیہ السلام عبد اللہ بن عباس کو بصرے کا حاکم مقرر
کرکے خود کوفے تشریف لیگئے۔ (راوی کہتا ہے کہ) حضرت علی کو عراق۔
مصر۔ یمن۔ حرمین شریفین اور خراسان پر پورا تسلط حاصل ہو گیا۔
صرف ملک شام باقی رہا جو معاویہ کے قبضہ مین تھا اور اہل شام
کل اونکے مطیع تھے حضرت علی نے جریر بن عبد اللہ بجلی کو معاویہ کے پاس بھیجا تاکہ
اونسے بیعت لین اور کہین کہ جس بات کو مہاجرین و انصار نے قبول کیا ہے اوسکو وہ بھی

قال ابو الفداء كانت عدة القتلى يوم الجمل من الفريقين عشرة آلاف واستعمل علي على البصرة عبد الله بن العباس وسار علي الى الكوفة ونزلها وانتظم له الامر بالعراق ومصر واليمن والحرمين وخراسان ولم يبق خارجاً عنه غير الشام وفيه معاوية واهل الشام مطيعون له فارسل اليه جرير بن عبد الله البجلي لياخذ البيعة على معاوية وطلب منه الدخول فيما دخل فيه المهاجرون والانصار

فسار جریر الی معاویۃ ثم اطلہ معاویۃ حتی قدم عمرو بن العاص علی معاویۃ من فلسطین فی جد اہل الشام یحضون علی الطلب بدم عثمان فقال لھم انتم علی الحق فاتفق عمرو ومعاویۃ علی قتال علی وشرط عمرو علی معاویۃ اذا ظفر ان یولیہ مصر فاجابہ الخ

اختیار کرین۔ جریر معاویہ کے پاس گئے۔ معاویہ نے جریر کو لیت ولعل مین لگا رکھا حتیٰ کہ عمرو عاص معاویہ کے پاس وارد ہوئے اور اونھون نے شام کے لوگون کو طلب خون عثمان مین کوشان پاکر کہا کہ تم حق پر ہو۔ اسکے بعد معاویہ اور عمرو عاص حضرت علی سے جنگ کرنے پر متفق ہوئے۔ اور یہ شرط قرار پائی کہ اگر معاویہ کی فتح ہو تو وہ عمرو عاص کو مصر کا والی کر دین اور جب یہ امور معاویہ اور عمرو عاص مین طے ہو چکے تو جریر بن عبد اللہ نے شام سے واپس آکر حضرت علی کو ان واقعات کی اطلاع دی۔ حضرت علی یہ حال سنکر کوفے سے معاویہ کیجانب روانہ ہوئے۔ اور عبد اللہ بن عباس بھی اونکے پاس مع جماعت اہل بصرہ کے حاضر ہو گئے۔ اودہر معاویہ اور عمرو عاص نے بھی دمشق سے مع گروہ اہل شام حضرت علی کیجانب رخ کیا اور تاریخ مروج الذہب[۱] مین ہے کہ حضرت علی کی روانگی کوفے سے صفین کی طرف ۵ ۲ شوال ۳۶ھ کو ہوئی۔

ملا جامی[۲] شواہد النبوۃ مین لکھتے ہین کہ اثنائے سفر صفین مین حضرت علی کے ہمراہی پیاسے ہوئے اور ہر چند پانی کی تلاش مین ادہر اودہر دوڑے مگر کوئی سبیل پانی کی نظر نہ آئی حضرت علی اون سبکو اوس راہ سے کسیقدر پھیر کر آگے بڑھے ناگھان

ذلک (الی ان قال) ولما قدم عمرو علی معاویۃ کما ذکرنا واتفقا علی حرب علی قدم جریر بن عبد اللہ البجلی علی علی فاعلمہ بذلک فسار علی من الکوفۃ الی جہۃ معاویۃ وقدم علیہ عبد اللہ ابن عباس ومن معہ من اہل البصرۃ (الی ان قال) وسار عمرو ومعاویۃ من دمشق باہل الشام الی جہۃ علی

[۱] وقال المسعودی فی مروج الذہب سیر علی الی صفین لخمس خلون من شوال سنۃ ست وثلاثین

[۲] مولانا جامی در شواہد النبوۃ نوشتہ کہ در وقت توجہ بصفین اصحاب امیر المومنین محتاج آب شدند ہر چند از ہیچ طرف آب نیافتند در راست شناختند حضرت امیر آب نہ یافتند حضرت امیر از راہ بگردید سر راہ اندکے از جادہ گذشتہ ...

دیرے ظاہر شد درمیان بیابان
ازساکن آن دیر سوال آب کردند
گفت ازین جا تا آب دو فرسنگ
است اصحاب عرض کردند امیرالمومنین
اجازت دہ تا آن جا رویم حضرت
امیر کرم اللہ وجہہ فرمود کہ حاجت
رفتن نیست وعنان ابلہ خود را
بجانب قبلہ تافتہ بیک جاے رسیدہ
اشارت کرد کہ آن را بکاوید چون

جنگل مین ایک دیر دکھائی دیا۔ جو شخص اسمین رہتا تھا اوس سے لوگون نے پانی کی درخواست کی اوسنے کہا کہ پانی یہان سے دو کوس پر مل سکتا ہے۔ حضرت علی کے اصحابنے وہان جانے کی اجازت چاہی آپ نے ارشاد فرمایا کہ اتنی زحمت اوٹھانے کی حاجت نہین ہے۔ یہ فرماکر آپ نے اپنی سواری کو جانب قبلہ موڑا اور ایک مقام پر پہونچکر حکم دیا کہ اس جگہ کی زمین کھودو ہنوز وہان کی تھوڑی مٹی کھودی گئی تھی کہ ایک ایسا بڑا پتھر نظر آیا جو کسی آلے سے ٹوٹ نہ سکتا تھا۔ حضرت علی نے کہا کہ دیکھو اس پتھر کے نیچے چشمہ ہے تم لوگ کوشش کرکے کسیطرح اسکو ہٹاؤ۔ سب نے ملکر بہت کوشش کی مگر اوس پتھر کو ذرا بھی جنبش نہوئی حضرت علی یہ حال مشاہدہ کرکے سواری سے اوتر پڑے اور آپ نے اوس پتھر کو صرف اونگلیون کے زور سے ہٹاکر دور پھینک دیا اوسکے نیچے ایسا شیرین اور ٹھنڈے پانی کا چشمہ ظاہر ہوا جس سے اچھا پانی اس سفر مین کہین نہ ملا تھا۔ سب نے خوب سیر ہوکر پیا اور حسب خواہش ساتھ بھی لیلیا۔ اسکے بعد حضرت علی نے اوس پتھر کو پھر اوسکی جگہ پر رکھدیا دیر والے راہب نے جب یہ واقعہ دیکھا تو اوسنے حضرت علی کی خدمت مین حاضر ہوکر پوچھا کہ تم پیغمبر مرسل ہو حضرت علی نے کہا نہین۔ پوچھا کہ فرشتہ مقرب ہو۔ فرمایا کہ نہین۔ راہب نے کہا کہ پھر کون ہو۔ حضرت علی نے کہا کہ مین محمد بن عبد اللہ خاتم المرسلین کا

راہب گفت دست بیار کہ من مسلمان می شوم حضرت امیر کرم اللہ وجہہ دست بوے داد او گفت اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ واشہد انک وصی رسول اللہ بعد ازان حضرت امیر از وے پرسید تا اینجا بود کہ مدتے بر دین خود بودی و امروز ایمان آوردی

وصی ہون - یہ سنکر وہ راہب حضرت علی کی بیعت کا شرف حاصل کرکے کہنے لگا کہ
مین شہادت دیتا ہون کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہین ہے محمدؐ اسکے رسول ہین اور
تم وصی رسول ہو حضرت علی نے اوس سے دریافت کیا کہ اسکا کیا سبب ہے کہ
اتنی مدت تک تو اپنے دین پر رہا اور آج اسلام لایا - راہب نے جواب دیا کہ اس
دیر کی بنا محض کنندۂ سنگ کیلیے ہے (جسکے مصداق تم ثابت ہوئے) مجھ سے
پہلے اکثر راہب یہان رہ چکے ہین - ہمنے اپنی کتابون مین دیکھا اور اپنے علمار سے
سنا تھا کہ اس مقام پر ایک چشمہ ہے جسکو سوا پیغمبر یا وصی پیغمبر کے نہ کوئی جانتا ہے
نہ نکال سکتا ہے - جب مین نے دیکھا کہ یہ باتین تم سے ظہور پذیر ہوئین (تو مین سمجھ گیا
کہ تم پیغمبر یا وصی پیغمبر ہو) اور میری وہ آرزو پوری ہوئی جسکا مین مدت سے مترصد تھا -
حضرت علی راہب سے یہ سنکر اتنا روئے کہ ریش مبارک آنسوؤن سے تر ہوگئی اور
کہنے لگے کہ اوس خدائے بزرگ کا شکر ہے جسنے مجھکو یاد رکھا اور اپنی کتابون مین میرا ذکر فرمایا
اور سر الشہادتین[1] مین شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی مین بروایت ابو نعیم یحیی الحضرمی سے
مروی ہے کہ مین سفر صفین مین حضرت علی کیساتھ تھا جب ہم لوگ نینوا کے برابر پہونچے
تو اونھون نے ندا کی کہ اے ابو عبد اللہ کنارۂ فرات پر صبر کرنا مین نے پوچھا کہ آپنے یہ
کیا فرمایا حضرت علی نے کہا کہ جناب رسول خدا نے بواسطۂ جبرئیل خبر دی ہے کہ میرا

گفت اے امیر المومنین بنائے این دیر از برائے کنندہ این سنگ است پیش از من بسیار درین دیر بودہ اند و در کتب خود دیدہ ام و از علمائے خود شنیدہ کہ درین موضع چشمہ ایست و بر بالائے آن سنگے کہ کسے آن را نہ داند و کندن آن نتواند مگر پیغمبرے یا وصی پیغمبرے چون دیدم کہ تو این کار کردی بآرزوے خود رسیدم و انچہ انتظار آن می بردم پس حضرت امیر چون این سخن بشنید چندان بگریست کہ محاسن مبارک وے از آب دیدہ تر شد بعد ازان گفت الحمد للہ الذی لم اکن عندہ منسیا و کنت فی کتبہ مذکورا

[1] و فی سر الشہادتین للشاہ عبد العزیز الدہلوی قال اخرج ابو نعیم عن یحیی الحضرمی انہ سار مع علی الی صفین فلما حاذی نینوا نادی صبرا ابا عبد اللہ لشط الفرات قلت ما ذا قال ان النبی صلعم قال حدثنی جبرئیل

ان الحسین یقتل بشط الفرات واخرج ایضا عن اصبغ بن نباتة قال اتینا مع علی علیه السلام مر علی موضع قبر الحسین فقال ههنا مناخ رکابهم وموضع رحالهم وههنا مهراق دمائهم فتیة من آل محمد یقتلون بهذه العرصة تبکی علیهم السماء والارض ۱۲

وفی الصواعق قال اخرج ابن سعد عن الشعبی قال مر علی رضی الله عنه بکربلاء عند مسیره الی صفین وحاذی نینوی قریة علی الفرات فوقف وسال عن اسم هذه الارض فقیل کربلاء فبکی حتی بل الارض من دموعه ثم قال دخلت علی رسول الله صلعم وهو یبکی فقلت ما یبکیک قال کان عندی جبرئیل انفا واخبرنی ان ولدی الحسین یقتل بشاطی الفرات بموضع یقال له کربلاء ۱۲

در روضة الاحباب است که چون خواست که از فرات بگذرد وقت نماز عصر بود با طائفه از اصحاب خود نماز بگزارد و سایر اصحاب فرصت گذاردن نیافتند بگذرانیدن دواب خود مشغول بودند آفتاب غروب کرد و نماز عصر از ایشان فوت شد

فرزند حسین فرات کے کنارے قتل کیا جائیگا ۔ نیز کتاب موصوف مین بروایت حافظ ابونعیم اصبغ بن نباتہ سے مروی ہے کہ جب ہم لوگ حضرت علی کے ساتھ مشہد حسین پر پہونچے تو حضرت علے نے فرمایا کہ یہ شہیدون کے اونٹ بندھنے اور کجاوے رکھنے کی جگہ ہے یہ شہیدونکے خون گرنے کا مقام ہے ۔ ایک گروہ آل محمد کا یہین شہید ہوگا جن پر زمین وآسمان روئین گے نیز صواعق محرقہ مین بروایت ابن سعد شعبی سے مروی ہے کہ جب حضرت علے صفین کو جاتے ہوئے کربلا مین پہونچے اور نینوا کے مقابل ہوئے تو ٹھہر کر پوچھا کہ اس مقام کا کیا نام ہے لوگون نے کہا کربلا ۔ یہ سنکر آپ رونے لگے اور اتنا روئے کہ زمین آنسوؤن سے تر ہوگئی بعد ازان آپنے کہا کہ مین ایک دن رسول اللہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور انکو روتا ہوا پایا کہ مین نے سبب گریہ دریافت کیا تو آنحضرت نے فرمایا کہ ابھی جبریل نے آکر مجھے خبر دی ہے کہ میرا لخت جگر حسین کربلا مین فرات کے کنارے شہید ہوگا ۔

اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ جب حضرت علی نے دریاے فرات سے اوترنے کا قصد کیا تو نماز عصر کا وقت آگیا تھا آپ نے ایک جماعت اصحاب کے ساتھ نماز عصر ادا کی مگر بعض اصحاب جو اپنی سواریون کو دریاسے اوتار رہے تھے اونکی نماز فوت ہوگئی

پس دران باسروران سخنان گفتند چون حضرت امیر کرم اللہ وجہہ آن را شنید از خداے تعالی درخواست کرد کہ آفتاب را برگرداند تا اصحاب وے ہمہ نماز ادا کردند و آفتاب پس خداے تعالی دعاے علی را اجابت کرد و آفتاب بجاے نماز دیگر آمد چون غروب شد وہم سلام باز داد آفتاب

جب حضرت علی نے یہ حال اور اوسکے متعلق اصحاب کا قیل وقال سنا تو خداے عز وجل سے دعا کی کہ خدایا آفتاب کو پھر طالع فرما تاکہ یہ لوگ نماز ادا کرلین چنانچہ آپکی دعا سے آفتاب بار دگر طلوع ہوا اور جب سب لوگ نماز ادا کرچکے تب پھر غروب ہوگیا۔

تاریخ ابن[1] واضح مین ہے کہ حضرت علی فرات کے مشرقی جانب سے عبور فرماکر صفین کو روانہ ہوئے۔ اور حبیب[2] السیر مین ہے کہ صفین مین حضرت علی اور معاویہ کی فوجین ماہ ذی الحجہ ۳۶ھ مین وارد ہوئین۔

تاریخ ابو[3] الفدا مین ہے کہ پھر ۳۷ھ شروع ہوا اور ایک ماہ تک دونون لشکرون مین قتال کی نوبت نہ آئی بلکہ محرم کا پورا مہینہ محض نامہ وپیام مین ختم ہوگیا۔

اور تاریخ مروج[4] الذہب مسعودی مین ہے کہ محمد بن ابی بکر نے معاویہ کو ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ محمد بن ابی بکر کیجانب سے گمراہ معاویہ بن صخر کو معلوم ہو کہ خداے باعظمت وجبروت نے اپنی مخلوق کو عبث پیدا نہین کیا نہ خلقت عالم کی اوسکو حاجت تھی نہ بغیر آفرینش مخلوق اوسکی قوت مین کچھ ضعف ہوسکتا تھا۔ بلکہ اوسنے مخلوقات کو اسلیئے پیدا کیا کہ وہ اپنے صانع حقیقی کی عبادت کرین چنانچہ

[1] قال ابن واضح فی تاریخہ ثم عبر (علی) الی الجانب الشرقی من الفرات حتی صار الی صفین

[2] در حبیب السیر است کہ علماے متقدمین وفضلاے متاخرین چنین آوردہ اند کہ وصول امیر المومنین وشامیان نزول در صحراے صفین در ذی الحجہ سنہ ست وثلاثین بود

[3] ثم قال ابو الفدا ثم دخلت سنۃ سبع وثلاثین والجیشان بصفین ومضی المحرم ولم یکن بینہم قتال بل مراسلات

[4] وقال المسعودی فی کتاب مروج الذہب کتب محمد بن ابی بکر الی معاویۃ من محمد بن ابی بکر الی الغاوی معاویۃ بن صخر اما بعد فان اللہ بعظمتہ وسلطانہ خلق خلقہ بلا عبث منہ ولا ضعف فی قوتہ ولا حاجۃ بہ الی خلقہم لکنہ خلقہم عبیدا /

وجعل منهم غويا ورشيدا وشقيا وسعيدا ثم اختار على علم واصطفى وانتخب منهم محمدا صلعم فانتخبه لعلمه واصطفاه لرسالته وائتمنه على وحيه وبعثه رسولا ومبشرا ونذيرا فكان اول من اجاب واناب وامن وصدق واسلم وسلم اخوه وابن عمه علي بن ابي طالب صدقه بالغيب المكتوم واثره على كل حميم ووقاه بنفسه كل هول وحارب حربه وسالم سلمه فلم يبرح مبتذلا لنفسه في ساعات الليل والنهار والخوف والجوع والخضوع حتى برز سابقا لا نظير له فيمن اتبعه ولا مقارب له في فعله وقد رايتك تساميه وانت انت وهو هو اصدق الناس نية وافضل الناس ذريته وخير الناس زوجة و عمه سيد الشهداء يوم احد وابوه الذاب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وعن حوزته وانت اللعين ابن اللعين لم تزل انت وابوك تبغيان لرسول الله صلى الله عليه وسلم الغوائل وتجهدان على اطفاء نور الله

مخلوقات مین گمراہ بھی ہین ۔ رشید بھی شقی بھی ہین سعید بھی ۔ پھر اللہ تعالےٰ نے
جناب رسالتآب کو اپنے علم کے مطابق رسالت و امانت وحی کے لیے منتخب فرماکر
بطور بشیر و نذیر مبعوث فرمایا اور جسنے سب سے پہلے آنحضرت کی تصدیق فرمائی
وہ علی بن ابیطالب ہین جو ہر موقع خوف و دہشت مین رسول مقبول سے کے
جان نثار رہے جس سے آنحضرت نے جنگ کی اوس سے اونھون نے بھی جنگ کی
اور جس سے آنحضرت نے صلح کی اوس سے اونھون نے بھی صلح کی ہمیشہ شب و روز
خوف و جوع کیحالت مین رسول مقبول پر اپنی جان فدا کرنے کے لئے تیار رہے
اور ان تمام باتون مین ایسی سبقت لیگئے کہ نہ پیروان رسول مین کوئی اونکی
نظیر ہوسکتا ہے نہ اعمال حسنہ مین کوئی اونکی برابری کرسکتا ہی ۔ اور مین دیکھتا
ہون کہ تو اونپر فوقیت ڈھونڈھتا ہے حالانکہ تو تو ہی ہے اور وہ وہی ہین ۔
وہ اپنی نیت کی بناپر اصدق الناس اور اپنی ذریت کے اعتبار سے افضل الناس اور فاطمہ زہرا
کے شوہر ہونے کی حیثیت سے خیر الناس ہین ۔ اونکے چچا حمزہ سید الشہدا ے جنگ احد
مین اور اونکے باپ وہ شخص ہین جو پیغمبر خدا کی تکلیفون کو دور کرتے رہے ۔ اور اے
معاویہ تو خود بھی نفرین کردہ شدہ ہے اور تیرا باپ بھی ۔ تم باپ بیٹے ہمیشہ رسول اللہ
کی ایذا رسانی کے خواہان اور نور خدا کے بجھانے مین کوشان رہے ۔ انہین کامون

ذريته وخير الناس

يجمعان على خلافه
الجموع ويبذلان
فيه المال ويؤلبان
عليه القبائل على
ذلك مات ابوك
وعلى ذلك خلفته
والشهيد عليك
من تدني ويلجأ اليك
من بقية الاحزاب
ورؤساء النفاق
والشاهد لعلي مع
فضله المبين القديم
انصاره الذين معه
الذين ذكرهم الله
بفضلهم واثنى عليهم
من المهاجرين والانصار
وهم معه كتائب و
عصائب يرون الحق
في اتباعه والشقاء
في خلافه فكيف
يا لك الويل تعدل
نفسك بعلي وهو وارث
رسول الله صلعم ووصيه
وابو ولده واول الناس
له اتباعا واقربهم به
عهدا يخبره بسره ويطلعه
على امره وانت عدوه وابن
عدوه فتمتع في دنياك
ما استطعت بباطلك
وليمدد لك ابن العاص
في غوايتك فكأن اجلك
قد انقضى وكيدك قد
وهى ثم تتبين لك لمن
تكون العاقبة العليا
واعلم انك انما
تكايد ربك الذي
امنت كيده ويئست
من روحه۔

کیلیے جنھے بنایا کئے اور مال خرچ کرکے قبائل کو بھڑکایا کیے۔ اسی حالت مین تیرا
باپ مرگیا اور تو اوسکا قائم مقام ہوا تیرے گواہ وہ لوگ ہین جو بقیۂ احزاب و منافقین
مین سے آہستہ آہستہ تیرے پاس پہونچکر پناہ گزین ہوئے۔ اور علی "صاحب
فضل مبین"، کے شاہد عادل وہ انصار ہین جنکی فضیلت کا ذکر قرآن مین ہے اور
جنکی مدح و ثنا بحیثیت مہاجر و انصار ہونے کے خدا نے فرمائی ہے یہی لوگ علی
کی فوج اور جماعت ہین اور علی کی پیروی کو حق اور اونکی مخالفت کو شقاوت
جانتے ہین۔ پس وائے ہو تجکو کہ علی کی برابری کرتا ہے حالانکہ علی وارث و وصی
رسول ہین علی کی اولاد رسول مقبول کی اولاد ہے اور علی ہی پیغمبر خدا کی پیروی
کرنے مین اور آنحضرت سے اقرب بعہد ہونے مین اول الناس ہین جنکو آنحضرت نے
اپنے تمام امور و اسرار پر آگاہ و مطلع کیا اور تو خود بھی اونکا دشمن ہے اور تیرا باپ بھی
اونکا دشمن تھا پس جسقدر تیرے امکان مین ہو باطل ذریعون سے دنیوی تمتع حاصل کر
اور جتنا ابن العاص سے ہوسکے تجھے تیری گمراہی مین مدد دے مگر اے معاویہ یقین
کرلے کہ تیری میعاد ختم ہو چکی اور تیرا کر سست ہوگیا اور بالآخر تجھپر واضح ہوجائیگا
کہ عاقبت علیا کسکے لئے ہے نیز یہ بھی سمجھ لے کہ تو اوس خدا سے فریب کرتا ہے جسنے
تیرے کید کی جزا سے تجھے ابتک امن دے رکھا ہے اور جسکی رحمت سے تو مایوس

فهو لك بالمرصاد وانت منه في غرور والسلام على من اتبع الهدى (فكتب اليه معاوية) من معاوية بن صخر الى الزاري على ابيه محمد بن ابي بكر اما بعد فقد اتاني كتابك تذكر فيه ما الله اهله في عظمته وقدرته وسلطانه وما اصطفى به رسول الله صلعم مع كلام كثير لك فيه تضعيف ولابيك فيه تعنيف ذكرت فيه فضل ابن ابي طالب وقديم سوابقه و قرابته الى رسول الله صلعم ومواساته اياه في كل هول و خوف فكان احتجاجك علي وعيبك لي بفضل غيرك لا بفضلك فاحمد ربا صرف هذا الفضل عنك وجعله لغيرك فقد كنا وابوك فينا نعرف فضل ابن ابي طالب وحقه لازما لنا مبرورا علينا فلما اختار الله لنبيه عليه الصلوٰة والسلام ما عنده واتم له ما وعده واظهر دعوته وافلج حجته۔

ہو چکا ہے وہ تیری گھات مین ہے اور تو اوس سے بیخبر اور سلام ہو اوسپر جو ہدایت کی پیروی کرے"

جب یہ نامہ معاویہ کے پاس پہونچا تو اونھون نے اسکے جواب مین لکھا کہ " اپنے پدر کو عیب لگانے والے پسر محمد بن ابی بکر پر منجانب معاویہ بن صخر واضح ہو کہ تو نے اپنے خط مین خدا کی اوس عظمت و قدرت و حکومت کا ذکر کیا ہے جس کا وہ اہل ہے اور اون محامد کو بیان کیا ہے جنکے ساتھ خدا نے اپنے رسول کو برگزیدہ فرمایا نیز انھین ذکرون کے ساتھ تو نے ایسا کلام کثیر بھی قلمبند کیا ہے جو تیری تضعیف اور تیرے باپ کیلیے سرزنش اور ملامت کا باعث ہے۔ تو نے اپنے خط مین علی بن ابی طالب کی فضیلت و سابقیت کا ذکر کیا ہے اور یہ بھی دکھایا ہے کہ وہ رسول اللہ کے ساتھ قرابت قریبہ رکھتے ہین اور اونھون نے ہول و خوف کے اوقات مین آنحضرت کے ساتھ کسقدر ہمدردی کی ہے مگر میری نسبت تیری یہ حجت اور عیب گیری بربنائے فضل غیر ہے تیرے فضل پر مبنی نہین ہے اور مین خدا کا شکر کرتا ہون کہ اوسنے تجھسے اس فضل کو پھیر کر تیرے غیر کو عطا کیا ہے۔ ہم سب جنمین تیرے باپ بھی شامل ہین علی بن ابی طالب کا فضل اور اونکے حقوق کا لازم و مبرور ہونا اچھی طرح جانتے تھے مگر جب خدا نے اپنے رسول کو دین و حجت کے کامل و آشکار ہونیکے بعد

وقبضه الله عليه
كان ابوك وفاروقه
اول من ابتزه حقه
وخالفه على امره
على ذلك اتفقا
واتسقا ثم انهما
دعواه الى بيعتهما
فابطأ عنهما فهمّا
به الهموم وارادا
به العظيم ثم انه
بايع لهما وسلّم
لهما واقام
لا يشركانه في امرهما
ولا يطلعانه على
سرهما حتى
قبضهما الله ثم قام
ثالثهما عثمان
فهدى بهديهما
وسار بسيرهما
فعبته انت و
صاحبك حتى
طمع فيه الاقاصي
من اهل المعاصي
فطلبتما له الغوائل
واظهرتما عداوتكما
حتى بلغتما فيه مناكما
فخذ حذرك
يا ابن ابي بكر و
قس شبرك بفترك
تقصر عن ان توازي
او تساوي من يزن
الجبال بحلمه
فان يك ما نحن
فيه صوابا
فابوك استبد
به ونحن شركاؤه

اپنے پاس بلا لیا تو تیرے باپ اور اونکے فاروق ہی اوّل وہ شخص تھے جنھوں نے
باہم اتفاق کرکے علی کے حق کو چھین لیا اور امر خلافت کے متعلق علی کی مخالفت کی
پھر دونون صاحبون نے علی کو اپنی بیعت کے لئے بلایا مگر وہ عرصہ تک کنارہ کش
رہے چنانچہ اس کنارہ کشی پر دونون صاحبون نے علی کی نسبت ایسے اہم
اور عظیم منصوبے قائم کئے کہ علی کو اونکی بیعت کرلینی پڑی تاہم اون دونون بزرگون نے
علی کو نہ اپنے کسی امر مین شریک کیا نہ اپنے بھیدون پر اطلاع دی حتے کہ اون
دونون صاحبون نے دنیا سے رحلت فرمائی اور عثمان اون کے قائم مقام ہوئے
اور اونکی سیرت وطریقت پر پورا عمل کیا۔ پھر تونے اور علی نے عثمان کی عیب گیری
پر کمر باندھی حتی کہ دور دور کے اہل معاصی اسکی بابت حرص مین پڑگئے اور تونے
اور علی نے عثمان کے ساتھ دشمنی کا اظہار کرکے اونکو بلاؤن مین ڈالنا چاہا اور
اسکے متعلق تیری اور علی کی مراد پوری ہوگئی۔ اے ابوبکر کے بیٹے بچ اور اپنے
بالشت کو اپنی اونگلیون کی درمیانی وسعت پر قیاس کر۔ تو اوس شخص کے مقابلے اور
مساوات سے قاصر ہے جو پہاڑون کو اپنی بردباری کے ساتھ وزن کرتا ہے۔
پس جس معاملے کے متعلق ہم گفتگو کر رہے ہین اگر وہ ٹھیک ہے تو تیرے باپ ہی
نے استبدادی طریقے سے اوسکی ابتدا کی اور ہم سب اونکے اس فعل مین شریک رہے

اگر تیرے باپ قبل ازین ایسا برتاؤ عمل مین نہ لاتے تو ہم بھی علی کی مخالفت نہ کرتے
بلکہ اونکے مطیع رہتے لیکن جب ہم نے تیرے باپ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا تو انہین
کی مثال ہمنے بھی اختیار کی ۔ اب اگر تو عیب والزام لگائے تو اپنے باپ کو لگائے
یا اس خیال کو چھوڑدے اور سلام ہو اوسپر جو حق کیطرف رجوع کرے ۔

مورخ[1] ابن الوردی اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ ماہ صفر مین حضرت علی اور معاویہ
کے لشکرون مین بمقام صفین لڑائی شروع ہوگئی اور لڑائی کے شروع ہونیسے پہلے
حضرت علی نے اپنے اصحاب کو بلاکر کہا کہ جبتک جنگ کی ابتدا فوج مخالف کیطرف سے
نہ ہو تم لڑائی پر اقدام نہ کرو اور جو بھاگے اوسکو نہ مارو اور مخالفین کے اموال
مین سے کچھ نہ لو اور کسی کو برہنہ نہ کرو ۔ اور تاریخ ابوالفدا[2] مین ہے
کہ ماہ صفر کے شروع ہونے پر دونون لشکرون مین کثرت سے لڑائیان
واقع ہوئین ۔ بعض کا قول ہے کہ ۹۰ لڑائیان ہوئین اور عمار بن یاسر نے
حضرت علی کی رفاقت مین قتال عظیم کیا باوجودیکہ اونکی عمر کچھ اوپر نوے برس کی تھی
وہ لڑائی کے وقت حربۂ جنگ لیے ہوئے یہ کہتے جاتے تھے کہ اسی نشان کیساتھ
رسول اللہ کی ہمراہی مین تین لڑائیان لڑچکا ہون اور اب یہ چوتھی لڑائی ہے ۔
اوسوقت عمار جو رجز پڑھ رہے تھے اوس کا مطلب یہ تھا کہ قتال کر رہے ہین ہم تسے

ولولا ما فعل ابوك من قبل ما خالفنا ابن ابی طالب ولسلمنا اليه ولكنا رأينا اباك فعل ذلك به من قبلنا فاخذنا بمثله فعب اباك بما بدا لك او دع ذلك والسلام على من اناب

[1] قال ابن الوردی وفی صفر جرت بينهم وقعات بصفين (الى ان قال) وتقدم علی الى اصحابه ان لا يقاتلوهم حتى يبدؤهم بالقتال ولا تقتلوا مدبرا ولا ياخذوا شيئا من اموالهم ولا يكشفوا عورة

[2] وقال ابو الفدا لما دخلت صفر وقع بينهما القتال وكانت بينهم وقعات كثيرة بصفين قيل كانت تسعين وقعة (الى ان قال) وقاتل عمار بن ياسر مع علی قتالا عظيما وكان قد نيف عمره على تسعين سنة وكانت الحربة في يده وقال هذه راية قاتلت بها مع رسول الله صلعم ثلاث مرات وهذه الرابعة وهو يتحرز عن تقاتلكم

تاویل قرآن پر جس طرح قتال کر چکے ہین تسے تنزیل قرآن پر۔

مسند احمد حنبل[1] اور مستدرک حاکم ہین ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے حضرت علی سے فرمایا تھا کہ اے علی جسطرح مین نے تنزیل قرآن پر کفار سے قتال کیا ہے اوسی طرح تم تاویل قرآن پر قتال کروگے۔

تاریخ[2] ابن الوردی مین ہے کہ اثنائے جنگ مین عمار نے پینے کے لئے پانی مانگا تو ایک عورت نے دودھ لاکر پیش کیا جسکو پی کر عمار نے کہا کہ اللہ اور اوسکا رسول سچا ہے آج مین اپنے احباب یعنی رسول مقبول اور اونکے گروہ حق پژوہ سے ملاقات کرونگا۔ رسول اللہ نے ارشاد کیا تھا کہ دنیا مین میرا آخری رزق پانی ملا ہوا دودھ ہوگا۔ پھر عمار نے جنگ کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔

تاریخ[3] ابو الفدا مین بموجب حدیث صحیح متفق علیہ مذکور ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا نے ،،عمار کو گروہ باغی قتل کریگا،، نیز صحیح بخاری[4] مین ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ افسوس عمار کو گروہ باغی قتل کریگا عمار اوس گروہ کو جنت کی طرف بلاتے ہونگے اور وہ گروہ عمار کو جہنم کی طرف بلاتا ہوگا۔

تاریخ[5] کامل ابن اثیر مین ہے کہ حذیفہ بن الیمان کے دو بیٹے سعید اور صفوان

علی تاویلہ کما قاتلنا کم علی تنزیلہ [1] واخرج احمد فی المسند والحاکم فی المستدرک عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلعم قال لعلی انک تقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیلہ

[2] قال ابن الوردی ودعی بماء یشرب فجاءتہ امرأۃ بقدح من لبن فشرب منہ ثم قال صدق اللہ ورسولہ الیوم القی الاحبۃ محمدا وحزبہ قال رسول اللہ صلعم ان آخر رزق من الدنیا ضیحۃ لبن (الی ان قال) حتی استشہد رضی اللہ عنہ

[3] وقال ابو الفداء وفی الصحیح المتفق علیہ ان رسول اللہ صلعم قال تقتل عمارا الفئۃ الباغیۃ [4] واخرج البخاری عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلعم ویح عمار تقتلہ الفئۃ الباغیۃ یدعوہم الی الجنۃ ویدعونہ الی النار [5] وقال ابن الاثیر فی الکامل قتل ابنا حذیفۃ بن الیمان صفوان وسعید۔

اپنے باپ کی وصیت کے موافق بمقام صفین حضرت علی کی رفاقت مین لڑکر مقتول ہوئے
اور روضۃ الاحباب[١٥] مین ہے کہ اویس قرنی بھی جناب امیر کی
رفاقت مین گروہ باغی کے ہاتھ سے قتل ہوکر راہی خلد بریں ہوئے۔
نیز تاریخ خمیس[١٦] مین ہے کہ حضرت علی کی رفاقت مین خزیمہ بن ثابت انصاری
ذوالشہادتین اور اویس قرنی زاہد التابعین مرتبۂ شہادت پر فائز ہوئے۔
اور ریاض مستطابہ[١٧] یحییٰ عامری مین ہے کہ عبیداللہ بن عمر بن الخطاب برفاقت
معاویہ جنگ صفین مین مارے گئے۔
خلاصۃ الوفا اور تاریخ خمیس[١٨] مین ہے کہ جب عمار بن یاسر قتل ہوئے تو عمرو
بن عاص نے قتال سے ہاتھ روک لیا اور اس باب مین جماعتِ کثیر نے عمرو
بن عاص کا اتباع کیا۔ معاویہ نے عمرو بن عاص سے اسکا سبب پوچھا تو اونھون نے
کہا کہ ہم رسول اللہ سے سن چکے ہین کہ عمار کو گروہ باغی قتل کریگا اور اس سے ثابت
ہوتا ہے کہ ہم لوگ باغی ہین۔ معاویہ نے کہا چپ رہو۔ عمار کے قاتل ہم نہین ہین
بلکہ علی ہین جنھون نے عمار کو لاکے ہم مین ڈالدیا حضرت علی کو اس بات کی اطلاع
ہوئی تو اونھون نے کہا کہ جو شخص مجھے عمار کا قاتل کہے گویا وہ یہ کہتا ہے کہ حضرت حمزہ
کے قاتل رسول مقبول ہین کیونکہ آنحضرت ہی نے حمزہ سید الشہدا کو کفار سے لڑنیکے لئے بھیجا تھا

مع علی الصفین بوصیۃ ابیہما [١٥] ودر روضۃ الاحباب است کہ اویس قرنی در جنگ صفین از جمع شیخ اہل عدوان وطغیان بہ ریاض رضوان خرامیدہ [١٦] وفی الخمیس قال وقتل مع علی خزیمۃ بن ثابت الانصاری ذوالشہادتین واویس القرنی زاہد التابعین [١٧] وقال یحیی العامری فی الریاض المستطابۃ ان عبید اللہ بن عمر بن الخطاب قتل یوم صفین مع معاویۃ [١٨] وفی خلاصۃ الوفاء وتاریخ الخمیس لما قتل عمار بن یاسر امسک عمرو بن العاص عن القتال وتابعہ علی ذلک خلق کثیر فقال معاویۃ لم لا تقاتل قال قتلنا ھذا الرجل وقد سمعت رسول اللہ صلعم یقول تقتلہ الفئۃ الباغیۃ فدل علی انا نحن بغاۃ فقال معاویۃ اسکت انحن قتلناہ انما قتلہ علی واصحابہ جاؤا بہ حتی القوہ بیننا فبلغ ذلک علیا فقال ان کنت انا قتلتہ فالنبی صلعم قتل حمزۃ حین ارسلہ الی قتال الکفار۔

اور تاریخ ابن[1] الوردی مین ہے کہ جب عمار قتل ہوئے تو حضرت علی نے
بیس ہزار فوج سے ایسا شدید حملہ کیا کہ لشکر شام کی صفین درہم برہم ہوگئین۔
اور تاریخ ابو الفدا[2] مین ہے کہ پھر حضرت علی نے ندا کی کہ اے معاویہ ہمارے تمہارے
بیچ مین لوگ کیون قتل ہون آؤ ہم تم لڑلین تاکہ جو شخص اپنے مقابل کو قتل کرے
امر متنازع فیہ اوسی کے لیے مستقیم ہوجائے۔ یہ سنکر عمرو عاص نے معاویہ سے کہا کہ علی نے
بہت انصاف کی بات کہی ہی۔ معاویہ نے جواب دیا کہ واہ کیا انصاف کی بات کہی ہے
تو جانتا ہے کہ جو شخص علی سے لڑتا ہے وہ قتل ہوتا ہے۔ عمرو عاص نے کہا
مگر اس وقت اون کا مقابلہ نکرنا تمھارے لئے بہت ہی نازیبا ہے۔ معاویہ بولے
کہ سمجھا ہے تو چاہتا ہے کہ مین قتل ہون اور میرے بعد تو حکومت کرے۔
اور تاریخ مروج[3] الذہب مسعودی مین ہے کہ جب معاویہ حضرت علی سے لڑنیکو نہ
نکلے اور عمرو عاص نے اونکو اس بات پر ملامت کی تو اونہون نے خود عمرو عاص کو
مجبور کیا کہ تم علی سے لڑنیکو جاؤ حتی کہ عمرو عاص نے تعمیل حکم کے بغیر کوئی چارہ نہ دیکھا
اور بمقتضاے بندگی بیچارگی لڑنے کے لئے میدان جنگ مین آئے حضرت علی نے
عمرو عاص کو دیکھتے ہی تلوار اوٹھائی اور چاہا کہ اون پر وار کرین۔
عمرو عاص جھٹ ننگے ہوگئے اور بولے کہ بھائی مین سپہ گری کے جوش مین نہین آیا بلکہ

[1] وقال ابن الوردی وبعد قتل عمار انتدب علی علی عشرین الف وحمل بھم فلم یبق لاھل الشام صف الا انتقض
[2] قال ابو الفدا ثم نادی علی یا معاویة علام یقتل الناس ما بیننا ھلم احاکمک الی اللہ فاینا قتل صاحبه استقامت له الامور فقال عمرو انصفك ابن عمك فقال معاویة ما انصفت انك تعلم انه لم یبرز الیه احد الا قتله فقال عمرو ما یحسن بك ترك مبارزته فقال معاویة طمعت فی الامر بعدی
[3] وفی مروج الذهب وقد قیل فی بعض الروایات ان معاویة اقسم علی عمرو لما اشار علیه بھذا ان یبرز الی علی فلم یجد عمرو من ذلك بدا فبرز فلما التقیا عرفه علی وشال السیف لیضربه به فکشف عمرو عن عورته وقال مکره اخوك لا بطل۔

فقتال علی وجہہ وقال قبحت ورجع عمرو الی مصافہ

مجبوراً آیا ہون۔ حضرت علی نے اپنا منہ پھیر لیا اور فرمایا کہ جا تو نے اپنی مخلصی کا بُرا حیلہ اختیار کیا۔ عمرو عاص فوراً اپنے لشکر مین بھاگ گئے۔ اور روضۃ الصفا[۱] مین ہے کہ جب حضرت علی نے میان سے تلوار گھسیٹ کر عمرو پر حملے کا ارادہ کیا تو عمرو نے مارے دہشت کے گھوڑے سے گر کر اپنی ایک ٹانگ اُٹھا دی اور ننگے ہو گئے۔ حضرت علی نے منہ پھیر لیا اور عمرو عاص بچکر معاویہ کے پاس بھاگ گئے معاویہ نے کہا کہ اے پہلوان دلاور جنگجو خدا کا شکر کر اور اپنی شرمگاہ کا ممنون ہو جس نے تجھے بچا دیا یہ کہکر معاویہ ہنسے اور عمرو عاص خجل اور شرمندہ ہوئے۔

اسد الغابہ[۲] ابن اثیر مین ہے کہ معاویہ کے ایک لشکری مخنف بن سلیم نے ابو ایوب انصاری سے (جو حضرت علی کی فوج مین تھے) کہا کہ تم نے رسول اللہ کی ہمراہی مین مشرکین سے قتال کیا تھا اور آج مسلمانون کو قتل کرنے آئے ہو۔ ابو ایوب نے جواب دیا کہ رسول اللہ نے مجھے ناکثین وقاسطین ومارقین کے قتال پر مامور فرمایا ہے۔ اور ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ ہمکو رسول اللہ نے ناکثین وقاسطین ومارقین کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا تو ہم نے پوچھا تھا کہ یا رسول اللہ ہم کسکے ساتھ ناکثین و قاسطین ومارقین سے قتال کرینگے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ علی بن ابیطالب کیساتھ جنکی رفاقت مین عمار بن یاسر شہید ہونگے۔

[۱] و در روضۃ الصفا آوردہ کہ چون حضرت امیر ذوالفقار از نیام بر آوردہ بعمرو حملہ کرد عمرو از بیم تیغ آبدار امیر خود را از اسب انداختہ و یک پا را بالا کرد و عورتش منکشف شد امیر المومنین علی روی بگردانید و عمرو خلاصی یافت و بگریخت و نزد معاویہ رفت و چون عمرو نزد معاویہ رفت گفت اے پہلوان دلاور جنگجو شکر حق عز و علا بجا آر و از عورت خود ممنون باش کہ ترا از زخم تیغ علی نجات داد و او ساعی حیلہ بند تو گشت و از این بقول معاویہ بخندید و عمرو خجل و شرمسار شدہ۔

[۲] و فی اسد الغابہ عن مخنف بن سلیم قال اتینا ابا ایوب الانصاری فقلنا قاتلت بسیفک المشرکین مع رسول اللہ ثم جئت تقاتل المسلمین قال امرنی رسول اللہ بقتل الناکثین والقاسطین والمارقین وعن ابی سعید الخدری قال امرنا رسول اللہ صلعم بقتال الناکثین والقاسطین والمارقین فقلنا یا رسول اللہ امرتنا بقتال ہؤلاء فمع من قال مع علی بن ابیطالب معہ یقتل عمار بن یاسر

علاّمہ ابن اثیر[۱] نہایہ مین لکھتے ہین کہ ناکثین سے اہل جمل اور قاسطین سے اہل صفین اور مارقین سے خوارج مراد ہین ۔

مورخ مسعودی مروج الذہب[۲] مین لکھتا ہے کہ جب وہ شب جمعہ ہوئی جس کو لیلۃ الہریر کہتے ہین تو اوس رات اور اوسکی صبح کو حضرت علی نے بنفس نفیس پانچسوتیئس[۵۲۳] آدمی اپنے ہاتھ سے قتل کئے ۔ حضرت علی کے میمنہ لشکر پر اشتر تھے اُنھون نے جنگ مین اِس قدر کوشش اور بہادری کی کہ فتح کے آثار نمایان ہوگئے اور قریب تھا کہ حضرت علی کا لشکر مظفر و منصور ہو ۔ یہ حالت دیکھکر بزرگان لشکر معاویہ چلّا اوٹھے کہ خدا ہی ہماری عورتون اور لڑکیون پر رحم کرے ۔ پس معاویہ نے مضطرب ہوکر عمرو عاص سے کہا کہ اگر مصر کی حکومت مطلوب ہے تو اب جلد کوئی حیلہ مفر سوچو ورنہ ہملوگ ہلاک ہوا چاہتے ہین ۔ عمرو عاص نے اپنے لشکر والون سے کہا کہ ایہا النّاس جسکے پاس قرآن ہو وہ اوسکو اپنے نیزے پر بلند کرے ۔ یہ سنتے ہی اہل لشکر نے کثرت سے قرآن مجید نیزون پر بلند کرکے ندا کی کہ ہمارے تمھارے درمیان کتاب اللہ ہے ۔

تاریخ ابوالفدا[۳] مین ہے کہ جب لشکر شام نے قرآن بلند کئے تو اہل عراق نے (جو حضرت علی کے لشکر مین تھے) کہا کہ اے علی تم کتاب اللہ کو کیون نہین قبول کرتے ۔ حضرت علی نے جواب دیا کہ تم لوگ دشمن سے مقابلہ کرنے مین اپنے حق اور صدق پر

۱؎ قال ابن الاثیر فی النہایۃ الناکثین اصحاب الجمل و القاسطین اہل صفین والمارقین الخوارج

۲؎ قال المسعودی وکانت لیلۃ الجمعۃ وہی لیلۃ الہریر فکان جملۃ من قتل علی بکفہ فی یومہ ولیلتہ خمس مائۃ وثلاثۃ و عشرین رجلا وکان الاشتر فی ہذا الیوم علی میمنۃ علی وقد اشرف علی الفتح ونادت مشیخۃ اہل الشام اللہ اللہ فی الحرمات والنساء والبنات فقال معاویۃ ہلم مخبآتک یا [illegible] ابن العاص فقد ہلکنا وتذکر ولایۃ مصر فقال عمرو ایہا الناس من کان معہ مصحف فلیرفعہ علی رمحہ فکثر فی الجیش رفع المصاحف ونادوا کتاب اللہ بیننا وبینکم ۔

۳؎ قال ابوالفداء ففعلوا ذلک فلما رأی اہل العراق ذلک قالوا العلی نجیب الی کتاب اللہ فقال علی امضوا علی حقکم و صدقکم

ثابت قدم رہو - عمرو بن عاص و معاویہ و ابن ابی معیط و ابن ابی سرح و ضحاک بن قیس نہ اہل دین ہین نہ اہل قرآن - مین اونھین خوب جانتا ہون - بخدا اونھون نے قرآن کو محض مکاری اور فریب سے بلند کیا ہے - اہل عراق بولے کہ تم ہم کو کتاب اللہ کیطرف جانے سے کیون روکتے ہو جبکہ ہم اوس کی جانب بُلائے جارہے ہین - حضرت علی نے کہا کہ مخالفین کے مقابلے مین میرا یہ مقاتلہ محض اسی لئے ہے کہ وہ حکم خدا اور کتاب اللہ کے موافق عمل کرین لیکن اونھون نے احکام خدا کی نافرمانی کی اور تاریخ ابن واضح مین ہے کہ حضرت علی نے فرمایا کہ یہ معاویہ والون کا فریب ہے جو اونھون نے قرآن بلند کئے ہین حالانکہ وہ قرآن سے کوئی تعلق نہین رکھتے - یہ سُنکر اشعث بن قیس کندی جو معاویہ سے درپردہ ملا ہوا تھا کہنے لگا کہ اگر تم معاویہ والون کی درخواست منظور نکروگے تو ابھی مین تمھارے پاس سے چلا جاونگا اور روضۃ الاحباب و حبیب السیر مین ہے کہ حضرت علی نے کہا کہ مین تم سب سے زیادہ کتاب اللہ کو قبول کرنیکا سزاوار ہون مگر جانتا ہون کہ رفع مصاحف سے مخالفین کا مقصود عمل بکتاب اللہ نہین ہے بلکہ وہ لڑائی سے عاجز آگئے ہین اپنی کامیابی سے مایوس ہوچکے ہین اور ہماری فتح کا اون کو یقین ہوگیا ہے - لہذا اس حیلے سے اپنی جان بچانا چاہتے ہین - مین اونسے قتال کرونگا تا اینکہ وہ حکم خدا پر راضی ہون - حضرت علی کی سپاہ مین سے اکثر امرا و اعیان جو معاویہ

ف قتال عدوکم فان عمروا و معاویہ و ابن ابی معیط و ابن ابی سرح والضحاک بن قیس لیسوا باصحاب دین ولا قرآن وانا اعرف بھم منکم ویحکم واللہ ما رفعوہ الا خدیعۃ ومکیدۃ فقالوا اتمنعنا ان ندعی الی کتاب اللہ فنابی فقال علی انی انما قاتلتھم لیدینوا بحکم کتاب اللہ فانھم قد عصوا اللہ فیما امرھم

وفی تاریخ ابن واضح فقال علی انھا مکیدۃ و لیسوا باصحاب قرآن فاعترض الاشعث بن قیس الکندی وقد کان معاویۃ استمالہ فقال واللہ لئن لم تجبھم انصرفت عنک

و در روضۃ الاحباب و حبیب السیر است که حضرت علی فرمود که من سزاوار ترم از ہمہ کس باجابت کتاب خدای تعالی اما این حیلہ ایست کہ اندیشیدہ اند و کرده اند و مقصود مخالف از رفع مصاحف عمل بمضمون کتاب خدا نیست بلکہ چون از حرب ولشکر آمدہ اند و از نصرت مایوس شدہ و فتح و ظفر ما بعین الیقین دیدہ اند بدین بہانہ جان بیرون میبرند بدین کید از ین مہلکہ جان بیرون برد من با ایشان مقاتلہ خواہم کرد تا بحکم باری سبحانہ و تعالی راضی گردند چون اکثر امرا و اعیان سپاہ امیر المومنین علی

سے رشوت لے چکے تھے کہنے لگے کہ اے امیرالمومنین تم معاویہ کی درخواست قبول کرو کیونکہ وہ
کتاب اللہ کی طرف بلاتا ہے ورنہ ہم تم کو دشمن کے حوالے کر دینگے۔ حضرت علی نے فرمایا
کہ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ مسعود تمیمی اور زید بن حصین
طائی جو بالآخر خارجی ہو گئے کہنے لگے کہ اے علی جب تم کتاب اللہ کی طرف بلائے جاتے
ہو تو قبول کرو ورنہ ہم تم کو قوم کے حوالے کر دینگے اور تمہارے ساتھ وہ برتاو کرینگے جو
عثمان بن عفان کے ساتھ کر چکے ہین۔ حضرت علی نے کہا کہ اگر تم میرے مطیع ہو تو جنگ
سے منہ نہ موڑو اور اگر نافرمان ہو تو جو مناسب سمجھو کرو۔ اونھون نے کہا کہ کسی کو
بھیجکر اشتر کو بلوالو۔ حضرت علی نے انکے کہنے کے موافق اشتر کو بلوایا تو اونھون نے
کہلا بھیجا کہ یہ وقت ایسا نہین ہے کہ مین اپنی جگہ سے ہٹایا جاؤن۔ اس اثنا مین جہان
اشتر لڑ رہے تھے شور وغل بڑھا۔ لوگون نے حضرت علی سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے تم نے
قتال ہی کا حکم دیا ہے روکا نہین۔ حضرت علی نے کہا کیا تم نے پیامبر سے مجھے سرگوشی
کرتے ہوئے دیکھا ہے اور کیا مین نے جو بات اوس سے کہی تھی وہ تم نے نہین سنی۔
اونھون نے کہا کہ اچھا پھر کسیکو بھیجکر اشتر کو بلاؤ ورنہ ہم تم سے منحرف ہو جائینگے۔
حضرت علی نے اشتر سے دوبارہ کہلا بھیجا کہ چلے آؤ۔ یہ حکم سنکر اشتر کہنے لگے کہ مین سمجھ گیا
بیشک عمرو بن عاص نے قرآن بلند کرا کے اختلاف ڈالدیا۔ پس اشتر نے میدان جنگ

علی انا للہ وانا الیہ راجعون وقال ابو الفدا فی تاریخہ فقال لہ مسعود التمیمی و زید بن حصین الطائی فی عصابۃ من الذین صاروا خوارج یا علی اجب الی کتاب اللہ اذ دعیت الیہ والا دفعناک برمتک الی القوم ونفعل بک ما فعلنا بابن عفان فقال علی ان تطیعونی فقاتلوا وان تعصونی فافعلوا ما بدا لکم قالوا فابعث الی الاشتر فلیاتک فبعث الیہ یدعوہ فقال الاشتر لیس ھذہ الساعۃ التی ینبغی لک ان تزیلنی عن موقفی فرجع الرسول واخبرہ بالخبر فارتفعت الاصوات وکثر الرھج من جہۃ الاشتر فقالوا لعلی ما نراک الا امرتہ بالقتال فقال ھل رأیتمونی ساررت الرسول الیہ الیس کلمتہ وانتم تسمعون فقالوا فابعث الیہ فلیاتک والا اعتزلناک فرجع الرسول الی الاشتر واعلمہ فقال قد علمت واللہ ان رفع المصاحف یوقع خلافا وانھا مشورۃ ابن العاھرۃ

فرجع الاشتر الی علی فقال خدعتم فانخدعتم وقد کان غالب تلك العصابة الا انهما عن القتال ولما کفوا عن القتال سألوا معاویة لای شیء رفعت المصاحف فقال تنصبوا حکما منکم وحکما منا ونأخذ علیهما ان یعملا بما فی کتاب الله ثم نتبع ما اتفقا علیه فوقعت الاجابة من الفریقین الی ذلك فقال الاشعث بن قیس وهو من اکبر الخوارج انا قد رضینا بابی موسی الاشعری فقال علی قد عصیتمونی فی اول الامر فلا تعصونی الآن لا اری ان اولی ابا موسی فقالوا لا نرضی الا به فقال علی انه لیس بثقة (الی ان قال) ولکن ابن عباس اولی منه فقالوا ابن عباس ابن عمك ولا نرید الا رجلا هو منك ومن معاویة سواء فقال علی فالاشتر فابوا وقالوا هل اسعرها الا الاشتر فاضطر علی الی اجابتهم واخرج ابوموسی واخرج معاویة عمرو بن العاص بن وائل واجتمع الحکمان

سے واپس آکر کہا کہ افسوس تم دشمنون کے فریب مین آگئے ورنہ جو فوج اسوقت قتال
سے روکدی گئی وہ ہر طرح غالب آگئی تھی۔ الغرض جب حضرت علی کے لشکر والون
نے قتال سے ہاتھ روک لیا تو معاویہ سے رفع مصاحف کا سبب پوچھا معاویہ نے
کہا مین چاہتا ہون کہ فریقین کیجانب سے حکم مقرر ہوجائین اور اونسے عہد کرلیا جائے
کہ موافق حکم کتاب اللہ عمل کرینگے۔ پس جس امر پر وہ اتفاق کرین ہم اور تم اوسی کے
پابند رہین۔ فریقین نے اس بات کو منظور کرلیا۔ اشعث بن قیس جو اکابر خوارج
سے تھا کہنے لگا کہ ہم ابوموسیٰ اشعری کو حکم تجویز کرتے ہین۔ حضرت علی نے فرمایا دیکھو
امر اوّل مین تم میری نافرمانی کرچکے ہو۔ اب نہ کرو۔ میری راے مین ابوموسیٰ کو حکم
قرار دینا مناسب نہین ہے۔ اونھون نے کہا ہم سوا ابوموسیٰ کے اور کسی کے حکم
ہونے پر راضی نہین ہین۔ حضرت علی نے کہا کہ مین ابوموسیٰ کو ثقہ نہین جانتا ابن عباس
اونسے بہتر ہین۔ اصحاب معاویہ نے علی کی اس تجویز کو تسلیم نہ کیا اور کہا کہ ابن عباس
تمھارے چچیرے بھائی ہین۔ حکم ایسا ہونا چاہیے جسکا تعلق تمھارے اور معاویہ کیساتھ
برابر ہو۔ حضرت علی نے کہا کہ اچھا اشتر کو حکم قرار دو۔ مخالفین نے اس تجویز کو بھی
منظور نہ کیا اور کہا کہ اشتر ہی نے تو آگ بھڑکائی ہے۔ پس حضرت علی مجبور ہوگئے۔
چنانچہ اون کی طرف سے ابوموسیٰ اور معاویہ کی جانب سے عمرو عاص حکم قرار پائے

عند علی وکتب بحضورہ کتاب القضیۃ وهو بسم الله الرحمن الرحیم هذا ما قاضی امیر المؤمنین علی فقال عمرو امیرکم واما امیرنا فلا فقال الاحنف لا تمح اسم امیر المؤمنین فقال الاشعث بن قیس امح هذا الاسم فاجاب علی ومحاه وقال علی الله اکبر سنة بسنة والله انی لکاتب رسول الله یوم الحدیبیة فکتبت محمد رسول الله فقالوا لست برسول الله ولکن اکتب اسمك واسم ابیك فامرنی رسول الله بمحوه فقلت له لا استطیع فقال فارنیه فاریته فمحاه بیده وقال لی انك ستدعی الی مثلها فتجیب فقال عمرو سبحان الله اتشبهنا بالکفار فقال علی یا ابن النابغة ومتی لم تکن للفاسقین ولیا وللمؤمنین عدوا فقال عمرو والله لا یجمع بینی وبینك مجلس بعد الیوم فقال علی انی لارجو ان یطهر الله مجلسی منك ومن اشباهك وکتب الکتاب

اور اونھون نے حضرت علی کے پاس مجتمع ہو کر کتبہ لکھنا شروع کیا۔ یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم
یہ وہ اقرار نامہ ہے جسکو امیر المومنین علی، ہنوز اتنا ہی لکھا تھا کہ عمرو عاص بولا علی تمہارے
امیر ہین ہمارے امیر نہین ہین اس لفظ کو مٹا دو۔ احنف نے کہا کہ امیر المومنین کا لفظ
محو نہین کیا جا سکتا۔ اشعث بن قیس نے کہا کہ ضرور محو کرنا چاہیئے۔ حضرت علی نے
کتبہ لیکر اپنے ہاتھ سے لفظ امیر المومنین کاٹ دیا اور کہا کہ اللہ اکبر یہ معاملہ مطابق
سنت نبوی ہے۔ بخدا جب بروز حدیبیہ مین نے صلحنامہ مین محمد رسول اللہ لکھا
تو کفار قریش نے لفظ رسول اللہ کے متعلق ایسا ہی قیل و قال کیا تھا جیسا تم کرتے ہو چنانچہ
رسول اللہ نے کاغذ خود اپنے ہاتھ مین لیکر لفظ رسول اللہ کو محو کر دیا تھا اور مجھ سے فرمایا تھا
کہ اے علی تم کو بھی ایسا ہی معاملہ پیش آئیگا اور تم کو قبول کرنا پڑیگا۔ یہ سنکر عمرو عاص نے
کہا سبحان اللہ تم ہمکو کفار سے تشبیہ دیتے ہو۔ حضرت علی نے جواب دیا کہ اے ابن باغیہ
تو فاسقین کا دوست اور مومنین کا دشمن کب نہ تھا۔ عمرو عاص نے کہا کہ اب آیندہ
مین تمہارے ساتھ کبھی یکجا نہ ہونگا۔ حضرت علی نے فرمایا کہ مین بھی خدا سے اُمید کرتا
ہون کہ وہ میری مجلس کو تجھ سے اور تیرے ایسے لوگون سے پاک رکھیگا۔ اس کے بعد
اقرار نامہ تحریر کیا گیا۔

حبیب السیر مین ہے جو اقرار نامہ لکھا گیا اوس کا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ " علی اور

در حبیب السیر است کہ بعض مضمون آن وثیقہ آنکہ علی و

ازنزاع او و معاویہ و
ازنزاع و قبول نمودند کہ
محاکمہ بکتاب اللہ نمایند
و از مضمون آیات بینات
تجاوز نکنند و علی و شیعیان او
خوشنود شدند کہ عبد اللہ
بن قیس یعنی ابوموسی
اشعری و زین باب
حکم باشد و معاویہ و
معاونان او رضا دادند کہ
از قبل ایشان عمرو
بن العاص حکم کند

اونکے متبعین اور معاویہ اور اونکے موافقین نے قبول کیا کہ حکم کتاب اللہ کے موافق
عمل کرینگے اور احکام خداوندی سے تجاوز روانہ رکھینگے - نیز علی اور (اون کے
ساتھ والے) اس بات پر راضی ہوئے کہ اون کی جانب سے ابوموسیٰ اشعری حکم ہون اور
معاویہ اور اونکے گروہ نے اپنی طرف سے عمرو عاص کا حکم ہونا منظور کیا اور -
تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ ابوموسیٰ اور عمرو عاص نے فیصلے کا زمانہ ماہ رمضان
سنہ رواں مقرر کیا نیز اسکے ساتھ یہ شرط بھی قرار دی کہ اگر دونون حکم چاہین تو
میعاد معین مین تاخیر کر سکتے ہین" اور جب یہ معاملہ ختم ہوچکا تو حضرت علی مع ہمراہیون کے
کوفے چلے گئے البتہ خوارج حضرت علی کی رفاقت ترک کرکے اُنسے کنارہ کش ہوگئے اور
تاریخ الخلفاء سیوطی مین ہے کہ اون خوارج نے کہا کہ خدا کے سوا دوسرے کا حکم
کوئی چیز نہین ہے - پھر اونھون نے حضرت علی پر خروج کرکے مقام حرورا مین
بغرض قتال لشکر جمع کیا - جب یہ خبر حضرت علی کو پہونچی تو اونھون نے ابن عباس
کو خوارج کے افہام و تفہیم کے لئے بھیجا جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ایک جماعت کثیر اپنے ارادے
سے باز رہی اور باقی گروہ خوارج کا نہروان کو چلا گیا - حضرت علی کو یہ حال معلوم ہوا
تو اونھون نے نہروان پہونچکر خوارج کو قتل کیا اور اونہین ذوالثدیہ بھی مارا گیا (جسکا
ایک بازو پستان زن سے مشابہ تھا)

۵ وفی تاریخ ابن الوردی (قال) واجلا القضاء الی رمضان من هذه السنة وان احبا ان یؤخرا ذلك اخراه (الی ان قال) ثم سار علی الی العراق وقدم الی الکوفة ولم یدخل الخوارج معه الی الکوفة واعتزلوا عنه

۵ وفی تاریخ الخلفاء للسیوطی قالوا لا حکم الا للہ وعسکروا بحروراء فبعث الیهم ابن عباس فخاصمهم وحججهم فرجع منهم قوم کثیر وثبت قوم وساروا الی النهروان فسار الیهم علی وقتلهم بالنهروان وقتل منهم ذوالثدیة

نسائی نے خصائص[1] مین ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے
ایک گروہ کے خروج کا ذکر کرکے فرمایا تھا کہ اوس گروہ والے دین سے اِسطرح
نکل گئے ہونگے جسطرح نشانے سے تیر نکل جاتا ہے اور وہ بدترین خلق ہونگے۔
نیز ارشاد کیا تھا کہ اگرچہ وہ لوگ بڑے نمازی۔ روزہ دار اور زکوۃ دینے والے
ہونگے مگر دین سے ایسا نکل گئے ہونگے جیسا نشانے سے تیر نکلجاتا ہے۔ وہ قرآن
پڑھینگے مگر قرآن اونکے گلے کے نیچے نہ اوترے گا اور اون لوگون سے وہ شخص
قتال کریگا جو سراسر حق پر ہوگا۔ اوس فرقۂ باطلہ مین ایک سیاہ فام شخص اِس علامت
کا پایا جائے گا کہ اوس کا ایک بازو پستانِ زن سے مشابہ ہوگا اور وہ فرقہ بہترین
گروہ پر خروج کریگا۔ ابوسعید خدری کہتے ہین کہ مین رسول اللہ کی اس پیشین گوئی
کا گواہ ہون اور اِس بات کا بھی شاہد ہون کہ جب حضرت علی نے گروہ خوارج سے
قتال کیا تو اُس شخص (ذوالثدیہ) کے تلاش کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ تلاش کیا گیا تو
خوارج کے کُشتون مین ملا جسکا ایک بازو درحقیقت پستانِ زن کیطرح تھا جیسا کہ
رسول اللہ نے فرمایا تھا۔

تاریخ ابن خلدون[2] مین ہے کہ جب میعاد منقضی ہوئی اور محاکمے کا زمانہ آیا تو
حضرت علی کیجانب سے ابوموسیٰ اشعری مع چارسَو ہمراہیون کے اور معاویہ کیطرف سے

[1] اخرج النسائی فی الخصائص عن ابی سعید الخدری عن النبی صلعم انہ ذکر اناسا فی فرقۃ من الناس انہ یخرجون یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ هم اشر الخلق (وفی حدیث آخر) فذکر من صلوتهم وزکوتهم وصومهم (وقال) یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ (لا یجاوز القرآن من تراقیهم) یقاتلهم اقرب الناس الی الحق (وفی حدیث آخر) ایتهم رجل اسود احدی عضدیه مثل ثدی المرأة یخرجون علی خیر فرقة من الناس قال ابوسعید فاشهد انی سمعت هذا من رسول الله صلعم واشهد ان علی بن ابی طالب قاتلهم وانا معه فامر بذلک الرجل فالتمس فوجد فاتی به حتی نظرت الیه علی النعت الذی نعت به رسول الله صلعم

[2] قال ابن خلدون فلما انقضی الاجل وحان وقت التحکیم بعث علی اباموسی الاشعری فی اربعمائة رجل (الی ان قال) وبعث معاویة

عمرو عاص مع چار سو شامیون کے مقام اذرح واقع دومتہ الجندل مین وارد ہوئے۔ اور
تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ جب دونون گروہ ملاقی ہوئے۔ تو عمرو بن العاص نے ابو موسیٰ اشعری
سے استدعا کی کہ وہ معاویہ کو خلیفہ تجویز کرین مگر ابو موسیٰ نے انکار کیا۔ اسی طرح ابو موسی نے
عمرو عاص سے استدعا کی کہ عبد اللہ بن عمر بن الخطاب خلیفہ مقرر کیے جائین لیکن عمرو عاص نے
اس کو نہ مانا بعد ازان ابو موسی سے پوچھا کہ اب تمہاری کیا رائے ہے۔ ابو موسیٰ نے کہا
کہ میری رائے تو یہ ہے کہ علی اور معاویہ دونون معزول کر دیے جائین اور خلافت کا معاملہ
مسلمانون کی باہمی مشورت پر محول کیا جائے عمرو نے اس رائے کی تحسین کی اور کہا کہ مجھکو
تمہاری رائے سے اتفاق ہے یہ گفتگو کر کے دونون شخص فریقین کے مجمع مین آئے۔ ابو موسیٰ نے
لوگون کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ ہم دونون آدمیون کی رائین ایک ایسے امر پر متفق ہوئی
مین جو صلاحیت اُمت پر مبنی ہے عمرو عاص نے اس کی تصدیق کر کے ابو موسی سے کہا کہ
جو رائے تم نے قائم کی ہے سب کے سامنے بیان کرو۔ ابو موسیٰ آگے بڑھے تو عبد اللہ
بن عباس نے اون سے کہا کہ اگر عمرو عاص نے تم پر یہ ظاہر کیا ہے کہ اوس کو تمہاری
رائے سے اتفاق ہے تو واللہ مین خیال کرتا ہون کہ اوس نے تم کو دھوکا دیا۔ اسلیے
مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے عمرو عاص ہی کو تقریر کرنے کا موقع دو۔ ابو موسی نے کچھ اس بات
پر اعتنا نہ کی اور کھڑے ہو کر بعد حمد و ثنائے الٰہی کہا کہ ایہا الناس مین مسلمانون کے لیے

عمرو بن العاصی فی اربعمائة من اهل الشام والتقوا باذرح من دومة الجندل قال ابو الفدا والتقی الحکمان فدعا عمرو ابا موسی ان یجعل الامر الی معاویة فابی ودعا ابو موسی عمروا ان یجعل الامر الی عبد الله ابن عمر بن الخطاب فابی ثم قال وما ترى انت فقال نری ان نخلع علیا ومعاویة ونجعل الامر شوری بین المسلمین فاظهر له عمرو ان هذا هو الرای و وافقه علیه ثم اقبلا الی الناس وقد اجتمعوا وقال ابو موسی ان رأینا قد اتفق علی امر نرجو به صلاح هذه الامة فقال عمرو صدق تقدم فتکلم یا ابا موسی فلما تقدم لحقه عبد الله بن عباس فقال له ویحک والله لقد اظن انه خدعك ان کنتما قد اتفقتما علی امر فقدمه قبلك فانی لا آمن ان یخالفك فقال ابو موسی انا قد اتفقنا فحمد الله واثنی علیه وقال یا ایها الناس انا لم نر اصلح لامر هذه الامة

اِس سے زیادہ صلح کوئی بات نہین سمجھتا جس پر میری اور عمرو عاص کی رائے متفق ہو چکی ہے وہ یہ کہ علی اور معاویہ دونون علیحدہ کردیے جائین اور مسلمانون کا گروہ غور کرنیکے بعد جسکو چاہے اپنا خلیفہ مقرر کرے لہذا مین نے علی اور معاویہ دونون کو معزول کیا اب تم لوگ غور کرکے جسکو امرِ خلافت کے لیے موزون سمجھو خلیفہ مقرر کرو یہ کہکر ابو موسےٰ پیچھے ہٹے اور عمرو بن عاص نے روبروے حضار کھڑے ہو کر بعد حمد و ثنائے ایزدی کہا کہ جو کچھ ابو موسےٰ نے کہا تم لوگون نے سُن لیا پس چونکہ ابو موسےٰ نے علی کو امرِ خلافت سے علیحدہ کردیا جس سے مجھے بھی اتفاق ہے لہذا مین بھی علی کو علیحدہ کرتا ہون اور معاویہ کو خلیفہ قرار دیتا ہون کیونکہ وہ عثمان کے ولی اور اون کے خون کے طالب اور دوسرون سے زیادہ اون کی قائم مقامی کے مستحق ہین۔ یہ سُنکر ابو موسےٰ نے عمرو عاص سے کہا کہ خدا تجھکو توفیق نہ دے تو نے سخت غدّاری اور بدعملی کی۔ یہ کہکر ابو موسیٰ اوسی وقت سوار ہوئے اور شرم کے مارے جانب مکّہ چلے گئے، اور عمرو بن عاص نے مع اہل شام معاویہ کے پاس جاکر امرِ خلافت کا مژدہ پیش کیا (مورخ ابو الفدا لکھتا ہے کہ) اسی وقت سے حضرت علی کے امر مین ضعف

من امر قد اجتمع علیہ رأیی و رأی عمرو هو ان نخلع علیا و معاویۃ و تستقبل هذہ الامۃ فیولوا منهم من احبوا و انی قد خلعت علیا و معاویۃ فاستقبلوا امرکم وولوا علیکم من رأیتموہ لهذا الامر اهلاً ثم تنحّی و اقبل عمرو فقام مقامہ وحمد الله واثنی علیہ ثم قال ان هذا قد قال ما سمعتم وخلع صاحبہ وانا اخلع صاحبہ کما خلعہ واثبت صاحبی فانہ ولی عثمان والطالب بدمہ واحق الناس بمقامہ فقال لہ ابو موسیٰ مالک لا وفقک الله غدرت وفجرت فرکب ابو موسیٰ ولحق بمکۃ حیاءً من الناس وانصرف عمرو واهل الشام الی معاویۃ فسلموا الیہ بالخلافۃ و من ذلک الوقت اخذ امر علی فی الضعف

اور معاویہ کے امر مین قوت پیدا ہوگئی۔

علامہ[۱] راغب کتاب المحاضرات مین لکھتے ہین کہ معاویہ کو حضرت علی پر اسوجہ سے غلبہ حاصل ہوگیا کہ معاویہ ہر حیلے سے اپنا کام نکالتے تھے چاہے وہ حیلہ حلال ہو یا حرام کیونکہ معاویہ کو نہ دین کی پروا تھی نہ خدا کا خوف تھا اور حضرت علی کسی حیلۂ ناجائز کو ہرگز کام مین نہ لاتے تھے۔ اور تاریخ ابن[۲] جریر طبری مین ہے کہ عراق مین حضرت علی امیر المومنین کہے جاتے تھے اور شام مین معاویہ امیر کے لقب سے ملقب کیے جاتے تھے۔

ماوردی اپنی کتاب ادب[۳] الدنیا والدین مین لکھتے ہین کہ ایک شخص نے حضرت علی سے عرض کیا کہ مین تم کو بھی دوست رکھتا ہون اور معاویہ کو بھی۔ حضرت علی نے فرمایا کہ تو بالفعل کانا ہے بس یا تو اس عیب سے برأت حاصل کر یا اندھا ہوجا۔ اور استیعاب[۴] ابن عبد البر مین ابو قیس ازدی سے مروی ہے کہ اونھون نے کہا مین نے لوگون کو تین طرح کا پایا ایک اہل دین جو حضرت علی کو دوست رکھتے ہین۔ دوسرے اہل دُنیا جو معاویہ کو چاہتے ہین۔ تیسرے خوارج۔

تاریخ ابو[۵] الفدا مین ہے کہ پھر ۳۸ھ کے شروع ہونے پر معاویہ نے عمرو عاص کو لشکر لیکر مصر بھیجا جہان کے عامل حضرت علی کی جانب سے محمد بن ابی بکر تھے جب محمد بن ابی بکر کو عمرو عاص کی لشکر کشی کا حال معلوم ہوا تو اونھون نے حضرت علی کو اطلاع دی اور اونسے

وامر معاویۃ فی القوۃ

۱؎ قال العلامۃ الراغب فی المحاضرات انما غلب معاویۃ علیا لانہ لم یکن غایتہ الادراک الحاجۃ بالحیلۃ حل او حرم ثم لم یکن یبالی بالدین ولا ینفکہ فی سخط رب العلمین وعلی لم یستعمل من الحیل الا ما حل

۲؎ وقال ابن جریر فی تاریخہ الکبیر کان علی علیہ السلام یدعی بالعراق امیر المومنین وکان معاویۃ یدعی بالشام الامیر

۳؎ حکی الماوردی فی کتاب ادب الدنیا والدین ان رجلا قال لعلی کرم اللہ وجہہ انی احبک واحب معاویۃ فقال رضی اللہ عنہ اما الآن فانت اعور فاما ان تبرأ واما ان تعمی

۴؎ وروی ابن عبد البر فی الاستیعاب عن ابی قیس الازدی قال ادرکت الناس وھم ثلاث طبقات اھل دین یحبون علیا واھل دنیا یحبون معاویۃ وخوارج

۵؎ قال ابو الفدا ثم دخلت سنۃ ثمان وثلثین فبھا جھز معاویۃ عمرو بن العاص بعسکر الی مصر وکتب محمد بن ابی بکر یستنجد علیا فارسل الیہ الاشتر

مدد مانگی۔ حضرت علی نے اشتر کو محمد بن ابی بکر کی مدد کے لیے روانہ کیا۔ اشتر قلزم تک پہونچنے پائے تھے کہ اون کو کسی نے شہد مین زہر ملا کر پلا دیا اور اوسی مقام پر اشتر نے وفات پائی۔

تاریخ ابن[51] جریر طبری مین ہے کہ جس شخص نے اشتر کو زہر دیا تھا اوس نے معاویہ کو اشتر کے انتقال کی خبر دی تو معاویہ نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا اور کہا کہ علی بن ابی طالب کے دو داہنے ہاتھ تھے ایک بروز صفین کٹ گیا یعنی عمار۔ دوسرا آج قطع ہوا یعنی اشتر

تاریخ ابن[52] الوردی مین ہے کہ جب عمرو عاص نے مصر پہونچکر محمد بن ابی بکر سے جنگ کی تو محمد بن ابی بکر کا لشکر شکست کھا کر منتشر ہو گیا۔ محمد بن ابی بکر گرتے پڑتے ایک خرابے تک پہونچے تھے کہ لوگ انھین پکڑ کر معاویہ بن خدیج کے پاس لے گئے۔ معاویہ بن خدیج نے اون کو قتل کر ڈالا۔ تاریخ مروج الذہب[53] مین ہے کہ جب معاویہ کو محمد بن ابی بکر کے مارے جانے کا حال معلوم ہوا تو وہ بہت خوش و مسرور ہوئے اور تاریخ ابو الفدا[54] مین ہے کہ جب حضرت عائشہ کو محمد بن ابی بکر کے قتل کی خبر پہونچی تو وہ نہایت رنجیدہ ہوئین اور ہر نماز کے بعد معاویہ اور عمرو عاص کو بد دعا اور نفرین کرتی تھین۔ نیز جب حضرت علی کو محمد بن ابی بکر کے مظلومانہ قتل کی اطلاع ہوئی تو وہ بھی بہت ہی غمگین ہوئے۔

تاریخ کامل ابن[55] اثیر مین ہے کہ ۳۹ھ مین معاویہ نے ملک عراق مین جا بجا اپنی فوجین

فلما وصل الاشتر الى القلزم سقاه رجل عسلا مسموما فمات منه

۵۱ وقال ابن جرير في تاريخه فاقبل الذي سقاه الى معاوية فخبره بهلاك الاشتر فقام معاوية في الناس خطيبا فحمد الله واثنى عليه وقال اما بعد فانه كانت لعلي بن ابي طالب يدان يمينان قطعت احداهما يوم صفين يعني عمار بن ياسر وقطعت الاخرى اليوم يعني الاشتر

۵۲ قال ابن الوردي ووصل عمرو بن العاص مصر وقاتله اصحاب محمد بن ابي بكر فهزموهم وتفرق عن محمد اصحابه فمشى محمد يمشي حتى انتهى الى خربة فقبض عليه واتوا به الى معاوية بن خديج فقتله

۵۳ قال المسعودي في مروج الذهب ولما بلغ معاوية بن ابي سفيان قتل محمد واظهر الفرح والسرور

۵۴ وقال ابوالفدا ولما بلغ عائشة قتل اخيها محمد جزعت عليه وقنتت دبر كل صلوة تدعو على معاوية وعمرو بن العاص ولما بلغ عليا مقتله جزع عليه

۵۵ قال ابن الاثير في الكامل ثم دخلت سنة تسع وثلاثين وفي هذه السنة فرق معاوية جيوشه

روانہ کین۔ اور تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ پھر ۴۰ھ مین معاویہ نے بسر بن ارطات کو لشکر دے کر حجاز کیجانب روانہ کیا۔ بُسر بن ارطات نے پہلے مدینہ پر چڑھائی کی جہان کے عامل حضرت علی کیطرف سے ابوایوب انصاری تھے وہ اس لشکر کشی کا حال سُنکر حضرت علی کے پاس چلے گئے اور بُسر نے مدینے مین داخل ہوکر خون ریزی شروع کردی اور اہل مدینہ کو معاویہ کی بعیت پر مجبور کیا۔ اسکے بعد بُسر بن ارطات نے یمن پہونچکر وہان کے ہزارون آدمیون کو قتل کرڈالا۔ عبیداللہ بن عباس جو یمن مین حضرت علی کی جانب سے عامل مقرر تھے بُسر کے اچانک حملے کی تاب نہ لاکر بھاگ گئے اور بُسر نے عبیداللہ بن عباس کے دو معصوم بچّون کو کمال بیرحمی سے ذبح کرڈالا۔ اور تاریخ کامل ابن اثیر مین ہے کہ عبیداللہ بن عباس یمن سے جاتے وقت اپنے دونون بچّون کو ایک مرد کنانی کے یہان چھوڑ گئے تھے جب بُسر نے اون بچّون کو ہلاک کرنا چاہا تو مرد کنانی کہنے لگا کہ ان بے گناہون کو کیون قتل کرتا ہے اور اگر یہی منظور ہے تو مجھے بھی انھین کے ساتھ قتل کر۔ بُسر نے اون دونون بچّون کے ساتھ اوس شخص کنانی کو بھی قتل کرڈالا۔

مؤرخ ابن اثیر[۳] لکھتا ہے کہ اسی سال ماہ رمضان مین حضرت علی درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ انس بن مالک سے مروی ہے کہ ایک بار زمانۂ جناب رسالتمآب مین حضرت علی

[۱] وقال ابوالفداء ثم دخلت سنة اربعين وفي هذه السنة سير معاوية بسر بن ارطاة بعسكر الى الحجاز فاتى المدينة وبها ابوايوب الانصاري عاملا لعلي فهرب ابوايوب ولحق بعلي ودخل بسر المدينة وسفك فيها واستكره الناس على البيعة لمعاوية ثم سار الى اليمن وقتل الوفا من الناس فهرب منه عبيدالله بن عباس عامل علي باليمن فوجد لعبيدالله ابنين صبيين فذبحهما

[۲] وفي الكامل لابن الاثير وكانا عند رجل من كنانة فلما اراد قتلهما قال له الكناني لم تقتل هذين ولا ذنب لهما فان كنت قاتلهما فاقتلني معهما فقتله وقتلهما

[۳] قال ابن الاثير في الكامل وفي هذه السنة قتل علي في شهر رمضان (الى ان قال) قال انس بن مالك مرض علي فدخلت عليه

بیمار ہوئے تو مین عیادت کو گیا اوس وقت حضرت ابوبکر اور حضرت عمر بھی وہان موجود تھے۔ اس اثنا مین جناب رسول مقبول حضرت علی کو دیکھنے آئے حضرت عمر اور حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ ہم لوگون کو یہ جانبر ہوتے نظر نہین آتے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ یہ ابھی نہ مرینگے اور اوسوقت تک نہ مرینگے جبتک کہ غیظ سے پُر نہو جائینگے اور نہ مرینگے جب تک مقتول نہ ہون گے۔

اور استیعاب[1] ابن عبدالبر مین صُہیب سے مروی ہے کہ جناب رسول خُدا نے حضرت علی سے پوچھا کہ اے علی بتاؤ اُمم سابقہ مین سب سے زیادہ شقی کون تھا۔ حضرت علی نے کہا کہ جسنے ناقہ صالح کی کوچین کاٹی تھین۔ آنحضرت نے فرمایا تم نے سچ کہا۔ اچھا یہ بتاؤ کہ اس اُمت مین سب سے زیادہ بدبخت کون ہے۔ حضرت علی نے کہا مجھے اس کا علم نہین ہے۔ رسُول مقبول نے فرمایا کہ اس امت مین سب سے زیادہ بدبخت وہ شخص ہوگا جو تمہارے سر پر ضرب لگائیگا اور تمہاری داڑھی کو تمہارے خون سے خضاب کرے گا اور خصائص[2] نسائی کی ایک حدیث مین عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا نے حضرت علی سے فرمایا کہ اے علی کیا مین تم کو اون دو آدمیون کا حال بتاؤن جو بدبخت ترین مردم ہین حضرت علی نے کہا کہ ہان یا رسول اللہ۔ آنحضرت نے کہا ایک تو قوم ثمود کا سُرخ رنگ والا آدمی جس نے ناقہ صالح کو پے کیا۔ دوسرا وہ شخص جو تمہارے سر پر ضرب لگاکر تمہاری داڑھی کو خون سے خضاب کریگا۔

وعنده ابوبکر وعمر فغلبت عنده فاتاه النبی صلی اللہ علیہ وسلم ینظر فی وجهه فقال له ابوبکر وعمر یا نبی اللہ ما نراه الا میت فقال لن یموت هذا الآن ولن یموت حتی یملأ غیظا ولن یموت الا مقتولا

[1] وروی ابن عبد البر فی الاستیعاب عن صهیب ان رسول اللہ صلعم قال لعلی من اشقی الاولین قال الذی عقر الناقة یعنی ناقة صالح قال صدقت فمن اشقی الآخرین قال لا ادری قال الذی یضربك علی هذا یعنی یافوخه ویخضب هذه یعنی لحیته

[2] واخرج النسائی فی الخصائص عن عمار بن یاسر (فی حدیث) ان رسول اللہ صلعم قال لعلی الا احدثك باشقی الناس رجلین قال بلی یا رسول اللہ قال احیمر ثمود الذی عقر الناقة والذی یضربك علی هذا ووضع یده علی قرنه حتی یبل منها هذه واخذ لحیته

مورخ ابن اثیر[1] نے تاریخ کامل میں روایت کی ہے کہ جب ماہ رمضان شروع ہوا تو حضرت علی
باری باری کسی شب کو امام حسن کے یہان کھانا کھاتے تھے اور کسی شب کو امام حسین کے
یہان مگر تین لقمون سے زیادہ نہ کھاتے اور فرماتے کہ مین اس بات کو دوست رکھتا ہون
کہ بحالتِ گرسنگی دُنیا سے جاؤن اور حسن بن کثیر نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ حضرت
علی بن ابی طالب نماز صبح کے لیے آخر شب کو مکان سے باہر برآمد ہوئے تو گھر کی پلی
ہوئی بطون نے حضرت علی کے روبرو آکر چلانا شروع کیا۔ لوگون نے اون کو ہٹانا چاہا
حضرت علی نے فرمایا کہ ان سے مزاحمت نہ کرو یہ نوحہ کررہی ہین۔ چنانچہ اوسی شب کو حضرت علی
ابن ملجم کی ضربت سے زخمی ہوئے۔

روضۃ الاحباب[2] مین بعض کتب سیر سے منقول ہے کہ جب وقت خروج خوارج حضرت علی
نے مدد کے لیے دوسرے بلاد کے لوگون کو طلب کیا تو دس آدمی یمن سے بھی آئے
جن مین عبدالرحمن بن ملجم بھی تھا۔ اُن لوگون نے وقتِ ملاقات حضرت علی کی خدمت
مین تحائف پیش کئے۔ حضرت علی نے سب کے تحفے قبول کرلیے مگر ابن ملجم نے جو ایک
نہایت قیمتی تلوار پیش کی تھی نہ لی۔ ابن ملجم کو اسکا رنج ہوا اور اوس نے مسجد مین
حاضر ہو کر بوقت خلوت حضرت علی سے عرض کیا کہ یا امیر المومنین کیا بات ہے کہ میرے
رفقا کے تحائف تو آپنے قبول کئے مگر جو عدیم المثال تلوار مین نے پیش کی اوس کو

[1] وفی الکامل قال عثمان بن المغیرۃ کان علی لما دخل رمضان یتعشی لیلۃ عند الحسن ولیلۃ عند الحسین ولیلۃ عند عبداللہ بن جعفر لا یزید علی ثلاث لقم یقول احب ان یاتینی امر اللہ وانا خمیص انما ھی لیلۃ او لیلتان قال وقال الحسن بن کثیر عن ابیہ قال خرج علی من الفجر فاقبل الاوز یصحن فی وجھہ فطردوھن عنہ فقال ذروھن فانھن نوائح فضربہ ابن ملجم فی لیلتہ

[2] در روضۃ الاحباب از بعض کتب سیر منقول است کہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ در وقت خروج خوارج رسولان باطراف بلدان فرستادہ مدد طلبیدہ بود چنانچہ از یمن دہ تن بملازمت آنحضرت آمدند و عبدالرحمن بن ملجم داخل ایشان بود و ہر یک ازان دہ نفر تحفہ بنظر امیر المومنین رسانیدند از ہمہ قبول نمودہ گرفتہ ابن ملجم را کہ در خیر قبول نیفتادہ و آن شمشیرے بنہایت قیمتی بود و ابن ملجم ازین جہت مغموم شدہ اندر خلوتے بمسجد بالوان در آمدہ گفت یا امیر المومنین بسبب چیست کہ از رفقائے من قبول ہدیہ نمودی و شمشیر مرا کہ در عرب نظیر ندارد ولی ستانی

حضرت امیر فرمود کہ اے عبدالرحمن این تیغ را چگونہ از تو ستانم وحال آنکہ مراد تو ازین تیغ حاصل خواہد شد ابن ملجم از شنیدن این یعنی اضطراب جزع نمودہ بر زمین افتاد و گفت یا امیرالمومنین ہیہات ہیہات ہرگز مباد کہ این صورت در خیال من گذرد و این قدر محال من خطور کند من بحق ملازمت این آستانہ دل از وطن بر داشتہ ام و نقش محبت این خاندان بر صفحہ ضمیر نگاشتہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ فرمود کہ این ارادت بود نی و موجب رسوائی نمودنی و عنقریب از جادہ وفاق بجادہ نفاق خواہی گریخت و خاک بیروئی شقاوت بر فرق دولت خواہی ریخت ابن ملجم گفت یا امیرالمومنین اینک من در نظر تو ایستادہ ام اشارت فرمای تا دستہای مرا قطع نمایند حضرت امیر صلوات اللہ علیہ فرمود کہ تا ہنوز از تو فعلی صادر نشدہ کہ مستحق عقوبت باشی چگونہ ترا قصاص نمایم امام مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم مرا ازین کار اخبار کردہ است

آپ نے قبول نہ فرمایا۔ حضرت علی نے جواب دیا کہ اے عبدالرحمٰن مین تجھ سے کسطرح اِس تلوار کو لون حالانکہ تیری مراد اِسی تلوار سے حاصل ہوگی ۔ ابن ملجم رو کر کہنے لگا کہ اے امیرالمومنین خدا نہ کرے کہ ایسا خیال بھی میرے دل مین گزرے مین محض بمقتضائے حسن ارادت اپنا وطن چھوڑ کر حاضر ہوا ہون اور اس خاندان کا نقش محبت میرے دل پر منقوش ہے۔ حضرت علی نے فرمایا کہ مین نے جو تجھ سے کہا وہ شدنی ہے اور عنقریب تو طریق وفا سے مڑ کر راہ نفاق کی طرف گریز کریگا۔ ابن ملجم نے کہا اے امیرالمومنین مین آپ کے سامنے کھڑا ہون کسی کو حکم دیجئے کہ میرے ہاتھ کاٹ ڈالے حضرت علی نے کہا جس حالت مین کہ ہنوز تجھسے کوئی جُرم ایسا سرزد نہین ہوا جو مستوجب عقوبت ہو تو مین تجھسے کیونکر قصاص لے سکتا ہون لیکن جو بات مین نے کہی اوسکی خبر مجھے پیغمبر خدا نے دی ہے اور مین جانتا ہون کہ آنحضرت کا ارشاد غلط نہین ہو سکتا اور ایک روایت مین ہے کہ جب حضرت علی نے ابن ملجم کو متردد دیکھا تو اوس سے پوچھا کہ تجھے قسم خدا کی سچ بتا زمانہ طفولیت مین تیری پرورش ایک یہودیہ نے کی تھی؟ ابن ملجم نے کہا کہ ہان ۔ یہ سُنکر حضرت علی نے اوسکی جانب سے مُنہ پھیر لیا اور شواہد النبوۃ مین ہے کہ حضرت علی نے ابن ملجم سے پوچھا کہ تیری کوئی دایہ یہودیہ تھی جو تجھے کبھی کبھی اے شقی اے عاقر ناقہ صالح کہا کرتی تھی۔

ودر شواہد النبوۃ است کہ از ابن ملجم پرسید کہ ترا ہیچ دایہ یہودیہ بود کہ ترا ای شقی و ای عاقر ناقہ صالح می گفت

ابن ملجم نے کہا کہ ہاں۔

روضۃ الاحباب مین ہے کہ جب عبدالرحمٰن بن ملجم کوفے مین آیا تو ایک عورت پر فریفتہ ہو گیا جس کا نام قطامہ تھا اور حُسن و جمال مین ضرب المثل تھی اوس نے ابن ملجم سے کہا کہ میری تزویج قتل علی کے ساتھ مشروط ہے۔ ابن ملجم بولا کہ مین خود اسی فکر مین یہان آیا ہون۔

صاحبِ روضۃ الاحباب لکھتے ہین کہ یہ روایت پایۂ ثبوت کو پہونچی ہے کہ جب حضرت علی کی شہادت کا زمانہ قریب ہوا تو بارہا اونھون نے کنایہ صریح کے ساتھ اس واقعۂ ہائلہ کی خبر دی۔ اور منقول ہے کہ ماہ رمضان مین ایک دن حضرت علی منبر پر وعظ فرما رہے تھے ناگہان امام حسن کی جانب دیکھکر پوچھا کہ اے فرزند اس مہینے مین کتنے دن گزرے ہین۔ اونھون نے جواب دیا کہ تیرہ[۱۳] دن۔ اسکے بعد امام حسین کی طرف نظر کرکے دریافت کیا کہ اے فرزند اس مہینے مین کتنے دن باقی رہ گئے ہین اونھون نے کہا کہ سترہ[۱۷] دن۔ حضرت علی نے ریش مبارک پر ہاتھ لے جاکر فرمایا کہ اسی مہینے مین اس اُمت کا بدبخت ترین مردم میری داڑھی کو میرے خون سر سے خضاب کریگا۔ یہ کہکر اونھون نے چند شعر پڑھے جن کا مضمون یہ تھا کہ "قبیلۂ مراد کا ایک شخص میرے قتل کا ارادہ رکھتا ہے۔ باوجودیکہ مین اُسکے ساتھ نیکی کرنا چاہتا ہون" اور اخبار صحیح مین

وارد ہوا ہے کہ اوس زمانے مین حضرت علی ایک شب امام حسن کے یہان افطار کرتے تھے اور ایک شب امام حسین کے یہان مگر ایک لقمہ سے زیادہ نہ کھاتے تھے اور فرماتے تھے کہ مین چند شبون کا مہمان ہون نیز مروی ہے کہ اوسی زمانے مین ایک روز حضرت علی نے صاحبزادی اُم کلثوم سے کہا کہ اے فرزند قریب ہے کہ اِس صحبت روح پرورکا دور ختم ہوجائے اور مین دنیائے فانی کو چھوڑون ۔ یہ سُنکر اُم کلثوم رونے لگین ۔ حضرت علی نے فرمایا کہ اے جانِ پدر کسی ذی روح کو موت سے چارہ نہین ہے ۔ رات مین نے جناب رسالتمآب کو خواب مین دیکھا اور آنحضرت نے اوسی عالم رؤیا مین اپنے دستِ مبارک سے میرے چہرے کا غبار صاف کرکے فرمایا کہ اے علی جو کچھ تم پر واجب تھا اوس کو تم ادا کرچکے اب میرے پاس چلے آؤ ۔ اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت علی نے جب اِس خواب کی کیفیت امام حسن سے بیان کی تو وہ اسقدر متاثر ہوئے کہ رونے لگے اور جمہور مورخین کا اتفاق ہے کہ جس شب کو آپ زخمی ہوئے ۔ رات بھر عبادت خدا مین مشغول رہے اور گھڑی گھڑی مکان سے نکل کر آسمان کی جانب نگاہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ سچ فرمایا رسول اللہ نے ۔ قسم خدا کی آن حضرت نے جھوٹ نہین فرمایا پس کون امر میرے قاتل کے لیے مانع ہے میرے قتل سے ۔ اسی حالت مین نماز صبح کا وقت قریب ہوا اور حضرت علی تجدید وضو کرکے گھر سے باہر نکلے ۔ چند بطین جو وہان موجود تھین

آپ کو دیکھکر شور کرنے لگین اور بقولے اون بطون نے حضرت علی کا دامن پکڑ لیا ۔
ایک شخص نے چاہا کہ بطون کو ہٹائے ۔ حضرت علی نے منع کیا اور کہا کہ یہ بطین مجھپر نوحہ
کر رہی ہین ۔ اسکے بعد حضرت علی نے مسجد مین تشریف لیجا کر حسب معمول اذان کہی
جب اذان کی آواز قطامہ کے کان مین پہونچی تو اوسنے ابن ملجم سے کہا کہ سن علی اذان
کہہ رہے ہین ۔ پس وہ بدبخت مسجد کیطرف روانہ ہوا اور جب حضرت علی اذان کہہ کر
مسجد کے اندر پہونچے تو ابن ملجم نے اون کے سر پر تلوار لگائی اور کہا " الحکم للہ " اور
بعض روایت مین ہے کہ جب حضرت علی نماز مین مصروف ہوئے اور سجدہ اولیٰ ادا
کر کے سر اوٹھایا تب ابن ملجم بدبخت نے ضرب لگائی ۔ مورخون کا متفق علیہ قول ہے
کہ وہ ضرب اوسی مقام پر لگی جہان جنگ خندق کے دن عمرو بن عبدود کی تلوار لگی تھی
اور اُس ضرب سے حضرت علی کا سر مبارک شق ہو گیا ۔ اوس وقت آپ نے فرمایا کہ
فُزتُ وربّ الکعبۃ یعنی قسم ہے پروردگار کعبہ کی کہ مین فائز المرام ہوا ۔ پھر امام حسن کو
بلاکر ارشاد کیا کہ لوگون کو نماز پڑھائین ۔ حاضرین نے پوچھا کہ یہ ضرب کسنے لگائی ہے
آپ نے کہا کہ خدا اوس کو ظاہر کر دیگا ۔ منقول ہے کہ جب ابن ملجم بدبخت ضرب لگا کر
مسجد سے نکلا تو کوفے کی گلی کوچون مین تیغ خون آلود لیے ہوئے دوڑتا پھرتا تھا ۔
قبیلہ بنی عبد قیس کے ایک شخص نے پوچھا تو کون ہے ؟ اوسنے کہا کہ عبد الرحمن بن ملجم

وہ شخص بولا کہ اے لعین تو ہی نے امیر المومنین کو زخمی کیا ہے؟ ابن ملجم چاہتا تھا کہ انکار
کرے مگر بقدرتِ ربانی اوس کی زبان سے نکل گیا کہ ہان۔ پس لوگون نے اوسے گرفتار
کرلیا۔ پھر لوگ حضرت علی کو اون کے گھر مین لے گئے۔ جب حضرت علی کی اولاد اور
ازواج نے انکا یہ حال مشاہدہ کیا تو سب بے اختیار رونے لگے۔ حضرت علی کا ضعف
اور درد زخم لحظہ بلحظہ زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ جب زمانہ رحلت کا قریب آیا تو حضرت علی
نے امام حسن اور امام حسین کو بلا کر ضروری نصیحتین اور وصیتین کین اور اون کے لیے
دعائے خیر فرماتے ہوئے راہی خلد برین ہوئے۔

اور تاریخ کامل ابن[1] اثیر مین ہے کہ حضرت علی نے امام حسن کو در باب پرہیزگاری۔ عبادت
صلۂ رحم۔ غمخواری۔ امر بالمعروف۔ نہی عن المنکر وغیرہا موعظت فرمائی اور ایک وصیت نامہ
بھی لکھکر دیا اور سوا کلمۂ لا الہ الا اللہ کے تا زمانِ وفات کوئی بات زبان پر نہین لائے۔
ابن[2] عبد ربہ عقد الفرید مین لکھتے ہین کہ ہیثم بن عدی نے اکثر مشائخ حدیث سے روایت
کیا ہے کہ حضرت علی نے امر امامت و خلافت امام حسن کو تفویض فرمایا۔
اور کتاب وسیلۃ[3] النجات ملا مبین لکھنوی فرنگی محلی مین ہے کہ امام حسن حضرت علی کے
بعد اون کی وصیت کے مطابق خلیفہ ہوئے۔
تاریخ کامل[4] ابن اثیر مین ہے کہ حضرت علی کی عمر ۶۳ سال کی تھی جب کہ اونھون نے

گفت اے لعین امیر المومنین را تو زخم زدہ باشی خواست کہ انکار کند خدای تعالے در زبانش انداخت کہ آری آن شخص زیاد برآورد و مردمان ابن ملجم را گرفتند (الی ان قال) و شاہ ولایت پناہ را بخانہ بردند و اولاد امجاد و بنات کرمات و زوجات مطہرات چون آن حضرت را بہ آن حال دیدند و شاہدہ کردند فریاد و زاری و نالہ و بیقراری بر اوج فلک رسانیدہ و جیب شکیبائی بدست اضطراب چاک زدہ ... و ضعف آنحضرت ساعت بساعت مدت تزاید میگرفت و الم زخم لحظہ بلحظہ تضاعف می پذیرفت و چون زمان رحلت نزدیک آمد امام حسن و امام حسین را نصائح سودمند بہ تقدیم رسانیدہ در بارہ ایشان دعوات اجابت آیات بر زبان آوردہ بعد ازان مرغ روح مطہرش بجانب عالم بالا پرواز نمود۔

[1] وفی الکامل قال للحسن اوصیک یا بنی بتقوی اللہ و اقام الصلوۃ لوقتہا و ایتاء الزکوۃ عند محلہا و حسن الوضوء فانہ لا صلوۃ الا بطہور و اوصیک بغفر الذنب و کظم الغیظ و صلۃ الرحم و الحلم عن الجاہل و التفقہ فی الدین و التثبت فی الامر و التعاہد للقرآن و حسن الجوار و الامر بالمعروف و النہی عن المنکر و اجتناب الفواحش ثم کتب وصیتہ و لم ینطق الا بلا الہ الا اللہ حتی مات رضی اللہ عنہ

[2] قال ابن عبد ربہ فی عقد الفرید قال ہیثم بن عدی حدثنی غیر واحد ممن ادرکت من المشائخ ان علیا اصار الامر الی الحسن [3] ملا مبین لکھنوی فرنگی محلی در کتاب وسیلۃ النجاۃ می نویسد کہ امام حسن بعد از وفات پدر خود نشست بر مسند خلافت حسب وصیت آنحضرت علی مرتضی [4] وفی الکامل قال کان عمر علی علیہ السلام ثلاثا و ستین سنۃ

اِس دُنیاے ناپائدار سے انتقال فرمایا اور مسجد جامع کے قریب یا بقول بعض دوسری جگہ مدفون ہوئے۔ مگر صحیح ترین روایت یہ ہے کہ اون کی قبر شریف اوسی جگہ ہے جہان کی زیارت سے لوگ فیضیاب اور برکت اندوز ہوتے ہین۔ اور تاریخ[۱] ابوالفدا مین ہے کہ حضرت علی کی قبر نجف مین ہے جس کی زیارت کو لوگ اب تک جاتے ہین اور کتاب[۲] ریاض النضرہ و مستدرک حاکم مین ہے کہ جس صبح کو حضرت علی شہید ہوئے بیت المقدس کا جو پتھر اوٹھایا جاتا تھا اوس کے نیچے سے خون نکلتا تھا۔

تاریخ[۳] ابوالفدا مین ہے کہ جب حضرت علی نے وفات پائی تو عبداللہ بن جعفر نے ابن ملجم کو قیدخانے سے نکال کر اوس کے ہاتھ پاؤن کاٹ ڈالے اوس کی آنکھون مین سلائی گرم کر کے پھیر دی۔ اوس کی زبان قطع کی پھر اوس کو آگ مین جلا دیا مورخ[۴] ابوالفدا لکھتا ہے کہ عمران بن حطان خارجی نے ابن ملجم کے مرثیے مین اس مضمون کے شعر موزون کئے ہین کہ۔ "کیا اچھی ضرب تھی اوس ولی (ابن ملجم) کی جسنے محض خوشنودی خدا کے ارادے سے وہ ضرب لگائی۔ مین جس وقت ابن ملجم کو یاد کرتا ہون تو گمان کرتا ہون کہ اوس کا میزان عمل خدا کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پورا ہے۔"

علامہ[۵] ذہبی میزان الاعتدال مین فرماتے ہین کہ عمران بن حطان خارجی حضرت عائشہ سے حدیث روایت کرتا ہے۔ محدث عجلی کا قول ہے کہ عمران مذکور تابعی اور ثقہ ہے۔

ودفن عند مسجد الجامع وقيل غير ذلك و الاصح ان قبره هي الموضع الذي يزار و يتبرك به

[۱] وفی تاریخ ابی الفدا قال ان قبره هو المشهور بالنجف وهو الذی یزار الیوم

[۲] وفی الریاض النضرة والمستدرك وعن ابن شهاب قال لم یرفع حجر فی بیت المقدس الا وجد تحته دم صباح قتل علی بن ابیطالب

[۳] قال ابوالفدا لما مات علی اخرج عبدالرحمن ابن ملجم من الحبس فقطع عبدالله بن جعفر یدیه ثم رجلیه وکحلت عیناه بمسامیر محمی وقطع لسانه واحرق لعنه الله

[۴] قال ابوالفدا ولعمران بن حطان الخارجی یرثی ابن ملجم یا ضربة من ولی ما اراد بها + الا لیبلغ من ذی العرش رضوانا + انی لاذکره یوما فاحسبه + اوفی البریة عند الله میزانا

[۵] قال الذهبی فی المیزان عمران بن حطان البصری الخارجی عن عائشة + قال العجلی تابعی ثقة

اور کتاب[١٥] الاصابہ حافظ ابن حجر عسقلانی مین ہے کہ عمران بن حطان سرگروہ خوارج
مشہور تابعی ہے۔ اوس کا ذکر طبقہ صحابہ مین سوائے قاضی حسین بن محمد شافعی کے
اور کسی نے نہین کیا۔ چنانچہ قاضی موصوف اپنے تعلیقات مین عمران بن حطان کے
اشعار نقل کر کے فرماتے ہین کہ ان ابیات کو ابو الطیب طبری نے سُنا تو جواب مین
اِس مضمون کے شعر موزون کیے کہ " مین عمران بن حطان کے اشعار سے بیزاری
ظاہر کرتا ہون جو اوس نے ابن ملجم ملعون کی مدح مین بطور بُہتان کے کہے ہین۔ مین
جب ابن ملجم کو یاد کرتا ہون تو اوس پر بھی لعنت کرتا ہون اور عمران بن حطان پر
بھی " اسکے بعد قاضی حسین بن محمد فرماتے ہین کہ قاضی ابو الطیب نے خطا کی جو
عمران بن حطان کی نسبت لعنت کے الفاظ استعمال کئے کیونکہ عمران بن حطان
صحابی ہے اور اوس پر لعنت کرنا جائز نہین ہے انتہی حافظ ابن حجر کتاب الاصابہ[١٦]
مین یہ بھی ارشاد کرتے ہین کہ عمران بن حطان سے بخاری اور ابوداؤد نے حدیثین
روایت کی ہین اور محدث عثمان البتی نے کہا ہے کہ عمران بن حطان اہل سنت سے تھا اور
کتاب تلخیص الحبیر ابن[١٧] حجر عسقلانی مین ہے کہ ابن حزم ظاہری نے مبالغے کے ساتھ کہا ہے کہ
ائمہ مجتہدین مین اسکے متعلق کچھ اختلاف نہین ہے کہ ابن ملجم نے علی بن ابی طالب کو تاویل اجتہاد
کی بنا پر قتل کیا کیونکہ ابن ملجم مذکور سمجھتا تھا کہ اس باب مین اوسکی رائے خطا پر نہین ہے بلکہ صواب پر ہے۔

١٥ وقال الحافظ ابن حجر العسقلانی فی الاصابة عمران بن حطان یکنی ابا شهاب تابعی مشهور وکان من رؤس الخوارج ** لم یذکره احد فی الصحابة الا ما وقع فی تعلیقات القاضی حسین بن محمد الشافعی فانه ذکر ابیات عمران بن حطان التی رثی بها عبد الرحمن ابن ملجم قاتل علی ** وقال فعارضه الامام ابو الطیب الطبری فقال انی ابرء مما انت تذکره عن ابن ملجم الملعون بهتانا انی لاذکره یوما فالعنه دینا والعن عمران بن حطانا۔ قال القاضی حسین بن محمد هذا الذی قاله القاضی ابو الطیب الطبری خطأ فان عمران صحابی لا تجوز لعنته۔

١٦ قال ابن حجر وقد اخرج لعمران البخاری وابوداؤد الی ان قال وعن عثمان البتی قال کان عمران من اهل السنة

١٧ وفی تلخیص الحبیر لابن حجر العسقلانی قال وبالغ ابن حزم فقال لاخلاف بین احد من الائمة فی ان ابن ملجم قتل علیا متاولا مجتهدا مقدرا انه علی الصواب

نسائی نے خصائص[1] مین ہبیرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی کے قتل کے بعد
امام حسن نے لوگون کو مجتمع کرکے کہا کہ تم نے کل ایسے شخص کو قتل کیا جس پر نہ اولین
سبقت لے گئے نہ آخرین اوس کو پا سکتے ہین۔ اور تاریخ کامل[2] مین ہے کہ حضرت علی
کے قتل کے بعد اون کے فرزند امام حسن نے کھڑے ہوکر اس مضمون کا خطبہ پڑھا کہ
تم نے ایسے شخص کو قتل کیا کہ نہ اوس سے قبل کوئی اوس پر سبقت لے جاسکا اور
نہ اوس کے بعد کوئی اوسکا ہمسر ہوگا اور جس رات مین تم نے اوس کو قتل کیا وہ
وہی رات تھی جس مین قرآن نازل ہوا۔ حضرت عیسیٰ آسمان پر تشریف لے گئے۔
اور حضرت یوشع مقتول ہوئے۔ واللہ جب رسول مقبول اون کو کسی سریے مین
بھیجتے تھے تو اون کے داہنے جانب جبرئیل اور بائین جانب میکائیل ہوتے تھے۔
اور مروج الذہب[3] مسعودی مین ہے کہ امام حسن کے ایک خطبہ کے یہ الفاظ بھی ہین کہ ہم
حزب اللہ ہین جس کے بارے مین اللہ نے اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ فرمایا ہے اور ہم
رسول مقبول کی عترت طیبہ اور اہلبیت طاہرہ ہین اور آن حضرت نے جو دو عظیم
چیزین اُمت مین چھوڑی ہین اون مین سے ایک ہم ہین اور ایک قرآن مجید
جس مین ہر شے کی تفصیل ہے اور ہم وہ ہین جو قرآن مجید کی تاویل مین خطا
نہین کرتے بلکہ اوس کے حقائق کو عین الیقین سے دیکھتے ہین۔ پس تم لوگ

[1] اخرج النسائی فی الخصائص عن هبیرة قال جمع الناس الحسن بن علی وعلیه عمامة سوداء لما قتل ابوه فقال لقد قتلتم بالامس رجلا ما سبقه الاولون ولا یدرکه الاخرون

[2] وفی الکامل لابن اثیر الجزری لما قتل علی علیه السلام قال ابنه الحسن خطیب فقال لقد قتلتم اللیلة رجلا فی لیلة نزل فیها القران وفیها رفع عیسی وفیها قتل یوشع بن نون والله ما سبقه احد کان قبله ولا یدرکه احد یکون بعده والله ان کان رسول الله صلعم یبعثه فی السریة وجبریل عن یمینه ومیکائیل عن یساره

[3] وقال المسعودی فی مروج الذهب من خطب الحسن رضی الله عنه انه قال نحن حزب الله المفلحون وعترة رسول الله صلعم واهل بیته الطاهرون والطیبون واحد الثقلین الذین خلفهما رسول الله صلعم والثانی کتاب الله فیه تفصیل کل شی لا یخطئنا تاویله بل نتیقن حقائقه

ہماری اطاعت کرو جو تم پر فرض ہے کیونکہ ہماری اطاعت خدا ورسول کی اطاعت
کے ساتھ مقرون فرمائی گئی ہے۔ اور روضۃ الاحباب[۵۱] مین ہے کہ اوس وقت
عبداللہ بن عباسؓ کھڑے ہو کر کہا کہ ایہا الناس یہ تمہارے پیغمبر کے فرزند اور تمہارے
امام کے وصی ہین ان کی بیعت کرو۔ پس لوگون نے امام حسن کی بیعت کا شرف
حاصل کیا۔ علامہ دمیری[۵۲] حیواۃ الحیوان مین لکھتے ہین کہ پھر امام حسن نے مدائن
جاکر وہان قیام فرمایا۔ تاریخ ابوالفدا[۵۳] مین ہے کہ بعد ازان سنہ ۴۱ ہجری شروع ہوا۔
اور تاریخ ابن واضح[۵۴] مین ہے کہ اسی زمانے مین معاویہ نے یہ خفیہ کارروائی کی کہ ایک
شخص کو مدائن بھیجکر یہ مشہور کرایا کہ امام حسن کے سپہ سالار قیس بن سعد نے معاویہ سے
صلح کرلی۔ اور اسی طرح دوسرے شخص کو قیس کے لشکر مین بھیجکر وہان یہ شہرت دلائی
کہ امام حسن نے معاویہ سے صلح کرلی۔ پس جب یہ خبر وحشت اثر شائع ہوئی تو امام حسن
کے لشکرون مین سخت اضطراب پیدا ہوگیا۔ اور تاریخ کامل[۵۵] مین ہے کہ مدائن مین ایک
منادی نے ندا کی کہ قیس بن سعد قتل کیا گیا۔ اب تم کو لازم ہے کہ یہان سے بھاگو
یہ سنتے ہی لوگون نے امام حسن کا کل اسباب لوٹ لیا۔ اور خیمے کی قناتین وغیرہ بلکہ
بستر تک لے کر بھاگ گئے۔ اور تاریخ الخمیس[۵۶] علامہ حسین دیار بکری مین ہے کہ جب
امام حسن نے لوگون کی یہ حالت دیکھی تو قتال کرنا خلاف مصلحت سمجھکر معاویہ کو یہ لکھ بھیجا

فاطیعونا فان طاعتنا مفروضۃ اذ کانت بطاعۃ اللہ والرسول مقرونۃ

۵۱ و در روضۃ الاحباب است کہ آنگاہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ برخاست و گفت ای معاشر مردمان این پسر پیغمبر شما و وصی امام شما است او را بیعت کنید پس مردم مبادرت نمودند ببیعت

۵۲ وفی حیوۃ الحیوان للدمیری ثم سار الحسن الی المدائن واستقر بہا

۵۳ قال ابو الفدا ثم دخلت سنۃ احدی واربعین

۵۴ وفی تاریخ ابن واضح قال کان معاویۃ یدس الی عسکر الحسن من یتحدث ان قیس بن سعد قد صالح معاویۃ ویوجہ الی عسکر قیس من یتحدث ان الحسن قد صالح معاویۃ فاضطرب العسکر (الی ان قال)

۵۵ وفی الکامل قال الا نادی منادی فی العسکر الا ان قیس بن سعد قتل فانفروا فنفروا وانتہبوا سرادق الحسن حتی نازعوہ بساطا کان تحتہ

۵۶ وفی تاریخ الخمیس للعلامۃ الدیار بکری قال فرأی الحسن ان المصلحۃ فی ترک القتال فکتب الی معاویۃ

کہ زمام حکومت مین تمہارے ہاتھ مین دیتا ہون اور خود کنارہ کش ہوتا ہون ۔ اور
حبیب السیر[۱] وغیرہ مین ہے کہ امام حسن نے اپنی تحریر مین یہ شرط بھی قرار دی کہ معاویہ
کسی کو اپنا ولیعہد مقرر نہ کرین ۔ اور استیعاب[۲] مین ہے کہ معاویہ نے کل باتون کو
منظور کرلیا ۔ اور تاریخ ابوالفدا[۳] و تاریخ کامل مین ہے کہ امام حسن نے معاویہ سے
یہ بھی درخواست کی کہ جو کچھ کوفہ کے بیت المال مین ہے اون کو ملے اور خراج دار
آب گرد فارس بھی اونھین کو دیا جائے ۔ نیز یہ کہ حضرت علی کی نسبت الفاظ سب و شتم
نہ استعمال کئے جائین ۔ لیکن معاویہ نے حضرت علی کے سب و شتم سے باز رہنا منظور
نہ کیا ۔ تب امام حسن نے یہ درخواست کی کہ کم از کم اون کے سامنے یا اون کو سنا کر
کوئی شخص حضرت علی کو برا نہ کہے ۔ معاویہ نے اس کو مان تو لیا مگر اس پر بھی
عمل نہین کیا ۔ اور روضۃ المناظر[۴] ابن شحنہ مین ہے کہ معاویہ نے جو معاہدے کئے
تھے اون مین سے ایک کو بھی وفا نہین کیا ۔

علامہ عینی کتاب[۵] عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مین لکھتے ہین کہ اسکے بعد
معاویہ نے لوگون سے اپنے لئے بیعت لی اور اس سال کا نام سال جماعت
رکھا گیا ۔ نیز معاویہ کی بیعت سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن عمر وغیرہما نے
بھی کرلی ۔ اور تاریخ خمیس[۶] و تاریخ الخلفای سیوطی و عقد الفرید ابن عبدربہ

یخبرہ بانہ یصیر الامر الیہ و ینزل عنہ

[۱] وفی حبیب السیر وغیرہ قال واشترط ان لیس لمعاویۃ ان یعهد الی احد من بعدہ

[۲] وفی الاستیعاب قال فالتزم کل ذلک معاویۃ

[۳] قال ابوالفدا فی تاریخہ وابن الاثیر فی الکامل وکان الذی طلب الحسن من معاویۃ ان یعطیہ ما فی بیت مال الکوفۃ وخراج دار ابجرد من فارس وان لا یسب علیا فلم یجبہ الی الکف عن سب علی فطلب الحسن ان لا یشتم علیا وهو یسمع فاجابہ الی ذلک ثم لم یف لہ بہ

[۴] وفی روضۃ المناظر لابن شحنۃ قال ولم یف لہ معاویۃ بشیٔ مما عاهد علیہ

[۵] قال العلامۃ العینی فی عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری فاخذ المعاویۃ البیعۃ لنفسہ فکانت تلک السنۃ سنۃ الجماعۃ قال و بایعہ سعد بن ابی وقاص وعبد اللہ ابن عمر وغیرهما

[۶] وفی تاریخ الخمیس وتاریخ الخلفاء للسیوطی والعقد الفرید لابن عبد ربہ

کامل ابن اثیر و استیعاب ابن عبد البر مین ہے کہ جس سال معاویہ کی بیعت کیگئی
اوس کا نام "سال جماعت" رکھا گیا۔
تاریخ ابو الفدا[1] مین ہے کہ پھر سنہ ۴۲ھ اور سنہ ۴۳ھ ہجری کا دور ہوا اور سال آخر الذکر مین
عمرو عاص نے انتقال کیا اور سنہ ۴۴ھ مین اُم حبیبہ بنت ابو سفیان نے وفات پائی
اور سنہ ۴۵ھ مین عبد الرحمن بن خالد بن ولید مرے۔ پھر سنہ ۴۶ھ اور سنہ ۴۷ھ کے دوران
مین قیس بن عاصم نے رحلت کی جو صفات مکارم اخلاق سے متصف تھے۔ اور
سنہ ۴۸ھ مین معاویہ نے فوج کثیر قسطنطنیہ کی جانب روانہ کی حتی کہ سنہ ۴۹ھ شروع ہوا
روضۃ الاحباب[2] مین ہے کہ جب قضیہ صلح کو ایک مدت گزر گئی تو معاویہ کو اس بات
کا خیال ہوا کہ یزید کو اپنا ولی عہد قرار دین اور مشاہیر زمانہ سے اوسکے لیے بیعت لین
مگر چونکہ وہ یقین کے ساتھ جانتے تھے کہ امام حسن کی موجودگی مین یہ معاملہ خاطر خواہ
طے نہوگا لہذا اس کوشش مین مصروف ہوئے کہ کسی طرح امام حسن کے وجود ذی جود سے
میدان مقصود خالی ہو جائے اور مروج الذہب مسعودی[3] مین ہے کہ معاویہ نے خفیہ طور پر
جعدہ بنت اشعث زوجۂ امام حسن سے کہلا بھیجا کہ اگر حسن کے قتل مین تیرا کوئی حیلہ
کارگر ہو جائے تو مین تجھے ایک لاکھ درہم انعام مین دونگا اور تیرا نکاح یزید کے ساتھ
کردونگا۔ چنانچہ جعدہ نے امام حسن کو زہر دیدیا۔ نیز استیعاب[4] ابن عبد البر مین ہے

والکامل لابن الاثیر والاستیعاب لابن عبد البر سمّی هذا العام عام الجماعة

[1] قال ابو الفدا ثم دخلت سنة اثنتين واربعين وسنة ثلث واربعين فيها توفي عمرو بن العاص (الی ان قال) دخلت سنة اربع واربعين توفيت ام حبيبة بنت ابي سفيان ثم دخلت سنة خمس واربعين فيها توفي عبد الرحمن بن خالد بن الوليد (الی ان قال) ثم دخلت سنة ست واربعين وسنة سبع واربعين فيها توفي قيس بن عاصم وكان قيس موصوفاً بمكارم الاخلاق ثم دخلت سنة ثمان واربعين وفي هذه السنة سير معاوية جيشاً كثيراً الى القسطنطنية (الی ان قال) ثم دخلت سنة تسع واربعين

[2] در روضة الاحباب است که چون چندگاه از قضیه صلح گذشت معاویه را خاطر بران قرار گرفت که یزید را ولیعهد گرداند و مشاهیر آفاق را ببیعت او دعوت کند و چون میدانست که تا امیر المومنین حسن در قید حیات باشد این قضیه صورت نپذیرد

[3] وقال المسعودی في مروج الذهب ان امرأته جعدة بنت الاشعث بن قيس الكندي سقته السم وقد كان معاوية دس اليها انك ان احتلت في قتل الحسن وجهت اليك بمائة الف درهم وزوجتك يزيد

[4] وقال ابن عبد البر في الاستيعاب

کہ امام حسن کو اون کی بی بی جعدہ بنت اشعث نے زہر دیا اور محققین کے ایک گروہ کا قول ہے کہ معاویہ نے جعدہ سے خفیہ سازش کر کے امام حسن کو زہر دلوایا۔

حیوٰۃ الحیوان[۱] دمیری اور اسد الغابہ ابن اثیر مین ہے کہ امام حسن نے اپنے بھائی امام حسین کو اپنا وصی کیا۔ اور حبیب السیر[۲] مین ہے کہ امام حسن نے امام حسین کو وصیت کر کے امرامامت اون کو تفویض فرمایا۔ تاریخ ابو الفدا[۳] مین ہے کہ پھر امام حسن نے اوسی زہر کے سبب سے وفات پائی جو اون کو جعدہ نے پلایا تھا۔ نیز امام حسن نے وصیت کی تھی کہ اپنے جد رسول اللہ کے پاس دفن کئے جائیں لیکن جب دفن کا ارادہ کیا گیا تو مروان نے جو معاویہ کی طرف سے مدینے کا حاکم تھا دفن ہونے سے روکا جس کی وجہ سے بنی ہاشم اور بنی اُمیہ مین نزاع واقع ہوئی۔ پس حضرت عائشہ نے کہا کہ روضۂ رسول میرا گھر ہے مین اجازت نہین دیتی کہ حسن اوس مین دفن ہون چنانچہ امام حسن بقیع مین دفن ہوئے۔ اور روضۃ المناظر[۴] ابن شحنہ حنفی مین ہے کہ امام حسن نے وصیت کی تھی کہ اپنے جد رسول اللہ کے پاس دفن کئے جائیں لیکن حضرت عائشہ نے دفن نہونے دیا۔

تاریخ ابو الفدا[۵] مین ہے کہ جب معاویہ کو امام حسن کی وفات کا حال معلوم ہوا تو وہ سجدۂ شکر مین گر پڑے۔ اور عقد الفرید[۶] مین ہے کہ معاویہ نے امام حسن کی خبر وفات سنکر خدا کا سجدۂ شکر ادا کیا۔ اور مروج الذہب مسعودی مین ہے کہ معاویہ نے امام حسن

سم الحسن بن علی رضی اللہ عنہما ستمتہ امرأتہ جعدۃ بنت الاشعث بن قیس الکندی وقالت طائفۃ کان ذلک منہا بتدسیس معاویۃ الیہا [۱] فی حیوٰۃ الحیوان واسد الغابۃ کان قد اوصی الی اخیہ الحسین

[۲] ودر حبیب السیر نوشتہ کہ امام حسن رضی اللہ عنہ حسین را وصیت کردہ امر امامت با آنحضرت تفویض نمود

[۳] قال ابو الفدا توفی الحسن من سم سقتہ امرأتہ جعدۃ (الی ان قال) وکان قد اوصی ان یدفن عند جدہ رسول اللہ صلعم فلما توفی ارادوا ذلک وکان علی المدینۃ مروان بن الحکم من قبل معاویۃ فمنع من ذلک وکان یقع بین بنی امیۃ وبنی ہاشم بسبب ذلک فتنۃ فقالت عائشۃ البیت بیتی ولا اذن ان یدفن فیہ فدفن بالبقیع

[۴] وقال ابن شحنۃ الحنفی فی روضۃ المناظر کان اوصی ان یدفن عند جدہ فمنعت من ذلک عائشۃ

[۵] قال ابو الفدا ولما بلغ معاویۃ موت الحسن خر ساجداً [۶] وفی العقد الفرید قال لما بلغ معاویۃ موت الحسن بن علی خر ساجداً للہ [۷] وفی مروج الذہب للمسعودی قال کبر معاویۃ

کی خبر وفات سُنکر محل خضرا مین تکبیر کہی تو اون کی آواز تکبیر سُنکر اہل خضرا نے تکبیر کہی اور اہل خضرا کی آواز تکبیر سنکر اہل مسجد نے تکبیر کہی۔ جب اِن تکبیرون کی آواز فاختہ بنت قرظہ نے سُنی تو اونھون نے اپنی کھڑکی سے نکلکر معاویہ سے پوچھا کہ اے امیر المومنین خدا تمھین مسرور رکھے کیا خوش خبری سُنی گئی جس پر تم نے تکبیر کہی معاویہ نے کہا کہ حسن بن علی کی خبر موت سُنکر مین نے تکبیر کہی۔ فاختہ نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پھر رو کر کہنے لگین کہ آہ سید المسلمین و ابن بنت خاتم المرسلین نے رحلت فرمائی۔ اور جب یہ خبر عبداللہ بن عباس کو پہونچی تو وہ معاویہ کے پاس آئے معاویہ نے اون سے کہا کہ اے ابن عباس حسن نے وفات پائی۔ عبداللہ بن عباس نے پوچھا کہ کیا تم نے اسی خبر کو سُنکر تکبیر کہی ہے۔ معاویہ بولے کہ ہان۔ عبداللہ بن عباس نے کہا کہ واللہ نہ اون کی موت تمھاری موت کو روک دے گی نہ اون کی قبر تمھاری قبر کو۔ اور تاریخ خمیس و حیوۃ الحیوان مین ہے کہ جب معاویہ کو امام حسن کی خبر وفات پہونچی تو محل خضرا سے تکبیر کی آواز سُنی گئی جسکو سُنکر اہل شام نے تکبیر کہی۔ فاختہ بنت قرظہ نے معاویہ سے کہا کہ تمھاری آنکھین ٹھنڈی ہون تم نے کس بات پر تکبیر کہی۔ معاویہ نے کہا کہ حسن کا انتقال ہوا۔ فاختہ کہنے لگی کہ کیا تم نے فرزند فاطمہ کی خبر وفات سُنکر تکبیر کہی ہے معاویہ نے کہا کہ ہان مگر مین نے شماتت کی راہ سے تکبیر نہین کہی بلکہ اس وجہ سے کہی کہ حسن کی خبر موت سے میرے قلب نے راحت پائی۔ اتنے مین

في الخضراء فكبر اهل الخضراء ثم كبر اهل المسجد بتكبير اهل الخضراء فخرجت فاختة بنت قرظة من خوخة لها فقالت سرك الله يا امير المؤمنين ما هذا الذي بلغك فسررت به قال موت الحسن بن علي فقالت انا لله و انا اليه راجعون ثم بكت وقالت مات سيد المسلمين وابن بنت رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم (الى ان قال) ثم بلغ الخبر ابن عباس رضي الله عنهما فدخل على معاوية فقال (معاوية) علمت يا ابن عباس ان الحسن توفي قال الهذا كبرت قال نعم قال والله ما موته بالذي يؤخر اجلك ولا حفرته بسادة حفرتك۔

وفي تاريخ الخميس وحيوة الحيوان للدميري قال لما بلغ معاوية موته سمع تكبير من الخضراء فكبر اهل الشام لذلك التكبير فقالت فاختة بنت قرظة لمعاوية اقر الله عينك ما الذي كبرت لاجله فقال مات الحسن فقالت أعلى موت ابن فاطمة تكبرت فقال ما كبرت شماتة ولكن استراح قلبي۔

عبداللہ بن عباس وہان آئے تو معاویہ نے کہا تمہین معلوم ہے کہ تمہارے اہلبیت مین
کیا حادثہ پیش آیا۔ عبداللہ بن عباس نے کہا کہ یہ تو مجھے معلوم نہین ہے مگر تم کو
اس وقت خوش دیکھتا ہون اور تمہاری تکبیر کی آواز بھی مین نے سُنی ہے۔ معاویہ نے
کہا کہ حسن کا انتقال ہوگیا۔ عبداللہ بن عباس نے کہا کہ خدا رحم کرے ابو محمد پر۔ واللہ
اے معاویہ نہ اون کی قبر تمہاری قبر کو روک دے گی نہ اون کی موت تمہاری عمر کو
زیادہ کرے گی۔

عقد الفرید[1] مین ہے کہ حضرت امام حسن کی وفات کے بعد معاویہ نے حج کیا اور
جب مدینۂ طیبہ مین داخل ہوئے تو ارادہ کیا کہ رسول اللہ کے منبر پر حضرت علی کی
نسبت کلماتِ لعن استعمال کرین۔ لوگون نے کہا کہ یہان سعد بن ابی وقاص مقیم ہین
وہ اس کو پسند نہ کرینگے لہذا اون کی راے لے لو۔ معاویہ نے کسی کو بھیجکر سعد سے
دریافت کیا اونھون نے کہا کہ اگر تم ایسا کروگے تو مین مسجد سے نکل جاؤن گا
اور پھر نہ آؤنگا۔ یہ سُنکر معاویہ نے سعد کی زندگی بھر تامل کیا اور جب سعد فوت
ہوگئے تو معاویہ نے رسول اللہ کے منبر پر حضرت علی کی نسبت کلمات لعن استعمال کئے
اور ہر طرف اپنے عمال کو لکھ بھیجا کہ منبرون پر حضرت علی کو برا کہا کرین چنانچہ یہ عمل
تمام ممالک محروسہ مین جاری ہوگیا اور تاریخ ابوالفدا[2] مین ہے کہ اوسی زمانے مین

ودخل عليه ابن عباس فقال يا ابن عباس هل تدري ما حدث في اهل بيتك قال لا ادري ما حدث الا اني اراك مستبشرا وقد بلغني تكبيرك فقال مات الحسن فقال ابن عباس رحمه الله ابا محمد ثلاثا والله يا معاوية لا تسد حفرته حفرتك ولا يزيد عمره في عمرك ۱۲

قال ابن عبد ربه الاندلسي في العقد الفريد لما مات الحسن بن علي حج معاوية فدخل المدينة واراد ان يلعن عليا على منبر رسول الله صلعم فقيل له ان ههنا سعد بن ابي وقاص ولا نراه يرضى بهذا فابعث اليه وخذ رأيه فارسل اليه وذكر له ذلك فقال ان فعلت لاخرجن من المسجد ثم لا اعود اليه فامسك معاوية عن لعنه حتى مات سعد فلما مات لعنه على المنبر وكتب الى عماله ان يلعنوه على المنابر ففعلوا ۱۲

قال ابو الفداء

معاویہ نے زیاد بن سمیہ کو اپنے نسب مین داخل کر کے اوس کو اپنا بھائی بنالیا۔ سمیہ مذکورہ
حارث بن کلدہ ثقفی کی لونڈی تھی اور حارث نے اوسکی تزویج اپنے ایک رومی غلام عبید
نام سے کردی تھی جس سے زیاد پیدا ہوا۔ زمانہ جاہلیت مین ابوسفیان طائف کو گئے
تو ابومریم شراب فروش کے یہان اُترے اور ابومریم سے کہنے لگے کہ مین اس وقت
عورت کی خواہش مین بے چین ہون۔ ابومریم نے کہا کہ اگر تم سمیہ کو پسند کرو تو مین
اوس کو بُلا دون۔ ابوسفیان نے ہیجان خواہش مین کہا کہ اوسی کو بلادو باوجودیکہ وہ
دراز پستان اور قبیح البطن ہے۔ ابومریم نے سمیہ کو بلادیا۔ ابوسفیان اوس سے ہمبستر
ہوئے چنانچہ کہا جاتا ہے کہ سمیہ حاملہ ہوگئی اور بعد انقضائے مدت حمل زیاد پیدا
ہوا۔ پس جب معاویہ نے زیاد کو اپنے سلسلہ نسب مین شامل کرنا چاہا تو لوگون کو
اس باب مین گواہی دینے کے لیے طلب کیا۔ منجملہ اون گواہون کے ابومریم شراب فروش
نے بھی گواہی دی جو سمیہ کو طائف مین ابوسفیان کے لیے بُلا کر لایا تھا اور اوسنے
بیان کیا کہ مین نے بچشم خود سمیہ کے اندام نہانی سے ابوسفیان کا مادہ حیوانی ٹپکتے ہوئے
دیکھا ہے۔ پس معاویہ نے زیاد کو اپنے نسب مین شامل کرلیا۔ اور یہ پہلا واقعہ ہے
جس مین علانیہ طور پر شریعت کی مخالفت کی گئی۔ مورخ ابوالفدا لکھتا ہے کہ معاویہ
اور اون کے عمال جمعہ کے دن خطبہ مین حضرت عثمان کو دعائین دیتے تھے اور حضرت علی

معاوية زياد بن سمية وكانت سمية جارية للحارث بن كلدة الثقفي فزوجها لعبيد له رومي يقال له عبيد فولدت سمية زيادا على فراشه ++ وكان ابو سفيان قد سار في الجاهلية الى الطائف فنزل على انسان يبيع الخمر يقال له ابو مريم ++ فقال له ابو سفيان قد اشتهيت النساء فقال ابو مريم هل لك في سمية فقال ابو سفيان هاتها على طول ثديها وذفر بطنها فوقع عليها فيقال انها علقت منه بزياد (الى ان قال) فاستلحق معاوية زيادا فاحضر الناس وحضر من يشهد لزياد بالنسب وكان ممن حضر لذلك ابو مريم الخمار الذي احضر سمية الى ابي سفيان بالطائف وشهد بنسب زياد من ابي سفيان وقال اني رايت اسكتي سمية يقطران من مني ابي سفيان فاستلحقه معاوية وهذه اول واقعة خولفت فيها الشريعة علانية (الى ان قال) وكان معاوية وعماله يدعون لعثمان في الخطبة يوم الجمعة ويسبون عليا

کو بُرا کہتے تھے ۔ چنانچہ جب مغیرہ والی کوفہ معاویہ کے حکم سے حضرت علی کو بُرا کہتا تھا
تو حجر بن عدی (صحابی رسول) مع اپنی جماعت کے کھڑے ہو کر اوسکا رد کیا کرتے تھے
اور مغیرہ حجر کی کچھ مزاحمت نہ کرتا تھا مگر جب زیاد نے عامل کوفہ ہو کر حضرت علی کو
منبر پر بُرا کہا اور حجر بن عدی نے حسب معمول اوسکے مقابلہ مین حضرت علی کی مدح و ثنا
کی تو زیاد نے غضبناک ہو کر حجر بن عدی کو مع اون کے تیرہ رفیقون کے گرفتار کر لیا
اور معاویہ کے پاس بھیجدیا ۔ معاویہ نے اون سب کو مقام عذرا مین بھیجکر قتل کرا ڈالا
حالانکہ حجر بن عدی بزرگان اسلام مین بڑے دیندار اور نماز گزار شخص تھے ۔ مجتہد زمانہ
حضرت شافعی سے مروی ہے کہ اونھون نے ربیع سے کہا کہ معاویہ اور عمرو عاص اور
مغیرہ اور زیاد کی شہادت قابل قبول نہین سمجھی جاتی ۔ نیز تاریخ روضۃ المناظر ابن شحنہ
مین ہے کہ معاویہ اور اون کے عمال منبرون پر حضرت علی کی شان مین کلمات ناشائستہ
بکتے تھے اور حجر بن عدی اون کلمات کے جواب مین حضرت علی کی مدح کیا کرتے تھے
جب زیاد کے زمانہ حکومت مین حجر بن عدی نے حسب عادت سب علی کا معارضہ
کیا تو زیاد نے اون کو اور اونکے آٹھ ساتھیون کو پکڑ کر معاویہ کے پاس بھیجدیا
اور معاویہ نے اون سب کو قریہ عذرا مین بھیجکر قتل کرا ڈالا ۔ خدا اون سب پر
رحمت نازل فرمائے ۔ اون کا قتل مسلمانون پر بہت شاق گزرا ۔ شافعی کا قول ہے

ويوقعون فيه ولمّا كان المغيرة متولي الكوفة كان يفعل ذلك طاعة لمعاوية فكان يقوم حجر وجماعة معه فيردون عليه سبّه لعلي وكان المغيرة يتجاوز عنهم فلمّا ولي زياد دعى لعثمان وسبّ عليا فقام حجر وقال كما كان يقول من الثناء على علي فغضب زياد وامسكه واوثقه بالحديد وثلاثة عشر نفرا معه وارسلهم الى معاوية من قتالهم وكان حجر [illegible] اعظم الناس دينا وصلوة (الى ان قال) وروى عن الشافعي انه اسرّ الى الربيع انه لا يقبل شهادة اربعة من الصحابة وهم معاوية وعمرو بن العاص والمغيرة وزياد ١٢ وفي روضة المناظر لابن شحنة وكان معاوية وعماله يسبون عليا على المنابر وكان من عادة حجر بن عدي اذا سبوا عليا عارضهم واثنى عليه ففعل كذلك في امارة زياد بالكوفة فامسكه وارسل برهم جماعة من اصحابه الى معاوية فامر بقتله وثمانية من جماعته فقتلوا بقرية عذراء رحمهم الله وعظم ذلك على المسلمين وروى عن الشافعي

کہ معاویہ ۔ عمرو عاص ۔ مغیرہ اور زیاد ایسے لوگ ہین جن کی گواہی قابل قبول نہین ہوسکتی اور کتاب استیعاب[۵۱] مین مبارک ابن فضالہ سے مروی ہے کہ مین نے حسن بصری کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ وائے ہو حجر اور اصحاب حجر کے قاتلون پر ۔ اور احمد بن حنبل کا قول ہے کہ مین نے یحییٰ بن سلیمان سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ حجر بن عدی مستجاب الدعوات اور فاضل ترین صحابہ سے تھے ۔ اور کنز العمال[۵۲] مین حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ مین نے رسول اللہ کو ارشاد فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ عنقریب ایسے لوگ مقام عذرا مین قتل کیے جائینگے جن کے قاتلین پر خدا اور اہل سماوات کا غضب نازل ہوگا ۔

تاریخ[۵۳] ابو الفدا اور روضۃ المناظر ابن شحنہ مین ہے کہ اَروے بنت حارث بن عبد المطلب (جو بہت بوڑھی ہوگئی تھین) معاویہ کے پاس آئین ۔ معاویہ نے کہا کہ مرحبا اے خالہ کہو کیسی ہو ۔ اَروی نے کہا کہ اچھی ہون ۔ اے بھانجے تو نے کفرانِ نعمت کر کے اپنے ابن عم کے ساتھ بدی کی ۔ اپنے لیے وہ لقب اختیار کیا جس کا تو اہل نہین ہوسکتا اور ہم سے وہ شے لے لی جس کا تو حقدار نہ تھا ۔ اے معاویہ اس دین مین بڑے ابتلا ہم اہلبیت اعظم الناس تھے ۔ جب خدا نے رسول مقبول کو اپنے پاس بلا لیا تو اون کے بعد ہی بنی تیم اور بنی عدی اور بنی اُمیہ نے جھپٹ کر ہمارا حق ہم سے چھین لیا اور تم لوگ ہمپر حاکم بن بیٹھے حالانکہ ہمارا مرتبہ تم سب مین ایسا تھا جیسا بنی اسرائیل کا رتبہ

انه امر بن الی الربیع ان ادعو من الصحابة لا تقبل لهم شهادة معاوية وعمرو بن العاص والمغيرة وزياد ۵۱ وفي الاستيعاب عن عبد الرحمن بن مبارك بن فضالة قال سمعت الحسن (البصري) يقول ويل لهم قتلوا حجرا واصحاب حجر و قال احمد قلت ليحيى بن سليمان ابلغك ان حجرا كان مستجاب الدعوات قال نعم وكان من افاضل اصحاب النبي صلعم ۵۲ وفي كنز العمال عن عائشة قالت سمعت رسول الله يقول سيقتل بعذراء ناس يغضب الله لهم واهل السماء ۵۳ قال ابو الفداء و ابن شحنة ان اروى بنت الحارث بن عبد المطلب بن هاشم دخلت على معاوية وهي عجوز كبيرة فقال لها معاوية مرحبا بك يا خالة كيف انت فقالت بخير يا ابن اختي لقد كفرت النعمة واسأت لابن عمك الصحبة وتسميت بغير اسمك واخذت غير حقك كنا اهل بيت اعظم الناس في هذا الدين بلاء حتى قبض الله نبيه مشكورا سعيه مرفوعا منزلته نبت علينا بعده تيم وعدي وامية فابتزونا حقنا ووليتم علينا وكنا فيكم بمنزلة بني اسرائيل ۔

آل فرعون وکان
علیؑ بن ابی طالب بعد
نبینا بمنزلۃ ھارون
من موسیٰ فقال لھا
عمرو بن العاص کفی
ایتھا العجوز الضّالۃ
واقصری عن قولك
مع ذھاب عقلك فقالت
وانت یا ابن الباغیۃ
تتکلم وامك
کانت اشھر بغی بمکۃ
وارخصھن اجرۃ و
ادعاك خمسۃ من قریش
کل یقول ھو ابنی فسألت
امك عنھم فقالت کلھم
اتونی فانظروا اشبھم
بہ فالحقوہ بہ فغلب
علیك شبہ العاصی
بن وائل فالحقوك بہ
فقال معاویۃ عفی
اللہ عما سلف

آلِ فرعون مین اور نبی کریم کے ساتھ علی بن ابی طالب کی وہ منزلت تھی جو موسیٰ کے ساتھ ہارون کی تھی۔ یہ سُنکر عمرو عاص نے کہا کہ اے گمراہ ضعیفہ چپ رہ اور بیہودہ گوئی ختم کر تیری عقل سلب ہوگئی ہے۔ اَروی نے جواب دیا کہ اے ابن باغیہ تو مجھ سے بات کرنے کی جرأت کرتا ہے اور اپنی حقیقت کو نہین دیکھتا کہ تیری ماں مکہ مین مشہور زانیہ تھی اور سستی اُجرت پر اپنی عصمت بیچا کرتی تھی۔ چنانچہ تجھ پر پانچ مردون نے دعویٰ کیا تھا اور اُن مین سے ہر ایک شخص تجھے اپنا بیٹا کہتا تھا آخر کو تیری ماں سے پوچھا گیا تو اوسنے کہا کہ مجھسے پانچ آدمی تعلق رکھتے تھے لہذا پانچون آدمیون کی صورت سے اس لڑکے کی صورت کو ملاؤ اور جس سے مشابہ پاؤ اوس کا بیٹا قرار دو۔ پس تو عاص بن وائل کے ساتھ زیادہ مشابہ ہونیکے سبب سے اوسکا لڑکا قرار دیا گیا۔ اَروی کا یہ کلام سُنکر معاویہ نے کہا کہ امر گزشتہ کا ذکر نہ کرو اللہ نے اوس کو معاف کر دیا۔

تاریخ ابن جریر[۵] اور تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ ایک روز عبداللہ بن جعفر بُدیح مغنی کو ساتھ لے کر معاویہ کے پاس آئے۔ بُدیح نے ابن جعفر کی درخواست پر ایک شعر جو معاویہ کو بہت پسند تھا ایسا گایا کہ معاویہ وجد مین آکر تھرکنے لگے ابن جعفر نے کہا کہ اے امیر المومنین یہ نہ کرو۔ معاویہ بولے کہ مرد کریم کثیر الطرب ہوتے ہین۔

۵ وفی تاریخ ابن جریر
وتاریخ ابی الفداء قال
دخل ابن جعفر یوما
علی معاویۃ ومعہ بدیح
المغنی فقال ابن جعفر
لبدیح غنّ فغنّی بشعر
کان یحبہ معاویۃ (الی
ان قال) فطرب معاویۃ
وتحرك وضرب برجلہ الارض
فقال لہ ابن جعفر مہلاً
امیر المؤمنین فقال
معاویۃ ان الکریم
لطروب

ابو حاتم سجستانی[۱] نے کتاب المعمرین مین ذکر کیا ہے کہ معاویہ کو ایک ایسے شخص سے ملنے کا شوق ہوا جو بہت معمر ہو تاکہ وہ اوس سے زمانہ سابقہ کے حالات دریافت کرین لوگون نے حضر موت کے ایک شخص کو حاضر کیا۔ معاویہ نے پوچھا تیرا نام کیا ہے اوس نے کہا اَمَد۔ پھر باپ کا نام دریافت کیا تو کہا کہ اَبَد۔ پوچھا کہ عمر کتنی ہی کہا کہ ۳۶۰ برس کی۔ پھر بعد قیل و قال معاویہ نے دریافت کیا کہ تو نے ہاشم کو دیکھا ہے وسنے کہا کہ ہان وہ بلند قامت خوشرو اور روشن جبین شخص تھے۔ معاویہ نے پوچھا تو نے اُمیہ کو بھی دیکھا ہے اوسنے کہا کہ ہان وہ پست قامت اور اندھا آدمی تھا جسکے چہرے سے شرارت اور شومی ظاہر ہوتی تھی۔ معاویہ نے کہا کیا تو نے محمد کو بھی دیکھا ہے۔ اوسنے کہا کون محمد۔ معاویہ نے کہا رسول اللہ۔ یہ سنکر اُوس نے کہا وائے ہو تم پر کہ تم نے اونکا نام اوس بزرگی کے ساتھ نہ لیا جو خدا نے اونکو دی ہے اور یعنی نہ پوچھا کہ تو نے رسول اللہ کو دیکھا ہے الخ

تاریخ کامل ابن اثیر[۲] مین ہے کہ سنہ ۵۰ھ مین معاویہ نے حکم دیا کہ رسول مقبول کا منبر مدینے سے شام مین منگا لیا جائے۔ مگر جب منبر کو جنبش دی گئی تو ایسا سورج گہن واقع ہوا کہ دن کو تارے نظر آنے لگے۔ اِس واقعہ کو دیکھکر لوگ ڈرے اور منبر کے لے جانے سے باز رہے۔

تاریخ ابو الفدا[۳] مین ہے کہ سنہ ۵۱ھ مین سعید بن زید نے انتقال کیا اور سنہ ۵۲ھ کا دور ختم ہونے کے بعد سنہ ۵۳ھ مین زیاد مرا کیونکہ سنہ ۵۴ و ۵۵ھ کا زمانہ منقضی ہوا اور سنہ ۵۶ھ مین معاویہ نے شام و عراق کے لوگون سے یزید کے ولی عہد خلافت ہونے کی بیعت لی۔

۱ ذکر ابو حاتم السجستانی فی کتاب المعمرین قال قال معاویة انی لاحب ان القی رجلا قد اتت علیه سن وقد رای الناس یخبرنا عما رای فقال بعض جلسائه ذاک رجل بحضر موت فارسل الیه فاتی به فقال له ما اسمک قال امد قال ابن من قال ابد قال فما اتی علیک من السن قال ستون وثلثمائة سنة قال معاویة فاخبرنی هل رایت هاشما قال نعم رایته طوالا حسن الوجه یقال ان بین عینیه برکة قال فرایت امیة قال نعم رایته رجلا قصیرا اعمی یقال ان فی وجهه لشرا وشوما قال افرایت محمدا قال ومن محمد قال رسول الله قال ویحک افلا فخمته کما فخمه الله تعالی فقلت رسول الله الخ

۲ قال ابن الاثیر فی الکامل وفی سنة خمسین امر معاویة بمنبر النبی صلعم ان یحمل من المدینة الی الشام فحرک المنبر فکسفت الشمس حتی رویت النجوم واعظم الناس ذلک فترکه

۳ وقال ابو الفداء ثم دخلت سنة احدی وخمسین وفیها توفی سعید بن زید ثم دخلت سنة اثنتین وخمسین وسنة ثلاث وخمسین فیها هلک زیاد ثم دخلت سنة اربع وخمسین الی ان قال وفی سنة ست وخمسین بایع معاویة الناس لابنه یزید بولایة العهد بعده و بایعه اهل الشام والعراق

تاریخ کامل[۱] مین ہے کہ (حسب ایماے معاویہ) مغیرہ بن شعبہ نے کوفہ جاکر وہان کی ایک جماعت کو خزانہ امارت سے تیس ہزار درہم انعام دیا اور اون کو بعیت یزید پر راضی کرکے اپنے بیٹے موسیٰ کے ساتھ معاویہ کے پاس روانہ کیا معاویہ نے (خوش ہوکر) اون لوگون سے کہا کہ اچھا تم بعیت یزید پر آمادہ رہو لیکن ابھی اِس کا ذکر کسی سے نکرو۔ بعدازان موسیٰ بن مغیرہ سے پوچھا کہ تیرے باپ نے اِن لوگون کا دین کتنے کو مول لیا ہے اوس نے کہا تیس ہزار درہم کو۔

نیز تاریخ موصوف[۲] مین ہے کہ جب اہل عراق و شام نے یزید کی بعیت کرلی تو معاویہ ہزار سوارون کی جمعیت سے حجاز کی جانب روانہ ہوئے۔ مدینے کے قریب پہونچے تو اتفاقاً پہلے امام حسین سے ملاقات ہوئی اون کو دیکھکر معاویہ کہنے لگے کہ خوشی اور بہتری نہ ہو شتر قربانی کو جس کا خون بھڑک رہا ہے اور اللہ اوس کا خون گرانے والا ہے۔ امام حسین نے کہا کہ اے معاویہ خدا کی قسم مین ایسے کلمات کا سزاوار نہین ہون۔ معاویہ نے کہا بلکہ اس سے بدتر کلمات کے سزاوار ہو۔ بعدازان معاویہ نے مدینے مین جاکر خطبہ پڑھا اور یزید کی مدح بیان کرکے کہا کہ اوس سے زیادہ کون شخص خلافت کا مستحق ہوسکتا ہے۔

تاریخ خمیس[۳] مین ہے کہ ۵۷ھ مین تیسری صفر روز جمعہ کو امام محمد باقر ابن امام زین العابدین

---

[۱] وفی الکامل قال سار المغیرة حتی قدم الکوفة (الی ان قال) فاجابوا الی بیعة یزید فاوفد منهم عشرة (الی ان قال) واعطاهم ثلاثین الف درهم جعل علیهم ابنه موسیٰ بن المغیرة وقدموا علیٰ معاویة (الی ان قال) فقال معاویة لا تعجلوا باظهار هذا وکونوا علیٰ رأیکم ثم قال لموسیٰ بکم اشتری ابوک من هؤلاء دینهم قال بثلاثین الف درهم

[۲] وفیه ایضاً فلما بایعه اهل العراق والشام سار (معاویة) الی الحجاز فی الف فارس فلما دنا من المدینة لقیه الحسین بن علی اول الناس فلما نظر الیه قال لا مرحبا ولا اهلاً بدنة یترقرق دمها والله مهریقه قال مهلاً فانی والله لست باهل هذه المقالة قال بلیٰ ولشر منها (الی ان قال) وخطب معاویة بالمدینة فذکر یزید فمدحه وقال من احق منه بالخلافة

[۳] وفی الخمیس قال ولد محمد الباقر بن علی بن الحسین بالمدینة یوم الجمعة ثالث صفر سنة سبع وخمسین من الهجرة

پیدا ہوئے۔ اور معارف[1] ابن قتیبہ مین ہے کہ ۵۸ھ مین حضرت عائشہ کا انتقال ہوا
اور جب وقتِ وفات لوگون نے اون سے پوچھا کہ ہم تم کو رسول کے پاس دفن کرین
تو حضرت عائشہ نے کہا کہ چونکہ رسول اللہ کے بعد مجھ سے ایسی باتین حادث ہوئی ہین
جو مناسب نہ تھین لہذا نہ مجھے آنحضرت کے قریب دفن نہ کرنا بلکہ میری بہنون کے
پاس بقیع مین دفن کرنا اور عقد[2] الفرید مین ہے کہ حضرت عائشہ نے زمانہ معاویہ مین وفات
پائی اور جب انتقال کے وقت لوگون نے اون سے پوچھا کہ ہم تم کو رسول اللہ
کے پاس دفن کرین تو حضرت عائشہ نے کہا کہ نہین بلکہ مجھے میری بہنون کے پاس
بقیع مین دفن کرنا کیونکہ رسول اللہ کے بعد مجھسے ایسے امور سرزد ہوئے ہین جو مناسب
نہ تھے اور مستدرک حاکم مین بسند صحیح قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ
نے فرمایا کہ بعد رسول اللہ کے مجھسے بعض امور نامناسب سرزد ہوئے ہین لہذا مجھے
ازواج آنحضرت کے پاس دفن کرنا چنانچہ بقیع مین مدفون ہوئین۔

تاریخ ابن[3] وضح مین ہے کہ ۵۹ھ مین ابوہریرہ نے وفات پائی اور تاریخ ابوالفدا[4]
مین ہے کہ اسی ۵۹ھ مین سعید بن عاص بن امیہ کا انتقال ہوا اور ماہ رجب ۶۰ھ
مین معاویہ بن ابی سفیان نے رحلت کی۔ علامہ راغب[5] اصفہانی کتاب محاضرات
مین لکھتے ہین کہ جب معاویہ بیمار ہوئے تو ایک طبیب نے اون کو دیکھکر تسکین دی اور کہا

۱ وفی المعارف لابن قتیبة قال توفیت عائشة رضی اللہ عنہا سنة ثمان وخمسین فقیل لها ندفنک عند رسول اللہ صلعم فقالت انی قد احدثت بعده فادفنونی مع اخواتی فدفنت بالبقیع

۲ وقال ابن عبد ربه فی العقد ماتت عائشة فی ایام معاویة فقیل لها ندفنک مع رسول اللہ صلی اللہ علیه وآلہ وسلم قال لا انی احدثت بعده حدثا فادفنونی مع اخوتی بالبقیع وفی المستدرک بسند صحیح عن قیس بن ابی حازم قال قالت انی احدثت بعد رسول اللہ صلعم حدثا ادفنونی مع ازواجه فدفنت بالبقیع

۳ قال ابن واضح توفی ابوهریرة فی سنة تسع وخمسین

۴ وقال ابوالفدا ثم دخلت سنة تسع وخمسین فیها توفی سعید بن العاص ابن امیة (الی ان قال) ثم دخلت سنة ستین وفیها فی رجب توفی معاویة بن ابی سفیان

۵ قال العلامة الراغب فی کتاب المحاضرات مرض معاویة فدخل الیه طبیب فقال -

کہ تم اچھے ہو جاؤگے چنانچہ وہ اچھے ہو گئے ۔ پھر دوبارہ علیل ہوئے تو ایک نصرانی
اون کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرے پاس ایسا تعویذ ہے کہ جو شخص پہن لے اوسکو
شفا ہو جاتی ہے ۔ معاویہ نے وہ تعویذ لے کر گلے مین لٹکا لیا ۔ اتفاقاً اوس طبیب کا
پھر گزر ہوا جو پہلے آیا تھا اوسنے معاویہ کو دیکھکر کہا کہ یہ یقیناً مرجائینگے ۔ چنانچہ
اوسی رات کو اون کا انتقال ہو گیا ۔ لوگون نے طبیب سے پوچھا کہ تم نے کیونکر جانا
کہ یہ مرجائینگے ۔ اوس نے کہا کہ حضرت امیر المومنین علی سے روایت کی گئی ہے کہ
معاویہ اوس وقت تک نہ مرینگے جبتک اون کے گلے مین صلیب نہ لٹکائی جائیگی
چنانچہ جو تعویذ وہ پہنے ہوئے تھے اوس مین صلیب بنی ہوئی ہے اسلیے مین نے
یقین کیا کہ وہ ضرور مرجائینگے ۔ تاریخ الخلفائے [1] سیوطی مین ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان
فتح مکہ کے دن اپنے باپ کے ساتھ اسلام لائے تھے ۔ اور استیعاب [2] ابن عبد البر مین ہے
کہ معاویہ اور اون کے والد مولفۃ القلوب مین سے ہین یعنی تالیف قلوب کے ذریعے
سے اسلام لائے اور معاویہ پہلے وہ شخص ہین جنھون نے مسلمانون کو ظلم سے قتل کیا
یعنی حجر بن عدی اور اون کے رفقا کو اور کتاب [3] الاوائل سیوطی مین ہے کہ معاویہ
اوّل وہ شخص ہین جنھون نے نماز صبح مین قنوت کا پڑھنا ترک کیا اور محاضرات [4] الاوائل
مین ہے کہ معاویہ اول وہ شخص ہین جنھون نے دونون خطبون کے بیچ مین

لا باس علیك انك تبرئ فبرئ ثم مرض فدخل الیه نصرانی وقال عندنا تعویذ من علق علیه یبرأ من علته فاخذه وعلق علیه فدخل علیه الطبیب وقال انه میت لا محالة فمات من لیلته فقیل للطبیب فی ذلك فقال روی عن امیر المومنین (علی ع) ان معاویة لا یموت حتی یعلق فی عنقه صلیبا والتعویذ الذی کان علیه مصلب فعلمت انه یموت ۱ قال السیوطی فی تاریخ الخلفاء معاویة بن ابی سفیان بن صخر بن حرب بن امیة بن عبد الشمس بن عبد مناف بن قصی اسلم هو وابوه یوم فتح مكة ۲ وقال ابن عبد البر فی الاستیعاب ان معاویة وابوه من المؤلفة قلوبهم وهو اول من قتل مسلما صبرا حجرا واصحابه ۳ وفی کتاب الاوائل للسیوطی اول من ترك القنوت فی الفجر معاویة ۴ وفی محاضرة الاوائل قال اول من جلس بین الخطبتین وسن ذلك معاویة

بیٹھنا سنت قرار دیا۔

تاریخ ابو الفدا[۵۱] مین ہے کہ رجب ۶۰ھ مین معاویہ کے مرنے پر لوگون نے یزید کی بیعت کی اور جب یزید خلیفہ ہوا تو اوس نے عامل مدینہ کو نامہ لکھا کہ حسین بن علی اور عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عمر سے میری بیعت لیے۔ چنانچہ عبداللہ بن عمر نے تو بیعت کر لی اور کہا کہ اگر لوگون نے یزید کی بیعت پر اجتماع کیا ہے تو مین بھی اوسکی بیعت کرتا ہون لیکن امام حسین اور عبداللہ بن زبیر نے بیعت نہ کی اور تاریخ ابن جریر طبری[۵۲] مین ہے کہ جب امام حسین اور عبداللہ بن زبیر نے یزید کی بیعت نہ کی تو عبداللہ بن عمر نے ان دونون صاحبون سے کہا کہ تم لوگ خدا سے ڈرو اور مسلمانون کی جماعت مین تفرقہ نہ ڈالو۔

روضۃ الاحباب[۵۳] مین ہے کہ جب یزید نے عامل مدینہ ولید کو اخذ بیعت کیلیے نامہ بھیجا تو ولید نے عبداللہ بن عمرو بن عثمان کے ذریعہ سے امام حسین اور عبداللہ بن زبیر کو طلب کیا۔ یہ دونون شخص اوس وقت مسجد مین تھے۔ عبداللہ بن عمرو نے ولید کا پیام پہونچایا تو امام حسین نے کہا کہ چلو ہم آتے ہین۔ فرستادہ ولید کے واپس جانے پر عبداللہ بن زبیر نے امام حسین سے کہا کہ معلوم نہین ولید نے کیون بلایا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ معاویہ کا انتقال ہو گیا اور ولید نے

---

۵۱ قال ابو الفدا و بویع یزید بالخلافة فلما مات ابوه فی رجب سنة ستین ولما استقر یزید فی الخلافة ارسل الی عامله بالمدینة بالزام الحسین و عبد الله بن زبیر و ابن عمر بالبیعة فاما ابن عمر فقال ان اجتمع الناس علی بیعته فبایعته و اما الحسین و ابن الزبیر فلم یبایعا

۵۲ وفی تاریخ ابن جریر فقال لهما ابن عمر اتقیا الله ولا تفرقا جماعة المسلمین

۵۳ در روضة الاحباب است که ولید بن عتبه بن ابی سفیان حاکم مدینه عبد الله بن عمرو بن عثمان را بطلب امیر المومنین حسین و عبد الله بن زبیر فرستاد و فرستاده ایشان را در مسجد یافت عبد الله گفت امیر شما را می طلبد و می خواند اجابت کنید ایشان گفتند برو و از عقب تو می رسیم و چون فرستاده ولید بازگشت عبد الله بن زبیر امام حسین را گفت که ولید با ما چه مهم دارد آن جناب جواب داد که ظاهرا معاویه مرده است و ولید

ہم لوگون کو بیعت یزید کیلئے طلب کیا ہے۔ اور تاریخ کامل[١] مین ہے کہ امام حسین نے فرمایا کہ میرے خیال مین اونکا طاغی مرگیا اور اس خبر کے فاش ہونیسے پہلے ہملوگ بیعت یزید کے لیے بلائے جارہے ہین اور حبیب السیر[٢] مین ہے کہ ابن زبیر نے کہا کہ پھر اگر ایسا ہے تو آپ کیا کرینگے ۔ امام حسین نے فرمایا کہ مین ہرگز یزید کی بیعت نہ کرونگا اور تحریر الشہادتین شرح سر الشہادتین[٣] مین ہے کہ ولید کے طلب کرنے پر امام حسین مع چند خدام ولید کے گھر تشریف لے گئے اور خدام کو دروازے پر چھوڑ کر تنہا اندر گئے ولید نے بعد تعظیم و تکریم نامۂ یزید کا مضمون پڑھکر آپ سے بیعت کی درخواست کی امام حسین نے کہا کہ مین یزید کی بیعت نہ کرونگا اور ملا حسین واعظ کاشفی[٤] روضۃ الشہدا مین لکھتے ہین کہ پھر ولید نے کسی کو عبداللہ بن زبیر کے بلانے کے لیے بھیجا اونھون نے اوس وقت حیلہ حوالہ کرکے ٹال دیا اور جب رات ہوئی تو مع اپنے مخصوصین کے ایک ایسی خفیہ راہ سے مکہ معظمہ کی جانب چلدیے جو راہ رست اور شارع عام نہ تھی اور روضۃ الاحباب[٥] مین ہے کہ دوسرے دن ولید نے مکرر ابن زبیر کے بلانے کو آدمی بھیجا تو اون کو گھر مین نہ پایا۔ نیز کتاب موصوف مین ہے کہ اوسی روز امام حسین تفتیش حالات کی غرض سے باہر نکلے تو راہ مین مروان ملا اوس نے کہا کہ اے ابو عبداللہ بہتر ہوگا کہ تم یزید کی بیعت کرلو تاکہ تم کو کوئی ضرر نہ پہونچے اور

١ وفی الکامل فقال الحسین اظن ان طاغیتهم قد هلک فبعث الینا لیاخذنا بالبیعة قبل ان یفشو فی الناس الخبر

٢ و در حبیب السیر است ابن زبیر گفت که اگر حال برین منوال باشد چه خواهی کرد امام حسین رضی الله عنه فرمود که من بزید بیعت نه نمایم

٣ و در تحریر الشهادتین شرح سر الشهادتین مذکور است که چون ولید بن عقبه حضرت امام حسین را طلبید آنجناب جماعه غلامان و موالیان همراه خود برده بر در گذاشت خود تنها اندر رفتند و ولید بعد از تعظیم آمده عرض مضمون نامه یزید نموده درخواست بیعت کرد آنحضرت در جواب ارشاد کردند که من بیعت یزید نخواهم کرد

٤ و ملا حسین واعظ کاشفی در روضة الشهدا می نویسد که ولید کسی را بطلب عبد الله بن زبیر فرستاد او در آمدن تعلل نموده تا شب در آمد با جمعی از خواص خود از راهی که شارع عام نبود در مکه نهاد

٥ و در روضة الاحباب است که روز دیگر چون ولید او را طلبید نیافت نیز در کتاب موصوف است که روز دیگر امیر المؤمنین حسین جهت تفتیش اخبار از خانه بیرون آمد مروان بن حکم در راه با او ملاقات کرده گفت یا ابا عبد الله صلاح حال در آنست که با یزید بیعت کنی تا ضرر بتو نرسد

آتش فتنہ فرو ہو جائے۔ یزید کو اس بات کی اطلاع ہوگی تو تمہارے ساتھ انعام و اکرام
کا برتاؤ کرے گا اور اگر میری بات پر عمل نہ کروگے تو اوس کا نتیجہ دیکھ لوگے۔ امام حسین
نے کہا کہ اے مروان افسوس کہ تو جان بوجھ کر مجھے فاسق اور ظالم کی بیعت کا مشورہ دیتا ہے اور بھلا تجھ سے کیا
توقع رکھی جائے کہ رسول اللہ نے تیری پیدائش سے پہلے تجھ پر لعنت کی ہے۔ نیز
امام حسین نے اسی طرح کے دُرشت الفاظ معاویہ اور یزید کی نسبت بھی کہے۔ مروان
بولا کہ جبتک خواری کے ساتھ یزید کی بیعت نکروگے چھوڑے نجاؤگے۔ امام حسین نے
کہا کہ میرے پاس سے دور ہو۔ کجا تو پلید اور کجا ہم اہلبیت طہارت۔ مروان نے
کچھ جواب ندیا۔ امام حسین نے پھر کہا کہ اے پسر زن کبود چشم قیامت کے دن
حق تعالی تجھ سے اور یزید سے مواخذہ کریگا کہ تم لوگ مابین حسین و حق حسین کیون
حائل ہوئے۔ مروان نے جاکر یہ حال ولید سے بیان کیا اور ولید نے اوسی وقت
یزید کو اس بات کی اطلاع دی۔ یزید نے مطلع ہوکر بحالت غضب ولید کو فرمان بھیجا
کہ ابن زبیر کی فکر نہ کر کیونکہ وہ بھاگ کر میرے غضب سے بچ نہیں سکتے البتہ حسین بن علی
کا سر جواب نامہ کے ساتھ میرے پاس بھیجدے اور میری عنایت کا امیدوار رہ
کہ تجھکو منصب عالی عطا کرونگا۔ ملا حسین واعظ روضۃ الشہدا مین لکھتے ہین کہ
جب امام حسین کو ان حالات سے آگاہی ہوئی تو شام تک آپ نے صبر فرمایا اور

جب رات ہوئی تو روضۂ رسول پر جاکر بعد سلام عرض کیا کہ یارسول اللہ مین آپ کا
نواسہ ہون اور وہ شخص ہون جس کی رعایت کے باب مین آپ نے اُمت کو وصیت
فرمائی تھی لیکن لوگون نے اوس وصیت کو کالعدم سمجھا اور مجھے ضائع ومحروم کر دیا۔
اس قسم کی باتین کہکر امام حسین بہت روئے اور وہین رات بھر نماز مین مشغول رہے
جب صبح ہوئی تو مکان واپس آئے اور دوسری رات کو پھر روضۂ مقدسہ پر
حاضر ہوکر بعد مناجات بچشم گریان قبر مبارک پر سر رکھکر سو گئے خواب مین دیکھا
کہ رسول مقبول نے مع جماعت ملائکہ تشریف لاکر امام حسین کا سر اپنے سینے پر رکھا
اور پیشانی کو بوسہ دیکر فرمایا کہ اے فرزند مین دیکھتا ہون کہ عنقریب میری اُمت
تجھکو کربلا مین قتل کریگی اور تو اوس وقت پیاسا ہوگا مگر وہ لوگ تجھے پانی نہ دینگے
اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ امام حسین خواب سے بیدار ہوکر بحزن وملال
دولتسرا مین تشریف لے گئے اور جب آپ کے اقربا و موالی نے خواب کا واقعہ سُنا
تو اسقدر مغموم ہوئے کہ اوسوقت مشرق سے مغرب تک اون سے زیادہ غمگین کوئی
نہ تھا۔ راوی کہتاہے کہ پھر امام حسین نے ارادۂ سفر مکہ راسخ فرمایا اور مرقد مقدس نبوی
سے رخصت ہوکر شب چہارم ماہ شعبان کو مدینے سے براہ شارع عام بجانب مکہ روانہ
ہوئے اور اس آیت کی تلاوت فرمائی فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي

مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ اور مقتل ابو مخنف[۱] مین ہے کہ جب امام حسین مدینے سے نکلے تو اولاً قبر رسول پر حاضر ہوئے اور بعد گریہ بسیار فرمانے لگے کہ بِاَبِی اَنْتَ وَاُمِّی یا رسول اللہ مین آپکے جوار سے مجبوراً نکل رہا ہون۔ میرا سلام آخری قبول ہو۔ ناگہان آپ پر نیند کا اثر ظاہر ہوا اور آپنے خواب مین جناب رسالتمآب کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سُنا کہ اے فرزند تمہارے والدین اور بھائی میرے پاس پہونچ گئے ہین اب تم بھی آنے مین جلدی کرو۔ تمہارے لیے جنّت مین ایک درجہ نورانی تیار ہے۔ لیکن جبتک رتبہ شہادت نہ حاصل کر لوگے اوس کو نہین پا سکتے۔ امام حسین خواب سے بیدار ہو کر گھر گئے اور وہان سے مع قافلہ اعزا و رفقا اوسی طرح باہر نکلے جس طرح حضرت موسیٰ بحالت خوف یہ کہتے ہوئے نکلے تھے کہ خدایا مجھے ظالمون کے شر سے نجات دے۔

تاریخ ابن جریر طبری[۲] مین ہے کہ امام حسین کے گھر والون نے عرض کیا کہ اگر آپ شارع عام کو چھوڑ کر اوس راستے سے چلتے جس سے عبداللہ بن زبیر گئے ہین تو مخالفین بحالت تعاقب آپ کو نہ پا سکتے۔ امام حسین نے جواب دیا کہ خدا کی قسم مین شارع عام کو نہ چھوڑونگا تا اینکہ خدا اوس امر کو پورا کرے جو اوسکے نزدیک محبوب تر ہے اور تاریخ کامل[۳] مین ہے کہ جب امام حسین مکے پہونچے تو آپ نے اس آیت کی تلاوت

---

[۱] من القوم الظالمین وفی المقتل لابی مخنف ان الحسین لما خرج من المدینۃ اتی الی قبر رسول اللہ فالزمہ وبکی بکاء شدیدا وقال بابی انت وامی یا رسول اللہ لقد خرجت من جوارک کرھا فعلیک منی السلام ثم غمی علیہ الکری فی منامہ وقد وقف بہ ساعۃ فرأی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ یا بنی قد لحق بی ابوک وامک واخوک فعجل بالقدوم الینا واعلم یا بنی ان لک فی الجنۃ درجۃ منشاۃ بنور اللہ فلست تنالھا الا بالشھادۃ الی ان قال وخرج الحسین کما خرج موسی بن عمران خائفا یترقب یقول رب نجنی من قوم الظالمین

[۲] روی ابن جریر فی تاریخہ قال للحسین اھل بیتہ لو تنکبت الطریق الاعظم کما فعل ابن الزبیر لا یلحقک الطلب قال لا واللہ لا افارق حتی یقضی اللہ ما ھو احب الیہ

[۳] وفی الکامل قال فلما دخل مکۃ قرأ

فرمائی۔ فلمّا توجہ تلقاء مدین قال عسی ربی ان یھدینی سواء السّبیل
اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ جب امام حسین مکۂ معظمہ مین داخل ہوئے تو اہل مکّہ
نے اونکی تشریف آوری پر اظہار مسرت کیا۔ امام حسین محلۂ شعب علی مین مقیم ہوئے
اور خلائق نے عبداللہ بن زبیر کی مجالست ترک کرکے جوق جوق امام حسین کی خدمت
مین آنا شروع کیا نیز ابن زبیر بھی یہ سمجھ کر امام حسین کے پاس ہر صبح و شام آنے لگے
کہ جبتک حسین مکّے مین قیام کرینگے لوگ خواہ مخواہ اون کے مطیع رہینگے۔ اور
تاریخ ابن جریر طبری مین ہے کہ عبداللہ بن زبیر پر امام حسین کی ذات ثقیل ترین خلق اللہ
تھی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ جبتک امام حسین مکّے مین رہینگے کوئی شخص نہ میری بیعت
کریگا نہ میرا تابع ہوگا اس لیے کہ لوگون کی نگاہون اور دلون مین مجھسے زیادہ حسین کی
عظمت ہے اور تاریخ کامل ابن اثیر مین ہے کہ امام حسین کی ذات عبداللہ بن زبیر کو
تمام مخلوق سے زیادہ گران تھی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ جبتک حسین مکّہ مین رہین گے
لوگ میری بیعت نہ کرینگے۔

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ امام حسین کے پاس اہل کوفہ کے خطوط باین مضمون
موصول ہوئے کہ اگر آپ کوفہ آئین تو ہم لوگ آپ کی بیعت کرین اور نور العین فی مشہد الحسینؑ
مولفۂ علامہ ابو اسحٰق اسفرائنی مین ہے کہ اہل کوفہ نے امام حسین کی خدمت مین جو خطوط

بھیجے اون مین لکھا کہ اے ابو عبداللہ یزید نے ہم پر ظلم برپا کر رکھا ہے اور ظاہر ہے کہ
خلافت یزید اور اوسکے باپ کی نہین ہے بلکہ آپ کی اور آپ کے باپ کی ہے لہٰذا
ہم لوگ منتظر صدہین کہ ہماری تحریر کے پہونچتے ہی آپ یہان تشریف لائین تاکہ ہم
لوگ آپ کی بیعت کرکے آپ کے ساتھ یزید اور اوس کے لشکر سے جنگ کرین ۔
بعدازان اس عرضداشت کو بند کرکے ایک شخص کے ہاتھ روانہ کیا۔ چنانچہ اوسنے
مکہ معظمہ پہونچکر دولت خانۂ امام حسین مین داخل ہونے کی اجازت چاہی اور اجازت
ملنے پر اندر جاکر بعد سلام و دست بوسی اہل کوفہ کا مراسلہ پیش کیا امام حسین نے
اوس کو پڑھ کر پھینک دیا اور اوسکے جواب لکھنے پر مطلقاً التفات نہ فرمائی۔ اوس
شخص نے بے نیل مرام کوفہ واپس جاکر سارا حال بیان کیا۔ اہل کوفہ کو سکون نہ ہوا
اور اونھون نے مکرر اور متواتر چار بار اسی طرح کی عرضداشتین امام حسین کی خدمت مین
روانہ کین۔ راوی کہتا ہے کہ ایک روز امام حسین اپنے گھر مین بیٹھے ہوئے تھے
کہ ایک سوار کوفہ سے آیا اور اوس نے امام حسین کی خدمت مین حاضر ہوکر بعد سلام و
دست بوسی ایک عرضداشت کوفیون کی نکالکر اون کے ملاحظہ مین پیش کی اوسکا
مضمون یہ تھا کہ آپ کو معلوم ہوگا کہ یزید بن معاویہ نے ہم پر ظلم وجور برپا کر رکھا ہے
اور قتل وغارت وطغیان وتمرد پر کمر باندھی ہے۔ ہم لوگون نے آپ کی خدمت مین

وذكروا فيه اعلم يا ابا عبدالله ان اليزيد جار علينا *** وان الخلافة ليست لليزيد ولابيه بل هي لك ولابيك فنرجو حين وصول الكتاب اليك ان تحضر وتأخذ الخلافة علينا ونحن نذكر معك ونساعدك على حرب اليزيد وجنوده *** ثم انهم طووا الكتاب وارسلوه صحبة رجل من اهل الكوفة فاخذه وسار به الى ان دخل مكة المشرفة الى دار الحسين فاستاذن في الدخول فاذن له وسلم عليه وقبل يديه واخرج الكتاب وناوله له فاخذه وقرأه فلما عرف ما فيه رماه من يده *** ولم يرد جوابا فذهب رسول اهل الكوفة خائبا وحكى الى ان اتى اهل الكوفة ما جرى له مع الحسين *** فارسلوا اليه ثانيا وثالثا ورابعا وهو لا يلتفت الى ذلك *** حتى اجتمع عنده من اهل العراق والكوفة نحو الف كتاب *** وقال الراوي فبينما الحسين رضي الله عنه جالس في بيته يوما من الايام اذا بفارس من الكوفة اتى الى بابه وطرق فقال الحسين رضي الله عنه من بالباب فقال انا رسول اهل الكوفة فاذن له بالدخول فدخل عليه وسلم عليه وقبل يديه واخرج الكتاب وناوله له فاخذه وقرأه واذا هو من اهل الكوفة معناه فهم يقولون فيه يكون علمك يا حسين يا ابن بنت رسول الله ان يزيد بن معاوية ظلم وجار وقتل الرجال فيها لاطفال وطغى وتمرد (الى ان قال)

صد ہا خطوط بھیجے کہ آپ آئیے ہم یزید کے مقابلہ مین آپ کی مدد کرینگے (لیکن آپ نہ آئے) اب ہم آپ کو آپ کے جد کی قسم دیتے ہین کہ تشریف لائیے اور اگر آپ نہ آئینگے تو کل خدا کے سامنے ہم آپ سے خصومت کرینگے اور کہین گے کہ خداوندا حسین نے ہم پر ظلم کیا اور ہماری مظلومی گوارا کی۔ پس معلوم نہین آپ اسکا کیا جواب دینگے۔ راوی کہتا ہے کہ جب امام حسین نے یہ مکتوب پڑھا تو خوفِ خدا سے آپ کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے اور خلق اللہ کی مظلومی اور اپنے جد کی قسم کا خیال کرکے آپ بچشم گریان فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔ بعد ازان اہل کوفہ کی عرضداشت کا جواب لکھا کہ بیشک تمہارے مراسلات بکثرت پہونچے اور چونکہ اب تمہاری مظلومی کا یقین ہوگیا لہذا انشاءاللہ تعالیٰ جلد آتا ہون اور مسلم بن عقیل کو یہ خط لے کر تمہارے پاس بھیجتا ہون تاکہ جبتک مین نہ آؤن وہ تم کو مسجد کوفہ مین نماز پڑھائین اور تم مین عدالت کرین اور عنانِ حکومت بدستور نعمان کے ہاتھ مین رہے۔

اور تاریخ ابوالفدا[1] مین ہے کہ پھر امام حسین نے حضرت مسلم کو بجانب کوفہ روانہ فرمایا۔

کتاب[2] روضۃ الشہدا مین ہے کہ مسلم مکے سے اولاً مدینے کو گئے اور رات کے وقت رسول مقبول کے روضہ پر حاضر ہوکر نماز و زیارت و طواف بجالائے پھر اپنے گھر جاکر اہل و عیال سے رخصت ہوئے اور دو صغیر سن بچو کو جن کی جدائی گوارا نہ کرتے تھے

وانا قد ارسلنا الیک یا اباعبداللہ سابقا خمسا الف کتاب نطلبک ان تحضر عندنا و نحن نساعدک علی الیزید ××× فنسئلک بحق جدک المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان تحضر عندنا و ان لم تحضر فغدا بین یدی اللہ سبحانہ وتعالیٰ خاصمناک ونقول یا ربنا ظلمنا الحسین ورضی فینا بالظلم والجور والقضاء فماذا تقول وما جوابک الذی تقول (قال الراوی) فلما قرأ الحسین علیہ السلام الکتوب اقشعر جلدہ خوفا من اللہ وتقطعت احشاؤہ علی ظلم خلق اللہ واقسام علیہ بجدہ رسول اللہ فقام من وقتہ وساعتہ قائما علی قدمیہ و دموعہ تجری علی خدیہ واتی بدواۃ وقرطاس وقلم من مجلسہ وکتب الی اہل الکوفۃ والعراق بسم اللہ الرحمن الرحیم من عند الحسین بن علی بن ابی طالب الی اہل الکوفۃ و العراق اعلموا انکم ارسلتم الینا الف کتاب ×× والآن ظہر منکم الشکوی من ظلم الیزید وغیرہ وانی حاضر الیکم عن قریب انشاء اللہ والواصل الیکم مسلم بن عقیل بکتابی وہو یصلی بکم فی المسجد الکوفۃ ویقضی بینکم والنعمان یحکم بینکم الی ان احضر لکم

[1] وقال ابو الفداء فارسل الحسین علیہ السلام الی الکوفۃ ابن عمہ مسلم بن عقیل بن ابی طالب

[2] در کتاب روضۃ الشہدا است کہ اولاً مسلم بمدینہ آمدہ در شب بروضۂ جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رفت و نماز و زیارت گزاردہ و طواف بجای آوردہ و بمنزل خود بیامد و اہل و عیال را وداع کرد و دو فرزند خورد بود کہ از ایشان جدا نمی توانست شد در مصاحبت ایشان ...

ساتھ لے کر دو راہبرون کی معیت مین کوفہ کی جانب روانہ ہوئے قضارا دونون
راہ بر راہ بھول کر تشنگی سے ہلاک ہوگئے اور مسلم اپنے لڑکون کے ساتھ بہزار محنت و
مصیبت کوفہ پہونچکر ایک مکان مین جسکو دار مختار کہتے تھے ٹھہرے۔ جب لوگون نے
اون کے آنے کی خبر پائی تو اون کی خدمت مین حاضر ہوئے مسلم نے امام حسین کا
خط پڑھکر اون کو سُنایا جسکو سُنکر سب نے واشوقاہ کے نعرے بلند کئے۔ جب ایک جم غفیر
نے اظہار اطاعت کیا اور کوفیون کی جماعت کثیرہ دائرۂ بعیت مین داخل ہوئی تو
مسلم نے امام حسین کو لکھ بھیجا کہ ابتک اٹھارہ ہزار جنگی جوان بعیت کر چکے ہین اور
اہل کوفہ کی رغبت بڑھتی جاتی ہے لہذا جس وقت خاطر مبارک مین آئے یہان
تشریف لائیے اور تاریخ کامل مین ہے کہ اہل کوفہ کی یہ حالت دیکھکر عبد اللہ بن مسلم
حضرمی اور عمارہ بن ولید اور عمر بن سعد بن ابی وقاص نے یکے بعد دیگرے یزید کو
ورودِ مسلم ومبایعت اہل کوفہ کے واقعات لکھ بھیجے اور حبیب السیر مین ہے کہ
یزید نے ان حالات پر مطلع ہو کر اپنے وزیر سرجون رومی کی رائے سے عبید اللہ بن زیاد
حاکم بصرہ کو لکھا کہ فوراً اپنی جگہ کسی دوسرے شخص کو مقرر کرکے کوفہ جائے اور وہان
کی حکومت کا چارج لینے کے بعد مسلم بن عقیل کو جنھین حسین بن علی نے کوفہ بھیجا ہے
قتل کرکے اون کا سر دمشق بھیجدے۔ جب یہ نامہ عبید اللہ کو پہونچا تو وہ حکومت کوفہ

وفی الکامل فکتب عبد الله بن مسلم بن سعید الحضرمی الی یزید یخبره بقدوم مسلم بن عقیل الکوفة ومبایعة الناس له ثم کتب الیه عمارة بن الولید بن عقبه وعمر بن سعد ابن ابی وقاص بنحو ذلک ۱۲

کی خوش خبری پر مسرور ہوکر تہیہ سامانِ سفر مین مشغول ہوا اور تاریخ ابن جریر طبری مین ہے[۱] کہ پھر عبیداللہ بن زیاد نے بصرے مین اپنے بھائی عثمان بن زیاد کو چھوڑ کر مع مسلم بن عمرو باہلی و شریک بن اعور حارثی و دیگر خدم وحشم کوفے کی راہ لی اور سیاہ عمامہ باندھے ہوے (رات کے وقت) کوفے مین داخل ہوا۔ جو لوگ امام حسین کی تشریف آوری کے منتظر تھے وہ ابن زیاد کو امام حسین سمجھکر سلام کرتے تھے اور بطور خیر مقدم کہتے تھے کہ مرحبا اے فرزند رسول اللہ خوب آئے اور سر الشہادتین[۲] مین ہے کہ ابن زیاد بلباس اہل حجاز جنگل کی جانب سے رات کے وقت کوفے مین داخل ہوا تاکہ اوس پر امام حسین کا دہوکا ہو چنانچہ جب وہ اندھیری رات مین شہر کے اندر ہوکر گزرا تو لوگ امام حسین کے دہوکے مین اوسکا استقبال کرکے سلام کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مرحبا اے فرزند رسول اللہ آپ خوب آئے اور حبیب السیر[۳] مین ہے کہ عبیداللہ بن زیاد بجز جواب سلام اور زبان سے کچھ نہ کہتا تھا حتے کہ دارالامارہ تک پہونچ گیا۔ نعمان بن بشیر حاکم کوفہ فوراً دروازے کو بند کرکے کوٹھے پر چڑھگئے اور ابن زیاد کو امام حسین سمجھکر وہین سے کہنے لگے کہ اے فرزند رسول اللہ لوٹ جائیے فتنہ نہ برپا کیجیے۔ یہ سمجھ لیجیے کہ آپ اس شہر کو زید سے نہین لے سکتے اس وقت آپ کسی دوسری جگہ جاکر قیام کرین صبح کو جو کچھ ہونا ہوگا ہو جائے گا۔

[۱] وفی تاریخ ابن جریر ثم خرج عبید اللہ من البصرۃ واستخلف اخاہ عثمان بن زیاد واقبل الی الکوفۃ ومعہ مسلم بن عمرو الباہلی وشریک بن اعور الحارثی وحشمہ حتی دخل الکوفۃ وعلیہ عمامۃ سوداء والناس قد بلغہم اقبال الحسین الیہم فہم ینتظرون قدومہ فظنوا حین قدم عبید اللہ انہ الحسین فاخذ لا یمر علی جماعۃ من الناس الا سلموا علیہ وقالوا مرحبا بابن رسول اللہ قدمت خیر مقدم

[۲] وفی سر الشہادتین قال فتوجہ ابن زیاد من البصرۃ الی الکوفۃ ودخلہا لیلا من جہۃ البادیۃ فی لباس اہل الحجاز واوہم انہ الحسین علیہ السلام فاستقبلہ الناس فی ظلمۃ اللیل وسلموا علیہ وقالوا مرحبا بک یا ابن رسول اللہ قدمت خیر مقدم

[۳] ودر حبیب السیر است کہ عبید اللہ بن زیاد بجز جواب سلام دیگر سخن نمی گفت در حین بدار الامارۃ رسید نعمان بن بشیر در فرود بر بام بر آمد و بگمان آنکہ حسین است گفت یا ابن رسول اللہ باز گرد فتنہ بر منگیز کہ این بلدہ را بتو نسپارم بہتر آنکہ دو سہ روز بہ منزل دیگر ...

کوفے کے لوگ نعمان بن بشیر کو دشنام دیکر کہنے لگے کہ فرزند پیغمبر کے لیے دروازہ کھول دے لیکن نعمان نے نہ کھولا۔ بالآخر ابن زیاد کے رفیق مسلم بن عمرو باہلی نے باآواز بلند پکار کر کہا کہ یہ امیر عبیداللہ بن زیاد ہے حسین بن علی نہین ہے۔ یہ سُنکر کوفیون کی جماعت تتر بتر ہوگئی اور نعمان نے دروازہ کھول دیا۔ جب عبیداللہ قصر مین داخل ہوا تو اوس نے رات بھر بوجہ فرطِ غضب کسی سے کوئی بات نہ کی دوسرے دن لوگون کو مسجد مین طلب کرکے اون کو اپنی حکومت کا فرمان سُنایا اور انصاف کا اُمیدوار بنایا پھر اوس کے دوسرے دن مجمع کرکے سب کو اپنی مخالفت سے ڈرایا۔ اور سر الشہادتین[1] مین ہے کہ صبح ہوئی تو ابن زیاد نے لوگون کو جمع کیا اور اونکو اپنی حکومت کا فرمان سُنا کر یزید کی مخالفت سے ڈرایا اور جو جماعت حضرت مسلم سے موافق تھی اوس کو منتشر کر دیا۔

روضۃ الشہدا[2] مین ہے کہ حضرت مسلم کو ابن زیاد کے آنے کی خبر ہوئی تو خائف ہوکر سرائے مختار سے باہر نکلے اور ہانی بن عروہ کے پاس جاکر کہنے لگے کہ اے ہانی مین غریب الوطن ہون، کوفیون کی بے اعتنائی کا خیال کرکے تمہاری پناہ مین آیا ہون تاکہ تم دشمنون کے شر سے مجھے بچاؤ اور میری حمایت کرو۔ ہانی نے قبول کرکے اپنے گھر مین اون کے لیے ایک حجرہ مرتب کر دیا اور کہا کہ آپ اِس مین

بسلامت وعافیت قیام فرمائین اور تاریخ کاملؒ مین ہے کہ ابن زیاد کو مسلم بن عقیل
کی فکر دامنگیر ہوئی تو اوس نے اپنے ایک غلام کو تین ہزار درہم دیے اور کہا کہ مسلم بن عقیل
اور اون کے ساتھیون کو ڈھونڈھ اور یہ درہم پیشکش کر کے اون سے مل اور ظاہر کر کہ
تو اون کے موافقین مین سے ہے بعدہٗ اون کے حالات پر اطلاع حاصل کر۔ چنانچہ
وہ غلام فکر کرتے کرتے ایک دن مسلم بن عوسجہ اسدی کے پاس پہونچا جو مسجد مین
تھے اور لوگون کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ مسلم بن عوسجہ امام حسین کے لیے بیعت لیتے
ہین اوسوقت مسلم بن عوسجہ نماز پڑھ رہے تھے جب فارغ ہوئے تو اوس غلام نے
اون سے کہا کہ مین شام کا رہنے والا ہون مجھے خدا نے حُبِّ اہلبیت کی نعمت عطا
کی ہے چونکہ مین نے سُنا ہے کہ ایک صاحب کوفے مین آئے ہوے ہین اور فرزند رسول
کی جانب سے بیعت لیتے ہین لہذا مین یہان اِس ارادے سے آیا ہون کہ اون سے
ملکر یہ تین ہزار درہم نذر کرون۔ مین نے بعض لوگون سے یہ بھی سُنا ہے کہ تم اِس امر
کو جانتے ہو اسلیے تمہارے پاس حاضر ہوا ہون کہ مجھسے یہ مال لے لو اور اون صاحب
کے یہان مجھے لے چلو تاکہ اونکی بیعت کرون اور اگر تم چاہو تو مجھ سے یہین بیعت لیلو۔
مسلم بن عوسجہ نے کہا کہ تجھ سے ملکر مین خوش ہوا تو جن سے ملنا چاہتا ہے ملا دونگا۔
خدا تجھکو توفیق نصرت اہلبیت عطا کرے۔ البتہ جبتک اِس طاغی (ابن زیاد)

بسعادت و آرام و بسلامت قرار گیرد

وفي الكامل قال دعا ابن زياد مولى له و اعطاه ثلاثة الاف درهم وقال له اطلب مسلم بن عقيل واصحابه والقهم واعطهم هذا المال واعلمهم انك منهم واعلم اخبارهم ففعل ذلك واتى مسلم بن عوسجة الاسدي بالمسجد فسمع الناس يقولون هذا يبايع للحسين وهو يصلي فلما فرغ من صلوته قال له يا عبد الله اني امرؤ من اهل الشام انعم الله علي بحب اهل البيت وهذه ثلاثة الاف درهم اردت بها لقاء رجل منهم بلغني انه قدم الكوفة يبايع لابن بنت رسول الله صلعم وقد سمعت نفرا يقولون انك تعلم امر هذا البيت واني اتيتك لتقبض المال وتدخلني على صاحبك ابايعه و ان شئت اخذت بيعتي له قبل لقائه فقال لقد سرني لقاؤك اياي لتنال الذي تحب وينصر الله بك اهل بيت نبيه وقد ساءني معرفة الناس هذا الامر مني قبل ان يتم مخافة هذا الطاغية

کا خوف باقی ہے اوس وقت تک مین لوگون کو اس امر سے واقف کرنا پسند نہین کرتا
اسکے بعد مسلم بن عوسجہ نے اوس غلام سے بیعت لی اور مستحکم عہد لیا کہ اس بات کو لوگون
سے پوشیدہ رکھے۔ وہ غلام اقرار کرکے چند روز مسلم بن عوسجہ کی حضوری کا شرف
حاصل کرتا رہا تاکہ مسلم بن عوسجہ اوسکو کسی دن مسلم بن عقیل سے ملاقی کرائین اور روضۃ الاحباب[1]
مین ہے کہ مسلم بن عوسجہ نے ابن زیاد کے غلام سے جس کا نام معقل تھا کہا کہ آج تامل کر
کل تجھکو مسلم بن عقیل کے پاس لیچلونگا۔ چنانچہ دوسرے روز مسلم بن عوسجہ معقل کو حضرت مسلم
کی خدمت مین لے گئے اور معقل تین ہزار درہم پیش کرکے داخل اہل بیعت ہوا۔ اور
حبیب السیر[1] مین ہے کہ معقل نے حضرت مسلم سے ملاقات کرنے کے بعد ابن زیاد کو اطلاع
کی کہ مسلم بن عقیل ہانی بن عروہ کے گھر مین ہین۔ اتفاقاً اوس روز محمد بن اشعث اور
اسما بن خارجہ عبید اللہ بن زیاد کے دربار مین گئے تو اوس نے اون دونون آدمیون
سے پوچھا کہ ہانی کہان ہے؟ اونھون نے جواب دیا کہ بیمار ہے ابن زیاد کہنے لگا
کہ مین تو سنتا ہون کہ وہ اچھا ہے اور اپنے دروازے پر نشست رکھتا ہے پھر معلوم نہین کیا
میرے سلام کو کیون نہین آتا۔ محمد بن شعث اور اسما نے کہا کہ آج ہم دریافت کرکے
تم کو اطلاع دینگے۔ یہ کہکر دونون شخص ہانی کے یہان گئے اور جو کچھ ابن زیاد نے کہا تھا
ہانی سے بیان کرکے اون کو سواری پر ابن زیاد کے پاس لاے۔ ابن زیاد نے ہانی کو

دیکھکر کہا کہ مین تو تیری حیات چاہتا ہون اور تو میرے قتل کا ارادہ رکھتا ہے۔ ہانی بولے
کہ مجھ سے کیا خطا ہوئی۔ ابن زیاد نے کہا کہ اِس سے زیادہ اور کیا خطا ہوگی کہ تو نے مسلم
بن عقیل کو اپنے یہان ٹھہرایا ہے۔ ہانی کہنے لگے کہ یہ غلط ہے۔ ابن زیاد نے اوسی وقت
معقل غلام کو پیش کردیا۔ جب ہانی نے اوسکو دیکھا تب سمجھے کہ اِسی غلام نے راز
افشا کیا۔ کہنے لگے کہ اے امیر مین نے مسلم کو نہین بُلایا بلکہ وہ خود بلا اطلاع آدھی رات
کو میرے یہان آئے اور میری حیا اس بات سے مانع ہوئی کہ اون کو اپنے یہان نہ رہنے دون۔
اب مین یہان سے واپس جاکر اون کو نکال دونگا۔ عبید اللہ بولا جبتک تو مسلم کو
حاضر نہ کریگا میرے پاس سے نہین جا سکتا۔ ہانی نے کہا کہ مجھسے یہ نہوگا کہ جسکو
مین نے پناہ دی ہے اوسے دشمن کو سپرد کردون۔ الغرض اسکے متعلق ہانی اور ابن زیاد
مین ایسی گفتگو بڑھی اور درشت کلامی کی نوبت پہونچی کہ ابن زیاد نے ہانی پر چھڑی کا
وار کیا ہانی کی ناک ٹوٹ گئی اور خون بہنے لگا اور روضۃ الشہدا[۱۵] مین ہے کہ جب
ہانی مجروح ہوئے تو اسما بن خارجہ نے ابن زیاد سے کہا کہ اے غدار ہم تیرے کہنے سے
ہانی کو لائے اور تو اون کے ساتھ یہ خواری پیش آیا تیری یہ کیا حرکت ہے۔
ابن زیاد نے غضب مین آکر اسما کو ایسا پٹوایا کہ اون کی زندگی سے مایوسی ہوگئی۔
اِسکے بعد ہانی کو بلاکر کہا کہ اپنی جان کو دوست رکھتا ہے یا مسلم کی زندگی کو۔

ہانی بولے کہ میری ہزار جانین مسلم پر فدا ہین۔ اے ابن زیاد تو امیر اور با اختیار ہے مسلم کو خود ڈھونڈھ لے ابن زیاد نے کہا کہ مین نے ڈھونڈھ لیا اور تیرے گھر مین پایا یہ کہہ کر ابن زیاد نے حکم دیا کہ ہانی کو برہنہ کر کے تازیانے لگائین۔ پس ہانی جن کی عمر نواسی برس کی تھی اور وہ رسول خدا اور علی مرتضےٰ کی صحبت کا شرف حاصل کر چکے تھے دو چوبون مین باندھے گئے۔ ابن زیاد نے اون سے پھر کہا کہ مسلم کو لاؤ تو چھوڑ دیے جاؤ۔ ہانی نے جواب دیا کہ بخدا اگر تو مجھ پر بدترین عقوبت روا رکھے تب بھی مین مسلم کا پتہ نہ دونگا تو نہین جانتا کہ جب سے مین نے محبت اہلبیت محمد کی راہ مین قدم رکھا تمام دُنیا کی تکلیفون کو اپنے اوپر گوارا کر لیا۔ ابن زیاد نے حکم دیا کہ ہانی کو پانچسو کوڑے مارے جائین۔ پس ہانی کو اسقدر تازیانے لگائے گئے کہ وہ بیہوش ہوگئے۔ حاضرین نے ابن زیاد سے کہا کہ یہ شخص اصحاب رسول سے ہے اِسکو لکڑیون سے کھولکر نیچے اُتارنے کا حکم دے۔ چنانچہ ہانی نیچے اُتارے گئے اور اُسی وقت اونکا انتقال ہوگیا اور روضۃ الاحباب[۱] مین (بخلاف روایت سابقہ) مذکور ہے کہ ابن زیاد نے ہانی کو ایک مکان مین قید کر دیا اور صاحب[۲] روضۃ الشہدا لکھتے ہین کہ جب یہ خبر مسلم بن عقیل کو پہونچی تو اون کی رگ حمیت جنبش مین آئی اور اونھون نے اپنے دونون لڑکون کو قاضی شریح کے یہان بھیجکر اپنے ہوا خواہون مین منادی کرائی کہ

ہانی گفت ہزار جان من فدای مسلم باد ای پسر زیاد تو امیری و صاحب اختیار مسلم را طلب کن تا بیابی از من چہ می طلبی گفت من مسلم را در خانہ تو یافتم الی ان قال پس فرمود تا او را برہنہ کردند و عقابین بیاویختند و جامہ از تن شریف او بیرون کردند الی ان قال و در آن زمان ہشتاد و نہ سالہ بود و صحبت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دریافتہ و دوستدار مرتضیٰ علی صاحب بودہ او را بر عقابین کشیدند و گفتند مسلم را بیار تا ترا رہا کنیم جواب داد کہ بخدا اگر عقوبتی کہ از آن بدتر نباشد ابن زیاد و نشان ندہم تو نمیدانی کہ از روز اول کہ قدم در راہ محبت اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نہادہ ام محنت عالم را با خود راست کردہ ام پس ابن زیاد فرمود تا او را پانصد تازیانہ بزدند ہانی بیہوش شد

درخواست کردند کہ این پیر بزرگوار از اصحاب سید مختار است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بفرمای تا او را از عقابین فرود آرند پس او را بفرمود فی الحال جان بحق تسلیم کرد

۱۔ و در روضۃ الاحباب است کہ او را در خانہ محبوس گردانید

۲۔ صاحب روضۃ الشہدا می نویسد کہ چون این خبر بہ مسلم رسید رگ حمیتش در حرکت آمد و ہر دو پسر خود را بخانہ شریح قاضی فرستاد و منادی فرمود تا منادی کردند کہ

سب لوگ جمع ہو جائیں چنانچہ قریب بیس ہزار آدمیون کے مجتمع ہو گئے اور مسلم بن عقیل کیساتھ قصر امارت کی جانب روانہ ہوئے ابن زیاد یہ حال سُنکر مع اپنی جماعت کے قصر مین محصور ہو گیا اور مسلم بن عقیل کے لشکر نے قصر کو گھیر لیا۔ فریقین مین جنگ ہونے لگی۔ قریب تھا کہ مسلم کا لشکر قصر پر قبضہ کر لے۔ ابن زیاد نے ڈر کر کثیر بن شہاب اور محمد بن اشعث اور شمر ذی الجوشن اور شبث بن ربعی وغیرہم کو حکم دیا کہ قصر پر چڑھ کر اہل کوفہ کو ڈرائین چنانچہ اون لوگون نے بالائے بام جاکر پکارا کہ اے کوفیو! دیکھو شام کا لشکر دمبدم پہونچتا جاتا ہے اور امیر نے حکم دیا ہے کہ اگر تم لڑائی سے باز نہ رہوگے تو جسدن قابو پاؤنگا تم مین سے کسی کو نہ چھوڑونگا بلکہ بیگناہ کو بھی بجائے گناہ گار کے قتل کرونگا۔ اے کوفیو! اپنے عیال و اطفال پر رحم کرو۔ یہ سُنکر وہ لوگ ڈرے اور عادتِ قدیم کے موافق بیوفائی گوارا کر کے اپنے گھرون کو بھاگ گئے اور حضرت مسلم کے ساتھ صرف تیس یا دس آدمی باقی رہے۔ جب مسلم نے یہ حالت دیکھی تو وہان سے لوٹ کر مسجد مین نماز مغرب پڑھی اور جب نماز پڑھ کر باہر نکلے تو اوس باقی ماندہ جماعت کا بھی پتہ نہ تھا۔ مسلم کوفیون کی بیوفائی مشاہدہ کر کے حیران ہو گئے۔ سر الشہادتین مین ہے کہ جب حضرت مسلم تنہا رہ گئے تو پھرتے پھراتے ایک عورت کے مکان پر وارد ہوئے اور پانی مانگا اوس ضعیفہ نے مسلم کو پانی پلایا اور اپنے

قال فتردد فی الطریق فاتی منزل امرأة فاستسقاها فسقته وادخلته فی منزلها

مکان مین جگہ دی اور تاریخ کامل[۱] مین ہے کہ جب مسلم تنہا رہ گئے تو کوفے کی کسی گلی مین ہو کر گزرے لیکن یہ نہ جانتے تھے کہ کہان جا رہے ہین آخر ایک ضعیفہ کے مکان پر وارد ہوئے جس کا نام طوعہ تھا۔ مسلم نے اوسکو سلام کر کے پانی مانگا اوس نے پانی لاکر پلایا اور حبیب السیر[۲] مین ہے کہ حضرت مسلم پانی پی کر اوس ضعیفہ کے دروازے پر بیٹھ گئے۔ ضعیفہ نے کہا کہ یہ شہر پُر آشوب ہو رہا ہے اور رات زیادہ گزر گئی ہے اب تم اپنے گھر کیون نہین چلے جاتے۔ مسلم نے جواب دیا کہ مین مرد غریب الوطن شریف خاندان سے ہون اگر مجھے اپنے گھر مین جگہ دے تو خدا تجھے اِسکی جزا دُنیا اور آخرت مین عطا کریگا۔ ضعیفہ نے نام و نسب پوچھا اور جب اوسکو معلوم ہوا کہ یہ مسلم بن عقیل ہین تو اوس نے نہایت خوشی سے اون کو اپنے گھر مین ٹھہرایا اور روضۃ الشہدا[۳] مین ہے کہ جب تھوڑی رات گزری تو اوس ضعیفہ کا لڑکا گھر مین آیا اور اوس نے اپنی ماں کو دیکھا کہ کبھی باہر آتی ہے کبھی اندر جاتی ہے کبھی روتی ہے کبھی ہنستی ہے کہنے لگا کہ اے ماں خیر تو ہے مین تجھکو آج عجیب حال مین دیکھتا ہون۔ ضعیفہ نے کہا سب خیریت ہے لڑکے نے اصرار کیا کہ مجھے ضرور بتا دے کہ یہ تجھکو کیا ہو گیا ہے۔ ضعیفہ نے کہا کہ اگر تو قسم کھائے کہ اس بات کو کسی سے نہ کہیگا تو بتا دون۔ لڑکے نے قسم کھائی کہ نہ کہونگا۔ ضعیفہ بولی کہ مسلم بن عقیل نے میرے گھر مین پناہ لی ہے مین اونکی

---

[۱] وفی الکامل قال عنہ فی ازقۃ الکوفۃ لا یدری این یذھب فانتھی الی باب امرأۃ من کندۃ یقال لھا طوعۃ (الی ان قال) فسلم علیھا ابن عقیل وطلب الماء فسقتہ

[۲] و در حبیب السیر است کہ مسلم بعد آشامیدن آب بر در آن خانہ نشست عورت گفت شہر بست پر آشوب و زمانہ بیگاہ است بجای خانہ خود برو مسلم جواب داد کہ مرد غریبم از خاندان عزت و شرف و نسبتی دارم اگر درخانہ خویش مرا جای دہی امید است کہ جزای آن در دنیا و عقبی بتو رسد آن ضعیفہ از نام و نسب مسلم پرسید چون حقیقت حال بروی ظاہر گشت گفت اہلاً و مرحباً بخیر مقدم بخیر و فرمائے

[۳] و در روضۃ الشہداء است کہ اما چون پارہ از شب گذشت پسر آن پیرزن بخانہ در آمد مادر را دید کہ از درون خانہ بیرون میرفت و در آن خانہ درون می گریست و میخندید بیرون می آمد و می گریست از حال او گفت ای مادر امشب ترا حال عجب است و در آن خانہ تردد بسیار میکنی مادر گفت آری خبر است تو بخود مشغول باش پسر گفت البتہ مرا ازین قصہ اطلاع می باید داد مادر گفت بشرط آنکہ سوگند خوری کہ این راز با ہیچ کس نگوئی پسر سوگند خورد و بعد از آن مادر گفت ای پسر مسلم بن عقیل است کہ پناہ بما آوردہ و او را درین خانہ پنہان کردہ ام

خدمت کے بجالانے مین مصروف ہون اور خدا سے اجر عظیم کی امید رکھتی ہون ۔
یہ سُنکر لڑکا خاموش ہوگیا اور سو رہا ۔ جب صبح ہوئی تو سیدھا ابن زیاد کے یہان پہونچا
ابن زیاد اوس وقت حصین بن نمیر سے منادی کرا رہا تھا کہ جو شخص مسلم کی خبر لائیگا
اوس کو دس ہزار درہم انعام دیے جائینگے اور اوسکی حاجتین پوری کی جائینگی اور جو
شخص مسلم کو اپنے گھر مین چھپائیگا وہ قتل کیا جائیگا ۔ طوعہ کے لڑکے نے یہ ندا سُنی تو
محمد بن اشعث سے بیان کیا کہ مسلم میرے گھر مین چھپے ہوے ہین ۔ ابن اشعث نے فوراً
ابن زیاد کو اطلاع کی اوس نے اوسی وقت عمرو بن حریث کو حکم دیا کہ تین سو
سپاہی محمد بن اشعث کو دے تاکہ وہ مسلم کو گرفتار کر لائے چنانچہ محمد بن اشعث نے
تین سو آدمیون کی جماعت ساتھ لے جاکر طوعہ کا گھر گھیر لیا اور تاریخ ابن جریر[1]
مین ہے کہ جب ابن اشعث نے طوعہ کا گھر گھیر لیا تو حضرت مسلم تلوار لے کر باہر نکل آئے
اور اونھون نے حملہ کر کے محمد بن اشعث کی جماعت کو وہان سے ہٹا دیا ۔ تھوڑی دیر
کے بعد وہ لوگ مکرر حملہ آور ہوئے اور حضرت مسلم نے پھر اون کو بھگا دیا ۔ ناگہان
اسی حرب وضرب مین بکیر بن حمران نے تلوار کا ایسا وار کیا کہ حضرت مسلم کا بالائی ہونٹھ
کٹ کر آگے کے دانت گر گئے ۔ حضرت مسلم نے اس حالت مین بھی بکیر کو جانے نہ دیا
اور دو ہاتھ تلوار کے ایسے لگائے کہ بکیر کٹ کر فی النار ہو گیا ۔ سپاہ مخالف کے

فلما رأوا ذلك صعدوا على ظهر البيت وجعلوا يرمونه بالحجارة ويلهبون النار في القصب ويلقونها عليه فلما رأى ذلك خرج عليهم بسيفه فقاتلهم فقال محمد بن الاشعث لك الامان فلا تقتل نفسك

بعض جوان یہ حال دیکھکر کوٹھے کی چھت پر چڑھ گئے اور وہان سے پتھرون کا مینھ
برسانے اور آگ جلاکر حضرت مسلم پر ڈالنے لگے۔ جب حضرت مسلم نے یہ کیفیت دیکھی تو
پھر تلوار گھسیٹ کر جماعت مخالفین مین گھس پڑے۔ محمد بن اشعث نے حضرت مسلم
سے کہا کہ اچھا مین تم کو امان دیتا ہون اپنی جان کو ہلاکت مین نہ ڈالو اور روضۃ الشہدا
مین یہ واقعہ بایں تفصیل مذکور ہے کہ حضرت مسلم طوعہ کے گھر مین نماز صبح پڑھکر جانماز پر بیٹھے
ہوئے تھے ناگاہ گھوڑونکی ٹاپون کی آواز سنکر سمجھ گئے کہ دشمن آپہونچے فوراً ہتیار لگاکر
باہر نکل آئے اور مثل شیر اوس قوم پر حملہ آور ہوکر قتل کرنے لگے۔ یہ خبر ابن زیاد کو پہونچی
تو اوس نے محمد بن اشعث کے پاس پیام بھیجا کہ مینے تجھکو تین سو آدمیون کے ساتھ ایک
شخص کے گرفتار کرنے کو بھیجا اور تو اوسکی گرفتاری سے بھی عاجز ہے۔ ابن اشعث نے
جواب مین کہلا بھیجا کہ تو نے مجھے کسی دھنیے جولاہے کے پکڑنے کو نہین بھیجا بلکہ بخدا ایسے
شیر ببر کے مقابلہ کو بھیجا ہے جو اپنی تیغ انتقام سے بڑے بڑے بہادرون کا خون گراتا ہے
عبید اللہ نے ابن اشعث سے کہلا بھیجا کہ مسلم کو امان دیکر میرے پاس لا کیونکہ سوا اسکے
اور کوئی تدبیر مسلم پر قابو پانے کی نہین ہے۔ چنانچہ ابن اشعث نے حضرت مسلم سے کہا
کہ تم لڑائی سے باز آؤ تم کو حاکم نے امان دی ہے۔ مسلم نے کہا کہ مجکو تمہاری امان
کی احتیاج نہین ہے اور مین کوفیون کی بات کا اعتبار نہین کرتا۔ یہ فرماکر آپنے بار دگر

اون پر ایسا حملہ کیا کہ چند آدمی پھر قتل و مجروح ہوئے۔ ابن اشعث کے سپاھی عاجز آ کر کوٹھے پر چڑھ گئے اور وہان سے حضرت مسلم کو پتھر مارنے لگے جس کی وجہ سے اونکا جسم بالکل مجروح ہو گیا۔ حضرت مسلم دل مین کہنے لگے کہ اے نفس موت پر آمادہ ہو جا اور یقین کر کہ دفع اعدا کی کوشش کرنا اور خلعت شہادت پہننا دولت جاوید اور سعادت ابدی ہے۔ ناگہان کسی بدبخت نے ایسا پتھر مارا کہ حضرت مسلم کی پیشانی پر پڑا اور اونکا چہرہ خون سے تر ہو گیا۔ حضرت مسلم نے رُخ بجانب مکہ کر کے کہا کہ یا ابن رسول اللہ کچھ آپ کو اپنے پسر عم کی بھی خبر ہے کہ اوس پر کیا گزر رہی ہے۔ خیر راہِ حق مین یہ سب گوارا ہے۔ اتنے مین پھر ایک پتھر مسلم کے لب و دندان پر لگا اور اون کی داڑھی خون سے تر ہو گئی حضرت مسلم زخمون کی زیادتی سے تاب نہ لا سکے اور بکیر کے مکان کی دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ بکیر نے گھر سے نکلکر ایسی تلوار ماری کہ حضرت مسلم کا بالائی ہونٹھ کٹ گیا۔ حضرت مسلم نے اوسی حالت مین تلوار گھسیٹ کر ایسی ضرب لگائی کہ بکیر کا سر کٹ کر دس قدم پر جا گرا اور پھر اوسی دیوار کی ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ بارِ خدایا مین اسوقت بہت پیاسا ہون۔ کوفیون نے اس بات کو سُنا مگر کسی نے اونکو پانی نہ دیا آخر ایک ضعیفہ کو رحم آیا اور اوس نے پانی لا کر دیا مسلم نے جامِ آب کو منھ سے لگایا تو سارا پانی پُر خون ہو گیا۔ آپ نے اوسکو پھینک دیا۔ ضعیفہ نے دوسرا پانی دیا وہ بھی منھ سے

لگاتے ہی خون سے مخلوط ہو گیا۔ حضرت مسلم بولے کہ اب میرا پانی پینا روز قیامت پر موقوف
ہے۔ اِسی اثنا مین ایک بیرحم نے ایسا نیزہ مارا کہ حضرت مسلم مُنہ کے بل زمین پر گر پڑے
اور لوگ اون کو گرفتار کر کے ابن زیاد کے پاس لے گئے وہ اُسوقت تخت پر بیٹھا ہوا تھا
مسلم نے اوسکو سلام نہ کیا۔ درباریون نے مسلم سے کہا کہ تم نے امیر کو سلام کیون نہین کیا۔
مسلم نے کہا کہ اِس اسلام مین نہ دُنیا کی سلامتی ہے نہ عقبیٰ کی۔ ابن زیاد نے کہا کہ تم نے امام زمان پر کیون
خروج کیا۔ مسلم نے جواب دیا کہ امام زمان حسین بن علی ہین مین اُن کے حکم سے اس شہر مین
آیا ہون اور جو کچھ مین نے کیا رضائے حق کے لیے کیا۔ مگر افسوس اہل شقاوت نے حقدار
کو اوسکا حق پہونچنے ندیا۔ ابن زیاد نے آواز دی کہ کون ہے جو مسلم کو بالائے بام لیجا کر
اونکا سر تن سے جدا کرے۔ بکیر کے لڑکے نے کہا کہ یہ میرا کام ہے کیونکہ مسلم نے آج ہی
میرے باپ کو قتل کیا ہے یہ کہا اور مسلم کا ہاتھ پکڑ کر کوٹھے پر لے چلا۔ حضرت مسلم
جناب رسالتمآب پر درود بھیجتے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ اللھم احکم بیننا وبین قومنا بالحق
جب بالائے بام پہونچے تو بجانب مکہ منھ کر کے کہنے لگے کہ اے فرزند رسول میرا سلام آخری
قبول ہو۔ آیا آپ کو مسلم بن عقیل کے حال کی بھی خبر ہے؟ اے ابن رسول اللہ آرزو تھی
کہ ایکبار اور آپ کی زیارت سے مشرف ہوتا مگر موت نے موقع نہ دیا اور اب وعدۂ دیدار
قیامت پر اوٹھ رہا۔ اور تاریخ کامل مین ہے کہ عبیداللہ بن زیاد نے مسلم بن عقیل سے

کہاکہ اے پسرِ عقیل کیا تم یہان اسلیے آئے تھے کہ لوگون کی جمعیت مین پراگندگی اور
اون کے معاملات مین افتراق پیدا کرو۔ حضرت مسلم نے کہاکہ ہرگز نہین بلکہ اہل کوفہ
شاکی ہین کہ تیرے باپ نے یہان کے بہترین اشخاص کو قتل کرڈالا اور قیصر وکسرے
کا عمل جاری کیا لہذا ہم اسلیے آئے کہ لوگون مین عدل کے ساتھ حکم دین اور اون کو
کتاب وسُنّت کیجانب توجہ دلائین۔ یہ سُنکر ابن زیاد نے امام حسین اور حضرت علی
اور عقیل بن ابی طالب کی شان مین کلمات ناشائستہ کہے اور حکم دیا کہ مسلم کو قصر پر
لے جاکر قتل کرین۔ جلاد اون کو بالائے بام لے گیا۔ حضرت مسلم اوس وقت تسبیح و
استغفار مین مشغول تھے اور اوسی حال مین شہید کیے گئے۔ اسکے بعد ابن زیاد نے
ہانی کو سر بازار قتل کرایا اور سر الشہادتین[1] مین ہے کہ پہلے حضرت مسلم شہید کیے گئے
اور اونکا دھڑ کوٹھے سے نیچے ڈال دیا گیا۔ پھر ہانی کو سولی دی گئی۔ بعد ازان
حضرتِ مسلم کے دونون بچے محمد اور ابراہیم قتل ہوئے اور حبیب السیر[2] مین ہے کہ
حضرت مسلم کے قتل کے بعد اون کے دو کمسن لڑکے محمد اور ابراہیم جو کوفے مین قاضی شریح
کے یہان مخفی تھے حارث بن عروہ ملازم ابن زیاد کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔ اور
روضۃ الاحباب[3] مین ہے کہ جب بمقام مکہ امام حسین کی خدمت مین مسلم بن عقیل کا خط
باستدعائے تشریف آوری موصول ہوا تو امام حسین روانگیٔ عراق کا ارادہ کرکے

ابن زیاد یا مسلم یا ابن عقیل اتیت الناس وامرهم جمیع وکلمتهم واحدة لتشتت بينهم وتفرق كلمتهم فقال مسلم كلا ولكن اهل هذا المصر زعموا ان اباك قتل خيارهم وسفك دماءهم وعمل فيهم اعمال كسرى وقيصر فاتيناهم لنامر بالعدل وندعوا الى حكم الكتاب والسنة (الى ان قال) فشتمه ابن زياد وشتم الحسين وعليا وعقيلا + ثم امر به فاصعد فوق القصر لتضرب رقبته (الى ان قال) فاصعد بمسلم فوق القصر وهو يستغفر ويسبح (الى ان قال) فضرب عنقه (الى ان قال) فامر بهانی حين قتل مسلم فاخرج الى السوق فضربت عنقه ١

و في سر الشهادتين قال فضرب عنقه والقى جثته الى الناس وصلب هانئا وقتل محمد وابراهيم ابني مسلم ايضا معه ٢

ودر حبيب السير است كه دو پسر صغير مسلم بن عقيل محمد وابراهيم كه در كوفه بخانه قاضی شريح مختفی بودند بعد از واقعه مسلم ايشان نيز بدست بعضی از نوكران ابن زياد موسوم بحارث بن عروه قتل شدند ٣

ودر روضة الاحباب است كه چون مكتوب مسلم بن عقيل بحسين بن علی رضی الله عنهما رسيد آهنگ رفتن عراق نموده.

تہیہ سامان سفر مین مصروف ہوئے اور اسد الغابہ و تاریخ خمیس[1] مین ہے کہ جب امام حسین
نے سفر عراق کا قصد کیا تو اکثر اشخاص مانع ہوئے۔ امام حسین نے فرمایا کہ مین نے رسول اللہ
کو خواب مین دیکھا اور آنحضرت نے مجھے ایک ایسے امر کا حکم دیا جسکی تعمیل مجھپر واجب ہے۔
اور تاریخ ابن جریر طبری[2] مین ہے کہ امام حسین نے فرمایا کہ مین نے رسول اللہ کو خواب
مین دیکھا اور آنحضرت نے ایک امر کے لیے مجھے مامور کیا جسکی تعمیل میرے لیے اولیٰ
ہے اور مین اوسکو انجام دینے والا ہون۔ یحییٰ بن سعید اور عبداللہ بن جعفر نے پوچھا کہ
وہ کیا امر ہے جس کی بجا آوری کا آپ کو حکم دیا گیا ہی امام حسین نے کہا کہ اوس امر کا
ذکر نہ مین نے کسی سے کیا ہے نہ زندگی بھر کرونگا۔ نیز کتب موصوفہ مین ہے کہ امام حسین
نے عبداللہ بن زبیر سے فرمایا کہ واللہ اگر مین ایک بالشت مکے سے باہر قتل کیا جاؤن
تو مجھے یہ امر بنسبت اس بات کے گوارا ہے کہ بقدر یک بالشت مکے کے اندر قتل کیا
جاؤن۔ بخدا اگر مین کسی جانور کے سوراخ مین چھپون تب بھی لوگ مجھے اوس سے
نکالکر قتل کرینگے اور واللہ مجھپر ویسی ہی ظالمانہ تعدی کرینگے جیسی یہود نے سبت مین
کی تھی اور تاریخ کامل[3] مین ہے کہ عبداللہ بن عباس نے حضرت امام حسین سے کہا
کہ تم نے حجاز سے عزم روانگی کر کے عبداللہ بن زبیر کی آنکھون کو ٹھنڈا کیا یہ کہکر
امام حسین کے پاس سے چلے گئے۔ اتفاقاً راہ مین عبداللہ بن زبیر ملے۔ ابن عباس

بتہیۂ اسباب سفر مشغول شدہ۔

[1] وفی الاسد الغابہ لابن الاثیر و تاریخ الخمیس قال لفظہ جماعۃ فقال رأیت رسول اللہ صلعم فی المنام و امرنی بامر فانا فاعل ما امرنی

[2] وفی تاریخ ابن جریر الطبری والکامل لابن الاثیر قال الحسین یحیی بن سعید وعبد اللہ بن جعفر انی رأیت رؤیا فیها رسول اللہ صلعم و امرنی فیها بامر انا ماض لہ علیّ کان اولی فقالا لہ فما تلک الرؤیا قال ما حدثت احدا بها وما انا محدث بها حتی القی ربی وفیها ایضا ثم قال الحسین لابن الزبیر واللہ لان اقتل خارجا منها بشبر احب الی من ان اقتل داخلا منها بشبر وایم اللہ لو کنت فی جحر هامة من هذہ الهوام لاستخرجونی حتی یقضوا فیّ حاجتهم واللہ لیعتدن علیّ کما اعتدت الیهود فی السبت

[3] وفی الکامل فقال لہ ابن عباس لقد اقررت عین ابن الزبیر بتخلیتک ایاہ والحجاز الی ان قال ثم خرج ابن عباس من عندہ فمر بابن الزبیر

فقال قرت عینک یا ابن الزبیر * * هذا الحسین یخرج الی العراق ویخلیک والحجاز - ۱له

ودر روضة الاحباب است که بعد ازان امام حسین به الی خود را جمع کرده هریک را وانخور حال او عطا داد وزجهت اطفال وعورات خویش محملها راست کرده ودر روز سیوم ذی الحجه که در روز قتل مسلم بن عقیل بود از مکه بیرون آمد وبعضی گفته اند که در روز سه شنبه هشتم ذی الحجه بیرون شد ۲له

نے اون سے کہا کہ اے ابن زبیر اب تو تمہاری آنکھین ٹھنڈی ہوئین دیکھو یہ حسین عراق کی طرف روانہ ہوتے ہین اور اب حجاز مین تم ہی تم ہو اور روضة الاحباب[۱] مین ہے کہ پھر امام حسین نے قصد سفر کیا اور اپنے موالی کو جمع کر کے اون مین سے ہر ایک کو اوسکی ضرورت کے موافق مال و زر دیا اور اپنے عورات و اطفال کے لیے محملین تیار کرائین بعدہ تیسری ذی الحجہ کو کہ اُسی دن کوفے مین مُسلم بن عقیل شہید ہوئے تھے مکّے سے باہر نکلے اور بعض مورخین کا قول ہے کہ آٹھوین ذی الحجہ روز سہ شنبہ کو روانہ ہوئے ابن[۲] جریر طبری نے اپنی تاریخ مین فرزدق سے روایت کی ہے کہ مین ۶۰ھ مین بزمانہ حج اپنی مان کے ساتھ مکّے مین داخل ہوا تو امام حسین مع مسلح رفقا کے مکّے سے باہر نکل رہے تھے مین نے دریافت کیا کہ یہ قافلہ کس کا ہے۔ لوگون نے کہا حسین بن علی کا۔ مین نے اون کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے ابن رسول اللہ میرے مان باپ آپ پر فدا ہون کس چیز نے آپ کو عجلت دلائی جو حج سے پہلے چلے جا رہے ہین۔ امام حسین نے فرمایا کہ اے فرزدق اگر مین جانے مین عجلت نکرون تو دشمن مجھے گرفتار کر کے لے جاینگے اور تاریخ کامل[۳] مین ہے کہ جب امام حسین مقام حاجر مین پہونچے تو قیس بن مسہر صیداوی کو اہل کوفہ کے پاس اس غرض سے روانہ کیا کہ اون کو آپ کے آنے سے مطلع کرین اور کہین کہ وہ لوگ اپنے ارادے پر ثابت قدم

وروی ابن جریر فی تاریخه عن فرزدق قال حججت بامی فانا اسوق بعیرها حین دخلت الحرم فی ایام الحج وذالک فی سنة ستین اذ لقیت الحسین بن علی خارجا من مکة مع اسیافه وتراسه فقلت لمن هذا القطار فقیل للحسین بن علی فاتیته فقلت بابی وامی یا ابن رسول الله ما اعجلک عن الحج فقال لو لم اعجل لاخذت ۳له

وفی الکامل لما بلغ الحسین الحاجر کتب الی اهل الکوفة مع قیس بن مسهر الصیداوی یعرفهم قدومه ویامرهم بالجد فی امرهم

حُر بن یزید ریاحی ملاقی ہوا جسکے ساتھ ایک ہزار مسلح سوار ابن زیاد کے تھے اور
تاریخ ابوالفدا[٥] میں ہے کہ حُر دو ہزار سواروں کے ساتھ پہونچکر امام حسین کے مقابل
خیمہ زن ہوا۔ امام حسین نے حُر سے کہا کہ میں تم لوگوں کی درخواست پر یہاں
آیا ہوں اگر تم واپس جاؤ تو میں بھی یہاں سے لوٹ جاؤں۔ حُر نے کہا کہ مجھے ابن زیاد
نے حکم دیا ہے کہ آپ کو نہ چھوڑوں اور کوفہ میں اُسکے پاس لے چلوں۔ امام حسین نے
کہا کہ ابن زیاد کے پاس چلنے سے موت آسان تر ہے۔

تاریخ کامل[٦] ابن اثیر میں ہے کہ پھر امام حسین آگے بڑھے اور جب قصر بنی مقاتل کے
برابر پہونچے تو آپ نے دیکھا کہ ایک خیمہ نصب ہے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ عبید اللہ
بن حر جعفی کا خیمہ ہے۔ امام حسین نے ایک شخص کو عبید اللہ کے بلانے کو بھیجا۔ عبید اللہ نے
کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون واللہ میں نے اسی کراہت سے کوفہ چھوڑا کہ ایسا
نہو حسین میری موجودگی میں وہاں پہونچیں۔ بخدا میں نہیں چاہتا کہ حسین کو دیکھوں
اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے دیکھیں۔ پس جس شخص کو امام حسین نے عبید اللہ کے
پاس بھیجا تھا اوس نے آکر جو کچھ عبید اللہ نے کہا تھا بیان کیا۔ امام حسین خود
عبید اللہ کے پاس چلے گئے اور بعد رسم سلام عبید اللہ سے اپنی نصرت چاہی۔
عبید اللہ نے وہی جواب دیا جو فرستادہ امام حسین کو دیا تھا۔ امام حسین نے فرمایا کہ

فلقيه الحر بن يزيد الرياحي ومعه الف فارس من اصحاب ابن زياد شاكي السلاح

[٥] وقال ابو الفداء ا وصل اليه الحر بالفي فارس حتى وقفوا مقابل الحسين فقال له الحسين ما اتيت الا بكتبكم فان رجعتم رجعت من هنا فقال له الحر انا امرنا ان لا نفارقك حتى نوصلك الكوفة بين يدي ابن زياد فقال الحسين الموت اهون من ذلك

[٦] قال ابن الاثير في الكامل ثم سار الحسين حتى بلغ قصر بني مقاتل فرأى فسطاطا مضروبا فقال لمن هذا فقيل لعبيد الله ابن الحر الجعفي فقال ادعوه لي فلما اتاه الرسول بدعوته قال انا لله وانا اليه راجعون والله ما خرجت من الكوفة الا كراهة ان يدخلها الحسين وانا بها والله ما اريد ان اراه ولا يراني فعاد الرسول الى الحسين فاخبره فلبس الحسين نعليه ثم جاء فسلم عليه ودعاه الى نصرة فاعاد عليه ابن الحر تلك المقالة فقال

فان لا تنصرنی فاتق الله ان تکون ممن یقاتلنا فوالله لا یسمع واعیتنا احد ثم لا ینصرنا الا هلک فقال له اما هذا فلا یکون ابدا ان شاء الله تعالی ثم قام الحسین فخرج الی رحله ثم سار لیلا ساعة فخفق برأسه خفقة ثم انتبه وهو یقول انا لله وانا الیه راجعون والحمد لله رب العالمین علی فاقبل الیه ابنه علی بن الحسین فقال یا ابت جعلت فداک مم حمدت و استرجعت فقال یا بنی انی خفقت خفقة وعن لی فارس علی فرس فقال القوم یسیرون والمنایا تسیر الیهم فعلمت ان انفسنا نعیت الینا فقال یا ابت لا اراک الله سوءا السنا علی الحق قال بلی والذی الیه مرجع العباد قال فاذا لا نبالی ان نموت محقین فقال له جزاک الله خیرا

اچھا اگر تم میری نصرت نہین کرتے تو میرے مخالفین کا بھی ساتھ ندو اور مجھ سے قتال کرو کیونکہ واللہ جو شخص میرا استغاثہ سنکر میری مدد نہ کریگا وہ ہلاکت مین پڑیگا یعنی جہنمی ہوگا عبیداللہ نے کہا مین انشاء اللہ تعالے ہرگز آپ کے مخالفین کا ساتھ ندونگا اور آپ سے قتال نہ کرونگا۔ اِس کے بعد امام حسین وہان سے واپس آئے اور شب کو پھر روانہ ہوئے تھوڑی دور گئے تھے کہ آپ کو نیند کی ایک جھپک آگئی اور جب جاگے تو آپ نے فرمایا کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ حضرت علی بن حسین (یعنی علی اکبر) نے سامنے آکر عرض کیا کہ اے پدر بزرگوار فدایت شوم آپ نے اسوقت کس وجہ سے کلمہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ارشاد فرمایا۔ امام حسین نے کہا کہ اے فرزند مجھے ابھی نیند آگئی تھی۔ مین نے خواب مین ایک اسپ سوار کو دیکھا جو یہ کہہ رہا تھا کہ لوگ چلے جارہے ہین اور موت اون کی طرف چلی آرہی ہے۔ اس سے مجھے معلوم ہوا کہ ہم کو ہماری خبر مرگ پہونچائی گئی ہے۔ حضرت علی اکبر نے عرض کیا کہ خدا آپ کو امر ناگوار سے محفوظ رکھے۔ کیا ہم حق پر نہین ہین؟ امام حسین نے فرمایا کہ قسم ہے اوس خدا کی جسکی طرف بندون کی بازگشت ہے ہم ضرور حق پر ہین۔ حضرت علی اکبر نے کہا کہ اگر ہم حق پر ہین تو محق ہوکر موت سے کیون ڈرین۔ امام حسین نے فرمایا کہ جزاک اللہ اے فرزند۔

تاریخ ابو الفدا[1] میں ہے کہ پھر امام حسین حُر کے ساتھ آگے بڑھے تو اثنائے راہ میں حُر کے نام عبید اللہ بن زیاد کا خط بایں مضمون پہونچا کہ حسین اور اون کے رفقا کو ایسی جگہ ٹھراؤ جہاں پانی نہو۔ چنانچہ حر نے ابن زیاد کی تحریر کے موافق امام حسین کو مقام کربلا مین اُتارا اور یہ واقعہ دوسری محرم سنہ ۶۱ھ روز پنجشنبہ کا ہے۔

صاحب حبیب السیر[2] لکھتے ہین کہ جب امام حسین صحرائے کربلا مین پہونچے تو اون کا گھوڑا چلنے سے رُکا آپ نے پوچھا کہ اِس مقام کا کیا نام ہے؟ ایک شخص نے کہا کہ ماریہ آپ نے فرمایا کہ کیا اِس مقام کا نام کچھ اور بھی ہے؟ لوگون نے کہا کہ ہان کربلا بھی کہتے ہین۔ امام حسین نے فرمایا کہ یہ جگہ کرب وبلا کی ہے اور یہ مقام ہمارے خون بہنے کا ہے پھر آپنے وہان اُتر کر خیمہ نصب کرائے اور سر الشہادتین[2] مین ہے کہ جب امام حسین زمین کربلا مین وارد ہوئے تو پوچھا کہ اِس مقام کا کیا نام ہے۔ لوگون نے کہا کربلا۔ آپنے فرمایا کہ یہ کرب وبلا کا مقام ہے۔ اور حیوۃ الحیوان[3] دمیری مین ہے کہ امام حسین نے مقام کا نام پوچھا تو لوگون نے کہا کربلا آپ نے فرمایا کہ یہ کرب وبلا کی جگہ ہے۔ میرے پدر بزرگوار صفین جاتے وقت اِسی طرف سے گزرے تھے اور مین بھی اون کے ساتھ تھا یہان ٹھہر کر اونھون نے اِس مقام کا نام دریافت کیا تو لوگون نے کہا کہ اِس زمین کو کربلا کہتے ہین۔ یہ سُنکر میرے پدر عالی قدر نے فرمایا کہ یہ اون کے اسباب اور کجاوے

[1] قال ابو الفدا ولما سار الحسین مع الحر ورد کتاب من عبید اللہ بن زیاد الی الحر یامره ان ینزل الحسین ومن معه علی غیر ماء فانزلهم فی الموضع المعروف بکربلا وذلک یوم الخمیس ثانی المحرم سنة احدی وستین

[2] در حبیب السیر است که چون آن شهسوار فضائل امامت بکربلا رسید اسب آنحضرت از رفتار باز ایستاد امام حسین رضی اللہ عنه پرسید که این زمین را چه نام است ... گفتند کربلا نیز می گویند امام حسین رضی اللہ عنه گفت این زمین کرب و بلاست و اینجا مکان ریختن خونهای ماست و همه آنجا فرود آمده فرمود تا خیمه ها را افراشتند

[3] وفی سر الشهادتین قال ولما نزل سأل عن اسمها فقیل هذا موضع کربلا فقال موضع کرب وبلاء وفی حیوة الحیوان الکبری للدمیری ان الحسین رضی اللہ عنه لما وصل الی کربلا سأل عن اسم المکان فقیل له کربلا فقال ذات کرب وبلاء لقد مر ابی بهذا المکان عند مسیره الی صفین وانا معه فوقف وسأل عنه فاخبروه باسمه فقال ههنا محط رحالهم

رکھنے کی جگہ ہے اور یہ اون کے خون بہنے کا مقام ہے لوگون نے اِس ارشاد کا مطلب دریافت کیا تو اوُنھون نے فرمایا کہ یہان ایک جماعت آل محمؐد کی وارد ہوگی اور روضۃ الشہدا میں ہے کہ جب امام حسین نے زمین کربلا مین قدم رکھا تو وہان کی خاک کا رنگ زرد ہو گیا اور اوس سے ایک ایسا غبار اوٹھا کہ امام حسین کے گیسو گرد آلود ہو گئے۔ یہ حال مشاہدہ کر کے حضرت اُم کلثوم نے عرض کیا کہ اے بھائی مین یہان کی حالت عجیب دیکھ رہی ہون اور اِس دشت کو دیکھکر میرے دل پر ہول عظیم طاری ہو گیا ہے اور تاریخ کامل مین ہے کہ جب امام حسین نے دشت کربلا مین قیام فرمایا تو زہیر ابن قین نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ قسم ہے خدا کی دشمنون کا جو برتاؤ آپ اس وقت ملاحظہ فرما رہے ہین آیندہ اس سے زیادہ شدید ہوگا اور اِن موجودہ مخالفین سے قتال کرنا بہ نسبت اون لوگون سے قتال کرنے کے آسان ہے جو اِن کے بعد آئینگے کیونکہ اپنی جان کی قسم جو فوج کثیر اب آئیگی اوسکے مقابلے سے ہم عاجز ہونگے۔ امام حسین نے جواب دیا کہ ہان یہ سچ ہے مگر مین لڑائی مین اپنی جانب سے ابتدا نکرونگا۔

مورخ ابن جریر طبری اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ دوسرے دن عمر بن سعد بن ابی وقاص کوفے سے مع چار ہزار فوج کے وہان داخل ہوا اور تاریخ کامل مین ہے کہ عمر بن سعد کربلا پہونچکر خیام امام حسین کے مقابل خیمہ زن ہوا۔ بعد ازان امام حسین سے دریافت کرایا

وہنا مہراق دمائہم فسئل عن ذلک فقال نفر من آل محمد ینزلون ہہنا ۱۲ م

در روضۃ الشہدا است چون قدم حسین بخاک کربلا رسید خاک از رنگ زرد شد و از و غبارے برخاست کہ بر گیسوئے امام نشست ام کلثوم گفت اے برادر عجب حالے مشاہدہ میکنم و از بن بادیہ ہولے عظیم بدل من در آمد ۱۲ م

و فی الکامل قال زہیر بن القین للحسین انہ لا یکون واللہ بعد ما ترون الا ما ہو اشد منہ یا ابن رسول اللہ و ان قتال ہؤلاء الساعۃ اہون علینا من قتال من یاتینا من بعدہم فلعمری لیاتینا من بعدہم ما لا قبل لنا بہ فقال الحسین ما کنت لابدأہم بالقتال ۱۲ م

قال ابن جریر فی تاریخہ فلما کان الغد قدم علیہم عمر بن سعد بن ابی وقاص من الکوفۃ فی اربعۃ آلاف ... و فی الکامل فلما نزل بالحسین فلما نزل بہ بعث الیہ رسولا یسئلہ

کہ آپ کس غرض سے یہان آئے ہین - امام حسین نے جواب مین کہلا بھیجا کہ اہل کوفہ نے
مجھے خطوط لکھ کر بلایا ہے لیکن اگر اب وہ میرے آنے کو پسند نہ کرتے ہون تو مین واپس جاؤن -
اور روضۃ الاحباب[1] مین ہے کہ عمر بن سعد نے امام حسین کا ارشاد ابن زیاد کو لکھ بھیجا -
اوسنے جواب مین لکھا کہ حسین سے بیعت یزید کی درخواست کر اگر وہ منظور کر لین تو مجھے
اطلاع دے اور میرے حکم کا منتظر رہ اور تاریخ کامل[2] مین ہے کہ ابن زیاد نے
عمر بن سعد کو لکھا کہ حسین سے بیعت یزید کی درخواست کر نیز حسین اور اون کے ہمراہیون
پر پانی بند کر دے چنانچہ عمر بن سعد نے عمرو بن الحجاج کو مع پانچسو سوارون کے گھاٹ
پر اس غرض سے مقرر کیا کہ وہ لوگ قافلہ امام حسین اور دریا کے بیچ مین حائل ہو کر
امام حسین اور اون کے ساتھ والون کو پانی لے جانے سے روکین اور یہ واقعہ امام حسین
کی شہادت سے تین دن پہلے کا ہے - تاریخ ابن جریر طبری[3] سے ملخصاً منقول ہے کہ
ابن زیاد نے عمر بن سعد کو اس مضمون کی تحریر بھیجی کہ جماعت حسین اور پانی کے بیچ مین
سد راہ ہو جاؤ تاکہ حسین اور اون کے ساتھی پانی کا ایک قطرہ چکھنے کو بھی نہ پائین
جیسا کہ تقی زکی مظلوم امیر المومنین عثمان بن عفان کے ساتھ برتاؤ کیا گیا تھا مورخ ابن جریر
لکھتا ہے کہ پھر عبداللہ بن ابی حصین ازدی نے پکار کر کہا کہ "اے حسین کیا تم اس دریا
کو نہین دیکھتے جو کبد آسمان کی طرح نظر آرہا ہے (مگر یہ سمجھ لو) واللہ اس کا ایک قطرہ

ما الذی جاء به فقال الحسین کتب الی اهل مصرکم هذا ان اقدم علیه فاما اذ کرهتمونی فانی انصرف عنهم ۱۲

[1] و در روضۃ الاحباب است کہ ابن سعد کوتابی با ابن زیاد نوشته از فحوای امام حسین اوراہ آگاهی داد عبید الله بن زیاد در جواب او نوشت کہ بیعت یزید را بر امام حسین عرض کن اگر قبول نماید مرا اعلام نمائے و منتظر حکم من باش ۱۲

[2] وفی الکامل قال کتب الی عمر یامره ان یعرض علی الحسین بیعة یزید ×× وان یمنع ومن معه الماء فارسل عمر بن سعد عمرو بن الحجاج علی خمس مائة فارس فنزلوا علی الشریعة وحالوا بین الحسین وبین الماء وذالک قبل قتل الحسین بثلاثة ایام

[3] وفی تاریخ ابن جریر ملخصاً کتب ابن زیاد الی عمر بن سعد اما بعد فحل بین الحسین واصحابه وبین الماء ولا یذوقوا منه قطرة کما صنع بالتقی الزکی المظلوم امیر المومنین عثمان بن عفان الی ان قال ونادی عبد الله ابن ابی الحصین الازدی یا حسین اما تنظر الی الماء کانه کبد السماء والله لا تذوق منه قطرة

حتی تموت عطشا فقال الحسین اللهم اقتله عطشا ولا تغفر له ابدا قال فمرض فما بعد وکان لیشرب الماء القلة ثم یقئ ثم یشرب فما یروی فما زال کذالک حتی مات ۔ ۱ م

پانی نہ پاؤ گے چاہے پیاس کی شدت سے مرجاؤ ۔" یہ سنکر امام حسین نے فرمایا کہ خدایا
اس شخص کو پیاسا ہلاک کر اور اسکی مغفرت کبھی نہ فرما ۔ چنانچہ کچھ دنون کے بعد جب
وہ بیمار ہوا تو گھڑون پانی پیتا چلا جاتا تھا مگر پیاس نہ بجھتی تھی اور جو پانی پیتا تھا
وہ قے کردیتا تھا آخر اسی حال مین مرگیا ۔

روضۃ الاحباب[۱] مین ہے کہ ابن زیاد نے عمر سعد کے پاس شمر کے ذریعہ سے
ایک خط باین مضمون روانہ کیا کہ " مین نے تجھے اسلیے نہین بھیجا کہ حسین کے ساتھ
رعایت اور صلح سے پیش آئے بلکہ اس لیے بھیجا ہے کہ اگر حسین میرا حکم مان لین تو
اونکو میرے پاس بھیجدے ورنہ اون سب کو قتل کر اگر تو میرے اس حکم کی تعمیل کرے تو میرے مراحم و عواطف
کے ساتھ اختصاص پائیگا اور اگر حسین سے لڑنیکو مکروہ سمجھے تو منصب امارت شمر بن ذی الجوشن کو سپرد کردے
جب شمر نے ابن زیاد کا نامہ ابن سعد کو پہونچایا تو اوسنے کہا کہ بخدا مجھے گمان
ہوتا ہے کہ یہ خط تو ہی نے لکھوایا ہے اور تاریخ کامل[۲] مین ہے کہ شمر نے کربلا پہونچ کر
حضرت عباس بن علی اور اون کے بھائیون کو بلا بھیجا اور کہا کہ اے بھانجو مین
تم کو امان دیتا ہون ۔ حضرت عباس وغیرہ نے فرمایا کہ خدا تجھپر اور تیری امان
پر لعنت کرے ۔ اے بے حیا تو ہم کو امان دیتا ہے اور فرزند رسول کے لیے امان نہین ہے
حبیب السیر[۳] اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ عمر بن سعد نوین محرم کو اپنا کل لشکر

در روضۃ الاحباب است که ابن زیاد بعمر بن سعد نوشت مضمون که من ترا بجهت آن نفرستاده ام که با حسین مدارا و مواسا کنی اگر سر بحکم من رضا دهد او را بکوئی وپس و + + والا همه را بکش + + و اگر به فرمان من عمل کنی بلطف و مراحم و اختصاص یابی و اگر ابا و امتناع نموده محاربه حسین را مکروه شماری منصب امارت را بشمر ابن ذی الجوشن گذار و چون شمر مکتوب ابن زیاد رسانید عمر گفت بخدا سوگند ظن من آنست که تو درین امر کوشیده ۲ م

وقال ابن الاثیر فی الکامل وجاء شمر فدعا العباس بن علی واخوته فخرجوا الیه فقال انتم یا بنی اختی آمنون فقالوا له لعنک الله ولعن امانک + + اتؤمننا وابن رسول الله لا امان له ۳ م

و در حبیب السیر و روضۃ الاحباب است که عمر سعد در عاشره روز نهم بود بر نمایی لشکر

لے کر امام حسین سے قتال کرنے کے لیے سوار ہوا۔ امام حسین اوس وقت سر بزانو بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کی آنکھ لگ گئی تھی اور مورخ ابن اثیر[۵۱] تاریخ کامل مین لکھتا ہے کہ جس وقت عمر بن سعد بغرض قتال مع اپنے لشکر کے سوار ہوا اوس وقت امام حسین اپنے خیمے کے آگے سر بزانو بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کی آنکھ جھپک گئی تھی۔ حضرت زینب نے لشکر مخالف کی آوازین سُنکر امام حسین کو جگا دیا۔ آپ نے سر اوٹھا کر فرمایا کہ اے بہن اِسوقت رسول اللہ نے مجھ سے خواب مین فرمایا کہ تو ہمارے پاس آرہا ہے۔ یہ سُنتے ہی حضرت زینب نے اپنا مُنہ پیٹ لیا اور کہا کہ ہائے یہ کیا مصیبت ہے۔ امام حسین نے فرمایا کہ اے بہن کچھ مصیبت نہین ہے چپ رہو خدا تمپر رحم کرے۔

تاریخ طبری[۵۲] مین ہے کہ پھر حضرت عباس بن علی نے امام حسین سے عرض کیا کہ اے بھائی! دشمن آپہونچے۔ امام حسین نے فرمایا کہ مین سوار ہوتا ہون۔ یہ کہکر اوٹھے حضرت عباس نے کہا کہ آپ زحمت نہ کرین مین جاتا ہون۔ امام حسین نے کہا کہ اچھا سوار ہو اور مخالفین کے پاس جاکر دریافت کرو کہ تم کیون آئے ہو۔ حضرت عبّاس مع بیس سوارون کے جن مین زہیر بن قین اور حبیب بن مظاہر بھی تھے گروہ اعدا کی طرف گئے اور اون سے پوچھا کہ تمہارا کیا مقصود اور ارادہ ہے

اونھون نے کہا کہ عبید اللہ بن زیاد نے لکھا ہے کہ یا تم اوس کا حکم مانو اور بیعت کر لو یا ہم تم سے لڑینگے۔ حضرت عباس نے کہا کہ جلدی نہ کرو مین امام حسین کی خدمت مین جا کر تمہارا مقصود عرض کرتا ہون۔ وہ لوگ رُک گئے اور حضرت عباس نے واپس آ کر جو گفتگو لشکر مخالف سے ہوئی تھی امام حسین کی خدمت مین عرض کی۔ اور تاریخ کامل[۱] مین ہے کہ جب حضرت عباس نے امام حسین کو مخالفین کا پیام پہونچایا تو آپ نے فرمایا کہ اگر ممکن ہو تو پھر جا کر اون لوگون سے کل صبح تک کی مہلت مانگو تا کہ ہم آج کی شب عبادت الٰہی اور دعا و استغفار مین بسر کرین۔ حضرت عباس نے مکرر لشکر اعدا کی طرف جا کر اون سے کہا کہ اِس وقت تم لوٹ جاؤ اور شب بھر کی ہم کو مہلت دو کل صبح انشاء اللہ تعالےٰ غور کرنے کے بعد جو امر ہمکو منظور ہوگا اوسے ظاہر کرین گے۔ یہ سُنکر عمر بن سعد نے شمر سے پوچھا کہ تیری کیا رائے ہے؟ اوسنے کہا کہ تو امیر ہے جو مناسب سمجھ وہ کر۔ عمر بن سعد نے اور لوگون کی طرف مخاطب ہو کر اون کی رائے دریافت کی۔ عمرو بن الحجاج نے کہا کہ بخدا اگر کفار دیلم بھی یہ درخواست کرین جو امام حسین نے کی ہے تو تم کو لازم ہے کہ قبول کرو نیز حبیب السیر[۲] مین ہے کہ جب عمر بن سعد نے اپنے رفقا سے مشورہ لیا تو عمرو بن الحجاج نے کہا کہ اگر کفار دیلم بھی اِس قسم کی درخواست کرین تو منظور کرنا چاہیے نہ یہ کہ اہلبیت رسالت

[۱] قالوا جاء امر الامیر بان نعرض علیکم ان تنزلوا علی حکمه او ننازلکم قال فلا تعجلوا حتی ارجع الی ابی عبد الله فاعرض علیه ما ذکرتم فوقفوا وانصرف العباس راجعا یرکض الی الحسین یخبره بالخبر ... فلما اخبره العباس بقول القوم قال الحسین ارجع الیهم فان استطعت ان تؤخرهم الی غدوة لعلنا نصلی لربنا هذه اللیلة وندعوه ونستغفره فرجع الیهم العباس وقال لهم انصرفوا عنا العشیة حتی ننظر فی هذا الامر فاذا اصبحنا التقینا ان شاء الله فاما رضینا واما رددناه فقال عمر بن سعد ما ترى یا شمر قال انت الامیر فاقبل علی الناس فقال ما ترون فقال له عمرو بن الحجاج الزبیدی سبحان الله والله لو کان من الدیلم ثم سالکم هذه المسئلة لکان ینبغی ان تجیبوهم

[۲] حبیب السیر ... اہلبیت حضرت رسالت ... کیفیت کار ... جماعت ... اجازت ... دیلم از ... الناس ... الزبیدی گفت اگر کفار ... عمرو بن حجاج ... شفاعت ... ابن ... اصحاب ... عمر بن سعد

ایک شب کی مہلت چاہین اور ہم منظور نہ کریں۔ یہ سُنکر عمر بن سعد مع اپنے لشکر کے واپس گیا اور لڑائی کو اوس نے دوسرے دن پر موقوف رکھا۔

ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ مین حضرت علی بن الحسین (زین العابدین) سے روایت کی ہے کہ جب عمر بن سعد قریب شام واپس گیا تو امام حسین نے اپنے اصحاب اور اعزا کو جمع کیا۔ مین بھی بحالت بیماری کسی نہ کسی طرح اون کے قریب پہونچا۔ امام حسین نے سب کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ مین خدا کی مدح وثنا بجالاتا ہون جو بہترین ستائش ہے اور ہر حال مین اوسکا شکر کرتا ہون خواہ راحت ہو یا تکلیف اے میرے معبود تیرا شکر ہے کہ تو نے ہم کو نبوت کے ساتھ بزرگی دی۔ علم قرآن عطا کیا۔ مسائل دین کے سمجھنے کی قوت بخشی ہمارے لیے گوش شنوا چشم بینا اور قلب مطمئن کی دولت کرامت فرمائی اور ہمکو شرک سے محفوظ رکھا۔ اب بعد حمد وثنا کے واضح ہو کہ مین اپنے رفقا اور اعزا سے زیادہ وفادار اور پرہیزگار کسی دوسرے کے رفقا اور اعزا کو نہین پاتا پس (اے میرے رفقا و اعزا) خدا تم کو میری جانب سے جزائے خیر عطا فرمائے ۔ آگاہ ہو کہ مین تم سب کو اجازت دیتا ہون کہ یہان سے چلے جاؤ۔ مین تم کو بری الذمہ کرتا ہون۔ رات کی تاریکی تمھارے لیے پردہ ہے تمام شب بہ ہروی اختیار کرو بعد ازان اپنے جوار اور شہرون مین

لاجرم عمر باز گشت سوئ لشکر گاہ و روز دیگر را بجنگ قرار داد و روی ابن جریر الطبری عن علی بن الحسین قال جمع الحسین اصحابہ بعد ما رجع عمر بن سعد و ذلک عند قرب المساء فدنوت منہ لاسمع وانا مریض فسمعت ابی وھو یقول لاصحابہ اثنی علی اللہ تبارک وتعالی احسن الثناء و احمدہ علی السراء والضراء اللھم انی احمدک علی ان اکرمتنا بالنبوۃ و علمتنا القرآن و فقھتنا فی الدین وجعلت لنا اسماعا وابصارا و افئدۃ ولم تجعلنا من المشرکین اما بعد فانی لا اعلم اصحابا اوفی ولا اخیر من اصحابی ولا اھل بیت ابر ولا اوصل من اھل بیتی فجزاکم اللہ عنی جمیعا خیرا الا وانی قد اذنت لکم جمیعا فانطلقوا الیس علیکم منی ذمام ھذا اللیل قد غشیکم فاتخذوہ جملا والی ان قال) ثم تفرقوا فی سوادکم ومدائنکم

حتی تفرج اللہ فان القوم انما یطلبونی ولو قد اصابونی لھوا عن طلب غیری فقال لہ اخوتہ وابناؤہ و بنواخیہ وابنا عبداللہ بن جعفر لم نفعل ذلک لنبقی بعدک لا ارانا اللہ ذلک ابدا بداھم بھذا القول العباس بن علی ثم تکلموا بھذا ونحوہ فقال الحسین یا بنی عقیل حسبکم من القتل بمسلم اذھبوا قد اذنت لکم قالوا فما یقول الناس یقولون انا ترکنا شیخنا وسیدنا وبنی عمومتنا خیر الاعمام ولم نرم معھم بسھم ولم نطعن معھم برمح ولم نضاربھم بسیف لا واللہ لا نفعل ولکن نفدیک انفسنا واموالنا واھلونا ونقاتل معک حتی نرد موردک فقبح اللہ العیش بعدک

متفرق ہو جاؤ تاکہ اس تکلیف سے تمہاری مخلصی ہو۔ دشمنون کا مطلب صرف مجھی سے ہے جب مجھکو پاجائینگے تو پھر اور کسی کو تلاش نہ کرینگے۔ امام حسین کی یہ تقریر سُنکر آپ کے بھائی۔ بیٹے۔ بھتیجے اور عبداللہ بن جعفر کے دونون لڑکے کہنے لگے کہ ہم کیون ایسا کرین؟ کیا اسلیے کہ آپ کے بعد زندہ رہین۔ خدا ہم کو وہ وقت نہ دکھائے۔ راوی کہتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت عباس نے یہ تقریر کی اون کے بعد دوسرے اعزّا نے بھی مثل اسی کے عرض کیا۔ پھر امام حسین نے اولاد عقیل کی جانب مخاطب ہو کر فرمایا کہ مسلم کی جان نثاری تمہارے لیے کافی ہے اور مین تم کو اجازت دیتا ہون کہ یہان سے چلے جاؤ اونھون نے کہا کہ اگر ہم ایسا کرین تو لوگ کیا کہین گے۔ یہی کہین گے کہ یہ لوگ اپنے بزرگ اور آقا اور بہترین بنی عم کو چھوڑ کر چلے آئے نہ اون کے ساتھ ایک تیر چلایا نہ ایک نیزہ مارا اور نہ ایک ہاتھ تلوار کا لگایا۔ خدا کی قسم ہم سے یہ نہ ہوگا کہ آپ کو چھوڑ کر چلے جائین بلکہ آپ کی رفاقت مین دشمنون سے قتال کر کے اپنی جان اور مال اور اہل کو آپ پر فدا کرینگے اور مرتے دم تک آپ کا ساتھ نہ چھوڑینگے کیونکہ آپ کے بعد ہماری زندگانی بدتر از مرگ ناگہانی ہے۔ اور تاریخ کامل[۱] مین ہے کہ جب بنی عقیل یہ کہہ چکے تو مسلم بن عوسجہ نے عرض کیا کہ مین ہرگز آپ کی مفارقت گوارا نہ کرونگا بلکہ جب تک دم مین دم ہے آپکے دشمنون کے سینۂ پرکینہ کو اپنے نیزے سے زخمی کرونگا

[۱] وفی الکامل قال مسلم بن عوسجۃ فاذا فرغ حتی اکسر فی صدورھم رمحی۔

اور اون پر اپنی تلوار کی ضرب لگاؤنگا اور اگر میرے ہاتھ مین کوئی ہتیار بھی نہوگا تو
دشمنون کو تپھرون سے مار کر آپ کے پاس سے ہٹاتا رہونگا اور تاریخ ابن جریر طبری
مین ہے کہ پھر سعد بن عبداللہ حنفی نے عرض کیا کہ واللہ ہم آپ سے جُدا نہون گے
جب تک کہ خداے علیم پر اس بات کو ظاہر نہ کر دین کہ ہم نے رسول اللہ کے بعد
آپ کی حفاظت کے لیے کیا سعی کی۔ خدا کی قسم اگر مین یہ جان لون کہ آپ کی
رفاقت مین قتل ہونے کے بعد پھر زندہ کیا جاؤنگا اور زندہ ہونے کے بعد جلا کر
خاک کر دیا جاؤنگا اور اِسی طرح ستّر بار میرے ساتھ کیا جائیگا تب بھی مین آپکا
ساتھ نہ چھوڑونگا حتیٰ کہ آپ کی حمایت کرتے ہوئے اپنی موت سے ملاقی ہون اور
جب یہ جانتا ہون کہ ایک ہی بار مرنا ہے اور اِس طرح کا مرنا موجب کرامت ابدی
ہے تو پھر کیون اپنے قصد سے باز رہون۔ سعد بن عبداللہ کے بعد زہیر بن قین نے
عرض کیا کہ واللہ مین اِس بات کو دوست رکھتا ہون کہ قتل کیا جاؤن پھر زندہ
ہون اور پھر قتل کیا جاؤن حتیٰ کہ اِسی طرح ہزار مرتبہ قتل ہون اور اللہ تعالےٰ میرے قتل
ہونے سے آپ کی اور جوانان اہلبیت کی مصیبت کو دور کر دے۔ راوی کہتا ہے
کہ ان حضرات کے بعد سارے اصحاب نے اِسی قسم کی تقریرین کین اور سب نے
عرض کیا کہ واللہ ہم آپ سے جُدا نہونگے بلکہ اپنی جانون کو آپ پر فدا کرینگے اور

واضربهم بسيفي ولو لم يكن معي سلاح لقذفتهم بالحجارة دونك حتى اموت وفي تاريخ ابن جرير قال سعد بن عبد الله الحنفي والله لا نخليك حتى يعلم الله انا قد حفظنا غيبة رسول الله صلعم فيك والله لو علمت اني اقتل ثم احيى ثم احرق حيا يفعل ذلك بي سبعين مرة ما فارقتك حتى القى حمامي دونك فكيف لا افعل ذلك وانما هي قتلة واحدة ثم هي الكرامة التي لا انقضاء لها ابدا وقال زهير بن القين والله لوددت اني قتلت ثم نشرت ثم قتلت حتى اقتل كذى الف قتلة وان الله يدفع بذلك القتل عن نفسك وعن انفس هؤلاء الفتية من اهل بيتك وتكلم جماعة من اصحابه بكلام يشبه بعضه بعضا في وجه واحد فقالوا والله لا نفارقك ولكن انفسنا لك الفداء نقيك بنحورنا وجباهنا و ايدينا

جب قتل ہو گئے تو یہ یقین کرین گے کہ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا۔

روضۃ الاحباب[1] مین ہے کہ جب امام حسین نے اپنے رفقا اور اعزا کی یہ وفادارانہ ثابت قدمی دیکھی تو اون کے حق مین دعائے خیر فرمائی اور حبیب السیر[2] مین ہے کہ پھر امام حسین کی ہدایت کے موافق اون کے اصحاب نے خیمون کو باہم ملا کر نصب کیا اور خیام کے پیچھے ایک خندق کھود کر لکڑی بھر دی تاکہ لڑائی کے وقت وہ جلا دی جائے اور اس تدبیر سے دشمن خیمہ گاہ تک نہ پہونچ سکین۔

تاریخ الرسل[3] والملوک طبری اور تاریخ کامل اور تاریخ ابن واضح مین حضرت زین العابدین سے مروی ہے کہ شب عاشورا کو مین بیٹھا ہوا تھا اور پھوپھی زینب میری تیمار داری مین مصروف تھین اتنے مین میرے پدر بزرگوار امام حسین مع اپنے بعض رفقا کے خیمے مین آئے اور اونھون نے چند شعرون کی تکرار فرمائی (جن کا خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ اے دہر تجھ پر تف ہے کہ اپنے طالبون اور دوستون سے بیوفائی کرکے اونھین ہر صبح وشام قتل کرتا ہے اور کسی ایسے عوض پر بھی راضی نہین ہوتا جس کی وجہ سے وہ قتل ہونے سے بچ جائین۔ خیر ہر امر کی بازگشت خدا ہی کی جانب ہے اور ہر ذی حیات یہی راہ اختیار کرنے والا ہے۔" اس مضمون کو سنکر جوش غم سے مجھ پر رقت طاری ہوئی اور گریہ گلوگیر ہو گیا۔ مین نے مصلحت وقت کے لحاظ سے ضبط کیا اور سمجھ لیا کہ

فاذا نحن قتلنا كنا وفينا وقضينا ما علينا

۱ ودر روضة الاحباب است که امام حسین چون دید که اصحاب ایشان از روی صدق وصفا ثابت قدم اند ودر راه موت وفا ... دعای خیر ... بر زبان راند

۲ ودر حبیب السیر است ... بموجب فرمان ... خیام را بیکدیگر نزدیک نصب نموده ودر عقب خیمها خندقی کندند وآن را از حطب ونی انباشتند تا بهنگام قتال آتش در آن زنند ودشمنان از آن راه ... نتوانند آمد ...

۳ ودر تاریخ ابن جریر الطبری ونقل عنه ابن الاثير وابن الواضح عن علي بن الحسين بن علي رضي الله عنه قال اني جالس في تلك العشية التي قتل ابي صبيحتها وعمتي زينب عندي تمرضني اذ اعتزل ابي باصحابه في خباء له ××× وهو يقول يا دهر أف لك من خليل + كم لك بالاشراق والاصيل + من صاحب او طالب قتيل + والدهر لا يقنع بالبديل + وانما الامر الى الجليل + وكل حي سالك السبيل + قال فاعادها مرتين او ثلاثا حتى فهمتها فعرفت ما اراد فخنقتني عبرتي فرددت دمعي ولزمت السكوت فعلمت

بلا نازل ہوا چاہتی ہے۔ مگر پھوپھی زینب اون اشعار کا مطلب سمجھکر بیتاب ہوگئین اور
برہنہ سر چادر گھسیٹتی ہوئی امام حسین کے پاس جاکر کہنے لگین کہ واثکلاہ کاش آج
مجھے موت آجاتی اور میرے نقش حیات کو مٹا ڈالتی۔ ہائے اے بھائی میرے باپ علی
اور مان فاطمہ اور بھائی حسن تو اس جہان سے چل بسے اب تم ہی اون کی یادگار
اور ہمارے سرپرست ہو۔ یہ کلمات حسرت آیات سُنکر امام حسین نے حضرت زینب
کی طرف نظر کی اور فرمایا کہ اے بہن صبر کرو اور حلم سے کام لو۔ حضرت زینب بولین
کہ اے ابو عبداللہ میری جان تم پر قربان کیا تم مرنے پر آمادہ ہو۔ اس کلمے نے امام حسین
کو باوجود ضبط بے چین کردیا۔ چشم پُرآب ہوکر کہنے لگے کہ اے بہن کیا کرون چین لینے
بھی تو پاؤن۔ "اگر مرغ قطا کسی رات اندیشۂ صیاد سے خالی ہو تو سو بھی رہے۔"
یہ سُننا تھا کہ حضرت زینب پہلے سے زیادہ بیقرار ہوگئین اور بولین کہ ہائے اے بھائی
آپ کی جانِ عزیز پر اس طرح کے ستم ہین یہ کہہ کر اونھون نے اپنا مُنہ پیٹ لیا جیب و
گریبان چاک کر ڈالا اور شدتِ غم سے غش کھاکر گر پڑین۔ جب ہوش مین آئین تو
امام حسین نے فرمایا کہ اے بہن خدا کو یاد کرو اوسکی مشیت پر صابر رہو اور سمجھ لو کہ نہ کوئی
اہل زمین موت سے بچے گا نہ کوئی اہل سما باقی رہے گا۔ ذات باری کے سوا ہر شے
نیست ہونے والی ہے۔ اسکے بعد امام حسین نے پھوپھی زینب کو میرے پاس لاکر بٹھادیا

ان البلاء قد نزل فاما عمتی فسمعت ما سمعت ××× فلم تملك نفسها ان وثبت تجر ثوبها وانها لحاسرة حتی انتهت الیه فقالت واثکلاه لیت الموت اعدمنی الحیاة الیوم ماتت فاطمة امی وعلی ابی وحسن اخی یا خلیفة الماضی وثمال الباقی فنظر الیها الحسین فقال یا اخیة لا یذهبن حلمك الشیطان قالت بابی انت وامی یا ابا عبدالله استقتلت نفسی فداك فرد غصته وترقرقت عیناه وقال لو ترك القطا لیلا لنام قالت یا ویلتا افتغصب نفسك اغتصابا ××× ولطمت وجهها واهوت الی جیبها وشقته وخرت مغشیا علیها فقام الیها الحسین ××× وقال لها یا اخیة اتقی الله وتعزی بعزاء الله واعلمی ان اهل الارض یموتون وان اهل السماء لا یبقون وان کل شیء هالك الا وجه الله (الی ان قال) ثم جاء بها حتی اجلسها عندی

اور خود اپنے اصحاب کے پاس تشریف لے گئے اور تاریخ کامل[1] مین ہے کہ پھر امام حسین
اور اون کے اصحاب تمام رات نماز و استغفار و دعا و تضرع مین مشغول رہے۔

حبیب السیر[2] مین ہے کہ جب آفتاب عالمتاب اس واقعۂ ہائلہ کی وحشت سے کانپتا ہوا
بام فلک پر منزل گزین ہوا اور دست قدرت نے جیب اُفق آسمان کو ماتم شہدائے کربلا
مین چاک کیا تو عمر بن سعد مع اپنی فوج شقاوت موج کے سوار ہوا اور فوج کی ترتیب
یون کی کہ عمرو بن الحجاج کو میمنۂ لشکر پر اور شمر بن ذی الجوشن کو میسرۂ لشکر پر مقرر کیا
اور عروہ بن قیس کو سوارونکا سردار اور شبث بن ربعی کو پیادون کا افسر قرار دے کر
علم لشکر اپنے غلام درید کو دیا اور اس ہیئت سے معرکۂ قتال مین آیا۔ لشکر ابن سعد کی تعداد
سترہ[17] ہزار سے تیس[30] ہزار تک بیان کی جاتی ہے لیکن اکثر مورخین کا قول ہے کہ لشکر مخالف
کی صحیح تعداد بائیس ہزار تھی۔ تاریخ ابن[3] جریر طبری مین ہے کہ جب عاشورا [؟]
روز شنبہ یا جمعہ کو عمر بن سعد نماز صبح کے بعد مع اپنے لشکر کے سوار ہوا تو امام حسین بھی
اپنے اصحاب کے ساتھ نماز ادا کرکے آمادۂ جنگ ہوئے امام حسین کے لشکر مین صرف
بتیس[32] سوار اور چالیس[40] پیادے تھے۔ آپنے زہیر بن القین کو میمنۂ فوج پر اور
حبیب بن مظاہر کو میسرۂ لشکر پر مقرر کیا اور علم لشکر اپنے بھائی عباس بن علی کو
عطا فرمایا۔ نیز حکم دیا کہ خیامگاہ کے پیچھے جو خندق پر از چوب و نے تیار کی گئی ہو

وخرج الی اصحابہ کامل وفی الکامل فلما امسوا قاموا اللیل کلہ یصلون و یستغفرون ویدعون ویتضرعون ۲ ودر حبیب السیر است کہ چون آفتاب عالمتاب از ہیبت آن واقعہ ہائلہ بر بام منزل گزید و دست تقدیر ازدری جیب افق حصار نیلی فام را در ماتم شہدای کربلا چاک [illegible] عمر سعد بن ... سپاہ شقاوت دستگاہ پرداختہ عمرو بن الحجاج را در میمنہ باز داشت و شمر بن ذی الجوشن را بر میسرہ و عروہ بن قیس را سرور خیل سواران و شبث بن ربعی را سردار پیادگان گردانید و علم را بغلام خود درید داد

قال آوردہ اند کہ عدد لشکر آن بد اختران از ہفدہ ہزار تا سی ہزار گفتہ اند اما اکثر اہل خبر برآنند کہ عدد آن گمراہان بیست و دو ہزار بود ۳ قال ابن جریر فی تاریخہ فلما صلی عمر بن سعد الغداۃ یوم السبت وقیل الجمعۃ یوم عاشوراء خرج فیمن معہ من الناس وعبأ الحسین اصحابہ وصلی بہم صلاۃ الغداۃ وکان معہ اثنان وثلاثون فارسا واربعون راجلا فجعل زہیر بن القین فی میمنۃ اصحابہ وحبیب بن مظاہر فی میسرۃ اصحابہ واعطی رایتہ العباس بن علی اخاہ وامر بحطب وقصب کان من وراء البیوت

اوس مین آگ جلادی جائے تاکہ دشمن خیامگاہ کی جانب حملہ نہ کرسکین بعدازان
امام حسین مرکب پر سوار ہوئے اور قرآن مجید منگا کر اونھون نے اپنے آگے رکھ لیا۔
مورخ ابن اثیر تاریخ کامل مین لکھتا ہے کہ جب لشکر مخالف قریب آگیا تو امام حسین
سوار ہوکر صفِ اعدا کے مقابل آئے اور اونھون نے بآواز بلند بطور خطبہ
ارشاد فرمایا کہ " ایہا الناس میری بات سنو اور میرے قتل مین جلدی
نہ کرو تا وقتیکہ جو حق نصیحت مجھ پر واجب ہے اوسکو ادا نہ کردون۔ اگر
تم نے میرا عذر قبول کیا اور میرے قول کی تصدیق کرکے داد انصاف دی تو سعادت اندوز
ہوگے اور مجھپر ظلم کرنے کے مرتکب نہوگے اور اگر تم میری نصیحت کو قبول نہ کرو اور
انصاف سے کام نہ لو (تو بقول خدائے بزرگ) اپنے شرکار کو جمع کرکے اپنے کام کو
انجام دو تاکہ تم پر تمہارے کام کی حقیقت پوشیدہ نہ رہ جائے بعدازان جو برتاؤ میرے
ساتھ کرنا ہو کرو اور مجھے مہلت نہ دو۔ میرا ولی وہی خدا ہے جس نے قرآن کو نازل
فرمایا اور جو صالحین کو دوست رکھتا ہے۔ ہنوز امام حسین نے اسی قدر ارشاد کیا
تھا کہ خیمہ اقدس مین کہرام مچ گیا اور امام حسین کے اس کلام کو سنکر اونکی بہنون نے
ایسا نوحہ جگرخراش کیا کہ امام حسین نے بیتاب ہوکر عباس علمبردار اور حضرت علی اکبر
سے فرمایا کہ خیمہ مین جاکر عورتون کو سمجھاؤ اور رونے سے منع کرو۔ نیز تاریخ موصوف

فحرق بالنار غدافة ان یاتوهم من ورائهم راى ان قال في قرآن الحسين ركب دابته ودعا بمصحف فوضعه امامه له وفي الكامل قال فلما دنا منه القوم دعا براحلته فركبها ثم نادى باعلى صوته ×× يسمعه كل الناس فقال ايها الناس اسمعوا قولي ولا تعجلوني حتى اعظكم بما يجب لكم علي ×× فان قبلتم عذري وصدقتم قولي واعطيتموني النصف كنتم بذلك اسعد ولم يكن لكم علي سبيل وان لم تقبلوا مني العذر ولم تعطوا النصف من انفسكم فاجمعوا امركم وشركاءكم ثم لا يكن امركم عليكم غمة ثم اقضوا الي ولا تنظرون ان وليي الله الذي نزل الكتاب وهو يتولى الصالحين فلما سمع اخواته كلامه صحن وبكين وبكى بناته فارتفعت اصواتهن فارسل اليهن اخاه العباس وابنه عليا ليسكتاهن وقيد

وفی تاریخ ابن جریر
قال فلما سکتن حمد
الله و اثنی علیہ و
ذکر الله بما هو
اهله وصلی علی محمد
وعلی الملائکة والانبیاء
فذکر من ذالك ما
الله اعلم وما احصی
ذکره قال فوالله
ما سمعت متکلما
قط قبله ولا بعده
ابلغ فی منطق منه
ثم قال اما بعد
فانسبونی فانظروا
من انا ثم ارجعوا الی
انفسکم وعاتبوها
فانظروا هل یحل لکم
قتلی و انتهاك
حرمتی الست ابن
بنت نبیکم
وابن وصیه
وابن عمه و اول
المؤمنین بالله
والمصدق لرسوله
بما جاء به من عند
ربه اولیس حمزة
سید الشهداء عم ابی
اولیس جعفر الشهید
الطیار ذو الجناحین
عمی اولم یبلغکم
قول مستفیض
فیکم ان رسول
الله صلعم قال لی
ولاخی هذان
سیدا شباب اهل
الجنة فان
صدقتمونی بما
اقول وهو الحق

اور تاریخ ابن جریر طبری مین ہے کہ جب وہ مخدرات خاموش ہوئین تو بار دگر امام حسین نے
تقریر شروع فرمائی اور حمد و ثنائے الٰہی اسطرح ادا کی جو اوسکی شانِ عظیم کے لیے شایان ہے
پھر حضرت خاتم النبیین اور ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین کے محامد بیان کرکے اونپر
درود نامحدود بھیجا اور حمد و نعت کے ذکر مین وہ وہ معارف و نکات بیان فرمائے
جنھین خدا ہی جانتا ہے اور جن کا انحصار خارج از امکان ہے (چنانچہ) راوی حدیث
کہتا ہے کہ خدا کی قسم مین نے حسین سے پہلے یا اون کے بعد کسی خطیب اور متکلم کو ایسی
تقریر کرتے ہوئے نہین سُنا جو حسین کی تقریر سے زیادہ فصیح و بلیغ ہو۔ الغرض امام حسین نے
بعد حمد و نعت فرمایا کہ اے گروہ مخالف تم لوگ میرے نسب پر لحاظ کرو اور دیکھو کہ
مین کون ہون پھر دل مین غور کرکے اپنے نفوس کو ملامت کرو اور سوچو کہ مجھے قتل کرنا
اور میری ہتک حرمت تمہارے لیے حلال ہے؟ کیا مین تمہارے نبی کی دختر
کا فرزند نہین ہون؟ کیا مین تمہارے نبی کے وصی اور برادر کا پسر نہین ہون جو
سب سے پہلے نبی پر ایمان لایا اور جس نے سب سے پہلے دعوت رسالت اور احکام خداوندی
کی تصدیق کی۔ کیا حمزہ سید الشہدا میرے باپ کے چچا نہین ہین۔ کیا جعفر طیار میرے
چچا نہین ہین اور کیا میرے اور میرے بھائی کے حق مین رسول اللہ نے ارشاد نہین
کیا کہ یہ دونون جوانانِ اہلِ جنت کے سردار ہین؟ سنو! اگر تم میری حق بات کی

تصدیق کرتے ہو تو خیر ورنہ تم مین ایسے لوگ موجود ہین جنسے تم میرے قول کی تصدیق
کر سکتے ہو۔ دیکھو! تم ہین جابر بن عبد اللہ انصاری۔ ابو سعید خدری۔ سہل بن سعد
زید بن ارقم۔ انس بن مالک موجود ہین اون سے پوچھو وہ ضرور بیان کرینگے کہ
اونھون نے اس حدیث کو میرے اور میرے بھائی کے حق مین رسول مقبول کی
زبان سے سُنا ہے اور تاریخ کامل مین ہے کہ پھر امام حسین نے گروہ ابن سعد کیطرف
مخاطب ہو کر فرمایا کہ ایها الناس! اگر تم کو میرے قول کی صداقت مین اور نیز اس بات
مین کہ مین تمہارے نبی کی دختر کا فرزند ہون شک ہو تو مین خداے عز وجل کی قسم
کھاتا ہون کہ مشرق سے مغرب تک میرے سوا کوئی دوسرا شخص تمہارے نبی کی دختر
کا فرزند نہین ہے۔ اے گروہ اشقیا تم کیون میرے قتل کے درپے ہو؟ کیا مین نے
تم مین سے کسی شخص کو قتل کیا ہے یا تمہارا کوئی مال ضائع کیا ہے یا کسیکو زخمی کیا
ہے جس کا عوض مجھ سے لینا چاہتے ہو؟ (راوی کہتا ہے کہ) امام حسین کی اس
تقریر کو سُنکر سب خاموش رہے کسی نے کچھ جواب نہ دیا اور تاریخ ابن جریر طبری
مین ہے کہ جب امام حسین نے گروہ اعدا کی انتہائی شقاوت و قساوت دیکھی تو
قرآن کی یہ آیت پڑھی انی عذت بربی و ربکم من کل متکبر لا یومن بیوم الحساب
یعنی خدا کی پناہ ہر ایسے متکبر سے جو روز قیامت پر ایمان نہین رکھتا۔

وان كذبتموني فان فيكم من ان سألتموه عن ذلك اخبركم سلوا جابر بن عبد الله الانصاري وابا سعيد الخدري وسهل بن سعد الساعدي وزيد بن ارقم وانس بن مالك يخبروكم انهم سمعوا هذه المقالة من رسول الله صلى الله عليه وآله لي ولاخي ١٢

وفي الكامل ثم قال لهم الحسين فان كنتم في شك مما اقول او تشكون في اني ابن بنت نبيكم فوالله ما بين المشرق والمغرب ابن بنت نبي غيري منكم ولا من غيركم اخبروني اتطلبوني بقتيل منكم قتلته او بمال لكم استهلكته او بقصاص من جراحة فلم يكلموه ١٢

وفي تاريخ ابن جرير فقال الحسين اني عذت بربي وربكم من كل متكبر لا يؤمن بيوم الحساب

اور تاریخ کامل[1] مین ہے کہ پھر زہیر بن القین اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ہتیار لگائے ہوئے
صف لشکر سے آگے بڑھے اور اونھون نے گروہ مخالف کیجانب مخاطب ہو کر کہا کہ
"اے اہل کوفہ ہر مسلمان کو حق حاصل ہے کہ دوسرے مسلمان کو نصیحت کرے ہم اور تم
ایک دین پر ہونے کی وجہ سے اوسوقت تک بھائی بھائی ہین جب تک کہ ہم مین اور
تم مین تلوار نہ چلے ورنہ پھر ہمارا گروہ جدا ہے اور تمہارا جدا۔ سنو! خدا ہماری اور
تمہاری آزمائش اپنے نبی کی ذریت کے ساتھ کرنا چاہتا ہے تاکہ اس بات پر نظر کرے
کہ ہم دونون فریق کیا طرز عمل اختیار کرتے ہین پس مین تم کو ذریت نبی کی نصرت پر آمادہ
کرتا ہون اور نیز اس بات پر کہ عبیداللہ بن زیاد طاغی کو چھوڑ دو کیونکہ تم کو اوس سے
اور ابن سعد سے برائی کے سوا بھلائی حاصل نہین ہو سکتی۔ وہ دونون ایسے ہین کہ تمہارے
دست و پا کاٹ ڈالین گے تم کو مثلہ کرینگے۔ تمہین سولی دینگے اور تم کو اوسی طرح قتل
کرینگے جس طرح اونھون نے حجر بن عدی اور ہانی بن عروہ اور اون کے ساتھیون کو قتل
کیا ہے۔" یہ سنکر ابن سعد کے لشکر والون نے زہیر بن القین کو کلمات ناشائستہ کہے
اور ابن زیاد کی مدح و ثنا کر کے کہا کہ واللہ جب تک ہم تمہارے آقا اور اون کے ساتھیون
کو قتل نہ کر لین گے دم نہ لین گے زہیر بن القین نے کہا کہ اے بندگان خدا دیکھو!
فرزند فاطمہ بہ نسبت ابن سمیہ کے نصرت اور وفاداری کا زیادہ مستحق ہے لیکن اگر تم

[1] وفی الکامل قال وخرج زهیر بن القین علی فرس له فی السلاح فقال یا اهل الکوفة ان حقا علی المسلم نصیحة المسلم ونحن حتی الآن اخوة علی دین واحد ما لم یقع بیننا وبینکم السیف فاذا وقع السیف انقطعت العصمة وکنا نحن امة وانتم امة ان الله قد ابتلانا وایاکم بذریة نبیه محمد صلعم لینظر ما نحن وانتم عاملون انا ندعوکم الی نصره وخذلان الطاغیة عبیدالله بن زیاد فانکم لا تدرکون منه ومن عمر بن سعد الا سوءا یقطعان ایدیکم وارجلکم ویمثلان بکم ویرفعانکم علی جذوع النخل ویقتلان امثالکم امثال حجر بن عدی واصحابه وهانی بن عروة واشباهه قال فسبوه واثنوا علی ابن زیاد وقالوا لا نبرح حتی نقتل صاحبک ومن معه فقال لهم یا عباد الله ان ولد فاطمة احق بالود والنصر من ابن سمیة فان کنتم

لم تنصروهم فاعيذكم بالله ان تقتلوهم (الی) فرماه شمر بسهم وقال اسكت ۱ وفي تاريخ ابن جرير الطبري فقال زهير ابن القين يا ابن البوال انما انت بهيمة فابشر بالخزي يوم القيمة والعذاب الجحيم فقال له شمر ان الله قاتلك و صاحبك عن ساعة فقال افبالموت تخوفني فو الله الموت معه احب الي من الخلد معكم ۲ قال ابو جعفر ثم ان الحر ابن يزيد لما زحف عمر بن سعد قال له اصلحك الله امقاتل انت هذا الرجل قال اي والله قتالا ايسره ان تسقط الرؤس وتطيح الايدي قال افما لكم في واحدة من الخصال التي عرض عليكم رضى قال عمر بن سعد اما والله لو كان الامر الي لفعلت ولكن اميرك قد ابى ذلك ۳ وفي الكامل فقال فاقبل يدنو نحو الحسين قليلا قليلا واخذته رعدة.

اوسکی مدد نہین کرتے تو اوس کے قتل ہی سے باز رہو اور خدائے منتقم سے ڈرو۔ شمر نے زہیر بن القین کو تیر مار کر کہا کہ چپ رہ اور تاریخ طبری[1] مین ہے کہ زہیر بن القین نے شمر کو جواب دیا کہ اے پسر بوال تو نرا جانور معلوم ہوتا ہے تجھے رسوائی روز قیامت اور عذاب الیم کی بشارت ہو۔ شمر بولا گھڑی ساعت مین تو بھی قتل ہوا چاہتا ہے اور تیرا آقا بھی۔ زہیر بن القین نے کہا کہ (اے احمق) تو مجھے موت سے ڈراتا ہے۔ خدا کی قسم ہم کو حسین کی رفاقت مین مرنا تم لوگون کے ساتھ ہمیشہ زندہ رہنے سے زیادہ محبوب ہے۔

مورخ[2] محدث ابن جریر طبری لکھتا ہے کہ اتنے مین حر بن یزید ریاحی گھوڑا بڑھا کر عمر بن سعد کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ خدا تجکو صلاحیت عطا کرے کیا تو حسین سے ضرور قتال کریگا؟ عمر بن سعد نے کہا کہ خدا کی قسم ایسا قتال کرونگا کہ ان کے تن بے سر اور بے دست و پا ہو جائینگے۔ حر نے کہا کیا جو باتین حسین نے اپنی تقریر مین تمہارے سامنے پیش کین اون مین سے ایک بھی قابل قبول نہین ہو سکتی؟ ابن سعد بولا کہ اگر حکومت میرے ہاتھ مین ہوتی تو مین ضرور ان باتون پر نظر کرتا لیکن ابن زیاد کے حکم کو کیا کرون۔ تاریخ کامل[3] مین ہے کہ ابن سعد کا جواب سنکر حر آہستہ آہستہ امام حسین کی جانب بڑھا۔ اوس وقت اوسکا بدن کانپ رہا تھا۔ حر کے بدن مین رعشہ دیکھکر

فقال له رجل من قومه
فقال له مهاجر بن اوس
والله ان امرك لمريب
والله ما رايت منك في
موقف قط مثل ما اراه الآن
ولو قيل لي من اشجع
اهل الكوفة لما عدوتك
فقال له اني والله
اخير نفسي بين الجنة
والنار ولا اختار على
الجنة شيئا ولو قطعت
وحرقت ثم ضرب فرسه
فلحق بالحسين فقال
جعلني الله فداك يا ابن
رسول الله انا صاحبك
الذي حبستك عن الرجوع
وسايرتك في الطريق و
جعجعت بك في هذا المكان
والله ما ظننت ان
القوم يردون عليك
ما عرضت عليهم
ابدا (او) يبلغون منك
هذه المنزلة ابدا
(الى ان قال) واني
قد جئتك تائبا مما
كان مني الى ربي
مواسيا لك بنفسي حتى
اموت بين يديك
افترى ذلك لي توبة
قال نعم يتوب الله
عليك ويغفر لك

ابن سعد کے لشکر کا ایک شخص مہاجر بن اَوس بولا کہ اے حُر واللہ تیری موجودہ حالت مجھے شک مین ڈالتی ہے کیونکہ جو کیفیت تیری اس وقت دیکھ رہا ہون وہ مین نے کسی معرکے مین نہین دیکھی ۔ اگر مجھ سے پوچھا جاتا کہ کوفے مین سب سے زیادہ بہادر کون ہے تو مین تیرا نام لیتا ۔ حُر نے کہا کہ واللہ مین اس وقت اپنے نفس کو اس امر مین مخیّر پاتا ہون کہ چاہون جنّت کو اختیار کرون چاہون دوزخ کو لیکن مین جنّت ہی کو اختیار کرونگا چاہے میرا جسم ٹکڑے ٹکڑے کرکے جلا دیا جائے ۔ یہ کہہ کر حُر نے گھوڑے کو چابک لگایا اور امام حسین کی خدمت مین حاضر ہو کر کہنے لگا کہ خدا مجھے آپ پر فدا کرے اے ابن رسول اللہ مین وہی شخص ہون جس نے آپ کو راہ سے واپس نہ جانے دیا اور مجبور کرکے اپنے ساتھ یہان لایا ۔ خدا کی قسم مین نہ جانتا تھا کہ یہ لوگ کسی طرح آپ کی نصیحت سے متاثر نہونگے اور آپکے ساتھ ایسا برتاؤ کرینگے اب مین تائب ہوکر آپکے پاس اس لیے حاضر ہوا ہون کہ مرتے دم تک آپ کا ساتھ دون اور آپکے قدمون پر اپنی جان نثار کرون ۔ کیا میری توبہ قبول ہوجائے گی؟ امام حسین نے فرمایا کہ بیشک خدا تیری توبہ قبول کریگا اور تیری مغفرت فرمائے گا ۔

اور روضۃ الاحباب[1] مین ہے کہ جب حُر امام حسین کی خدمت مین حاضر ہوا تو گھوڑے سے اُتر پڑا اور امام حسین کی رکاب کو بوسہ دے کر عرض کرنے لگا کہ

[1] ودر روضة الاحباب آنست که چون حر نزد امام حسین آمد از اسب پیاده شد زمین بوسید و رکاب امام حسین را بوسه داد و روی خود را بر خاک نهاد و گفت ...

اے فرزند رسول اللہ! مجھے گمان نہ تھا کہ یہ لوگ آپکے قتل کے درپے ہوجائینگے
بلکہ مین سمجھتا تھا کہ بالآخر آپسے مصالحت کرلین گے۔ لیکن اب اون کا ظلم وتمرد
دیکھکر مین آپ کی خدمت مین حاضر ہوا ہون۔ کیا خدا میری توبہ قبول فرمائے گا؟
امام حسین نے ہاتھ بڑھاکر حُر کے چہرے پر پھیرا اور کہا کہ اے حُر بندۂ ناچیز خدا کا کیسا
ہی گناہ کرے لیکن جب توبہ واستغفار کرتا ہے تو خدائے کریم اوس کے گناہون کو معاف
فرماتا ہے چنانچہ اوس نے قرآن مجید مین ارشاد کیا ہے کہ "خدا ایسا کریم ہے کہ اپنے
بندون کی توبہ قبول کرتا ہے" اے حُر اس سے پہلے جو فروگذاشت تجھ سے ہوئی
مین نے اوسکو معاف کیا اب تو مردانہ وار جنگ کے لیے آمادہ ہو اور اس دن کو
روز بازار سعادت اور اس میدان کو جلوہ گاہ اہل شہادت یقین کر اور تاریخ ابن جریر
مین ہے کہ امام حسین نے حُر سے یہ بھی فرمایا کہ اے حُر تیری مان نے تیرا نام حُر بہت ٹھیک
رکھا ہے انشاء اللہ تو دُنیا مین بھی حُر یعنی آزاد ہے اور آخرت مین بھی آزاد رہیگا۔
حمید بن مسلم سے روایت ہے کہ اتنے مین عمر بن سعد نے لشکر امام حسین کے روبرو آکر
اپنے نشان بردار کو آواز دی کہ نشان یہان لا۔ جب وہ نشان لایا تو عمر بن سعد نے
ایک تیر اپنی کمان مین رکھ کر چلایا اور اپنی جماعت سے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ مین
پہلا وہ شخص ہون جسنے لشکر حسین پر تیر اندازی کی۔

یا ابن رسول اللہ مرا گمان نبود
کہ این جماعت قصد قتل تو کنند
و خیال کردم کہ [illegible] بصلح آیند
اکنون کہ تمرد و عصیان
و ظلم و طغیان ایشان دیدم
نادم شدہ بخدمت تو آمدم
آیا توبۂ من قبول شود و
عذر گناہ من بحیز قبول رسد
امام حسین دست مرحمت دراز
کرد و بر روی حر گردانید و
فرمود کہ اے حر ہر چند بندہ گناہ
کند چون بدرگاہ خداوندی روی
باز آورد و استغفار نماید البتہ
قبول دارد و ھو الذی
یقبل التوبة عن عبادہ اے
حر آنچہ پیش ازین بہ نسبت ما کردہ
ناکردہ انگاشتم و تقصیری کہ در حق ما
از تو واقع شدہ بود درگذشتم
مردانہ وار دل بر حرب قوی
کن کہ امروز بازار سعادت
و این میدان جلوہ گاہ
اہل شہادت است انتہی
وفی تاریخ ابن جریر قال
(الحسین) انت الحر کما
سمتك امك انت الحر
انشاء اللہ فی الدنیا و
الآخرة (الی ان قال) و
عن حمید بن مسلم قال
وزحف عمر بن
سعد نحوھم ثم نادی
یا ذوید ادن
رایتك فادناھا
ثم وضع سھمہ
فی کبد قوسہ
ثم رمی فقال
اشھدوا انی اول
من رمی۔

تاریخ کامل[1] مین ہے کہ اسکے بعد عمر بن سعد کے لشکر والون نے تیر چلانا شروع کیا۔
پھر یسار اور سالم نے لشکر اعدا سے نکلکر مبارز طلبی کی۔ لشکر امام حسین سے عبد اللہ
بن عمیر کلبی اون دونون کے مقابلہ کو گئے جو کوفے سے مع اپنی بی بی کے آئے تھے۔
یسار نے عبد اللہ بن عمیر سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ عبد اللہ بن عمیر نے اپنا حسب نسب
بیان کیا۔ اونھون نے کہا کہ ہم تجھکو نہین جانتے ہمارے مقابلہ کے لیے زہیر بن القین
یا حبیب بن مظاہر یا بُریر بن خضیر کو آنا چاہیئے۔ عبد اللہ بن عمیر نے یسار سے
(جو سالم کے آگے تھا) کہا کہ اے زانیہ کے لونڈے تیرا مطلب تو مرد مقابل
سے ہے چاہے کوئی ہو۔ علاوہ برین ہم مین سے جو شخص تیرے مقابلے کو آئے گا وہ
تجھ سے بہتر ہی ہوگا۔ یہ کہہ کر عبد اللہ بن عمیر نے یسار پر حملہ کیا اور اوسکو اپنی تیغ آبدار
کے گھاٹ اُتار دیا۔ یسار کو مقتول دیکھکر سالم نے عبد اللہ بن عمیر پر وار کیا۔ عبد اللہ
نے اوسکی تلوار بائین ہاتھ پر روکی تو اون کی اونگلیان کٹ گئین مگر اونھون نے جھپٹ کر
ایسی تلوار لگائی کہ سالم دو ٹکڑے ہوگیا۔ یہ کیفیت مشاہدہ کرکے اُم وہب زوجۂ عبد اللہ
میدان جنگ مین اپنے شوہر کے پاس یہ کہتی ہوئی پہونچی کہ میرے ماں باپ تجھ پر فدا
ہون۔ ذرّیت طاہرۂ محمدؐ کی رفاقت مین خوب قتال کر۔ عبد اللہ نے اوس سے کہا
کہ یہان سے چلی جا۔ وہ بولی کہ موت کے سوا مجھے کوئی چیز تجھ سے جدا نہین کرسکتی۔

[1] وفی الکامل ثم رمی الناس وبرز یسار مولی زیاد وسالم مولی عبید اللہ وطلب البراز فخرج الیهما عبد اللہ بن عمیر الکلبی وکان قد اتی الحسین من الکوفۃ وسارت معہ امرأتہ فقال لہ من انت فانتسب لهما فقالا لا نعرفک لیخرج الینا زهیر بن القین او حبیب بن مظاهر او بریر بن خضیر وکان یسار امام سالم فقال لہ الکلبی یا ابن الزانیۃ وبک رغبۃ عن مبارزۃ احد من الناس ولا یخرج الیک احد الا وهو خیر منک ثم حمل علیہ فضربہ بسیفہ حتی برد × فحمل علیہ سالم × × × فضربہ فاتقاہ الکلبی بیدہ فاطار اصابع کفہ الیسری ثم مال الیہ الکلبی فضربہ حتی قتلہ واخذت امرأتہ عمودا وکانت تسمی ام وهب واقبلت نحو زوجها وهی تقول فداک ابی وامی قاتل دون الطیبین ذریۃ محمد فردها نحو النساء فامتنعت وقالت لن ادعک دون ان اموت معک

فناداها الحسين وقال جزيتم من اهل بيت خيرا ارجعي رحمك الله ليس الجهاد على النساء فرجعت (الى ان قال) وتقدم رجل منهم فقال له ابن حوزة فقال افيكم الحسين فلم يجبه احد فقالها ثلاثا فقالوا نعم فما حاجتك قال يا حسين ابشر بالنار فقال له الحسين كذبت فمن انت قال ابن حوزة فرفع الحسين يديه وقال اللهم حزه الى النار ۱۲

امام حسین نے پکار کر فرمایا کہ خدا تجھکو ہم اہلبیت کی جانب سے جزائے خیر دے عورتون پر جہاد
فرض نہین ہے تو واپس آ خدا تجھ پر رحم فرمائے۔ یہ سنکر ام وہب واپس چلی آئی۔
اتنے مین ایک شخص جس کا نام ابن حوزہ تھا لشکر ابن سعد سے آگے بڑھا اور اوس نے
(پشت خیام گاہ پر خندق مین آگ جلتی ہوئی دیکھکر) لشکر امام حسین کی جانب ندا
کی کہ تم لوگون مین حسین ہین؟ پہلے تو کسی نے جواب نہ دیا مگر مکرر دریافت کرنے پر
لوگون نے کہا کہ ہان ہین۔ تیرا اس پوچھنے سے کیا مطلب ہے؟ اوس نے کہا کہ اے حسین
تم کو آگ کی بشارت ہو۔ امام حسین نے فرمایا کہ تو جھوٹا ہے۔ یہ فرما کر اوسکا نام پوچھا
اوس نے کہا ابن حوزہ۔ امام حسین نے دونون ہاتھ اوٹھا کر دعا کی کہ بار خدایا اسکو
آتش جہنم مین داخل کر اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ جس شخص نے امام حسین سے
یہ بیہودہ کلامی کی اوسکا نام مالک بن عروہ تھا۔ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر امام حسین کے
روبرو آیا اور کہنے لگا کہ اے حسین تم نے اوس جہان کی آگ سے پہلے یہ آگ اختیار کی۔
امام حسین نے فرمایا کہ اے دشمن خدا تو جھوٹا ہے۔ مسلم بن عوسجہ نے کہا کہ یا ابن رسول اللہ
اجازت ہو تو ایک تیر اس شقی کے منہ پر مارون۔ امام حسین نے فرمایا کہ مین جنگ مین
پیشدستی کرنا نہین چاہتا۔ بعد ازان آپنے روبقبلہ ہو کر فرمایا کہ خدایا اسکو عذاب نار
مین مبتلا کر۔ ناگہان مالک بن عروہ کے گھوڑے کا پاؤن ایک سوراخ مین جاتا رہا۔

در روضة الشهداء است که مالک بن عروه برابر لشکر پیش آمد و گفت ای حسین پیش از آتش آن سرا بدین آتش زودی حسین گفت کذبت یا عدو الله مسلم بن عوسجه گفت یا ابن رسول الله اجازت فرمای تا تیری بر دهانش زنم حسین گفت نمی خواهم که در جنگ پیشی کنم سپس روبقبله آورد و گفت اللهم حزه الى النار سپس اجابت ظاهر شده اسپش پای در سوراخ فرو رفته

مالک زمین کی طرف جُھکا۔ باگ ہاتھ سے چھوٹ گئی پاؤن رکاب مین اُلجھ گیا اور گھوڑا
ہرطرف بھاگنے لگا۔ جب خندق کے کنارے پہونچا تو مالک کا پاؤن رکاب سے نکل گیا
اور وہ خندق کی آگ مین گر پڑا اور تاریخ کامل مین ہے کہ اوس شقی کا ایک پاؤن رکاب
مین پھنس گیا اور گھوڑا اوسکو لے کر ایسا بھاگا کہ وہ بدبخت زمین پر گر پڑا مگر پاؤن رکاب
مین اُلجھا رہا اسی حالت مین اُسکی ایک ران اور پنڈلی کٹ گئی اور بالآخر وہ خبیث
درختون اور پتھرون سے ٹکرا کر جہنّم واصل ہوگیا۔

تاریخ ابن جریر طبری مین ہے کہ پھر لشکر عمر بن سعد سے یزید بن معقل نے نکلکر بُریر
بن خضیر سے کہا کہ اے بُریر تو دیکھتا ہے کہ تیرے ساتھ خدا نے کیا سلوک کیا؟ بُریر نے
کہا کہ خُدائے عزّ وجل نے میرے ساتھ اچھا سلوک کیا لیکن تیرے ساتھ اچھا سلوک نہین
کیا۔ یزید بن معقل نے کہا کہ تو جھوٹ بولتا ہے کیا تجھکو یاد نہین ہے کہ ایکبار میرے ساتھ
بنی لوذان کیطرف جاتے ہوئے تونے عثمان بن عفان کو حد اعتدال سے گزرا ہوا اور
معاویہ بن ابی سفیان کو گمراہ اور گمراہ کرنے والا اور علی بن ابی طالب کو امام وہادی برحق
بتایا تھا۔ بُریر نے کہا کہ ہان میری راے اور میرا قول یہی ہے۔ یزید بن معقل بولا کہ
تو گمراہون مین سے ہے۔ بُریر نے کہا کہ اچھا آؤ پہلے ہم تم اِس بات پر مباہلہ کرین کہ
خدا جھوٹے کو ملعون ومقتول فرمائے اسکے بعد باہم مقاتلہ کرین۔ چنانچہ دونون جنگجو

واو بجانب اسفل مائل شد و عنان از دست رفت و پایش در رکاب ماند اسب بسوی دوید تا بکنار خندق رسید و او را از پشت در میان آتش افگند علیه اللعنة و قال ابن الاثیر فی الکامل تعلقت قدمه بالرکاب وجالت به الفرس فسقط عنها فانقطعت فخذه وساقه وقدمه وبقی جنبه الآخر متعلقا بالرکاب یضرب به کل حجر وشجر حتی مات لعنه الله قال ابن جریر وخرج یزید بن معقل فقال یا بریر بن خضیر کیف تری الله صنع بک قال والله لقد صنع بی خیرا وصنع بک شرا فقال کذبت هل تذکر انا اماشیک فی بنی لوذان وانت تقول ان عثمان کان علی نفسه مسرفا وان معاویة ضال مضل وان امام الهدی والحق علی بن ابی طالب فقال بریر اشهد ان هذا رأیی وقولی فقال یزید بن معقل وانا اشهد انک من الضالین فقال له بریر هل لک ان اباهلک ان یلعن الله الکاذب وان یقتل المبطل ثم اخرج ابارزک

مباہلہ کرکے آمادہ جنگ ہوئے اور دونوں میں تیغ آزمائی ہونے لگی۔ یزید بن معقل نے وار کیا تو خالی گیا اور بریر کو کچھ صدمہ نہ پہونچا۔ مگر بریر نے جب تلوار لگائی تو یزید بن معقل کے خود کو کاٹ کر اوس کے دماغ تک اوتر گئی اور ہنوز سر سے نکلنے بھی نہ پائی تھی کہ یزید بن معقل گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ مورخ ابن اثیر جزری[1] تاریخ کامل میں لکھتا ہے کہ پھر حر نے دشمنوں کے ساتھ شدید جنگ کی اور یزید بن سفیان کو قتل کیا۔ بعد ازان نافع بن ہلال نے لشکر امام حسین سے نکلکر مزاحم بن حریث کو مارا اور تاریخ ابن جریر طبری[2] میں ہے کہ نافع بن ہلال وقت جنگ یہ رجز پڑھ رہے تھے (ترجمہ رجز) "میں جملی ہوں۔ میں پیرو دین علی ہوں"۔ مزاحم بن حریث نے اِس کے جواب میں کہا کہ "میں پیرو دین عثمان ہوں"۔ نافع نے کہا کہ "نہیں بلکہ تو پیرو دین شیطان ہے"۔ بعد ازان نافع نے مزاحم کو قتل کر ڈالا اور روضۃ الصفا[3] میں ہے کہ نافع نے یہ رجز پڑھا کہ "میں نافع بجلی ہوں۔ میں دین علی پر ہوں اور علی کا دین نبی کا دین ہے"۔ لشکر مخالف کا ایک شخص بولا کہ "میں دین عثمان پر ہوں"۔ نافع نے کہا بلکہ تو دین شیطان پر ہے۔ اِسکے بعد نافع نے اوسکو قتل کیا۔ تاریخ ابن جریر[4] میں ہے کہ ابن سعد کے سردار لشکر عمرو بن الحجاج نے مزاحم کا قتل ہونا دیکھکر اپنی فوج سے پکار کر کہا کہ تم جانتے بھی ہو کہ کس سے جنگ کر رہے ہو تم ایسے بہادروں سے لڑ رہے ہو جو اپنی جانوں کی

فخرجا فتباهلا ان يلعن الله الكاذب ويقتل المبطل ثم تبارزا فاختلفا ضربتين فضرب يزيد بن معقل برير بن حضير فلم يضره شيئا وضربه برير ضربة قدت المغفر و بلغت الدماغ فسقط و السيف في رأسه

[1] وفي الكامل قال وقاتل الحر مع الحسين قتالا شديدا وبرز اليه يزيد بن سفيان فقتله الحر وقاتل نافع بن هلال مع الحسين ايضا فبرز اليه مزاحم بن حريث فقتله نافع

[2] وفي تاريخ ابن جرير قال ان نافع بن هلال كان يقاتل وهو يقول انا الجملي انا على دين علي قال فخرج اليه مزاحم بن حريث فقال انا على دين عثمان فقال له انت على دين شيطان ثم حمل عليه فقتله

[3] ودر روضة الصفا است كه نافع بن هلال مى گفت انا نافع البجلي - انا على دين علي - ودينه دين النبي شخص از مخالفين گفت انا على دين عثمان نافع گفت بلانت على دين الشيطان بعد ازان اورا بكشت

[4] و تاريخ ابن جرير فصاح عمرو بن الحجاج بالناس اتدرون من تقاتلون

فرسان المصر قوما
مستميتين لايبرزن
لهم منكم
احد فانهم قليل
وقل ما يبقون
والله لولم ترموهم
الا بالحجارة لقتلتموهم
فقال عمر بن سعد
صدقت الرأی
ما رأيت وارسل
الى الناس يعزم عليهم
ان لا يبارز رجل
منكم رجلا منهم
قال وفي الكامل
ثم حمل عمرو بن الحجاج
على الحسين من نحو
الفرات فاضطربوا
ساعة فصرع مسلم
بن عوسجة الاسدي
وانصرف عمرو
ومسلم صريع
فمشى اليه الحسين
وبه رمق فقال
رحمك الله يا مسلم
بن عوسجة منهم من قضى
نحبه ومنهم من ينتظر
ودنا منه حبيب بن
مظاهر وقال ابشر بالجنة
ولولا اني اعلم
انني في اثرك
لاحق بك
لاحببت ان
توصيني
فقال

ذرا بھی پروا نہین کرتے اور آمادۂ مرگ ہو کر جنگ کر رہے ہین۔ تم مین سے اگر ایک ایک شخص اِن کے مقابلے کو جائے گا تو یہ لوگ باوجود قلت تم سب کو قتل کرینگے لہذا تم اِن لوگون سے فرداً فرداً نہین لڑ سکتے ہان اگر یکبارگی حملہ آور ہو کر بہئیت مجموعی اِس قلیل جماعت پر سنگ باری کرو تو بیشک اِن سب کو قتل کر ڈالو گے۔ عمر بن سعد نے عمرو بن الحجاج کی رائے پسند کی اور اپنے لشکر والون سے کہلا بھیجا کہ کوئی شخص حسین کے ساتھیون سے فرداً فرداً جنگ نہ کرے اور تاریخ کامل[۱] مین ہے کہ پھر عمرو بن الحجاج نے فرات کی جانب سے حملہ کر دیا اور ایک ساعت تک برابر تلوار چلی مسلم بن عوسجہ اِس جنگ مغلوبہ مین مضروب ہو کر گر گئے اور عمرو بن الحجاج اپنے لشکر مین واپس آگیا۔ مسلم بن عوسجہ خاک و خون مین غلطان پڑے ہوئے تھے۔ امام حسین کو معلوم ہوا تو آپ فوراً اون کے پاس تشریف لے گئے اوس وقت رمقے جان اُنمین باقی تھی۔ امام حسین نے کہا کہ اے مسلم خدا تمہاری مغفرت فرمائے بعدہ قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی فمنھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر یعنی بعض اون مین سے درجۂ شہادت حاصل کر چکے اور بعض ہنوز منتظر ہین۔" پھر حبیب بن مظاہر نے مسلم بن عوسجہ کے پاس جا کر کہا کہ تم کو جنت کی بشارت ہو۔ اگر مین یہ نہ جانتا کہ تمہارے بعد ہی مین بھی تم سے لاحق ہونے والا ہون تو کہتا کہ کچھ وصیت کرو مسلم بن عوسجہ نے کہا کہ

خدا تمہارے حال پر رحم کرے بس مین تم سے یہی وصیت کرتا ہون کہ امام حسین کی نصرت مین اپنی جان قربان کرنا حبیب بن مظاہر نے کہا کہ انشاء اللہ ایسا ہی کرونگا۔ اتنے مین مسلم بن عوسجہ کی روح راہی ملکِ بقا ہوئی اور روضۃ الاحباب مین ہے کہ مسلم بن عوسجہ نے لشکر مخالف کے چھپّن آدمی نیزہ وشمشیر کی ضرب سے ہلاک کیے اور بالآخر کاری زخمون سے مجروح ہوکر گر گئے۔

تاریخ ابن جریر مین ہے کہ مسلم بن عوسجہ کو مسلم بن عبداللہ ضبابی اور عبدالرحمن بن ابی خشکارہ نے قتل کیا تھا مسلم بن عوسجہ کے شہید ہوجانے کے بعد شمر بن ذی الجوشن نے لشکر امام حسین پر ہر طرف سے حملہ کیا اور عبداللہ بن عمیر کلبی شہید ہوئے۔ راوی کہتا ہے کہ پھر امام حسین کے اصحاب نے لشکر اعدا سے خوب جنگ کی اور اگرچہ وہ کل بتّیس سوار تھے مگر جس طرف رُخ کرتے تھے صفِ اعدا کو درہم برہم کر دیتے تھے۔ یہ حال دیکھکر عزرہ بن قیس نے عمر بن سعد سے کہلا بھیجا کہ کیا تم نہین دیکھتے کہ ان معدودے چند حسینی لشکر والون نے ہماری فوج پر کیا آفت برپا کر رکھی ہے اب جلد اور سپاہیون اور تیر اندازون کو مدد کے لیے بھیجو اور تاریخ کامل مین ہے کہ عزرہ بن قیس کی استدعا کے موافق عمر بن سعد نے حصین بن نمیر کو مع پانچسو تیر اندازون کے بھیجا جنھون نے پہونچتے ہی لشکر امام حسین پر تیرون کا مینھ برسانا شروع کیا اور اس شدت سے

اوصیک بهذا ... الله واوفی بیده ... الحسین ان عوتت ... دونه فقال الضحاک ... مات مسلم ۵۱ در روضۃ الاحباب است ... بن عوسجہ ... را بنیزه و پیکان ... بزخم تیر ابدار دمار از ... شش تن دیگر از ... آورده و عاقبت زخمهائے گران یافتہ از پا در آمد ۵۲ و فی تاریخ ابن جریر و کان الذی قتل مسلم بن عوسجۃ مسلم بن عبد الله الضبابی و عبد الرحمن بن ابی خشکارۃ البجلی ... وحمل عمرو بن ذی الجوشن علی حسین و اصحابہ من کل جانب ... فقتل الکلبی ... وقاتلهم اصحاب الحسین قتالا شدیدا وهم اثنان و ثلاثون فارسا فلم یحمل علی جانب من خیل الکوفۃ الا کشفتہ فلما رأی ذلک عزرۃ بن قیس وهو علی خیل الکوفۃ بعث الی عمر فقال الا تری ما یلقی خیلی هذا الیوم من هذه العدۃ الیسیرۃ وابعث الیهم الرجال والرماۃ ۵۳ وفی الکامل فدعا عمر بن سعد الحصین بن نمیر فبعث معہ خمسمائۃ من الرامیۃ فلما دنوا من الحسین واصحابه رشقوهم بالنبل

تیر باری کی کہ تھوڑی دیر مین گھوڑون کو بیکار کر دیا اور حسینی لشکر کے کل سوار پیادہ
ہو گئے۔ اس موقع پر حُر نے دشمنون سے دل توڑ کر جنگ کی اور دیگر اصحاب امام حسین
نے بھی مخالفین سے دو پہر تک ایسا شدید مقاتلہ کیا جس سے زیادہ ممکن نہین ہو سکتا
حتیٰ کہ دشمنون کو یہ قدرت نہوئی کہ سوا ایک سمت کے اور کسی طرف سے حملہ کر سکین
اس اثنا رمین عبداللہ بن عمیر کلبی کی بی بی عبداللہ کی لاش پر جا کر اون کے
چہرے کی گرد پونچھنے لگی اور کہتی جاتی تھی کہ تم کو جنّت مبارک ہو۔ شمر کے حکم سے
ایک غلام رستم نام نے اوس بیچاری کے سر پر ایسا گرز لگایا کہ وہ اوسی جگہ مر کر
رہ گئی۔ پھر شمر نے حملہ کیا اور خیام کیجانب بڑھ کر آواز دی کہ میرے پاس آگ لاؤ
تاکہ ان خیمون کو جلا دون یہ سنکر مخدرات عصمت چلا اوٹھین اور خیمون سے باہر نکل آئین
امام حسین نے شمر کو للکارا کہ کیا تو میرے خیام اور اہل وعیال کو جلاتا ہے۔ خدا
تجھے نار جہنّم مین جلائے۔ حمید بن مسلم کہتا ہے کہ مین نے شمر سے کہا کہ آگ مین
جلانا اور عورات واطفال کو قتل کرنا مناسب نہین ہے ابن زیاد بھی اس بات کو
پسند نہ کریگا۔ شمر نے حمید کا کہنا نہ مانا مگر آخر کو شبث بن ربعی کے سمجھانے سے باز رہا۔
مورخ ابن اثیر لکھتا ہے کہ اگر لشکر امام حسین کے ایک دو آدمی قتل ہوتے تھے
تو بوجہ قلّت اصحاب اون کی جماعت مین بیّن کمی نمایان ہوتی تھی اور اگر

فلم یلبثوا ان عقروا خیولهم وصاروا رجالة کلهم وقاتل الحر بن یزید راجلا وقاتلوا قتالا شدیدا فقاتلوهم الی ان انتصف النهار اشد قتال خلق الله ولا یقدرون ان یاتوهم الا من وجه واحد (الی ان قال) وخرجت امراة الکلبی حتی جلست عند راسه تمسح التراب عن وجهه وتقول هنیئا لك الجنة فامر شمر غلاما اسمه رستم فضرب راسها بالعمود فماتت مکانها وحمل شمر حتی بلغ فسطاط الحسین ونادی علیّ بالنار حتی احرق هذا البیت علی اهله فصاحت النساء وخرجن وصاح به الحسین انت تحرق بیتی علی اهلی احرقك الله بالنار فقال حمید ابن مسلم لشمر ان هذا لا یصلح تعذب بعذاب الله وتقتل الولدان والنساء والله ان فی قتل الرجال لما یرضی به امیرك فلم یقبل منه فجاءه شبث بن ربعی فنهاه فانتهی قال ابن الاثیر وکانوا اذا قتل منهم الرجل والرجلان تبین فیهم وهؤلاء کثیر لا یتبین فیهم

لشکر عمر بن سعد کے چند آدمی مارے جاتے تھے تو بوجہ کثرتِ فوج اوسکے گروہ کی تعداد
مین کچھ فرق نظر نہ آتا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ دوران جنگ مین نمازِ ظہر کا وقت آگیا
تو ابو ثمامہ صائدی نے امام حسین سے کہا کہ میری جان آپ کی جان پر فدا ہو اگرچہ
دشمنون کی فوج بالکل قریب آگئی ہے لیکن واللہ جب تک مین زندہ ہون اشقیار
آپ کو صدمۂ جسمانی نہ پہونچا سکین گے۔ اب میری خواہش ہے کہ نماز ادا کرکے
اپنے خدا سے ملاقات کرون۔ یہ سُنکر امام حسین نے سر اُٹھایا اور فرمایا کہ اے ابو ثمامہ
اللہ تم کو مصلین ذاکرین کا درجہ عطا کرے کہ تم نے نماز کا ذکر کیا۔ بیشک یہ اوّل وقت
نماز کا ہے مخالفین سے کہو کہ ہمکو نماز ادا کرنے کے لیے تھوڑی مہلت دین حصین بن نمیر
بولا کہ تمھاری نماز قبول نہوگی۔ حبیب بن مظاہر نے غضب مین آکر جواب دیا کہ اے گدھے
تو گمان کرتا ہے کہ آلِ رسول کی نماز قبول نہوگی اور تیری نماز قبول ہوگی۔ یہ دندان شکن
جواب سُنکر حصین بن نمیر نے حبیب بن مظاہر پر حملہ کیا۔ حبیب نے ابن نمیر کے گھوڑے
کے مُنہ پر تلوار ماری گھوڑا بھڑکا اور ابن نمیر گر پڑا مگر اوس کے ساتھیون نے پہونچکر
اوس کو بچالیا۔ تاریخ ابن جریر طبری مین ہے کہ پھر حبیب بن مظاہر نے دشمنون
سے شدید قتال کیا اور اِسی اثنا مین بدیل بن حریم تمیمی اون پر حملہ آور ہوا حبیب نے
تلوار کی ضرب سے اوس کو قتل کیا۔ اتنے مین بنی تمیم کے ایک دوسرے شخص نے

واذا قتلوا او نالوا لا يبين فيهم لكثرتهم ولما حضر وقت الصلوة قال ابوثمامة الصائدي للحسين نفسي لنفسك الفداء اری هؤلاء قد اقتربوا منك والله لا تقتل حتى اقتل دونك واحب ان القى ربي وقد صليت هذه الصلوة فرفع الحسين راسه وقال ذكرت الصلوة جعلك الله من المصلين الذاكرين نعم هذا اول وقتها ثم قال سلوهم ان يكفوا عنا حتى نصلي فقال لهم الحصين انها لا تقبل فقال له حبيب بن مظاهر زعمت لا تقبل الصلوة من آل رسول الله صلى الله عليه وسلم وتقبل منك يا حمار فحمل عليهم الحصين وخرج اليه حبيب فضرب وجه فرسه بالسيف فشب فسقط عنه الحصين فاستنقذه اصحابه وفي تاريخ ابن جرير قال وقاتل حبيب قتالا شديدا فحمل عليه رجل من بني تميم اسمه بديل بن حريم فضربه بالسيف على راسه فقتله وحمل عليه آخر من بني تميم

حبیب بن مظاہر کو نیزہ مارا۔ حبیب گر پڑے اور اوٹھنا چاہتے تھے کہ حصین بن نمیر نے اون کے سر پر ایسی تلوار لگائی کہ وہ پھر گر پڑے اور روضتہ الشہدا[۱] مین ہے کہ حبیب بن مظاہر حصین بن نمیر کی تلوار سے زخمی ہو کر گرے تو اوںھون نے آواز دی کہ یا ابن رسول اللہ اس خادم کی خبر لیجیے۔ امام حسین یہ صدا سُنکر فوراً وہان پہونچے حبیب نے آنکھین کھولدین۔ امام حسین نے اونکو نعمات جنّت کی بشارت دی اور وہ عالم آخرت کو سدھارے۔

تاریخ کامل[۲] مین ہے کہ حبیب بن مظاہر کے قتل ہونے سے امام حسین بہت ہی سُست اور افسردہ ہو گئے۔ مورخ ابن اثیر[۳] لکھتا ہے کہ پھر حُر اور زہیر بن القین نے دشمنون سے خوب ہی قتال کیا۔ اور روضتہ الاحباب[۴] مین ہے کہ عمر بن سعد نے حُر کو میدان جنگ مین دیکھکر صفوان بن حنظلہ سے کہا کہ جاکر حُر کو نصیحت کر اور میرے پاس واپس لا اور اگر نہ آئے تو تلوار سے اوسکا سر کاٹ لے۔ صفوان نے حُر کے پاس آکر کہا کہ اے حُر تو نے مرد عاقل ہو کر خلیفہ یزید سے کیون روگردانی کی؟ حُر نے جواب دیا کہ اے صفوان مجھے تعجب ہے کہ تو خود خلاف عقل یہ بات کہتا ہے کیا تو نہین جانتا کہ یزید ناپاک اور فاسق ہے اور امام حسین پاک و پاکیزہ نژاد مین۔ رسول اللہ کے نے اون کو اپنا ریحان فرمایا ہے۔ صفوان بولا کہ اے حُر مین سب جانتا ہون مگر

[۱] فطعنه فوقع فذهب ليقوم فضربه حصين بن نمير على رأسه بالسيف فوقع وور روضة الشهدا است که حبیب آواز داد که یا ابن رسول اللہ دریاب صدا بگوش حسین رسید بیک چشم زدن خود را بدو رسانید حبیب دیده باز کرد حسین اورا بہشت بشارت داد و آن بیک خبر آن نزده ولنپر بود

[۲] وفی الکامل فلما قتل حبیب بن مظاهر هدّ ذلک الحسین

[۳] و قال ابن الاثیر وحمل الحر وزهیر بن القین فقاتلا قتالاً شدیداً

[۴] وور روضة الاحباب است که چون عمر بن سعد حر را در میدان دید لرزه برتن افتاد و دل پیچید و صفوان بن حنظله را طلبید و گفت برو و حر را نصیحت و ملامت کن و باز آر و اگر سخن قبول نکند سرش را بردار صفوان در برابر حر آمد و گفت ای حر تو مرد عاقلی چرا از خلیفه یزید روگردانی کردی حر گفت ای صفوان از خردمندی تو این عجب است که نمیدانی که یزید ناپاک و فاسق است و امام حسین پاک و پاکزاده رسول او را ریحان بوستان خوانده صفوان گفت ای حر من این همه میدانم

جاہ و دولت تو یزید ہی کے ساتھ ہے اور مین مرد سپاہی ہون مجھکو جاہ و منصب ہی چاہیئے۔ حُر نے کہا کہ اے صفوان کیا تو حق کو جان بوجھ کر چھپاتا ہے۔ صفوان نے غضب مین آکر حُر کو نیزہ مارا حُر نے اوسکے وار کو رد کرکے اوسی گرمی مین ایسا نیزہ لگایا کہ اوسکی انی صفوان کی پیٹھ سے نکل گئی۔ بعدہٗ حر نے لشکر دشمن سے یہانتک قتال کیا کہ نیزہ ٹوٹ گیا حُر نے تلوار میان سے نکالکر ایسی شمشیر زنی کی کہ کسی کو سر سے سینے تک کاٹا اور کسی کو کمر کے پاس سے دو ٹکڑے کیا۔ یہ دیکھکر شمر نے لشکر کو آواز دی کہ سب ملکر حُر کو گھیر لین۔ چنانچہ عمر بن سعد کے لشکر نے حُر کو گھیر کر چارون طرف سے تیر و شمشیر کا مینھ برسانا شروع کیا۔ ناگاہ قصورہ بن کنانہ نے ایسا نیزہ حُر کے سینے پر مارا کہ وہ مہلک زخم کھاکر گھوڑے سے گر پڑا اور پکارا کہ یا ابن رسول اللہ اس جان نثار کی خبر لیجئے۔ امام حسین گھوڑے پر میدان جنگ مین جاکر حُر کو اُٹھا لائے اور اوسکا سر اپنے زانو پر رکھکر آستین سے اوسکے چہرے کی گرد صاف کرنے لگے۔ حُر مین تھوڑی سی جان باقی تھی اوسنے اپنا سر امام حسین کے زانو پر دیکھکر تبسم کیا اور کہا کہ یا ابن رسول اللہ آپ مجھسے راضی ہین؟ امام حسین نے کہا کہ مین بھی راضی ہون اور میرا خدا بھی۔ حُر یہ بشارت سُنکر شادان و فرحان راہی خلد برین ہوا۔

تاریخ کامل مین ہے کہ بعد ازان امام حسین نے اپنے اصحاب کے ساتھ نماز ظہر

صلوٰۃ الخوف ثم اقتتلوا
بعد الظہر فاشتد قتالہم
ووصلوا الی الحسین
فاستقدم الحنفی امامہ
فاستہدف لہم یرمونہ
بالنبل وہو بین یدیہ
حتی سقط وقاتل زہیر
بن القین قتالاً شدیداً
فحمل علیہ کثیر
بن عبداللہ الشعبی و
مہاجر بن اوس فقتلاہ و
کان نافع بن ہلال
البجلی قد کتب اسمہ علی فوق
نبلہ فقتل بہا اثناعشر رجلاً
سوی من جرح فضرب
حتی کسرت عضداہ و
اخذ اسیراً فاخذہ
شمر بن ذی الجوشن فاتی
بہ عمر بن سعد والدم
علی وجہہ وہو یقول
لقد قتلت منکم
اثناعشر رجلاً سوی من
جرحت ولو بقیت لی عضد
وساعد ما اسرتمونی
فانتضی شمر سیفہ لیقتلہ
فقال لہ نافع واللہ لو
کنت من المسلمین لعظم
علیک ان تلقی اللہ بدمائنا
فالحمد للہ الذی
جعل منایانا
علی یدی شرار
خلقہ فقتلہ
شمر ثم
حمل علی
اصحاب الحسین
فلما رأوا انہم
قد کثروا

بعنوان صلوٰۃ الخوف پڑھی اتنے مین پھر لڑائی ہونے لگی اور اعدائے دین شدید زغہ کرکے اون کی جانب تیر برسانے لگے۔ یہ حال دیکھکر سعد بن عبداللہ حنفی امام حسین کے آگے کھڑے ہوگئے تاکہ جو تیر آئین اون کو اپنے جسم پر لین امام حسین تک نہ پہونچنے دین چنانچہ اسقدر تیر سعد بن عبداللہ کے بدن پر لگے کہ وہ گرکر شہید ہوگئے اور زہیر بن القین بھی دشمنون کے ساتھ سخت قتال کرنیکے بعد کثیر بن عبداللہ شعبی اور مہاجر بن اوس کے ہاتھون سے شہید ہوئے۔ نافع بن ہلال بجلی نے بھی (جنکے تیرون پر انکا نام لکھا ہوا تھا) مخالفین سے خوب جنگ کی اور عمر بن سعد کے بارہ جوانون کو قتل اور اکثر کو زخمی کیا بالآخر دشمنون نے زغہ کرکے نافع کے دونون بازو توڑ ڈالے اور گرفتار کرکے عمر بن سعد کے پاس پہونچایا اوسوقت نافع کا چہرہ خون سے تر تھا اور وہ کہہ رہے تھے کہ اے دشمنان دین مین نے تمہارے بارہ آدمیون کو قتل اور بہتیرون کو مجروح کیا اور اگر میرے دست و بازو بیکار نہو جاتے تو تم مجھکو ہرگز گرفتار نہکر سکتے۔ شمر نے تلوار نکالکر نافع کو قتل کرنا چاہا۔ نافع نے کہا کہ واللہ اگر تو مسلمان ہوتا تو ہمارا خون کرتے ہوئے خدا سے ڈرتا پس مین خدا کا شکر ادا کرتا ہون کہ اوس نے ہماری موت بدترین خلق کے ہاتھون سے مقرر کی۔ یہ سنکر شمر نے نافع کو قتل کر ڈالا اور اصحاب حسین پر حملہ کیا امام حسین کے انصار نے دشمنون کا ازدحام دیکھکر

اور یہ سمجھ کر کہ اب ہم اون کے روکنے پر قادر نہین ہو سکتے باہم ارادہ کر لیا کہ امام حسین کے
آگے قتال کر کے اون پر اپنی جانین فدا کرین چنانچہ عبد اللہ اور عبد الرحمن عروہ غفاری
کے بیٹے امام حسین کے روبرو آ کر دشمنون سے قتال مین مشغول ہوئے۔ اسی اثنا مین
دو جوان جابری سیف بن حارث بن سریع و مالک بن عبد بن سریع امام حسین کی خدمت
مین آئے۔ امام حسین نے دیکھا کہ وہ دونون رو رہے ہین۔ آپنے اون سے رونے کا
سبب دریافت فرمایا۔ اونھون نے عرض کیا کہ واللہ ہم اپنی جانون کے لیے نہین روتے
بلکہ اس بات پر روتے ہین کہ دشمنون نے آپ کو گھیر لیا ہے اور اب ہم مین یہ قدرت
نہین ہے کہ آپ کی حفاظت کر سکین۔ امام حسین نے فرمایا کہ خدا تم دونون کو متقین
کی جزا عطا کرے۔ اتنے مین حنظلہ بن اسعد شبامی نے امام حسین کے سامنے کھڑے ہو کر
قوم اعدا کو آیات قرآنیہ کے ساتھ یہ ندا کی کہ اے قوم مجھکو تمہاری نسبت یوم احزاب کیطرح
روز بد کا اندیشہ ہے یعنی کہین تمہارا بھی وہی حال نہو جو قوم نوح اور عاد اور ثمود اور
اون کے بعد والون کا ہوا۔ اے قوم اللہ تعالےٰ اپنے بندون پر ظلم کا ارادہ نہین کرتا
(بلکہ وہ خود ہلاکت مین پڑ جاتے ہین) اے قوم مجھکو تمہاری نسبت قیامت کے دن کا
اندیشہ ہے جب کہ تم پیچھے پھر کر بھاگ کھڑے ہونے کا قصد کروگے مگر یاد رکھو کہ عذاب خدا
سے کوئی بچانے والا نہین ہے کیونکہ جس پر خدا کا غضب ہو اوس کا نجات دہندہ

والفهم لا يقدرون ان يمنعوا الحسين منا فسوا ان يقتلوا بين يديه فجاء عبد الله وعبد الرحمن ابنا عروة الغفاري بان اليه فقالا قد حازنا الناس اليك فجعلا يقاتلان بين يديه واتاه الفتيان الجابريان سيف بن الحارث بن سريع ومالك بن عبد بن سريع وهما يبكيان فقال لهما ما يبكيكما *** فقالا والله ما على انفسنا نبكي ولكن نبكي عليك نراك قد احيط بك ولا نقدر ان نمنعك فقال جزاكما الله جزاء المتقين وجاء حنظلة بن اسعد الشبامي فوقف بين يدي الحسين وجعل ينادي يا قوم اني اخاف عليكم مثل يوم الاحزاب مثل داب قوم نوح وعاد وثمود والذين من بعدهم وما الله يريد ظلما للعباد * يا قوم اني اخاف عليكم يوم التناد يوم تولون مدبرين ما لكم من الله من عاصم ومن يضلل الله فماله من هاد

کون ہو سکتا ہے۔ اے قوم جفا کار حسین کو قتل نہ کرو ورنہ عذاب مین مبتلا ہو گے۔ سُنو!
جو افترا پردازی کرتا ہے وہ ضرور نقصان اوٹھاتا ہے۔ حنظلہ کی تقریر سُنکر امام حسین
نے حنظلہ سے فرمایا کہ خدا تجھپر رحم کرے ان لوگون نے تو اوسی وقت عذاب خدا کو قبول کر لیا
جسوقت کہ میری دعوت الی الحق کو رد کر دیا۔ راوی کہتا ہے کہ اسکے بعد حنظلہ امام حسین
اور اہلبیت رسالت پر درود وسلام بھیجتے ہوے میدان جنگ مین پہونچے اور خوب
قتال کرکے شہید ہوئے۔ پھر دونون جوان جابری امام حسین سے رخصت ہو کر
مصروف قتال ہوئے اور آخر کو اون دونون نے بھی مرتبۂ شہادت حاصل کیا۔
تاریخ ابن جریر طبری[۱] مین ہے کہ بعدازان عمرو بن صبیح الصیدائی نے عبداللہ بن مسلم
بن عقیل کو متواتر دو تیر مار کر شہید کیا۔ پھر عبداللہ بن قطبہ کے ہاتھ سے عون بن عبداللہ
بن جعفر اور عامر بن نہشل کی ضرب سے محمد بن عبداللہ بن جعفر اور عثمان بن خالد جہنی اور
بشر بن سوط ہمدانی کے حملہ سے عبدالرحمن بن عقیل شہید ہوئے اور عبداللہ بن عزرہ خثعمی
نے جعفر بن عقیل کو تیر سے شہید کیا۔
تاریخ کامل[۲] مین ہے کہ پھر حضرت قاسم بن امام حسن تلوار لے کر دشمنون پر حملہ آور ہوے
اور روضۃ الاحباب[۳] مین ہے کہ جب حضرت قاسم نے میدان جنگ مین جانیکی
اجازت چاہی تو امام حسین نے فرمایا کہ اے جان عم تو میرے بھائی کی یادگار اور

یا قوم لا تقتلوا الحسین فیسحتکم الله بعذاب وقد خاب من افترى فقال له الحسین رحمک الله انهم قد استوجبوا العذاب حین ردوا ما دعوتهم الیه من الحق (الى ان قال) فسلم (حنظلة) على الحسین وصلى علیه وعلى اهل بیته وتقدم فقاتل حتى قتل ثم تقدم الفتیان الجابریان فودعا الحسین وقاتلا حتى قتلا

[۱] في تاریخ ابن جریر فقال ثم ان عمرو بن الصبیح الصیدائی رمى عبد الله بن مسلم بن عقیل بسهم فوضع کفه على جبهته فلم یستطع ان یحرکها ثم رماه بسهم آخر فقتله ××× فحمل عبد الله بن قطبة الطائی على عون بن عبد الله بن جعفر فقتله وحمل عامر بن نهشل التیمی على محمد بن عبد الله بن جعفر فقتله وحمل عثمان بن خالد بن اسیر الجهنی وبشر بن سوط الهمدانی على عبد الرحمن بن عقیل بن ابی طالب فقتلاه ورمى عبد الله بن عزرة الخثعمی جعفر بن عقیل فقتله

[۲] وفی الکامل ثم حمل القاسم بن الحسن بن علی وبیده السیف

[۳] ودر روضة الاحباب است کہ چون قاسم بن امام حسن اجازت جنگ خواست امام حسین فرمود ای جان عم تو مرا از برادر یادگاری

اس جنگل مین میرا انیس و غمخوار ہے مین تجھے کیونکر اجازت دون ۔ حضرت قاسم خیمے مین آکر مغموم سر بزانو بیٹھ گئے ۔ اتنے مین اون کو یاد آگیا کہ کسی وقت مین اون کے والد ماجد امام حسن نے ایک تعویذ انکے بازو پر باندھکر فرمایا تھا کہ جب تم کو سخت غم و اندوہ لاحق ہو تو اس تعویذ کو کھول کر پڑھ لینا اور جو کچھ اس مین لکھا ہے اوس پر عمل کرنا ۔ حضرت قاسم نے دل مین کہا کہ اب اسسے زیادہ غم و اندوہ کیا ہوگا فوراً تعویذ کھولکر پڑھا تو اوس مین لکھا تھا کہ اے قاسم مین وصیت کرتا ہون کہ جب میرے بھائی حسین کو بمقام دشت کربلا شامیان دغا باز کے پنجہ ظلم مین گرفتار دیکھنا تو اپنا سر اون کے قدمون پر نثار کر دینا ۔ حضرت قاسم یہ پڑھ کر خوش ہو گئے اور امام حسین کے پاس آکر اونھون نے وہ تحریر پیش کی ۔ امام حسین اوس کو دیکھکر رونے لگے اور حضرت قاسم بھی ضبط گریہ پر قادر نہو سکے ۔ جب سکون ہوا تو حضرت قاسم نے بالتجا و زاری جنگ کی اجازت حاصل کی اور میدان قتال مین جاکر باوجود صغر سنی مقاتلۂ عظیم کیا چنانچہ بعض کتابون مین لکھا ہے کہ اونھون نے پینتیس ٣٥ آدمی تیر اور تلوار سے قتل کیے اور روضۃ الشہدا مین ہے کہ تقریباً تیس ٣٠ پیادے اور پچاس ٥٠ سوار تہ تیغ کیے اور چاہا کہ صفون کو پھاڑ کر باہر نکل آئین ۔ ناگہان اعدا نے یکبارگی ایسی تیر باری کی کہ حضرت قاسم کا گھوڑا بیکار ہو گیا اور شیث نے حضرت قاسم کے سینے پر نیزہ مارا ۔ حضرت قاسم ستائیس ٢٧ زخم

کھا چکے تھے شیث کے نیزے سے مجروح ہو کر گر پڑے اور آواز دی کہ اے عم محترم میری خبر لیجیے اور تاریخ کامل میں ہے کہ جب حضرت قاسم بن حسن عمرو بن سعد بن نفیل ازدی کی ضرب شمشیر سے مجروح ہو کر زمین پر گرے تو آواز دی کہ اے چچا جان مجھ خستہ جان کی خبر لیجیے یہ سنتے ہی امام حسین شکاری پرند کی طرح جھپٹ کر حضرت قاسم کے پاس پہونچے اور مثل شیر پرغضب عمرو پر حملہ آور ہوئے۔ اُس نے امام حسین کی تلوار ہاتھ پر روکی تو ہاتھ کہنی سے کٹ گیا اور وہ چیخنے لگا۔ سواران کوفہ عمرو کو بچانے کے قصد سے ایسا ٹوٹ پڑے کہ عمرو اون کے گھوڑون کی ٹاپوں سے کچل کر مر گیا۔ جب غبار صاف ہوا تو امام حسین نے حضرت قاسم کو خاک و خون میں غلطان دیکھکر کہا کہ اے فرزند جس قوم نے تجھے قتل کیا ہے خدا اوسکو ملعون ابدی فرمائے۔ قیامت کے دن تیرے جد امجد اس قوم سے تیرے خون کے مدعی ہونگے اور تاریخ ابن جریر طبری میں ہے کہ پھر ہانی بن ثبیت حضرمی نے عبداللہ بن علی بن ابی طالب اور جعفر بن علی بن ابی طالب پر حملہ کر کے اونکو شہید کیا۔

روضۃ الاحباب میں ہے کہ جب حضرت عباس بن علی نے عزیزون اور بھائیونکو یکے بعد دیگرے قتل ہوتے دیکھا تو اون کی آنکھون سے خون ٹپک پڑا۔ علم لیے ہوئے امام حسین کے سامنے آکر کہنے لگے کہ اب حضور مجھے بھی اجازت جنگ عطا کریں کیونکہ

خوردہ بود از اسپ بیفتاد و صرخت یا عماہ ادرکنی

وفی الکامل فحمل علیہ عمرو بن سعد بن نفیل الازدی فضرب راسہ بالسیف فسقط القاسم الی الارض لوجھہ و قال یا عماہ فانقض الیہ الحسین کالصقر ثم شد شدۃ لیث اغضب فضرب عمرواً بالسیف فاتقاہ بیدہ فقطع یدہ من المرفق فصاح وحملت خیل الکوفۃ لیستنقذوا عمرواً فاستقبلتہ لصدورھا وجالت علیہ فوطئتہ حتی مات وانجلت الغبرۃ والحسین واقف علی راس القاسم وھو یفحص برجلیہ والحسین یقول بعداً لقوم قتلوک ومن خصمھم یوم القیمۃ فیک جدک

تاریخ ابن جریر و فی جلد ۲ قال و شد ھانی بن ثبیت الحضرمی علی عبد اللہ بن علی بن ابی طالب فقتلہ ثم شد علی جعفر بن علی فقتلہ

و در روضۃ الاحباب است کہ آنگاہ عباس بن علی کہ علمدار شاہزادہ حسین بود چون حالات برادران بدین منوال دید سیل خون از دیدہ گشت دیدہ بخون دو + + و علم بدوش پیش امیر المؤمنین حسین آورد و بالائے سرپا ایستادہ کرد و گفت کہ + + ارشنز اجازت ارزانی فرمائید کہ

بھائیون کی مفارقت مجھ پر بسید شاق ہو رہی ہے یہ سنکر امام حسین رونے لگے۔ حضرت عباس
نے عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ میری جان آپ پر فدا ہو اب میرا دل زندگی سے سیر
ہو گیا ہے چاہتا ہون کہ جہانتک ممکن ہو ان ظالمون سے انتقام لون اور روضۃ الشہدا
مین ہے کہ امام حسین نے حضرت عباس کی یہ تقریر سنکر فرمایا کہ اگر تمہاری یہی تمنا ہے تو
بسم اللہ جاؤ مگر پہلے دشمنون سے قطع حجت کر لو یعنی جو کچھ مین کہون اون کے سامنے
بیان کرو اور جب وہ نہ مانین تو اون سے لڑو یہ فرماکر جو کچھ کہنا تھا آپ نے
حضرت عباس سے کہدیا اور اونکو رخصت کیا اور روضۃ الاحباب مین ہے
کہ جب حضرت عباس علمدار میدان جنگ مین پہونچے تو اونھون نے گھوڑے کو
روک لیا اور دشمنون سے مخاطبہ کر کے کہا کہ اے قوم فرزند رسول خدا فرماتا ہے
کہ میرے بھائیون اور ہواخواہون کو تو تم نے قتل کر ڈالا اب کم از کم اتنا کرو کہ ہم کو
تھوڑا پانی دیدو تا کہ بچے اور عورتین شدت تشنگی سے ہلاک نہون اور اگر پانی بھی ندو
تو راستہ دے دو کہ اطفال باقی ماندگان کو لے کر بلاد روم یا ہند کیطرف چلا جاؤن۔
حضرت عبّاس کا یہ پُر درد کلام سنکر بعض تو خاموش رہے اور اکثر زار زار رونے لگے
لیکن شمر بن ذی الجوشن اور شبث بن ربعی نے سامنے آکر کہا کہ اے علی کے بیٹے
جاکر اپنے بھائی سے کہو کہ اگر تمام روے زمین پانی ہو کر ہمارے تصرف مین آجاے

تب بھی ہم اوس مین سے ایک قطرہ تم کو اوس وقت تک نہ دینگے جب تک یزید کی بیعت نہ کروگے۔ حضرت عباس دشمنون پر نفرین کرتے ہوے واپس آے اور جو کچھ شمر وغیرہ نے کہا تھا امام حسین کی خدمت مین عرض کیا۔ امام حسین نے فرط غم سے اپنا سر جھکا لیا۔ ناگہان خیمے مین صداے العطش العطش بلند ہوئی۔ حضرت عباس اہلبیت رسالت کی فریاد وزاری سنکر بیتاب ہوگئے اور مشک لیکر فرات کی جانب روانہ ہوئے۔ راوی کہتا ہے کہ دریائے فرات پر ابن سعد کی چار ہزار فوج متعیّن تھی جب حضرت عبّاس نے اودھر کا رخ کیا تو وہ فوج مانع اور سدّ راہ ہوئی۔ حضرت عبّاس نے اون لوگون سے سوال کیا کہ آیا تم کافر ہو یا مسلمان؟ اونھون نے کہا کہ ہم مسلمان ہین۔ حضرت عبّاس بولے کہ مذہب اسلام مین کہان جائز ہے کہ سگ وخوک اور دام ودد اور چرند وپرند تو اس دریا سے سیراب ہون اور پیغمبر کے نور نظر وفاطمہ زہرا کے لخت جگر محروم رہین کیا تم کو تشنگی روز قیامت کا ذرا بھی خوف نہین ہے۔ یہ سنکر گروہ اشقیا کے پانچسو جوانون نے دور سے حضرت عباس پر تیر برسانا شروع کیا۔ حضرت عبّاس نے حملہ کرکے اون مین سے اکثر کو مار کر گرا دیا اور باقی اِدھر اودھر متفرق ہوگئے۔ حضرت عباس نے گھوڑے کو دریا مین ڈالا ہی تھا کہ پھر ابن سعد کے سوارون نے آکر گھیر لیا۔ حضرت عبّاس نے

دریا سے باہر نکلکر للکارا اور حملہ کرکے اون سوارون کو بھی منتشر کردیا۔ اسی طرح کئی بار حملہ
کرنے کے بعد گھاٹ پر پہونچکر مشک پانی سے بھری اور داہنے ہاتھ مین مشک کو لئے
ہوئے خیمے کی جانب روانہ ہوئے۔ ناگہان عمر بن سعد کی فوج نے اونکو پھر چارون طرف سے
گھیر لیا اور نوفل بن ازرق شامی نے اچانک خنجر کی ایسی ضرب لگائی کہ حضرت عباس علمبردار
کا داہنا ہاتھ کٹ گیا۔ اونھون نے فوراً مشک بائین کندھے پر رکھ لی۔ دشمنون نے
نرغہ کرکے بایان ہاتھ بھی قلم کرڈالا۔ حضرت عباس نے مشک کو دانتون سے پکڑ لیا
اتنے مین ایک شقی نے ایسا تیر مارا کہ مشک مین سوراخ ہوگیا اور جتنا پانی اوس مین تھا
سب گر کر خاک مین مل گیا۔ حضرت عباس مجروح ہوکر گھوڑے سے گر پڑے اور
آواز دی کہ اے بھائی اپنے بھائی کی خبر لیجئے۔ حضرت عباس کی یہ صدا سنکر امام حسین نے
بے اختیار ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور پیادہ پا حضرت عباس کے پاس
جا پہونچے دیکھا کہ حضرت عباس کی لاش خاک و خون مین مخلوط پڑی ہوئی ہے اور
اون کی روح خاکدان فنا سے گلستان بقا کی جانب پرواز کرچکی ہے۔ یہ دیکھکر امام حسین
پر ایسا غم و الم طاری ہوا کہ بے اختیار حضرت عباس کی لاش پر گر پڑے اور رونے لگے۔
صاحب[۵۱] روضۃ الاحباب لکھتے ہین کہ اکثر تاریخون مین مذکور ہے کہ اوس وقت
امام حسین یہ فرما رہے تھے کہ آہ اب میری کمر ٹوٹ گئی۔

۵۱ صاحب روضۃ الاحباب میفرماید کہ در بیشتر تواریخ مذکور است کہ حضرت امام حسین بعد از شہادت حضرت عباس فرمود کہ الآن انکسر ظہری بین دشمنون دبیقراری در گرفت

اور روضۃ الشہداؔ مین ہے کہ جب امام حسین نے دیکھا کہ میرے رفقا اور اعزّا شہید
ہو چکے تو اونھون نے بنفس نفیس مسلح ہو کر میدان جنگ کا قصد کیا۔ حضرت علی اکبر
دوڑ کر امام حسین کے قدمون پر گر پڑے اور کہنے لگے کہ اے پدر بزرگوار خدا نہ کرے کہ
مین بغیر آپ کے ایک دن بھی زندہ رہون۔ آپ مجھے ان ظالمون مین نہ چھوڑین اور
اتنا توقف فرمائین کہ مین اپنی جان آپ پر فدا کرون۔ حضرت علی اکبر کی یہ تقریر سُن کر
مخدرات عصمت روتی پیٹتی خیمے سے باہر نکل آئین اور علی اکبر کو میدان جنگ مین
جانے سے مانع ہوئین۔ امام حسین نے رو کر فرمایا کہ اے لخت جگر مین کس دل سے تجھے
لڑنے کی اجازت دون مگر حضرت علی اکبر نے اجازت حاصل کرنے مین الحاح و زاری
کے ساتھ اسقدر مبالغہ کیا کہ امام حسین نے مجبور ہو کر بادل ناخواستہ اون کے بدن پر
ہتیار لگائے زرہ اور جوشن پہنایا حضرت علی مرتضےٰ کا کمر بند زیب کمر کرکے خود فولادی
سر پر رکھا اور اسپ عقاب پر سوار کیا یہ حال دیکھکر حضرت علی اکبر کی مان بہنین
گھوڑے کی باگ اور رکاب سے لپٹ گئین اور خون کے آنسو آنکھون سے برسانے لگین
امام حسین نے فرمایا کہ اب تم انھین چھوڑ دو یہ سفر آخرت کا قصد رکھتے ہین۔ الغرض
حضرت علی اکبر مان۔ باپ۔ بہن اور اعزّا سے رخصت ہو کر میدان کارزار مین
پہونچے۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت علی اکبر کی عمر اوس وقت اٹھارہ سال کی تھی۔

اون کا چہرہ آفتاب کے مثال تھا۔ اون کے گیسوے معنبر مشک خطا کو شرمندہ کرتے تھے
اور لوگ اونھین جناب رسالتمآب سے تشبیہ دیتے تھے۔ جب حضرت علی اکبر عرصہ قتال
مین پہونچے تو میدان اون کے نور جمال سے منور ہوگیا۔ اہل شام اون کو دیکھکر
بہ نظر تحیّر پوچھنے لگے کہ یہ جوان کون ہے؟ عمر بن سعد نے کہا کہ یہ حسین کا فرزند ہے
اور شکل و شمائل و خلق و حلم مین رسولخدا سے بہت مشابہت رکھتا ہے۔ علی اکبر نے
اپنے گھوڑے کو جولان کرکے یہ شعر بطور رجز کے پڑھا ؎

انا علیؑ بن الحسینؑ بن علیؑ　　نحن و رب البیت اولیٰ بالنبی

راوی کہتا ہے کہ حضرت علی اکبر نے ہرچند مبارز طلب کیا مگر کوئی اون کے سامنے
نہ آیا۔ علی اکبر خود فوج مخالف مین گھس پڑے اور جسطرف رُخ کرتے تھے کشتون کے
ڈھیر لگا دیتے تھے۔ لڑتے لڑتے پیاس کی شدت ہوئی تو امام حسین کی خدمت مین
آکر کہنے لگے کہ اے بابا جان پیاس مجھے مارے ڈالتی ہے اگر تھوڑا پانی ملجاتا تو اس
قوم جفاکار کو اوسکے ظلم و ستم کا مزہ چکھا دیتا۔ یہ سُنکر امام حسین رونے لگے اور اپنی
انگوٹھی حضرت علی اکبر کے مُنہ مین رکھدی۔ جب اون کو انگشتری کی برکت سے
گونہ سکون معلوم ہوا تو وہ پھر میدان جنگ مین پہونچکر مبارز طلب ہوے۔ عمر بن سعد
نے طارق بن شیث سے کہا کہ اگر تو اس جوان کا کام تمام کردے تو مین تجھے رقہ اور

موصل کی حکومت ابن زیاد سے دلادون اوس نے کہا کہ لیکن ایسا نہو کہ مین فرزند رسول کے قتل کا مرتکب ہون اور تو پھر بھی وعدہ وفا نکرے ابن سعد نے قسم کھا کر اپنی انگوٹھی بطور ضمانت طارق کو دی۔ طارق انگوٹھی لے کر میدان قتال مین پہونچا اور پہونچتے ہی اوس نے حضرت علی اکبر پر نیزے کا وار کیا۔ علی اکبر نے اوسکے حملے کو رد کر کے ایسا نیزہ مارا کہ طارق کی پشت سے دو بالشت باہر نکل گیا اور طارق گھوڑے سے گر کر واصل جہنم ہوا۔ راوی کہتا ہے کہ اسی طرح حضرت علی اکبر نے طارق کے دو بیٹون کو بھی فی النّار کیا۔ یہ حال دیکھکر عمر بن سعد کا لشکر متزلزل ہوگیا عمر بن سعد نے محکم بن طفیل اور ابن نوفل کو ہزار ہزار سوارون کی جمیعت کے ساتھ علی اکبر سے لڑنے کو بھیجا۔ حضرت علی اکبر نے نیزہ اوٹھا کر ایسا شدید حملہ کیا کہ وہ سب پسپا ہوگئے اتنے مین حضرت علی اکبر پر پھر پیاس کا غلبہ ہوا اور وہ امام حسین کی خدمت مین آکر کہنے لگے کہ اے پدر بزرگوار العطش العطش ۔ امام حسین کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور اونھون نے فرمایا کہ اے جان پدر صبر کرو اب جلد آب کوثر سے سیراب ہوا چاہتے ہو۔ یہ سُنکر حضرت علی اکبر پھر میدان جنگ کو سدھارے۔ ناگاہ لشکر اشقیا نے یکبارگی چارون طرف سے اون کو گھیر لیا اور نیزہ و تیر و شمشیر سے زخمی کرنا شروع کیا۔ نوبت باینجا رسید کہ حضرت علی اکبر ہمشکل پیغمبر ابن نمیر یا مرہ بن منقذ کے

نیزے سے زخمی ہوکر گھوڑے سے گرے اور گرتے ہی آواز دی کہ اے پدر بزرگوار میری خبر لیجیے۔ یہ سنکر امام حسین میدان جنگ مین پہونچے اور جوان بیٹے کی لاش درِ خیمہ پر اُٹھا لاے اور تاریخ کامل[۵۱] مین ہے کہ مرہ بن منقذ نے حملہ کرکے حضرت علی اکبر کو نیزے کی ضرب سے شہید کیا اور دشمنان دین نے تلوارون سے اون کے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا۔ جب امام حسین نے اون کو اس حالت سے دیکھا تو فرمایا کہ آہ اے فرزند جس قوم نے خدا و رسول کی ہتک حرمت پر دلیری کرکے تجھے قتل کیا خدا اوسکو معذب و ملعون فرماے۔ آہ اے فرزند تیرے بعد زندگانی دنیا پر خاک ہے۔ کتاب روضۃ الاحباب[۵۲] مین ہے کہ پھر امام حسین اپنے چھوٹے بچے علی اصغر کو گھوڑے پر بٹھا کر صف اعدا کے نزدیک لے گئے اور کہنے لگے کہ اے قوم جفاکار تم لوگون کے زعم مین اگر گنہگار ہون تو مین ہون اس بچے نے کیا گناہ کیا ہے کاش تم اسی کو ایک گھونٹ پانی پلادو کہ شدت تشنگی سے جان بلب ہو رہا ہے۔ اون سنگدلون نے جواب دیا کہ ہم بغیر اجازت ابن زیاد کے تمکو اور تمہارے اطفال کو ایک قطرہ پانی کا نہ دینگے۔ اسی اثنا مین حرملہ بن کاہل اسدی نے ایسا تیر مارا کہ علی اصغر کے حلق سے گزر کر امام حسین کے بازو پر لگا اور تاریخ کامل[۵۳] مین ہے کہ اوس ظالم نے پہلے علی اصغر کو تیر مارا پھر خنجر سے ذبح کیا اور تاریخ ابن واضح[۵۴] مین ہی کہ امام حسین نے دہ تیر

۵۱ وفی الکامل قال وحمل علیه مرة بن منقذ العبدی فطعنه فصرع وقطعه الناس بسیوفهم فلما رآه الحسین قال قتل الله قوما قتلوك یا بنی ما اجرأهم على الله وعلى انتهاك حرمة الرسول وعلى الدنیا بعدك العفاء

۵۲ در روضة الاحباب است

۵۳ وفی الکامل قال فرماه رجل من بنی اسد فذبحه

۵۴ وفی تاریخ ابن واضح قال فرمی الحسین السهم

علی اصغر کے حلق سے کھینچکر پھینکدیا اور اوس طفل معصوم کا خون بطور کفن کے اوسکے
بدن پر ملکر فرمایا کہ اے فرزند اللہ تیرا مرتبہ خدا کے نزدیک ناقہ صالح سے بڑھکر ہے
جس طرح تیرے جد امجد محمد مصطفیٰ کا رتبہ صالح پیغمبر سے بالاتر ہے اور تاریخ ابن جریر طبری[۱]
مین ہے کہ پھر فرمایا بار الہا اگر اس وقت میری نصرت تیری مصلحت کے خلاف ہے
تو میرے مصائب کو موجب زیادتی ثواب آخرت فرما اور ان ظالمون سے میرا
انتقام لے اور روضۃ الصفا[۲] مین ہے کہ پھر امام حسین نے اپنی تلوار سے تھوڑی
زمین کھود کر علی اصغر کو دفن کر دیا۔ روضۃ الاحباب[۳] مین ہے کہ جب علی اصغر
تک بہتر[۷۲] شخص شہید ہو چکے تو مردون مین سوا حضرت زین العابدین کے اور کوئی
شخص امام مظلوم کے ساتھ باقی نرہا اور بعض کتب تاریخیہ مثلاً حبیب السیر اور
روضۃ الصفا وغیرہما سے مستفاد ہوتا ہے کہ حضرت محمد باقر فرزند حضرت زین العابدین
بھی کربلا مین امام حسین کے ساتھ تھے اور روضۃ الاحباب[۴] مین ہے کہ اوسوقت
حضرت زین العابدین کی عمر تیئیس[۲۳] سال کی اور حضرت محمد باقر کی عمر تین سال کی تھی۔
روضۃ الشہدا[۵] مین ہے کہ جب حضرت زین العابدین نے دیکھا کہ والد بزرگوار
تنہا رہ گئے تو بے اختیار خیمے سے باہر نکل آئے اور نیزہ اوٹھا کر میدان جنگ کے
عازم ہوے باوجودیکہ اون کا بدن بیماری اور شدت ضعف کی وجہ سے کانپ رہا تھا۔

من حلقه وجعل يلطخ به ويقول والله لانت اكرم على الله من الناقة ولمحمد صلعم اكرم من صالح ۱ ابن جرير وفي تاريخ ابن جرير ثم قال رب ان تكن حبست عنا النصر من السماء فاجعل ذلك لما هو خير وانتقم لنا من هولاء الظالمين ۲ ودر روضة الصفا است که ... زمین کند آن ... را دفن کرد ۳ ودر روضة الاحباب است که تا علی اصغر ... شهادت یافتند ودر مردان ... زین العابدین هیچ کس نماند ... بعض کتب تاریخیه مثلاً حبیب السیر و روضة الصفا وغیره مستفاد میشود که حضرت محمد الباقر ... حضرت زین العابدین هم با امام حسین در کربلا موجود بود ۴ ودر روضة الاحباب است که در آن وقت عمر حضرت زین العابدین بست و سه سال و عمر حضرت محمد الباقر سه ساله بود ۵ ودر روضة الشهدا است که چون زین العابدین پدر را تنها دید از خیمه بیرون دوید و نیزه برداشت و خواست که بمصاف رود از غایت بزرگی و بیماری که تواند کرد از ضعف بحد نهایت و ناتوانی بے غایت بدن بارکش می لرزید۔

جب امام حسین نے اون کو میدان جنگ کی جانب جاتے ہوے دیکھا تو بعجلت
اون کے پاس پہونچکر فرمانے لگے کہ اللہ اللہ اے جان پدر بس لوٹ چلو لڑنے کا خیال
بھی دل مین نہ لاؤ۔ یہ فرماکر دست گرفتہ اون کو خیمے مین واپس لائے اور سامنے
بٹھاکر اون سے کہا کہ اے فرزند مین نے اپنے والدین اور جد امجد سے سنا ہے کہ
میری نسل تمہین سے باقی رہے گی۔ تم پدر ائمہ اہلبیت ہو اور تمہاری نسل انشاء اللہ تعالے
قیامت تک منقطع نہوگی۔ اب مین تم کو اپنا وصی قرار دیکر اہلبیت رسالت کو تمہاری
نگرانی مین چھوڑتا ہون اور جو امانتین اب وجد سے مجھے ملی ہین تمکو سپرد کرتا ہون اور
روضۃ الاحباب[1] مین ہے کہ پھر امام حسین نے وہ تمام علوم جو سوا اہلبیت رسالت کے
کسی کو معلوم نہین ہین حضرت زین العابدین کو سپرد فرمائے اور پرہیزگاری و رضائے مولے
کی وصیت فرمائی۔ نیز کتاب موصوف مین ہے کہ امام حسین کے بعد حضرت زین العابدین
کی امامت اونکے آبائے طاہرین کی وصیت کے مطابق تھی۔
کتاب[2] روضۃ الشہدا مین ہے کہ پھر امام حسین نے قبائے خز مصری زیب بدن
فرمائی۔ جناب رسولخدا کا عمامہ سر پر باندھا۔ سید الشہدا حمزہ کی سپر پشت پر لگائی۔
پدر بزرگوار کی شمشیر ذوالفقار حمائل کی اور اسپ ذوالجناح پر سوار ہوکر میدان جنگ
مین تشریف لائے! در صواعق[3] محرقہ مین ہے کہ اوس وقت امام حسین یہ اشعار بطور رجز

انا ابن علی الخیر من آل ہاشم + کفانی بہذا مفخرا حین افخر
وجدی رسول الله اکرم من مشی + ونحن سراج الله فی الارض یزہر
وفاطمۃ امی سلالۃ احمد + وعمی یدعی ذوالجناحین جعفر
وفینا کتاب الله انزل صادقا + وفینا الہدی والوحی والخیر یذکر

پڑھ رہے تھے (ترجمۂ اشعار) "مین فرزند ہون علی کا جو بنی ہاشم مین بہتر تھے۔
میرے فخر کو یہی کافی ہے کہ میرے جدامجد خدا کے رسول اور افضل ترین مخلوق ہین
ہم زمین پر خدا کے چراغ روشن ہین۔ میری ماں فاطمہ بنت محمد اور میرے چچا جعفر
ہین جو ذوالجناحین کے لقب سے یاد کئے جاتے ہین۔ ہم اہلبیت رسالت ہی مین
خدا کی برحق کتاب نازل ہوئی اور وحی الٰہی وہدایت وامر خیر کا ذکر کیا جاتا ہے"
روضۃ الشہدا مین ہے کہ اس رجز کے بعد امام حسین نے فرمایا کہ اے قوم اوس خدا سے
ڈرو جو رات کو دن کرتا ہے مارتا ہے جلاتا ہے اور روزی دیتا ہے۔ دیکھو اگر خدا کے
قائل ہو اور رسول خدا پر ایمان رکھتے ہو تو مجھ پر ظلم نہ کرو کیونکہ مین اوسی رسول کی
ذریت ہون۔ اے قوم کیا تم کو اسکا خوف نہین ہے کہ قیامت کے دن میرے والدین
اور جدامجد تم سے خصومت کرینگے۔ بہتر جانین میرے اصحاب و اعزا و اولاد کی
تم نے ضائع کین اور اب میرے قتل کے درپے ہو۔ اگر تمہاری نزاع حصول سلطنت
کے لیے ہے تو مجھے راستہ دیدو مین حبشہ یا ترکستان کیطرف چلا جاؤن اور اگر یہ بھی
منظور نہو تو تھوڑا پانی دیدو کہ میرے اہل وعیال کی حالت شدت تشنگی سے تباہ
ہو رہی ہے۔ پانی دیدو گے تو مین بروز قیامت تمہارے ظلم وستم کے متعلق کوئی
مخاصمت نکرونگا اور اگر تم یہ کوئی بات نہ مانو اور اپنی حرکت سے باز نہ آؤ تو جو خدا کی

مرضی ہے مین اوسپر ہرطرح صابر وشاکر ہون۔ امام حسین کا یہ کلام سنکر شمر ذی الجوشن اور
شبث بن ربعی امام حسین کے برابر آکر کہنے لگے کہ اے ابن ابی تراب بات کو طول نہ دو اور
تکبر کو دماغ سے نکال ڈالو تاکہ ہم تمہین عبید اللہ بن زیاد کے پاس سے چلین اور تم
یزید کی بیعت کرکے اس مہلکے سے نجات پاؤ ورنہ ہم تم کو اسی حالت سے رکھینگے اور پیاس
تمہین ہلاک کرڈالے گی۔ امام حسین نے اون کی سنگدلی اور بیحیائی دیکھکر اپنا سر جھکا لیا
اور روضۃ الاحباب[1] مین ہے کہ پھر عمر بن سعد نے اپنے سپاہیون کو آواز دی کہ
حسین کی باتون مین نہ پڑو اور چارون طرف سے اونکو گھیر کر تیر برساؤ پس تقریباً
پندرہ ہزار آدمیون نے تیر باری شروع کی یہ حال دیکھکر امام حسین میدان قتال
سے خیمے مین چلے آئے اور روضۃ الشہدا[2] مین ہے کہ جب امام حسین نے دیکھا کہ
دشمنون کا عناد ترقی کرتا جاتا ہے اور یہ لوگ خصومت سے باز نہین آتے تو دوبارہ
میدان جنگ مین آکر دونون صفون کے بیچ مین کھڑے ہوگئے اور سر الشہادتین[3] و
مقتل ابی مخنف مین ہے کہ پھر امام حسین نے اتمام حجت کے لیے استغاثہ فرمایا کہ
آیا کوئی ایسا ہے جو ہماری فریاد کو پہونچے آیا کوئی ایسا ہے جو حرم رسول کی حفاظت
اور ہماری اعانت ونصرت کرے اور آیا کوئی ایسا ہے جو حرم رسول اللہ کو بچائے
روضۃ الاحباب[4] مین ہے کہ پھر امام حسین نے دریا کا قصد کیا کیونکہ وہ بے انتہا

پیاسے تھے شمر نے اپنے لشکر کو پکار کر حکم دیا کہ دیکھو حسین پانی نہ پینے پائین اگر وہ
تھوڑا پانی بھی پی لینگے تو تم مین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے یہ سنتے ہی لشکر شام
امام حسین اور فرات کے بیچ مین حائل ہوگیا۔ امام حسین نے گھوڑے کو جولان کر کے
ایسی شمشیر زنی فرمائی کہ تین بار صف اعدا کو درہم برہم کر دیا اور لب آب پہونچ گئے لیکن
جیسے ہی اونھون نے گھوڑے کو دریا مین ڈالکر پانی پینے کا ارادہ کیا معاً ایک شامی نے
آواز دی کہ اے حسین تم پانی پی رہے ہو اور فوج مخالف تمہارے خیمون مین جاکر عورات
کو لوٹ رہی ہے یہ آواز سنتے ہی امام حسین پانی پھینک کر فوراً خیمے کیطرف واپس آئے
مگر یہان آکر دریافت کیا تو اس خبر کی کچھ اصلیت نہ پائی اور سمجھے کہ دشمنون نے
مکاری کی ہے اور مقتل ابی مخنف مین ہے کہ پھر امام حسین نے ندا کی کہ اے ام کلثوم
و اے زینب و اے سکینہ تم سب کو میرا سلام آخری پہونچے یہ سنکر حضرت ام کلثوم
چیخ اوٹھین اور کہنے لگین کہ اے بھائی کیا آپ مرنے پر آمادہ ہوگئے۔ امام حسین نے
فرمایا کہ اے بہن کیونکر وہ شخص مرنے پر آمادہ نہو جس کا نہ کوئی ناصر ہے نہ مددگار اور
روضۃ الاحباب [2] مین ہے کہ اسکے بعد امام حسین نے حضرت زین العابدین کو
لپٹا کر پیار کیا اور کہا کہ اے فرزند جب مدینے واپس جانا تو میرے دوستداران
کو میرا سلام پہونچانا اور کہنا کہ جب تم رنج غربت مین مبتلا ہو تو میرے مصائب غربت کو

فضربه بالسيف فاتقاه الغلام بيده فاطنها الى الجلدة فاذا هي معلقة فنادى الغلام يا امتاه فاخذه الحسين فضمه الى صدره وقال يا ابن اخي اصبر على ما نزل بك فان الله يلحقك باباءك الصالحين برسول الله وعلي بن ابي طالب وحمزة وجعفر والحسن بن علي صلى الله عليه وعليهم اجمعين (الى ان قال) عن حميد بن مسلم قال فسمعت الحسين يومئذ وهو يقول اللهم امسك عنهم قطر السماء وبركات الارض اللهم فان متعتهم الى حين ففرقهم فرقا واجعلهم طرائق قددا ولا ترض عنهم الولاة ابدا (وفي الكامل قال دعا الحسين بسراويل ففزره ونكثه لئلا يسلبه (الى ان قال) وحمل الناس عليه عن يمينه وشماله فحمل على الذين عن يمينه فتفرقوا ثم حمل على الذين عن يساره فتفرقوا فوالله ما رأى مكثورا قط قد قتل ولده واهل بيته واصحابه اربط جاشا منه ولا امضى جنانا منه والله ان كانت الرجالة

بحر نے ایسی تلوار لگائی کہ صاحبزادے کا ہاتھ کٹ گیا صرف تھوڑی جلد نہ کٹی تھی جس کی وجہ سے ہاتھ لٹکنے لگا۔ صاحبزادے نے صدائے یا اماہ بلند کی۔ امام حسین نے گود مین اُٹھا لیا اور رو کر فرمایا کہ اے فرزند صبر کر خدا تجھے تیرے آبائے صالحین جناب رسالتمآب اور علی بن ابی طالب اور حمزہ اور جعفر اور حسن بن علی صلوٰۃ اللہ علیہم سے جلد لاحق کرنے والا ہے۔ حمید بن مسلم سے روایت ہے کہ مین نے اوسوقت امام حسین کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ بارالٰہا ان لوگون کو برکات ارضی و سماوی سے محروم رکھ اور اگر یہ لوگ اسوقت تک چین سے رہے تو اب ان مین تفرقہ ڈال کر مختلف فرقے پیدا کرے اوران کے حاکمون سے کبھی راضی نہو اور تاریخ کامل مین ہے کہ پھر امام حسین نے ایک زیر جامۂ کہنہ منگایا اور اوسکو جا بجا سے چاک کر کے پہنا تاکہ اون کی شہادت کے بعد دشمن اوسکے لینے کی طمع نہ کرین۔ اتنے مین دشمنون نے دونون جانب سے امام حسین کو گھیر لیا۔ امام حسین نے داہنی جانب والون پر ایسا حملہ کیا کہ اوس پوری جماعت کو تتر بتر کر دیا۔ بعد از ان بائین طرف والون پر اسطرح حملہ آور ہوئے کہ اون سب کو مار کر متفرق کر دیا۔ راوی کہتا ہے کہ واللہ مین نے امام حسین سے زیادہ ثابت قدم اور قوی دل کسی ایسے شخص کو نہین پایا جو ہر طرح مغلوب ہو چکا ہو اور جسکے بھائی بھتیجے بیٹے عزیز اور رفیق سب قتل ہو گئے ہون۔ بخدا عمر بن سعد کے

لشکر والے امام حسین کے حملوں سے داہنے بائین اسطرح بھاگتے تھے جسطرح بھیڑیے کے حملے
سے بکریان بھاگتی ہین ۔ اسی اثنا ہین حضرت زینب یہ کہتی ہوئی خیمے سے باہر
نکل آئین کہ کاش اس وقت آسمان زمین پر گر پڑتا ۔ بعدازان عمر بن سعد سے
کہنے لگین کہ ہائے ابوعبداللہ الحسین قتل کیے جارہے ہین اور تو دیکھتا ہے ۔ یہ سُنکر
عمر بن سعد کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور اُسنے حضرت زینب کی جانب سے
اپنا منھ پھیر لیا ۔ راوی کا بیان ہے کہ اوس وقت امام حسین خز مصری کی عبا
پہنے اور سر پر عمامہ باندھے ہوئے تھے ۔ اونکے بالون ہین وسمے کا خضاب تھا اور
وہ پیادہ پا اسطرح لڑ رہے تھے جسطرح بڑا بہادر سوار لڑتا ہے ۔ یہ دیکھکر شمر نے اپنے
لشکر کو ڈانٹا اور کہا وائے ہو تمپر کہ شخص واحد کے قتل ہین اسقدر دیر کرتے ہو
جلد حسین کا کام تمام کرو ۔ یہ سُنکر سب نے ہر طرف سے حملہ کردیا اور زرعہ بن شریک نے
امام حسین کے دست و بازو پر تلوار کے وار کیے اور حبیب السیر ہین ہے کہ پھر
ایک شقی نے ایسا پتھر مارا کہ امام حسین کی پیشانی مجروح ہوگئی اور خون بہنے لگا ۔
حضرت اوسکو صاف کرنا چاہتے تھے کہ دفعتاً اوسی مقام پر کسی بدبخت نے تیر مارا
امام حسین نے جب اوس تیر کو کھینچ لیا تو زخم سے اسطرح خون جاری ہوا جسطرح پرنالے
سے پانی بہتا ہے امام حسین نے وہ خون اپنے منہ پر مل کر فرمایا کہ اسی ہیئت سے

لتنکشف عن يمينه و شماله انكشاف المعزى اذا شد فيها الذئب ... هو كذلك اذ خرجت زينب وهي تقول ليت السماء اطبقت على الارض وقد دنا عمر بن سعد فقالت يا عمر اقتل ابا عبد الله وانت تنظر فدمعت عيناه حتى سالت دموعه على خديه ولحيته وصرف وجهه عنها وكان على الحسين جبة من خز وكان معتما مخضوبا بالوسمة وقاتل راجلا قتال الفارس الشجاع (الى ان قال) فنادى شمر في الناس ويحكم ما تنظرون بالرجل اقتلوه ... فحملوا عليه من كل جانب فضربه زرعة بن شريك على كفه وضرب ... على عاتقه

اپنے جد امجد محمد مصطفےٰ سے ملاقات کرونگا۔ تاریخ کامل[1] مین ہے کہ اسی حالت مین
سنان ابن انس نخعی نے حملہ کرکے ایسا نیزہ مارا کہ امام حسین گر پڑے۔ سنان نے
گھوڑے سے اوتر کر سر مبارک کو جسد اطہر سے جدا کیا اور خولی کو دیدیا اور حیوۃ الحیوان دمیری[2]
مین ہے کہ امام حسین کے قتل کا مرتکب شمر ذی الجوشن ہوا تھا۔ نیز روضۃ الاحباب[3]
مین ہے کہ جب امام حسین گر پڑے تو شمر بدگہر اون کے سینۂ اطہر پر چڑھ بیٹھا۔ امام حسین
نے آنکھین کھولدین اور پوچھا کہ تو کون ہے؟ اوسنے کہا کہ شمر ذی الجوشن۔ امام حسین
نے فرمایا کہ دامن زرہ کو اپنے چہرے سے ہٹا۔ شمر نے اپنا چہرہ کھولدیا۔ امام حسین نے
دیکھا کہ اوسکے دانت سور کے دانتون کی طرح منہ سے باہر نکلے ہوئے ہین اسکے بعد آپ نے
شمر سے فرمایا کہ اپنا سینہ کھول۔ اُسنے سینہ کھول دیا۔ امام حسین نے شمر کے سینے پر
برص کے داغ دیکھکر فرمایا کہ سچ کہا تھا رسول اللہ نے اے شمر تو جانتا ہے کہ آج
کون دن ہے؟ اوسنے کہا کہ روز جمعہ اور عاشورۂ محرم ہے۔ امام حسین نے فرمایا
کہ تو جانتا ہے یہ کیا وقت ہے؟ شمر نے کہا کہ ہان خطبہ اور نماز جمعہ پڑھنے کا وقت ہے۔
امام حسین نے کہا کہ اے شمر اسوقت خطیبان امت رسول منبرون پر خدائے پاک کی
حمد و ثنا اور میرے نانا کی مدح کرتے ہونگے اور تو میرے ساتھ یہ برتاو کر رہا ہے۔
اے شمر جس سینے پر تونے اپنے پاؤن رکھے ہین اوسی پر رسول خدا اپنا منہ رکھا کرتے تھے

---

[1] با جد خود محمد رسول اللہ صلعم ملاقات خواہم کرد
[2] قال ابن الاثیر فی الکامل وحمل علیہ فی تلک الحال سنان بن انس النخعی فطعنہ بالرمح فوقع (الی ان قال) فنزع الیہ فاحتز راسہ و دفعہ الی خولی
[3] وفی حیوۃ الحیوان للدمیری قال کان الذی باشر قتلہ الشمر بن ذی الجوشن و در روضۃ الاحباب است کہ شمر بن ذی الجوشن پلید بر سینہ مبارک ... امام حسین ... شمر ابن ذی الجوشن ... امام فرمود دامن زرہ از روی خود بردار ... امام حسین دید کہ دندانہایش ... پس فرمود کہ سینہ خود برہنہ کن ... اثر برص دارد فرمود صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ... ہیچ میدانی کہ امروز کدام روز است گفت روز جمعہ ... دویم عاشورا ... ساعت است گفت ... وقت خطبہ و نماز جمعہ ... خطیبان امت جدم ... بر منبر خطبہ و حمد و ثنائے خداوند سبحانہ میخوانند و نعت جد بزرگوارم گویند و تو با من درین ساعت این کار میکنی اے شمر حضرت رسول اللہ روئے مبارک خود بر سینہ من نہادہ است و تو بران پائے می نہی

اور جس حلق پر تو نے خنجر رکھا ہے جناب رسالتمآب اسکو بوسہ دیا کرتے تھے۔ اے شمر
اِس حالت کو خدا دیکھ رہا ہے اور ارواح انبیا بھی حاضر ہین۔ مین اسوقت اپنے
داہنے ہاتھ کی طرف زکریا پیغمبر کو اور بائین ہاتھ کی جانب یحییٰ بن زکریا کو دیکھ رہا ہون۔
اے شمر بیحیائی کو تھوڑی دیر کے لیے ترک کرکے میرے سینے سے اوتر تو مین قبلہ رو ہوکر
دو رکعت نماز ادا کرلون۔ شمر بے حیا امام حسین کے سینے سے جو سفینۂ علم الٰہی تھا اوتر آیا
اور حضرت روبقبلہ ہوکر نماز مین مشغول ہوے۔ مگر افسوس شمر نے اتنا بھی صبر نہ کیا کہ
امام حسین نماز کو تمام کرلیتے۔ سجدۂ اوّل ہی مین اوسنے سر مبارک کو تن سے جدا کردیا۔
(انا للہ وانا الیہ راجعون)۔

تاریخ ابن جریر طبری[۱] مین ہے کہ امام حسین کے جسم پر تیرون کے زخم کے علاوہ
تینتیس[۳۳] زخم نیزے کے اور چونتیس[۳۴] زخم تلوار کے لگے تھے اور کتاب الخطط والآثار[۲]
مقریزی مین ہے کہ امام حسین کی شہادت کے بعد انکا لباس دشمنون نے اُتار لیا
حتیٰ کہ زیر جامہ تک بدن پر نہ رہنے دیا اور تاریخ کامل[۳] مین ہے کہ یزیدیون نے
امام حسین کا مال و متاع لوٹ لیا حتیٰ کہ مخدرات کے سرون کی چادرین بھی چھین لین
بعد ازان شمر نے امام زین العابدین کے قتل کا قصد کیا تو حمید بن مسلم نے ہاتھ پکڑ لیا
اور کہا سبحان اللہ کیا تو اس مریض لڑکے کو بھی قتل کریگا؟ اتنے مین عمر بن سعد نے

دو بر حلق من زده است و تو بر آن تیغ نهاده ضرب بجا زمی بینہ ... وروح انبیا درین جا حاضر اند ومن در دست چپ زکریا علیہ السلام و در دست راست خود می بینم و در دست چپ خود یحیی معصوم بجانب ... شمر بے حیائی ... ساعتی وزمانے از سینہ من برخیز تا من رو بقبلہ آورم و دوگانہ بگذارم الی ان قال ثم علیہ اللعنۃ از سینۂ شاہزادہ کہ سفینۂ علم الٰہی بود فرود آمد و شاہزادہ آن مقدار فرصت داشت کہ بہشت در روبہ قبلہ آورد و بہ نماز مشغول شدہ بسجدہ رفت ثم لعین مقدار صبر نکرد کہ امام مظلوم نماز را تمام کند وہم در سجدۂ اول آنحضرت را بدرجۂ شہادت رسانید

[۱] فی تاریخ ابن جریر قال وجد بالحسین ثلاث وثلثون طعنۃ واربع وثلثون ضربۃ عن ابی عبد اللہ

[۲] وفی الخطط للمقریزی قال وسلب الحسین ما کان علیہ حتی سراویلہ۔

[۳] وفی الکامل قال ونهبوا ثقله ومتاعه وما على النساء حتى ان كانت المرأة لتنزع ثوبها من ظهرها فيؤخذ منها الی ان قال ثم انتهوا الی علی بن الحسین زین العابدین فاراد شمر قتله فقال له حمید بن مسلم سبحان الله اتقتل الصبيان وكان مريضا وجاء عمر بن سعد

آگر کہا کہ عورتون کے خیمے مین کوئی نجائے اور نہ اس مریض لڑکے سے متعرض ہو۔ اسکے بعد عمر بن سعد نے اپنے رفقا کو آواز دی کہ تم مین کون ایسا ہے جو حسین کی لاش کو گھوڑون کی ٹاپون سے پامال کرے۔ یہ سُنکر دش آدمی اس حرکت قبیح پر آمادہ ہو گئے۔ اور حبیب السیر[1] مین ہے کہ عمر بن سعد نے دش آدمیون کو حکم دیا کہ حسین کی لاش کو گھوڑون کی ٹاپون سے روند ڈالین اور تاریخ خمیس[2] مین ہے کہ جب امام حسین شہید ہو چکے تو عمر بن سعد کے حکم سے دشمنون نے گھوڑون پر سوار ہو کر امام حسین کے جسد اطہر کو پامال کر ڈالا۔ اور سر الشہادتین[3] مین ہے کہ عمر بن سعد اور شمر کے حکم سے چند نفر نے گھوڑون پر سوار ہو کر امام حسین کے جسم کو پامال کیا۔ نیز تاریخ ابو الفدا[4] مین ہے کہ عمر بن سعد کے حکم سے سوارون کی ایک جماعت نے امام حسین کی لاش کو گھوڑون کی ٹاپون سے پامال کیا۔

تاریخ ابن واضح[5] مین ہے کہ امام حسین کے واقعہ شہادت پر مدینے مین سب سے پہلے حضرت اُم سلمہ نے نوحہ وبکا کیا کیونکہ رسول مقبول نے اون کو ایک شیشہ پُر از خاک کربلا دیکر فرمایا تھا کہ جس وقت یہ مٹی خون تازہ ہو جائے تو سمجھ لینا کہ حسین شہید ہوئے چنانچہ جب وہ خاک خون ہو گئی تو حضرت اُم سلمہ نے واحسینا کی صدا بلند کی اور اونکا واویلا سُنکر عورات مدینہ مین ایسا کہرام برپا ہوا کہ کبھی نہین سُنا گیا تھا۔

فقال لا یدخلن بیت هؤلاء النسوة احد ولا یعرض لهذا الغلام المریض ثم نادی عمر بن سعد فی اصحابه من ینتدب الی الحسین فیوطئه فرسه فانتدب عشرة

[1] حبیب السیر است کہ عمر بن سعد دہ سوار را گفت تا اسپ بر جسد حسین راندند

[2] وفی الخمیس قال لما قتل الحسین امر عمر بن سعد نفرا فرکبوا خیولهم واوطأ الحسین

[3] وفی سر الشهادتین قال امر عمر بن سعد وشمر نفرا فرکبوا خیولهم واوطأوا الحسین

[4] وفی تاریخ ابی الفدا قال فامر عمر بن سعد جماعة فوطئوا صدر الحسین وظهره بخیولهم

[5] قال ابن الواضح فی تاریخه کان اول صارخة صرخت فی المدینة ام سلمة زوج رسول الله صلعم کان دفع الیها قارورة فیها تربة وقال لها ان جبرئیل اعلمنی ان امتی تقتل الحسین واعطانی هذه التربة وقال لی اذا صارت دما عبیطا فاعلمی ان الحسین قد قتل وکانت عندها فلما حضر ذلک الوقت رأتها قد صارت دما فصاحت واحسیناه فتصارخن النساء من کل ناحیة حتی ارتفعت المدینة بالرجة التی ما سمعها بمثلها قط۔

مستدرک حاکم و دلائل النبوۃ بیہقی مین حضرت اُم سلمہ سے مروی ہو کہ جبدن امام حسین شہید ہوئے
مین نے رسول اللہ کو خواب مین اس حال سے دیکھا کہ رو رہے ہین اور آپکے سر اور
ریش مبارک کے بال خاک آلودہ ہین مین نے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ کیا حال ہے
آن حضرت نے فرمایا کہ ابھی مین مقتل حسین پر گیا تھا اور صواعق[۲] محرقہ مین حضرت اُم سلمہ سے
روایت ہے کہ جبدن حسین شہید ہوئے مین نے اوسکی شب کو یہ آواز غیبی سُنی کہ
اے حسین کے قتل کرنے والو تم کو عذاب اور ذلّت کی بشارت ہو۔ تم لوگ سلیمان
اور موسیٰ اور عیسیٰ کی زبانون پر ملعون ہوئے"۔ اُم سلمہ کہتی ہین کہ مین یہ سُنکر رونے
لگی اور جس شیشے مین خاک کربلا تھی اوس پر نگاہ کی تو دیکھا کہ اوسکے ذرّات سے
خون تازہ جاری ہے اور مسند احمد[۳] و دلائل النبوۃ بیہقی مین عبد اللہ بن عباس سے
مروی ہے کہ مین نے دوپہر کے وقت خواب مین رسول اللہ کو اس حالت سے دیکھا
کہ آپ کے بال پریشان اور غبار آلودہ ہین اور آپکے ہاتھ مین ایک شیشہ خون سے
بھرا ہوا ہے۔ مین نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون یہ کیسا خون ہے
آنحضرت نے فرمایا کہ یہ خون حسین اور اوسکے رفقا کا ہے جسکو اس شیشے مین اوٹھا رہا ہون
ابن عباس کہتے ہین کہ امام حسین اوسی روز شہید ہوئے جس روز مین نے یہ
خواب دیکھا تھا۔ مؤرخ ابن اثیر[۴] نے تاریخ کامل مین لکھا ہے کہ واقعۂ شہادت کے بعد

۱ واخرج الحاکم فی المستدرک والبیہقی فی الدلائل عن ام سلمۃ قالت رأیت رسول اللہ فی المنام وعلی رأسہ ولحیتہ التراب وھو یبکی فقلت ما لک یا رسول اللہ قال شهدت مقتل الحسین آنفا

۲ وفی الصواعق قال قالت ام سلمۃ فلما کانت لیلۃ قتل الحسین سمعت قائلا یقول ایها القاتلون جهلا حسینا ٭ ابشروا بالعذاب والتذلیل ٭ قد لعنتم علی لسان ابن داؤد وموسی وحامل الانجیل ٭ قالت فبکیت وفتحت القارورۃ فاذا الحصیات قد جرت دما

۳ واخرج احمد فی المسند والبیہقی فی الدلائل عن ابن عباس رضی اللہ عنهما قالت رأیت النبی صلعم فی النوم ذات یوم نصف النهار اشعث اغبر بیدہ قارورۃ فیها دم فقلت یا رسول اللہ ما هذہ قال دم الحسین واصحابہ لم ازل التقطہ منذ الیوم فاحصی ذلک الیوم فوجدت قد قتل ذلک الیوم

۴ قال ابن الاثیر الجزری

دو تین مہینے تک طلوع آفتاب کے وقت سے کچھ دن چڑھے تک لوگون کو ایسا معلوم ہوتا تھا
کہ گویا مکانون کی دیوارین خون آلود ہو رہی ہین اور راس الجالوت سے روایت ہے کہ مین
جب کبھی کربلا ہو کر گزرتا تھا تو گھوڑے کو جلد اُس سرزمین سے نکال لے جاتا تھا کیونکہ
ہم مین یہ مشہور تھا کہ زمین کربلا پر ایک نبی زادہ قتل ہوگا لیکن واقعہ شہادت امام حسین
کے بعد وہ خیال جاتا رہا اور مین نے کربلا سے گزرتے وقت گھوڑے کا بھگانا چھوڑ دیا
اور سر الشہادتین مین بروایت بیہقی وابو نعیم بصرۂ ازدیہ سے مروی ہے کہ جب
امام حسین قتل ہوئے تو آسمان سے خون برسا۔ اور بروایت بیہقی وابو نعیم زہری سے
مروی ہے کہ روز شہادت حسین بیت المقدس مین جو پتھر اوٹھایا جاتا تھا اوسکے
نیچے خون تازہ نظر آتا تھا۔ اور بروایت بیہقی علی بن مسہر سے مروی ہے کہ میری
دادی نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حسین قتل ہوئے تو مین جوان تھی۔ مین نے دیکھا
کہ آسمان چند روز حسین پر گریان رہا اور دُرِّ منثور سیوطی مین تحت تفسیر آیہ فما
بکت علیھم السماء مروی ہے کہ جب امام حسین شہید ہوئے تو چار مہینے تک آسمان
سُرخ رہا۔ عطا کہتے ہین کہ آسمان کا رونا اوسکے کنارون کے سُرخ ہو جانے سے
مراد ہے اور بروایت بیہقی جمیل بن مرہ سے مروی ہے کہ امام حسین کی شہادت کے
بعد اون کے اونٹ یزید کے لشکر والے پکڑ لے گئے اور ذبح کرنے کے بعد پکا کر چکھا تو

ومکثت الناس شہرین او ثلثة کانما تلطخ الحوائط بالدماء ساعة تطلع الشمس حتی ترتفع قال راس الجالوت ما مررت بکربلا وانا ارکض دابتی حتی اخلف المکان لانا کنا نتحدث ان ولد نبی یقتل بذلک المکان فلما قتل الحسین امنت فکنت اسیر ولا ارکض ۱۲ وفی السر الشہادتین قال اخرج البیہقی و ابو نعیم عن نصرة الازدیة قالت لما قتل الحسین مطرت السماء دما و اخرج البیہقی و ابو نعیم عن الزہری قال بلغنی انہ یوم قتل الحسین لم یقلب حجر من حجار بیت المقدس الا وجد تحتہ دم عبیط۔ واخرج البیہقی عن علی بن مسہر قال حدثتنی جدتی قالت کنت ایام قتل الحسین جاریة شابة فکانت السماء ایاما تبکی لہ ۱۲ وفی الدر المنثور للسیوطی فی تفسیر قولہ تعالی فما بکت علیہم السماء الآیة قال لما قتل الحسین احمرت آفاق السماء اربعة اشہر وعن عطاء قال بکاؤ السماء حمرة آفاقہا واخرج البیہقی عن جمیل بن مرة قال اصابوا ابلا فی عسکر الحسین یوم قتل فنحروہا فصارت۔

وہ گوشت مثل حنظل کے کڑوا ہوگیا تھا حتیٰ کہ اوسکو کوئی نہ کھا سکا۔

تاریخ کامل مین ہے کہ جب امام حسین شہید ہوچکے تو اون کے اور اون کے اصحاب کے سرونکو اوسی دن عمر بن سعد نے خولی بن یزید اور حمید بن مسلم کے ساتھ عبید اللہ بن زیاد کے پاس روانہ کیا۔ خولی وہان پہونچا تو اوس وقت دار الامارہ کا دروازہ بند تھا خولی نے امام حسین کے سر کو اپنے گھر لے جاکر ایک ظرف مین رکھدیا اور اپنے بستر پر جاکر بی بی سے کہنے لگا کہ مین ایک ایسی چیز لے کر آیا ہون جسکو زمانے کی دولت کہنا چاہیئے۔ دیکھ یہ حسین کا سر ہے۔ اوسکی بی بی نے کہا کہ تجھپر وائے ہو لوگ تو سونا چاندی لے کر آئے اور تو فرزند رسول کا سر لایا۔ بخدا مین کبھی تیرے ساتھ نہ رہونگی یہ کہکر وہ عورت وہان گئی جہان امام حسین کا سر رکھا ہوا تھا۔ اوسکا بیان ہے کہ قسم خدا کی مین نے دیکھا کہ سر مبارک سے آسمان تک ایک نور مثل ستون کے ساطع ہے اور ایک طائر سفید اوسکے گرد چکر لگا رہا ہے۔ پس جب صبح ہوئی تو خولی اوس سر کو ابن زیاد کے پاس لے گیا۔ ابن زیاد نے دربار منعقد کر کے سرہائے شہدا اپنے روبرو منگائے اور امام حسین کے لب و دندان پر چھڑی لگانے لگا۔ زید بن ارقم وہان حاضر تھے انھون نے کہا کہ اے ابن زیاد اپنی چھڑی ہٹالے۔ واللہ مین نے رسول اللہ کو ان دانتون اور ہونٹون پر بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے۔

من العلقم فما استطاعوا ان يسيغوا منه شيئا

وفي الكامل قال لما قتل الحسين ارسل راسه ورؤس اصحابه من يومه ذلك مع خولي بن يزيد وحميد بن مسلم الازدي الى عبيد الله ابن زياد فاقبل بالخولي فاراد القصر فوجد باب القصر مغلقا فاتى منزله فوضع الراس تحت اجّانة في منزله ودخل فراشه وقال لامرأته النوار جئتك بغنى الدهر هذا راس الحسين معك في الدار فقالت ويلك جاء الناس بالذهب والفضة وجئت براس ابن رسول الله صلى الله عليه وسلم والله لا يجمع راسي وراسك بيت ابدا وقامت من الفراش فخرجت الى الدار قالت فوالله ما زلت انظر الى نور يسطع مثل العمود من السماء الى الاجانة ورأيت طيرا ابيض يرفرف حولها فلما اصبح غدا بالراس الى ابن زياد (الى ان قال) واذن للناس فاحضرت الرؤس بين يديه فجعل ابن زياد ينكت بقضيب بين ثنيتيه ساعة فلما رآه زيد بن ارقم لا يرفع قضيبه قال اعل بهذا القضيب عن هاتين الثنيتين فوالذي لا اله غيره لقد رأيت شفتي رسول الله صلعم على هاتين الشفتين يقبلهما۔

قال ابن الاثیر
واقام عمر بن سعد بعد قتل الحسین یومین ثم ارتحل الی الکوفۃ وحمل معہ بنات الحسین واخواتہ وعلی بن الحسین وکان مریضا والصبیان فاجتازوا بہم علی الحسین واصحابہ صرعی فصاح النساء ولطمن خدودہن وصاحت زینب اختہ یا محمداہ صلی علیک ملائکۃ السماء ھذا الحسین بالعراء مرمل بالدماء مقطع الاعضاء وبناتک سبایا وذریتک مقتلۃ تسفی علیہا الصبا فابکت کل عدو وصدیق فلما ادخلوھم علی ابن زیاد لبست زینب ارذل ثیابہا

مورخ ابن اثیر تاریخ موصوف مین لکھتا ہے کہ امام حسین کی شہادت کے بعد عمر بن سعد دو دن کربلا مین مقیم رہا بعد ازان مخدرات اہلبیت اور امام زین العابدین بیمار کو اپنے ساتھ لے کر عازم کوفہ ہوا۔ جب یہ قافلہ اودھر سے گزرا جہان امام حسین اور اونکے اعزا اور رفقا کی لاشین پڑی ہوئی تھین تو مخدرات اہلبیت اون لاشون کو دیکھکر نوحہ و بکا مین مصروف ہوئین اور اپنے رخسارون پر طمانچے مارنے لگین۔ حضرت زینب نے چلاّ کر فریاد کی کہ اے نانا محمدؐ آپ پر تو ملائکہ سماوات نے نماز پڑھی اور یہ آپکا حسین خون مین آلودہ ٹکڑے ٹکڑے جنگل کی جلتی ریت پر پڑا ہوا ہے۔ آپ کی بیٹیان قیدی بنائی گئین اور آپ کی ذریت مقتول ہوئی جنکے حال پر باد صبا خاک تاسف اڑاتی پھرتی ہے۔ حضرت زینب کا یہ کلام سُنکر دوست کیا دشمن تک رونے لگے اور جسوقت یہ قافلہ ابن زیاد کے دربار مین داخل ہوا حضرت زینب نہایت ہی ذلیل اور خراب لباس پہنے ہوئے تھین۔

تاریخ ابن جریر طبری مین ہے کہ جب ابن زیاد قصر امارت مین آیا تو نماز کیلیے اذان کہی گئی اور لوگ مسجد مین جمع ہوئے۔ ابن زیاد نے منبر پر جاکر کہا کہ خدا کا شکر ہے جسنے حق کو ظاہر کیا امیر المومنین یزید اور اوسکے گروہ کو فتح دی اور (نعوذ باللہ) کذاب ابن کذاب حسین بن علی اور اون کے شیعون کو قتل کیا ابن زیاد کی یہ تقریر سُنکر۔

وفی تاریخ ابن جریر قال لما دخل عبید اللہ القصر نودی الصلوٰۃ جامعۃ فاجتمع الناس فی المسجد الاعظم فصعد المنبر فقال الحمد للہ الذی اظہر الحق ونصر امیر المومنین یزید بن معاویۃ وحزبہ وقتل الکذاب ابن الکذاب الحسین ابن علی وشیعتہ (الی ان) قال فلما سمع

عبداللہ بن عفیف ازدی نے کہا کہ اے مرجانہ کے بیٹے تو کذاب تیرا باپ کذاب نیز وہ
کذاب اور اوسکا باپ کذاب جسنے تجھکو یہان کا حاکم کیا ہے اے ابن مرجانہ تو اولاد نبی
کو قتل کرتا ہے اور صدیقون کی ایسی باتین بناتا ہے۔ ابن زیاد نے غصے مین آکر کہا
کہ اسکو میرے پاس لاؤ۔ لوگ عبداللہ بن عفیف کو اوسکے پاس لے گئے اور
تاریخ کامل[۱] مین ہے کہ ابن زیاد نے عبداللہ بن عفیف کو قتل کرکے دار پر چڑھادیا
اور امام حسین کے سر کو کوفے کی گلیون مین پھرایا ××× بعد ازان ابن زیاد نے امام حسین
اور اونکے اصحاب کے سرون کو زحر بن قیس یا شمر کی معیت مین بجانب شام یزید کے
پاس بھیجا اور اون سرون کے ساتھ امام زین العابدین کو طوق و زنجیر مین جکڑ کے
اور مخدرات اہلبیت کو شتران بے کجاوہ پر سوار کرکے روانہ کیا۔
حیوۃ الحیوان[۲] دمیری مین ہے کہ دوپہر کو یہ قافلہ ایک دیر کے قریب پہونچکر قیلولہ
کرنے کے لیے ٹھہر گیا تو لوگون نے دیر کی دیوار پر ایک شعر لکھا ہوا دیکھا جسکا ترجمہ یہ ہے
کہ "جن لوگون نے حسین کو قتل کیا ہے کیا وہ حسین کے جد کی شفاعت کے بھی
امیدوار ہین" قافلے والون نے راہب سے پوچھا کہ یہ شعر کسنے لکھا ہے اوسنے کہا کہ
یہ اب کا لکھا ہوا نہین ہے بلکہ ہم سنتے چلے آتے ہین کہ تمہارے نبی کی بعثت سے
پانچسو برس پہلے کا لکھا ہوا ہے اور سر الشہادتین[۳] مین بروایت ابن عساکر منہال بن عمرو

عبد الله بن عفيف الازدي مقالة ابن زياد قال يا ابن مرجانة ان الكذاب ابن الكذاب انت وابوك والذي ولاك وابوه يا ابن مرجانة اتقتلون ابناء النبيين وتكلمون بكلام الصديقين فقال ابن زياد علي به ×××

۱ فاخذوه و قال في الكامل فقتله وامر بصلبه في المجد فصلب رحمه الله وامر ابن زياد برأس الحسين فطيف به في الكوفة ثم ارسل ابن زياد رأس الحسين ورؤس اصحابه مع زحر بن قيس وقيل مع شمر الى الشام الى يزيد وارسل معه النساء والصبيان وفيهم علي بن الحسين وقد جعل ابن زياد الغل في يديه ورقبته وحملهم على الاقتاب

۲ وفي الحيوة الحيوان قال فساروا الى ان وصلوا الى دير في الطريق فنزلوا ليقيلوا به فوجدوا مكتوبا على بعض جدرانه اترجو امة قتلت حسينا شفاعة جده يوم الحساب فسالوا الراهب عن السطر ومن كتبه فقال انه مكتوب ههنا من قبل ان يبعث نبيكم بخمس مائة عام

۳ وفي سر الشهادتين اخرج ابن عساكر عن المنهال بن عمرو

سے مروی ہے کہ (دمشق پہونچنے کے بعد) امام حسین کا سر نیزے پر بلند کرکے تشہیر کیا
گیا تو ایسی جگہ سے گزرا جہاں ایک شخص سورۂ کہف پڑھ رہا تھا جب وہ اس
آیت پر پہونچا کہ ام حسبت ان اصحاب الکہف والرقیم کانوا من اٰیٰتنا عجبا یعنی
آیا تم جانتے ہو کہ اصحاب کہف ورقیم ہماری قدرت کی عجیب نشانی تھے تو
واللہ امام حسین کا سر بحکم خدا گویا ہوا کہ اعجب من اصحاب الکہف قتلی وحملی یعنی
میرا قتل اور میرے سر کو نیزے پر بلند کرنا اصحاب کہف کے قصے سے کہیں
زیادہ عجیب ہے۔

اور حبیب السیر[۱] میں ہے کہ دمشق پہونچکر سرہائے شہدا اور امام زین العابدین اور
مخدرات اہلبیت کو یزید کے دربار میں لے گئے تو اوس نے امام حسین کے سر کو ایک
طشت میں رکھوا کر اپنے سامنے منگوایا اور تاریخ کامل[۲] میں ہے کہ یزید لوگوں کو
جمع کرکے اون کے سامنے امام حسین کے دانتوں پر چھڑی کی ضرب لگانے لگا۔ یہ
دیکھکر ابو برزہ اسلمی نے کہا کہ اے یزید اپنی چھڑی کو ان دانتوں سے ہٹا لے میں نے
بارہا رسول اللہ کو انھیں چوستے ہوے دیکھا ہے۔ سن اے یزید جب تو بروز قیامت
میدان حشر میں آئیگا تو تیرا شفیع ابن زیاد ہوگا اور حسین کے شفیع اون کے جد امجد
محمد مصطفیٰ ہونگے اور وسیلۃ النجاۃ[۳] ملا مبین لکھنوی فرنگی محلی میں ہے کہ یزید نے

قال انا واللہ رأیت راس الحسین حمل وانا بدمشق وبین یدی الراس رجل یقرء سورۃ الکہف حتی بلغ قولہ تعالی ام حسبت ان اصحاب الکہف والرقیم کانوا من اٰیٰتنا عجبا فانطق اللہ الراس بلسان ذرب فقال اعجب من اصحاب الکہف قتلی وحملی

[۱] ودر حبیب السیر است سر حسین در دمشق یزید رؤس شہدا وامام زین العابدین ومخدرات اہلبیت را نزد یزید بردند آن لعین اشارت کرد تا سر امام حسین را در طشتے نہادند

[۲] وفی الکامل قال ابن الاثیر ثم اذن للناس فدخلوا علیہ والراس بین یدیہ ومعہ قضیب فهو ینکت فی ثغرہ ××× فقال ابو برزۃ الاسلمی اتنکت بقضیبک فی ثغر الحسین اما لقد اخذ قضیبک من ثغرہ ماخذا لربما رأیت رسول اللہ صلعم یرشفہ اما انک یا یزید تجیئ یوم القیامۃ وابن زیاد شفیعک ویجیئ ھذا یوم القیامۃ ومحمد صلعم شفیعہ

[۳] وفی وسیلۃ النجاۃ

امام حسین کے سر کو چھڑی سے چھیڑ کر چند شعر پڑھے جن کا حاصل مقصود یہ ہے کہ "کاش آج میرے وہ بزرگوار جو جنگ بدر وغیرہ مین مارے گئے موجود ہوتے تو خوش ہو کر مجھے داد دیتے کہ مین نے اونکا کیسا انتقام لیا اور سادات بنی ہاشم کو قتل کیا بیشک مین عتبہ کی نسل مین شمار نہوتا اگر آل احمد سے اون تمام باتون کا جو (احمد) کر گئے ہین بدلا نہ لیتا۔ درحقیقت بنی ہاشم نے ملک گیری کے ڈھکوسلے نکالے تھے ورنہ اون کے پاس نہ کوئی فرشتہ آیا نہ وحی نازل ہوئی۔ روضۃ الاحباب مین ہے کہ جب حضرت زینب نے امام حسین کے سر کو دیکھا تو واجداہٗ وامحمداہٗ کی فریاد بلند کر کے کہا کہ اے یزید تو نے اپنی عورتون کو پردے مین بٹھایا اور دختران محمد مصطفٰے کو بھرے دربار مین بلایا۔ یزید نے کانپ کر پوچھا کہ یہ کون ہے؟ لوگون نے بتایا کہ امام حسین کی بہن زینب۔ اتنے مین حضرت اُم کلثوم نے اُٹھکر کہا کہ اے یزید اجازت دے تو اپنے بھائی حسین کا سر ہاتھ مین لے کر اوسکی آخری زیارت کر لون۔ یزید نے اجازت دی۔ اُم کلثوم نے بڑھکر امام حسین کا سر اوٹھالیا اور منھ پر منھ ملکر اتنا روئین کہ بیہوش ہوگئین۔ یزید نے پوچھا کہ کیا یہ عورت بھی امام حسین کی بہن ہے؟ لوگون نے کہا کہ ہان۔ پھر یزید نے حضرت زین العابدین کیطرف متوجہ ہو کر دریافت کیا کہ یہ کون ہے؟ حاضرین نے کہا کہ علی بن حسین۔ یزید بولا کہ مین نے تو سُنا تھا کہ علی بن حسین قتل کئے گئے۔ لوگون نے

لیت اشیاخی ببدر شہدوا + جزع الخزرج من وقع الاسل + لاھلوا واستھلوا فرحا + ثم قالوا یا یزید لاتشل + قد قتلنا القرم من ساداتھم + وعدلنا قتل بدر فاعتدل + لست من عتبۃ ان لم انتقم + من بنی احمد ما کان فعل + لعبت ہاشم بالملک فلا + ملک جاء ولا وحی نزل + ۱۲

وجعلت کت راسہ بالیدین والثنایہ بیت

در روضۃ الاحباب است کہ چون زینب بنت علی چشم بر سر امام حسین افتاد فریاد برداشت کہ واجداہ وامحمداہ بس روی بیزید کردہ گفت اے یزید زنان خود را در پردہ نشاندہ و دختران محمد مصطفٰے را پیش خلق برآوردہ یزید از این سخن بلرزید و پرسید کہ این زن کیست گفتند خواہر حسین است ناگاہ ام کلثوم بپا خاست و گفت ای یزید اجازت دہ تا سر برادرم حسین را در بیابم و دیدار وداع کنم اجازت داد ام کلثوم سر حسین را بگرفت و در بر کشید و دیدہ بر دیدہ او نہاد و چندان بگریست کہ بیہوش شد یزید پرسید این زن کیست گفتند خواہر حسین است گفت آری + پس یزید روی بجانب زین العابدین آورد و گفت این کیست گفتند علی بن الحسین گفت مگر علی بن الحسین را نکشتند

کہا کہ حسین کے تین بیٹے تھے جن مین سے علی اکبر اور علی اصغر قتل ہوئے اور یہ علی بن حسین
بیمار تھے اس وجہ سے ان کو قید کر کے لائے ہین۔

روضۃ الاحباب سے ملخصاً منقول ہے کہ امام زین العابدین نے یزید سے کہا کہ اے یزید
میرے باپ اور اعزا کے سر مجھے دیدے تاکہ اون کے بدن سے ملحق کرکے دفن کرون
اور مجھکو مع زنان اہلبیت مدینے جانے کی اجازت دے کہ وہان اپنے جدامجد کے روضے
کی مجاورت اور اپنے پروردگار کی عبادت مین مشغول رہون۔ نیز کل روز جمعہ مجھے بقدر
موقع دے کہ منبر پر جاکر خدا اور رسول کی مدح ونعت ادا کرون۔ یزید نے ان باتون کو
منظور کیا۔ جب دوسرا دن ہوا تو امام زین العابدین نے منبر پر جاکر ایسا فصیح وبلیغ خطبہ
حمد ونعت پڑھا کہ لوگ متحیر ہوگئے اور ایسے مؤثر طریقے سے مقاصد وعظ وپند بیان فرمائے
کہ سنگدلون کے دل بھی موم کی طرح پگھلنے لگے بعد اسکے ارشاد کیا کہ اے اہل شام
تم مین سے جو مجھے نہ جانتا ہو وہ جان لے کہ مین فرزند رسول مختار ہون۔ مین
فرزند سرور اخیار ہون۔ مین فرزند سردار یثرب وبطحا ہون۔ مین فرزند شہسوار میدان ہل اتیٰ
ہون۔ مین فرزند فاطمہ زہرا ہون۔ مین سبط رسول حسن مجتبیٰ کا بھتیجا ہون۔ مین
نوردیدۂ مصطفیٰ سرور سینہ مرتضیٰ مبتلائے کرب وبلا حسین شہید کربلا کا بیٹا ہون۔ اتنا
سننا تھا کہ اہل مجلس چیخ مار کر رونے لگے۔ یزید نے خائف ہوکر مؤذن کو اذان کہنے کا

اشارہ کیا۔ مؤذن نے اوٹھکر کہا۔ "اللہ اکبر اللہ اکبر" امام زین العابدین نے فرمایا کہ الحق کوئی شے اوسکی شان سے بزرگتر نہیں ہے۔ مؤذن نے کہا "اشھدان لاالہ الااللہ" امام زین العابدین نے فرمایا کہ سچ ہے میراگوشت و پوست اسکا شاہد ہے پھر جب مؤذن نے کہا "اشھدان محمدا رسول اللہ" تو امام زین العابدین نے عمامہ سرسے اوتار کر پھینکدیا اور فرمایا کہ اے مؤذن تجھے انھیں محمدؐ کی قسم ذرا ٹھہر جا۔ یہ کہہ کر یزید سے خطاب کیا کہ اے معاویہ کے بیٹے سچ بتا کہ یہ محمدؐ رسول اللہ میرے جد ہین یا تیرے اگر تو اپنا جد بتائے تو صریح جھوٹ ہے اور اگر میرا جد کہے تو پھر تو نے میرے پدر بزرگوار کو جو بہترین آل رسول تھے کیون شہید کرایا۔ کیون اونکی مخدرات عصمت و طہارت کو گنہگار قیدیون کی طرح شہر بشہر پھرایا۔ کیون مجھے یتیم کیا اور کیون میرے جد کے دین مین رخنہ ڈال دیا۔ یہ کہہ کر امام زین العابدین نے اپنا گریبان چاک کرڈالا اور حاضرین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تمکو خدا کی قسم سچ بتاؤ کہ کیا میرے سوا تم مین کوئی ایسا ہے جس کا جد خدا کا نبی اور حبیب رہا ہو۔ یہ سنکر اہل شام اسقدر روئے کہ اون مین سے اکثر بیہوش ہوگئے۔ یزید نے ڈرکر مؤذن کو اقامت کہنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اقامت کے بعد سب نماز مین مشغول ہوگئے۔

تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ پھر یزید نے نعمان بن بشیر کو حکم دیا کہ سامان سفر کرکے

اہلبیت رسالت کو مدینے پہونچادے اور روضۃ الاحباب[1] مین بربناے بعض روایات مذکور ہے کہ یزید نے نعمان بن بشیر کو حکم دیا کہ تیس سوارون کی جمعیت ساتھ لے کر اہلبیت رسالت کو مدینے پہونچا آئے اور جب بیسوین صفر کو یہ قافلہ مع سرہاے شہدا کربلا پہونچا تو امام زین العابدین نے امام حسین اور دیگر شہدا کے سرون کو اونکے بدن سے ملاکر وہان دفن فرمایا۔

تاریخ کامل[2] مین ہے کہ نعمان بن بشیر قافلہ اہلبیت کے ساتھ رات کو سفر کرتا تھا اور جب منزل پر پہونچتا تھا تو مع اپنے ہمراہیون کے قافلۂ اہلبیت سے دور قیام کرتا تھا حتیٰ کہ بعد طے منازل یہ لٹا ہوا قافلہ مدینے پہونچا۔

روضۃ الاحباب[3] مین ہے کہ جب اہل مدینہ کو آمد اہلبیت کی خبر معلوم ہوئی تو اون مین کہرام مچگیا اور اولاد مہاجرین وانصار مین سے سب چھوٹے بڑے مرد و زن روتے ہوے استقبال کو باہر نکلے۔ اور تاریخ کامل[4] مین ہے کہ اوسوقت دختر عقیل بن ابی طالب چند اشعار دلفگار پڑھتی ہوئی آئین جنکا حاصل مقصود یہ ہے کہ "اے امت آخرہ کے لوگو! رسول مقبول کو کیا جواب دوگے جب وہ پوچھینگے کہ تم نے میرے بعد میری عترت واہلبیت کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جن مین سے بعض تو قید ہوے اور بعض قتل ہوکر اپنے خون مین آلودہ پڑے ہین۔ میری ہدایت ونصیحت کا بدلا یہ نہ تھا کہ تم نے میری

[1] بما اصابهم وان یبعث معهم لیوصلهم الی المدینة — و در روضة الاحباب از بعض روایات منقول است که یزید نعمان بن بشیر را امر کرد تا با سی سوار بملازمت ایشان باشد و بجانب مدینه روان شدند + و امام زین العابدین با سرهای شهدا بکربلا رسید و بیستم ماه صفر سر پدر بزرگوار و دیگر شهدا را با بدن اطهر شان ضمام داده سرهای دیگر شهدا را با بدن ایشان دفن کرد

[2] قال فی الکامل وکان یسایرهم لیلا + فاذا نزلوا تنحی عنهم هو واصحابه + وکان یسایرهم عن حاجتهم ویلطفهم حتی دخلوا المدینة

[3] و در روضة الاحباب است که چون اهل مدینه خبر آمدن اهلبیت شنیدند فغان از ایشان برآمد و اولاد مهاجر و انصار از صغار و کبار حتی زنان با ناله و زاری و گریه و بیقراری باستقبال ایشان بیرون آمدند

[4] وفی الکامل قال وخرجت ابنة عقیل بن ابی طالب وهی تقول
ماذا تقولون اذ قال النبی لکم + ماذا فعلتم وانتم آخر الامم +
بعترتی وباهلی بعد مفتقدی + منهم اساری وقتلی ضرجوا بدم +
ما کان هذا جزائی اذ نصحت لکم +

اولاد کے ساتھ ایسا بُرا سلوک کیا اور روضۃ الاحباب[۱] مین ہے کہ ناگہان حضرت اُم سلمہ
نالان وگریان کربلا کی خاک خون شدہ کا شیشہ ہاتھ مین لئے ہوے مع دختر بیمار امام حسین
اپنے حجرے سے باہر تشریف لائین اور جب قافلۂ اہلبیت نے حضرت اُم سلمہ کو
اس حالت سے آتے ہوئے دیکھا تو اون کا سوز وگداز دونا ہوگیا اور مقتل ابی مخنف[۲]
مین ہے کہ اُم کلثوم باچشم گریان ودل بریان مسجد نبوی کی طرف بڑھکر کہنے لگین کہ
"السلام علیک یا جداہ - مین آپ کے پاس حسین کی خبر شہادت لائی ہون"۔
اس جگرخراش بین پر نوحہ وماتم کا شور دوچند ہوگیا - پھر امام زین العابدین نے
قبر رسول کی طرف بڑھکر چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ "اے میرے جد
اے خیر المرسلین مین آپ کے پاس فریاد لایا ہون کہ آپ کا پیارا حسین مقتول ہوا
اور آپ کی نسل ضائع کی گئی - اے جد امجد مین آپ کے پاس فریاد لایا ہون اس
حالت سے کہ غمزدہ اور بیمار اور اسیر ہون - نہ میرا کوئی حامی ہے نہ مددگار -

طبقات ابن سعد[۳] مین ہے کہ ایک شخص نے امام زین العابدین سے پوچھا کہ
یا ابن رسول اللہ آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا وہی حال ہے جو آل فرعون مین
بنی اسرائیل کا تھا کہ لوگ ہماری اولاد کو قتل کرتے ہین - ہمارے سردار اور
بزرگ کو سر منبر بُرا کہتے ہین اور ہم کو ہمارے حق سے محروم کر رکھا ہے۔

---

[۱] روضۃ الاحباب است کہ ناگاہ ام سلمہ از حجرہ بیرون آمدہ زار زار گریان و نالان و شیشہ خاک کربلا کہ خون شدہ بود در دست گرفتہ و دختر امام حسین کہ آن جا بیمار گذاشتہ بود ہمراہ گرفتہ دید چون اہلبیت او را بدین حال دیدند و آن خاک خون شدہ را معائنہ نمودند درد و سوز ایشان مضاعف گشت۔

[۲] وفی المقتل لابی مخنف واقبلت ام کلثوم الی مسجد رسول اللہ باکیۃ العین حزینۃ القلب فقالت السلام علیک یا جداہ انی ناعیۃ الیک ولدک الحسین قال فضجت الناس بالبکاء ثم اقبل علی بن الحسین الی قبر جدہ وانشد یقول
اناجیک یا جداہ یا خیر مرسل حبیبک مقتول ونسلک ضائع
اناجیک یا جداہ اسیر ومالی حامیا ومدافع

[۳] وفی روایۃ رواہ ابن سعد فی الطبقات انہ قال رجل لعلی بن الحسین کیف اصبحت یا ابن رسول اللہ قال اصبحنا فی قومنا بمنزلۃ بنی اسرائیل فی آل فرعون یذبحون ابناءنا ویستحیون نساءنا وشیخنا وسیدنا یسب علی المنابر ویمنع ناحقنا۔

تذکرۃ الحفاظ ذہبی[1] مین ہے کہ امام زین العابدین تا وفات دن رات مین ہزار
رکعت نماز پڑھتے رہے۔ اور احیاء العلوم غزالی[2] مین ہے کہ امام زین العابدین
جسوقت وضو کرتے تھے آپ کا رنگ زرد ہوجاتا تھا۔ لوگون نے اس کا سبب پوچھا
تو فرمایا کہ کیا تم نہین جانتے کہ مین کسکے آگے کھڑا ہونیوالا ہون اور جواہر العقدین سمہودی[3]
مین ہے کہ جب امام زین العابدین نماز کے لیے کھڑے ہوتے تھے اون کے بدن پر
لرزہ طاری ہوتا تھا۔ لوگون نے وجہ دریافت کی کہنے لگے کہ کیا تم نہین جانتے
کہ مین کسکے سامنے کھڑا ہوتا ہون اور کس سے مُناجات کرتا ہون اور
تذکرۃ الحفاظ ذہبی[4] مین زہری کا قول مذکور ہے کہ مین نے کسی کو امام زین العابدین
سے بڑھکر علم دین کا عالم نہین پایا اور وہ پوشیدہ طور پر صدقہ دیا کرتے تھے اور
حافظ ابونعیم[5] نے حلیۃ الاولیا مین روایت کی ہے کہ امام زین العابدین رات کے
وقت اپنی پشت پر روٹیان لادکر اہل حاجت کو اون کے مکانون مین پوشیدہ طور
پر دے آتے تھے۔ محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ مدینے مین ایسے بہت لوگ تھے
جو یہ نہ جانتے تھے کہ وہ کہان سے بسر کرتے ہین۔ جب امام زین العابدین نے
وفات پائی تو اون لوگون کا وہ سامان معیشت بند ہوگیا جو رات کو اون کے
گھرون مین پہونچ جایا کرتا تھا۔

[1] وفی تذکرۃ الحفاظ للذہبی انہ کان یصلی فی الیوم واللیل الف رکعۃ الی ان مات

[2] وفی احیاء العلوم للغزالی کان اذا توضأ للصلوٰۃ یصفر لونہ فقیل لہ ما ہذا الحال الذی یعتریک عند الوضوء فقال اتدرون بین یدی من ارید ان اقف

[3] وفی جواہر العقدین السمہودی کان علی بن الحسین اذا قام الی الصلوٰۃ اخذتہ رعدۃ فیقال لہ مالک فیقول ما تدرون بین یدی من اقوم ومن اناجی۔

[4] وفی تذکرۃ الحفاظ للذہبی قال الزہری ما رایت احدا کان افقہ من علی بن الحسین وانہ کان رضی اللہ عنہ یتصدق سرا

[5] و فی الحلیۃ الاولیاء لابی نعیم قال کان علی بن الحسین یحمل الخبز علی ظہرہ باللیل فیتصدق بہ وعن محمد بن اسحق قال کان اناس من اہل المدینۃ یعیشون لایدرون من این کان معاشہم فلما مات علی بن الحسین فقدوا ما کانوا یؤتون بہ فی اللیل.

یحییٰ عامری[۵۱] نے ریاض مستطابہ مین ذکر کیا ہے کہ امام زین العابدین کی ذات
علم کی انتہا اور عبادت کی غایت تھی یعنی علم و عبادت مین اونکا وہ مرتبہ تھا جس کا
مافوق متصور نہین ہو سکتا اور شب و روز مین وہ اسقدر اَوراد کے عامل تھے کہ لوگون
کی ایک مشترکہ جماعت بھی اوسقدر نہین پڑھ سکتی اور کنز العمال[۵۲] و نیل الاوطار شوکانی
مین امام محمد باقر سے مروی ہے کہ امام زین العابدین اذان مین حی علی الفلاح کے بعد
حی علی خیر العمل بھی کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ اذان سابق یہی ہے۔ روضۃ الاحباب[۵۳]
مین ہے کہ آپ کے القاب سجاد۔ زین العابدین اور ذو الثفنات ہین۔ اور
روضۃ الصفا[۵۴] مین ہے کہ امام زین العابدین کا لقب ذو الثفنات اِس وجہ سے
ہوا کہ کثرت عبادت سے آپ کے مواضع سجود مانند زانوے شتر کے سخت
ہو گئے تھے اور تذکرۃ الحفاظ ذہبی[۵۵] مین ہے کہ کثرت عبادت کی وجہ سے
امام موصوف کا نام زین العابدین ہو گیا۔

شیخ عبدالحق محدث[۵۶] دہلوی جذب القلوب مین لکھتے ہین کہ مدینے مین درمیان
باب خارج و باب روضہ ایک کنوان ہے جو امام زین العابدین سے منسوب کیا
جاتا ہے اور لوگ اوسکے پانی کو بیمارون کے لیے داروی شفا سمجھتے ہین اتفاقاً
ایک روز اوس مین امام زین العابدین کے صاحبزادے حضرت محمد باقر بزمانہ صغرسن

۵۱ وفی الریاض المستطابۃ لیحیی العامری کان رضی اللہ عنہ نہایۃ فی العلم وغایۃ فی العبادۃ وکان لہ فی الیوم واللیلۃ اوراد لا تطیق القیام بہا جماعۃ من الناس

۵۲ وفی کنز العمال ونیل الاوطار للشوکانی قال اخرج ابن ابی شیبۃ عن جعفر عن ابیہ عن علی بن الحسین کان یؤذن فاذا بلغ حی علی الفلاح قال حی علی خیر العمل ویقول ہو الاذان الاول

۵۳ ودر روضۃ الاحباب نوشتہ کہ از القاب آن جناب سجاد و زین العابدین و ذو الثفنات است۔

۵۴ ودر روضۃ الصفا ذکر کردہ کہ ذو الثفنات او را بجہت آن گویند کہ از کثرت عبادت مواضع سجود او مانند زانوی شتر درشت شدہ بود۔

۵۵ وفی تذکرۃ الحفاظ للذہبی قال کان یسمی زین العابدین لکثرۃ عبادتہ

۵۶ محدث دہلوی در جذب القلوب آوردہ کہ در مدینہ میان باب خارج و باب روضہ چاہیست منسوب بہ حضرت امام زین العابدین کہ آب او شفای علیلان و دوای بیماران است امام محمد باقر در حالت صغر سن

گر پڑے ۔ امام زین العابدین اوس وقت نماز مین مشغول تھے ۔ غایت حضوری قلب
ورضائے مولا کی وجہ سے آپ نے نماز کو قطع نہ کیا اور اخبار[1] الدول قرمانی مین ہے
کہ اس واقعہ کی خبر سنکر اہل مدینہ دوڑ پڑے اور اونھون نے کوشش کر کے صاحبزادے
کو کنوین سے نکال لیا اوس وقت امام زین العابدین نماز پڑھ رہے تھے اونکو اس واقعہ
پر بالکل اعتنا نہوئی اور جس طرح وہ نماز مین مصروف تھے مصروف رہے ۔
کتاب[2] الاصابہ ابن حجر عسقلانی مین بروایت ابن حبان منقول ہے کہ سنہ ۶۱ھ مین
بعد واقعہ کربلا حضرت ام سلمہ نے انتقال فرمایا اور تاریخ ابن[3] الوردی مین ہے کہ
سنہ ۶۲ و ۶۳ھ کے دوران مین اہل مدینہ نے متفق ہو کر یزید کی بیعت سے علیحدگی
اختیار کی اور وہان کے عامل عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو نکال دیا اور
صحیح بخاری[4] مین نافع سے مروی ہے کہ جب اہل مدینہ نے یزید کی بیعت سے
علیحدگی اختیار کی تو عبداللہ بن عمر نے اپنی اولاد اور متوسلین کو جمع کر کے یہ
اسپیچ دی کہ ایہا الناس مین نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ ہر غدر کرنے والے کیلئے
قیامت کے دن ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا اور جبکہ ہم یزید کی بیعت کر چکے
ہین تو پھر میری رائے مین اس سے زیادہ اور کیا غداری ہو سکتی ہے کہ بیعت کرنے کے
بعد اوس سے لڑائی ٹھانین ۔ پس تم مین سے جو شخص میری رائے کے خلاف یزید کی

ودران چاہ افتاد امام زین العابدین دران وقت در نماز بود واز غایت حضور ونوکل ورضا انقضاے الٰہی سر برداشت قطع نماز نکرد ۔ [1] وفی اخبار الدول للقرمانی فقدم اہل المدینۃ لذلک حتی اخرجوہ وکان قائما یصلی فما زال عن مکانہ [2] وفی الاصابۃ لابن حجر العسقلانی قال ابن حبان ماتت ام سلمۃ فی آخر سنۃ احدی وستین بعد ما جاءہا الخبر بقتل الحسین بن علی [3] قال ابن الوردی فی تاریخہ ثم دخلت سنۃ اثنتین وستین وسنۃ ثلث وستین فیہا اتفق اہل المدینۃ علی خلع یزید بن معاویۃ واخرجوا نائبہ عثمان بن محمد بن ابی سفیان عنہا ۔ [4] واخرج البخاری فی صحیحہ عن نافع قال لما خلع اہل المدینۃ یزید بن معاویۃ جمع ابن عمر حشمہ وولدہ فقال انی سمعت النبی صلعم یقول ینصب لکل غادر لواء یوم القیامۃ وانا قد بایعنا ہذا الرجل علی بیع اللہ ورسولہ وانی لا اعلم غدرا اعظم من ان یبایع رجل علی بیع اللہ ورسولہ ثم ینصب لہ القتال وانی لا اعلم احدا منکم خلعہ

بیعت سے علیحدہ ہوگا مین بھی اوس سے جدائی اختیار کرونگا اور تاریخ ابو الفدا[۱]
مین ہے کہ جب یزید کو اہل مدینہ کی بیعت شکنی کا حال معلوم ہوا تو اوسنے مسلم بن عقبہ
کو لشکر لے کر قتال کی غرض سے بجانب مدینہ روانہ کیا اور اہل مدینہ کا خون مباح
کر کے حکم دیا کہ غلبہ حاصل ہونے کے بعد تین دن تک قتل عام کیا جاے۔ لوگون کا
مال و اسباب لوٹ لیا جاے اور اون سے اس شرط پر بیعت لیجاے کہ وہ یزید کی
غلامی اختیار کرینگے۔ نیز یہ حکم دیا کہ مسلم بن عقبہ مدینہ کی مہم سے فارغ ہو کر مکہ پر بھی
دھاوا کرے۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی جذب القلوب[۲] مین لکھتے ہین کہ
معاویہ نے مرتے وقت یزید کو وصیت کی تھی کہ اگر تجھے اہل مدینہ کے مقابلے مین کوئی مہم
پیش آئے تو اوس کا تدارک اور انتظام مسلم بن عقبہ کو سپرد کرنا کیونکہ اس کام کے لیے
اوس سے بہتر کوئی دوسرا شخص نہین ہے۔ چنانچہ یزید نے وصیت پدری کے مطابق
عمل کیا۔ مؤرخ ابو الفدا[۳] لکھتا ہے کہ حسب حکم یزید مسلم بن عقبہ نے دس[۱] ہزار سوارون
کی جمعیت سے براہ حرہ مدینے مین پہونچکر ہنگامۂ قتال برپا کیا فضل بن عباس
مارے گئے اور ایک بڑی جماعت اشراف و انصار مدینہ کی قتل ہوئی بالآخر
مدینہ والون نے شکست پائی اور مسلم بن عقبہ نے تین دن تک قتل عام کر کے لوگون کا
مال و اسباب لوٹ لیا اور عورتون کے ساتھ حرامکاری کو حلال کر دیا۔ زہری کا

ولا تابع فی هذا الامر ان كانت الفيصل بيني وبينه

۱ وقال ابو الفدا [المختصر] يزيد جيشا مع مسلم بن عقبة وامره ان يقاتل اهل المدينة فاذا ظفر بهم اباحها الجند ثلاثة ايام يسفكون فيها الدماء و ياخذون ما يجدون من الاموال ويبايعهم على انهم خول وعبيد ليزيد واذا فرغ من المدينة ليسير الى مكة

۲ در جذب القلوب است که معاویه در حالت احتضار موت بیزید پلید اینچنین وصیت گفته بود که چنین دانم که ترا از اهل مدینه روزی [شری] پیش خواهد آمد باید که علاج آن واقعه بمسلم بن عقبه کنی که هیچ کس را اصلح ترا ازوی درین واقعه نمیدانم چون مرد پلید بعد از پدر بسریر امارت نشست بر وصیت پدر عمل نمود —

۳ قال ابو الفدا [ارسل] مسلم فی عشرة الاف فارس من اهل الشام حتى نزل المدينة من جهة الحرة (الى ان قال) فاقتتلوا فقتل الفضل بن عباس ×× وقتل جماعة من الاشراف والانصار ودام قتالهم حتى انهزم اهل المدينة واباح مسلم المدينة الثلثة ايام يقتلون فيها الناس وياخذون ما بها من الاموال ويفسقون بالنساء قال الزهري

ان قتلی الحرۃ کانوا سبعمائۃ من وجوہ الناس من القریش والمہاجرین والانصار وعشرۃ الاف من وجوہ الموالی وممن لا یعرف ×× ثم ان مسلما بایع من بقی من الناس علی انہم خول وعبید لیزید بن معاویۃ

قول ہے کہ سات سو مہاجرین وانصار اور دس ہزار عوام اہل مدینہ مقتول ہوے اور جو
لوگ بچگئے اونھون نے مجبور ہو کر یزید کی غلامی قبول کر لی ۔ اور جذب القلوب[۱]
محدث دہلوی و حجج الکرامہ صدیق حسن خان مین اس واقعے کا حال یون
مذکور ہے کہ جب یزید نے مسلم بن عقبہ کو لشکر دے کر اہل مدینہ کے قتل وغارت کیلیے
بھیجا تو اوس نے بمقام حرّہ مدینے والون کو نہایت ذلت کے ساتھ قتل کیا اور
تین دن تک حرم نبوی کی بیحرمتی کی ۔ اس واقعے کو واقعۂ حرہ اس وجہ سے کہتے ہین
کہ اسکا وقوع بمقام حرہ واقع ہوا تھا جو مسجد نبوی سے ایک میل کے فاصلے پر ہے ۔
اس ہنگامہ ناگفتہ بہ مین ایک ہزار سات سو اشخاص طبقہ مہاجرین وانصار و
تابعین اخیار کے اور دس ہزار عوام الناس مقتول ہوے ۔ عورات واطفال
اس شمار مین داخل نہین ہین ۔ نیز سات سو حفاظ قرآن اور ستانوے آدمی قوم قریش
کے تہ تیغ بیدریغ ہوئے اور علانیہ طور سے فسق وزنا مباح کر دیا گیا ۔ چنانچہ اس واقعہ
کے بعد ایک ہزار عورتون نے حرام کے بچے جنے ۔ علاوہ برین مسجد نبوی کے اندر
گھوڑے پھرائے گئے اور روضۂ رسول مین (جو بفحوائے حدیث شریف ایک روضہ
ہے ریاض جنت سے) گھوڑون نے بول وبراز کیا اور جو اہل مدینہ قتل سے
بچگئے وہ یزید کی بیعت غلامانہ پر اس شرط کے ساتھ مجبور کیے گئے کہ یزید چاہے

اون کو بیچ ڈالے چاہے آزاد کرے۔ چاہے اون سے خدا کی اطاعت کرائے اور چاہے
اون کو خدا کی نافرمانی کا حکم دے اور مروج الذہب مسعودی مین ہے کہ بالآخر لوگون
نے یزید کی غلامی کا اقرار کرکے بعیت کر لی اور جس نے انکار کیا وہ قتل ہوا سوا امام
زین العابدین کے چنانچہ جب وہ مسلم بن عقبہ کے پاس لائے گئے تو باوجودیکہ
مسلم مذکور اون کو اور اونکے بزرگون کو برا کہہ رہا تھا مگر سامنا ہوتے ہی کانپنے لگا
اور سروقد تعظیم دے کر اونکو اپنے برابر بٹھالیا بعد ازان جب امام موصوف وہان سے
واپس گئے تو لوگون نے مسلم بن عقبہ سے پوچھا کہ جسوقت تک یہ صاحبزادے
نہ آئے تھے اوسوقت تک تو ان کو اور ان کے بزرگون کو برا کہہ رہا تھا پھر کیا
سبب ہے کہ اون کے آنے پر تو نے اونکی بڑی قدر و منزلت کی مسلم نے کہا کہ مین نے
قصداً اون کی تعظیم و تکریم نہین کی بلکہ انکو دیکھتے ہی میرے قلب پر ایسا رعب
چھا گیا کہ مین مجبور ہو گیا۔

تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ پھر ۶۴ھ شروع ہوا اور مسلم بن عقبہ نے مہم مدینہ کو سر کر کے
بحالت بیماری مکے کیجانب رُخ کیا مگر وہان پہونچنے سے پہلے ہی راہ مین مرگیا اور اپنا
قائم مقام حصین بن نمیر کو کر گیا۔ حصین بن نمیر نے مکہ معظمہ پہونچکر عبداللہ بن زبیر کا
محاصرہ کیا اور خانہ کعبہ پر سنگ باری کر کے آگ لگا دی۔ عبداللہ بن زبیر کے محاصرے کو

خواہ بالطاعت خدا نمایند خواہ بمعصیت خدا وقتل ... فرزند و اگر خواہد آزاد کند

مروج الذهب قال ويايع الناس على انهم عبيد ليزيد ومن ابى ذلك امره مسرف على السيف غير علي بن الحسين بن علي بن ابيطالب ... الى ان قال فاتي به الى مسرف و ... جمع مغتاظا عليه متبرأ منه ومن ابائه فلما رآه ... اشرف عليه ارتعد وقام له واقعده الى جانبه (الى ان قال) ثم انصرف عنه ××× وقيل لمسلم رايناك تسب هذا الغلام وسلفه فلما اتي به اليك رفعت منزلته فقال ما كان ذلك لرأي مني لقد ملئ قلبي منه رعبا

ثم قال ابوالفداء ثم دخلت سنة اربع و ستين و لما فرغ مسلم بن عقبة من المدينة سار الى مكة وكان مريضا فمات قبل ان يصل الى مكة واقام على الجيش الحصين بن نمير × فقدم الحصين مكة وحاصر عبد الله بن زبير

چالیس دن گزرے تھے کہ دفعتہً یزید کے مرنے کی خبر مشہور ہوئی اور جذب القلوب
مین ہے کہ جب حصین بن نمیر کو مرگ یزید کی خبر پہونچی تو اوس نے وہان سے راہ فرار
اختیار کی۔ مؤرخ ابوالفدا لکھتا ہے کہ جب یزید مرا تو اوس کا بیٹا معاویہ بن یزید
خلیفہ ہوا اور تین مہینے یا چالیس دن کے بعد وہ بھی مرگیا اور تاریخ ابن الوردی مین
ہے کہ جب مکے مین یزید کی خبر مرگ پہونچی تو وہان کے لوگون نے عبداللہ بن زبیر کی
بیعت کرلی اور معاویہ بن یزید کے مرنے پر شام مین بنی اُمیہ نے مروان کو خلیفہ تسلیم کیا۔
تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ سنہ ۶۵ھ مین مروان مرگیا اور اوسکا بیٹا عبدالملک تخت خلافت
پر متمکن ہوا اور ۶۶ھ مین مختار بن ابوعبیدہ ثقفی نے قصاص خون حسین کے لیے
خروج کیا اور ایک جماعت کثیر نے اوسکا ساتھ دیا حتی کہ کوفہ پر مختار کا تسلط ہوگیا
لوگون نے مختار کی بیعت اتباع کتاب و سنت و طلب خون حسین کے معاہدے پر
کی اور مختار نے اپنے عزم کو محض قاتلان امام حسین کا قتل کرنا قرار دیا۔ چنانچہ
شمر بن ذی الجوشن کو تلاش کرکے قتل کیا اور خولی کو مار کر آگ مین جلا دیا پھر عمر بن سعد
بن ابی وقاص یزید کے سردار لشکر کو قتل کیا جسکے حکم سے امام حسین کی لاش گھوڑونکی
ٹاپون سے پامال کی گئی تھی۔ نیز عمر بن سعد کا لڑکا حفص بھی قتل کیا گیا۔ اور وسیلۃ النجات
مین ہے کہ مختار نے عمر بن سعد اور حفص بن عمر بن سعد اور شمر اور دیگر اشقیا کو طرح طرح

اربعین یوما حتی جاء خبر موت یزید بعد رمی البیت الحرام بالمنجنیق واحراقه بالنار ۱۲ ودر جذب القلوب است که چون حصین بن نمیر را خبر مرگ یزید رسید بگریخت ۱۲ قال ابوالفداء العاقول یزید بن معاویة بن معاویة بعد یزید بالاخلاف والله معاویة بن یزید فلم تطل خلافته عن ثلاثة اشهر وقیل اربعین یوما ومات ۱۲ وقال ابن الوردی لما مات یزید بن معاویة بایع الناس بمکة ابن الزبیر (الی ان قال) وقام مروان بالشام فی ایام ابن الزبیر وخبثت الیه بنو امیة ۱۲ قال ابوالفداء ثم دخلت سنة خمس وستین وفیها مات مروان بن الحکم (الی ان قال) ولما مات مروان بویع ابنه عبدالملک (الی ان قال) ثم دخلت سنة ست وستین وفی هذه السنة خرج المختار بن ابی عبید الثقفی بالکوفة طالبا بثار الحسین واجتمع الیه جمع کثیر واستولی علی الکوفة وبایعه الناس بها علی کتاب الله وسنة رسوله والطلب بدم اهل البیت وتجرد المختار لقتل قتلة الحسین وطلب شمر بن ذی الجوشن حتی ظفر به وقتله وبعث الی خولی فاحضره فقتله واحرقه بالنار ثم قتل عمر بن سعد بن ابی وقاص صاحب الجیش الذین قتلوا الحسین وهو الذی امر ان یداس صدر الحسین وظهره بالخیل وقتل ابنه حفص بن عمر بن سعد ۱۲ وفی وسیلة النجات للملا ... قال فقتل عمر بن سعد وحفص بن عمر بن سعد وشمر بن ذی الجوشن مع سائر الاشقیاء بانواع العقوبات

کی عقوبتون کے ساتھ قتل کیا۔ بالخصوص شمر کو شدید عقوبت کے ساتھ مارا اور اوس کی لاش کو گھوڑون کی ٹاپون سے روندا ڈالا کیونکہ اوسنے امام حسین کی لاش کو پامال کرایا تھا تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ ۶۷ھ مین عبداللہ بن زبیر نے اپنے بھائی مصعب بن زبیر کو بصرے کا حاکم مقرر کیا اور تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ اسی سال ماہ محرم مین مختار نے ایک لشکر عبیداللہ بن زیاد سے قتال کرنے کو بجانب موصل بھیجا جہان کا وہ والی تھا اور مقدمۃ الجیش ابراہیم بن اشتر نخعی کو کیا۔ عبیداللہ بن زیاد اور لشکر مختار مین شدید مقاتلہ ہوا بالآخر ابن زیاد کے لوگ بھاگ نکلے اور عبیداللہ بن زیاد ابراہیم بن اشتر نخعی کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ ابراہیم نے ابن زیاد کا سر کاٹ کر مع دیگر سرون کے مختار کے پاس روانہ کیا اور ابن زیاد کے دھڑ کو آگ مین جلا دیا اور حبیب السیر مین ہے کہ پھر مختار کے حکم سے قیس بن اشعث کی گردن ماری گئی اور بجدل بن سلیم کے ہاتھ پاؤن کاٹ ڈالے گئے۔ چنانچہ وہ تڑپ تڑپ کر جہنم واصل ہوا اور یہ وہی کمبخت تھا جسنے انگشتری کی طمع مین امام حسین کے ہاتھ کی اونگلیان کاٹی تھین۔ پھر مختار کے حکم سے حکیم بن طفیل تیرباران کیا گیا اور یزید بن مالک اور عمران بن خالد اور عبداللہ بجلی اور عبداللہ بن قیس اور زرعہ بن شریک اور صبیح شامی اور سنان بن انس اور حرملہ بن کاہل وغیرہم قتل کئے گئے اور روضۃ الصفا مین ہے کہ منجملہ قاتلان امام حسین کے عمرو بن الحجاج بھی

مختار کے حکم سے گرفتار کرکے قتل کیا گیا۔

شواہد النبوۃ اور روضۃ الاحباب مین عمرو بن منہال سے مروی ہے کہ مین کوفے سے مکہ معظمہ کو بغرض حج گیا تھا۔ امام زین العابدین سے ملاقات ہوئی تو اونھون نے مجھ سے حرملہ بن کاہل اسدی کا حال دریافت کیا۔ مین نے کہا کہ حُرملہ کوفے مین موجود ہے۔ یہ سُنکر امام زین العابدین نے دعا کے لیے ہاتھ بلند کئے اور کہا کہ بارالٰہا حرملہ کو گرمیٔ تیغ کا مزہ چکھا۔ خدایا اوسکو آتش جہنم کا مزہ چکھا۔ جب مین کوفے واپس آیا تو معلوم ہوا کہ مختار نے خروج کیا ہے۔ چونکہ مجھ سے اور مختار سے پیشتر کی دوستی تھی مین اوس سے ملنے کو گیا۔ مختار اوسوقت کہین کے قصد سے سوار ہو رہا تھا مین بھی اوسکے ساتھ ہولیا۔ اثنائے راہ مین مختار کسی کا انتظار کرنے لگا۔ اتنے مین لوگ حُرملہ بن کاہل کو گرفتار کرکے لائے۔ مختار نے اوسکو دیکھکر کہا کہ خدا کا شکر ہے جس نے مجھکو تجھ پر غلبہ عطا فرمایا۔ بعد ازان حکم دیا کہ حُرملہ کے ہاتھ پاؤن کاٹ کر اسکو آگ مین جلا دین۔ چنانچہ وہ اوسی وقت ٹکڑے ٹکڑے کرکے جلا دیا گیا۔ یہ حال دیکھکر مین نے تعجب سے کہا کہ سبحان اللہ۔ مختار نے مجھ سے سبحان اللہ کہنے کا سبب پوچھا۔ مین نے امام زین العابدین کی ملاقات اور اونکی دعا کا مفصل ذکر کیا۔ مختار نے قسم دے کر دریافت کیا کہ کیا تم نے واقعی امام زین العابدین کی زبان سے یہ دعا

سُنی ہے؟ مین نے کہا کہ ہان۔ یہ سُنکر مختار نے گھوڑے سے اوترکر دو رکعت نماز پڑھی اور سجدہ شکر ادا کیا۔

تاریخ کامل مین ہے کہ مختار نے لوگون کو مرّہ بن منقذ قاتل حضرت علی اکبر کی گرفتاری کو بھیجا اونھون نے جاکر اوسکے مکان کو گھیر لیا۔ مرّہ بن منقذ گھوڑے پر سوار نیزہ ہاتھ مین لئے ہوئے باہر نکلا۔ مختار کے سپاہیون نے اوسپر نیزون کا وار کیا مگر وہ بچکر بصرہ بھاگ گیا اور مصعب بن زبیر کے پاس پناہ گزین ہوا۔ مختار نے اپنے سپاہی محمد بن اشعث کے پکڑنے کو بھیجے جو ایک گانون مین تھا لیکن وہ بھی نہ ملا مصعب بن زبیر کے پاس بھاگ گیا۔ مصعب بن زبیر نے محمد بن اشعث کو موصل کا حاکم مقرر کر دیا۔

تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ سنہ ۶۸ھ مین عبد اللہ بن عباس کا انتقال ہوا اور تاریخ کامل مین ہے کہ سنہ ۶۹ھ مین عمرو بن سعید نے عبد الملک بن مروان کی مخالفت کر کے دمشق پر قبضہ کر لیا۔ مگر بالآخر عبد الملک کے ہاتھ سے قتل ہوا اور سنہ ۷۰ھ مین عاصم بن عمر بن الخطاب نے انتقال کیا۔

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ سنہ ۷۱ھ مین عبد الملک نے عراق پر لشکر کشی کی مصعب بن زبیر عبد الملک کے مقابلے کو نکلے۔ اہل عراق باطن مین عبد الملک سے ملے ہوے تھے۔ جب دونون لشکرون مین جنگ واقع ہوئی تو اہل عراق نے مصعب سے انحراف کیا

نیزہ بودی گفتم بلے بس مختار از اسپ فرود آمدہ دو رکعت نماز گزارد و سر بسجدہ نہاد ۵ قال فی الکامل وبعث المختار الی قاتل علی بن الحسین وهو مرة بن منقذ × فاحاطوا بداره فخرج الیهم علی فرسه وبیده رمحه فطاعنهم × فضرب منهم فنجا ولحق بمصعب بن الزبیر وفیه ایضا وارسل المختار الی محمد بن الاشعث وهو فی قریة فطلبوه فلم یجدوه وکان قد هرب الی مصعب بن الزبیر (وفیه ایضا) و کان ابن الزبیر استعمل علی الموصل محمد بن الاشعث ۲ قال ابن الوردی ثم دخلت سنة ثمان و ستین وفیها توفی عبد الله بن عباس ۳ وفی الکامل ثم دخلت سنة تسع و ستین وفی هذه السنة خالف عمرو بن سعید عبد الملک بن مروان وغلب علی دمشق وفیه فقتله عبد الملک وفیه ایضا قال وفی سنة سبعین مات عاصم بن عمر بن الخطاب ۴ قال ابو الفدا وفی سنة احدی وسبعین تجهز عبد الملک وسار الی العراق وتجهز مصعب بن الزبیر والتقیا واقتتل الجمعان وکان اهل العراق قد کاتبوا عبد الملک وصار وا معه فی الباطن فتخلوا عن مصعب فقاتل مصعب۔

اور مصعب لڑکر مقتول ہوئے۔ پھر ۷۲ھ مین عبد الملک نے حجاج بن یوسف کو
لشکر دے کر عبداللہ بن زبیر سے قتال کرنے کے لیے بجانب مکہ معظمہ روانہ کیا۔
تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ حجاج اور اصحاب ابن زبیر مین کئی لڑائیان ہوئین
آخر کو عبداللہ بن زبیر محصور ہوگئے اور حجاج نے بیت اللہ پر سنگباری شروع
کردی ۷۲ھ کے اختتام تک یہی حالت قائم رہی آخر کار جمادی الاخری ۷۳ھ
مین (سات مہینے قتال کرنے کے بعد) عبداللہ بن زبیر مقتول ہوے۔
مورخ ابو الفدا لکھتا ہے کہ اسی سال عبداللہ بن عمر بن الخطاب نے وفات پائی۔
تاریخ کامل مین ہے کہ ۷۴ھ مین عبد الملک نے طارق کو گورنری مدینہ سے
معطل کرکے اوسکی جگہ حجاج بن یوسف کو دی۔
کنز العمال مین بروایت ابن جریر و ابن ابی شیبہ موسی بن انس سے مروی ہے
کہ حجاج بن یوسف نے مدینہ مین خطبہ پڑھا اور لوگون سے مخاطب ہوکر کہا کہ تم
وضو مین اپنے منہ اور ہاتھ اور پیرون کو اوپر نیچے دھویا کرو کیونکہ پاؤن نجاست سے
قریب رہتے ہین۔ یہ سنکر انس نے کہا کہ سچ فرمایا اللہ نے اور جھوٹ بولا حجاج
(کیونکہ) اللہ نے حکم دیا ہے کہ سر اور دونون پاؤن پر مسح کیا کرو اور تاریخ
ابن الوردی مین ہے کہ ۷۵ھ مین عبد الملک نے حجاج کو مدینے سے ہٹا کر

حتی قتل (الی ان قال) ثم دخلت سنة اثنتين وسبعين فيها جهز عبد الملك بن مروان الحجاج بن يوسف الثقفي في جيش الى مكة لقتال ابن الزبير ١٢ قال ابن الوردي وجرت بينه و بين اصحاب ابن الزبير حروب وآخر ذلك انه حصر ابن الزبير بمكة ورمى البيت بالمنجنيق ودام الحصار حتى خرجت السنة ثم دخلت سنة ثلث وسبعين وابن الزبير محصور فقاتل حتى قتل في جمادى الآخرة منها بعد قتال سبعة اشهر ١٢ قال ابو الفداء وفي هذه السنة توفي عبدالله بن عمر بن الخطاب ١٢ وقال ابن الاثير في الكامل ثم دخلت سنة اربع وسبعين وفي هذه السنة عزل عبد الملك طارق عن المدينة واستعمل عليها الحجاج ١٢ وفي كنز العمال قال اخرج ابن جرير وابن ابي شيبة عن موسى بن انس قال خطب الحجاج فقال اغسلوا وجوهكم وايديكم وارجلكم ظهورها وبطونها وعراقيبها فان ذلك ادنى الى خبثكم فقال انس صدق الله وكذب الحجاج قال الله وامسحوا برؤسكم وارجلكم ١٢ وفي تاريخ ابن الوردي قال ثم دخلت سنة خمس وسبعين فيها ولى عبد الملك الحجاج العراق

عراق مین مقرر کیا۔ علامہ[1] بلاذری کتاب انساب الاشراف مین لکھتے ہین کہ
جب حجاج مدینے سے نکلا تو کہنے لگا کہ خدا کا شکر ہے کہ جس نے مجھے ایسے شہر سے باہر
کیا جو فتنے اور فساد کی بنیاد ہے اور جسکے باشندے بڑے خبیث لوگ ہین۔ نیز
نواب صدیق حسن خان حجج الکرامہ[2] مین لکھتے ہین کہ ایک روز حجاج نے اثنائے خطبہ
مین روضۂ رسول کے زائرونکا ذکر کرکے کہا کہ ان لوگون کی خرابی ہو جو بوسیدہ ہڈیونکا
طواف کرتے ہین اور قصر امیر المومنین عبد الملک کا طواف نہین کرتے۔
روضتہ الاحباب[3] مین زہری سے مروی ہے کہ عامل مدینہ نے عبد الملک کے
حکم سے امام زین العابدین کو طوق و زنجیر پہنا کر قید کیا تاکہ اونکو نگہبانون کی حراست
مین عبد الملک کے پاس روانہ کرے۔ مین نے داروغہ محبس کے پاس جاکر حضرت
علی بن حسین سے ملنے کی اجازت چاہی اور بعد حصول اجازت قید خانے کے
اندر جاکر اون سے ملاقات کی اور عرض کیا کہ کاش آپ کی جگہ مین قید ہوتا۔
اونھون نے فرمایا کہ اے زہری یہ نہ سمجھو کہ اس قید سے مجھے کچھ زحمت ہے اگر مین
چاہون تو ابھی رہائی ہو سکتی ہے اسکے کہنے کے ساتھ ہی مین نے دیکھا کہ اون کے
جسم سے بند قید علاحدہ ہو گئے۔ پھر اونھون نے فرمایا کہ اے زہری مین دو[1]
منزل سے زیادہ ان لوگون کے ساتھ نہ جاؤنگا۔ تھوڑی دیر کے بعد مین اونکو

[1] وفی کتاب انساب الاشراف للبلاذری قال لما خرج الحجاج من المدینة قال الحمد لله الذی اخرجنی من اوفتن اهلها اخبث اهل

وداع کرده باز آمدم چون چهار روز منقضی شد دیدم گماشتگان سر برهنه باز آمدند پرسیدم کیفیت حال از ایشان پرسیدند گفتند که ما در منزل فرود آمده بودیم و تمام شب علی بن حسین را محافظت نمودیم لیکن صباح او را در محمل نیافتیم البته بند او در محمل باقی بود

زهری فرموده که بعد از آن روزی نزد عبدالملک بن مروان رفتم او حال علی بن حسین را از من پرسید آنچه از آن باب می‌دانستم گفتم عبدالملک گفت در همان وقت که گماشتگان سر برهنه آمده بودند او نزد من آمد و گفت مرا با تو چه کار است گفتم میخواهم که نزد من اقامت نمائی گفت نمی‌شود این گفت و بیرون رفت و والله که من از خوف و هیبت بسیار برآمده بودم

ودداع کر کے چلا آیا۔ چوتھے دن مین نے دیکھا کہ جو لوگ حضرت زین العابدین کو اپنی حراست مین لے گئے تھے مدینے واپس آ کر اون کو تلاش کر رہے ہین۔ لوگون نے کیفیت دریافت کی تو اونھون نے کہا کہ ہم لوگ ایک منزل مین مقیم تھے اور رات بھر علی بن حسین کی محافظت کرتے رہے مگر جب صبح ہوئی تو ہم نے اونھین نہ پایا البتہ بندو قید محمل مین موجود تھے۔ زہری کہتے ہین کہ چند روز کے بعد مین اتفاقاً عبدالملک بن مروان کے یہان حاضر ہوا تو اوس نے مجھ سے حضرت علی بن حسین کا حال دریافت کیا۔ جو حالات معلوم تھے مین نے بیان کیے۔ عبدالملک نے کہا کہ جس دن میرے گماشتون کی حراست سے علی بن حسین کا غائب ہونا بیان کیا جاتا ہے اوسی دن وہ میرے پاس آ کر کہنے لگے کہ تو کیون میرے پیچھے پڑا ہے۔ مین نے کہا کہ میری خواہش ہے کہ تم میرے پاس رہو۔ اونھون نے کہا کہ ایسا نہین ہو سکتا یہ کہکر اوسی وقت باہر چلے گئے اور واللہ مجھ پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور مین اون سے کچھ نہ کہہ سکا۔

تاریخ کامل[۱] مین ہے کہ ۷۶ھ مین عبدالملک نے اوّل اوّل درہم و دینار سکوک کرائے اوس سے پہلے اسلام مین کسی نے اِس عمل کو جاری نہین کیا تھا۔

حلیۃ الاولیاء[۲] ابو نعیم و وفیات الاعیان ابن خلکان و صواعق محرقہ ابن حجر مکی سے

۱ قال فی الکامل و فی سنة ست وسبعین ضرب عبدالملک بن مروان الدنانیر والدراهم وهو اول من احدث ضربها فی الاسلام

۲ فی الحلیة الاولیاء لابی نعیم الحافظ و وفیات الاعیان لابن خلکان وصواعق المحرقة للشیخ ابن حجر المکی وغیرها

قال هشام بن عبد الملك في ايام ابيه طاف وجهد ان يصل الى الحجر ليستلمه فلم يقدر عليه لكثرة الزحام فنصب له منبر عليه ينظر الى الناس وحوله جماعة من اعيان اهل الشام فبينما هو كذلك اذا اقبل زين العابدين علی بن الحسين فلما انتهى الى الحجر تنحى له الناس حتى استلم فقال رجل من اهل الشام لهشام من هذا الذي قد هابه الناس هذه الهيبة فقال هشام لا اعرفه مخافة ان يرغب فيه اهل الشام فيملكوه وكان الفرزدق حاضرا فقال انا اعرفه فقال

منقول ہے کہ جب ہشام بن عبد الملک اپنے باپ کے زمانۂ سلطنت مین حج کے لیے آیا اور ہنگام طواف اوسنے حجر اسود پر بوسہ دینے کا قصد کیا تو بوجہ ازدحام خواص و عوام باوجود کوشش حجر اسود تک نہ پہونچ سکا مجبوراً ایک طرف منبر پر بیٹھکر مجمع کی سیر دیکھنے لگا اور منبر کے گرد سرداران شام نے حلقہ کرلیا تاکہ ہشام کی سطوتِ شاہزادگی سب پر عیان ہو۔ اتنے مین امام زین العابدین علی بن الحسین طواف کے لیے تشریف لائے اور جب اونھون نے حجر اسود کی جانب رُخ کیا تو لوگ فوراً اِدھر اُدھر ہٹ گئے اور امام زین العابدین نے بلاتکلف حجر اسود تک پہونچکر شرط استلام ادا کی۔ اعیان شام مین سے ایک شخص نے متعجب ہوکر ہشام سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے جس کی ہیبت سے لوگ ہٹ گئے۔ ہشام نے اِس خوف سے کہ کہین ایسا نہ ہو اہل شام کا میلان علی بن حسین کی امامت و خلافت کی جانب ہوجائے کہا کہ مین اس شخص کو نہین پہچانتا۔ اتفاقاً اوس مجمع مین فرزدق شاعر حاضر تھا۔ ہشام کا تجاہل عارفانہ دیکھکر فرزدق سے رہا نہ گیا اور اوسنے شامیون کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ اِس شخص کو مین جانتا ہون مجھ سے سُنو کہ یہ کون شخص ہے :۔

هذا الذی تعرف البطحاء وطأته — والبیت یعرفه والحل والحرم

یہ وہ شخص ہے جس کو خانہ کعبہ اور حل و حرم سب پہچانتے ہین اور جسکے قدم رکھنے کی جگہ کو زمین بطحا بھی محسوس کرلیتی ہے۔

هذا ابن خیر عباد الله کلهم — هذا التقی النقی الطاهر العلم

یہ شخص اوسکا فرزند ہے جو تمام بندگان خدا سے افضل مانا جاتا ہے اور یہ شخص خود بھی پرہیزگار، پاک سرشت اور سردار قوم ہے۔

اذا رأته قریش قال قائلها — الی مکارم هذا ینتهی الکرم

یہ وہ شخص ہے جس کو دیکھ کر قریش کہہ اوٹھتے ہین کہ اِسی کے مکارم اخلاق پر کرم کی انتہا ہوتی ہے۔

ینمی الی ذروة العز التی قصرت — عن نیلها عرب الاسلام والعجم

یہ وہ شخص ہے جس کے اوج عظمت تک رسائی پانے سے مسلمانان عرب و عجم قاصر ہین۔

یکاد یمسکه عرفان راحته — رکن الحطیم اذا ما جاء یستلم

یہ وہ شخص ہے کہ جب حجر اسود کے اسلام کو جاتا ہے تو حجر اسود اسکے کفِ دست کو پہچان کر اوس سے متمسک ہوتا ہے۔

يغضي حياء ويغضى من مهابته ۔۔۔ فلا يكلم الا حين يبتسم

یہ وہ شخص ہے کہ اسکی نگاہین حیا سے نیچی رہتی ہین اور دوسرون کی نگاہین اسکے رعب سے۔ حتیٰ کہ جبتک یہ تبسم نہ ہو کسی کو اس سے ہم کلام ہونے کی جرأت نہین ہوتی۔

من جده دان فضل الانبياء له ۔۔۔ وفضل امته دانت له الامم

یہ وہ شخص ہے جسکے جد کا مرتبہ ہر نبی کے مرتبہ سے بالاتر ہے اور یہ وہ شخص ہے جسکے جد کی اُمت ہر نبی کی اُمت پر فوقیت رکھتی ہے۔

ينشق نور الهدى من نور غرته ۔۔۔ كالشمس ينجاب عن اشراقها الظلم

یہ وہ شخص ہے جسکی جبین سے آفتاب کی طرح ہدایت کی روشنی پھیل کر تمام تاریکیون کو زائل کردیتی ہے۔

مشتقة من رسول الله نبعته ۔۔۔ طابت عناصره والخيم والشيم

یہ وہ شخص ہے جس کا شجرہ طیبہ گلشن رسالت سے اُگا ہے اور جسکے عناصر و اخلاق سب پاک و پاکیزہ ہین۔

هذا ابن فاطمة ان كنت جاهله ۔۔۔ بجده انبياء الله قد ختموا

اے ہشام اگر تو نہین جانتا تو جان لے کہ یہ شخص فاطمہ زہرا کا فرزند ہے اور اسکا جد امجد خاتم المرسلین ہے۔

الله فضله قدما وشرفه ۔۔۔ جرى بذاك له في لوحه القلم

یہ وہ شخص ہے جس کو خدا نے ازل سے شرف عطا فرمایا ہے اور جسکا فضل قلم قدرت سے لوح پر لکھا ہوا ہے۔

وليس قولك من هذا بضائره ۔۔۔ العرب تعرف من انكرت والعجم

اس شخص کو تیرا تجاہل کچھ ضرر نہین پہونچا سکتا اسلیے کہ اسکو تمام عرب و عجم جانتے ہین اور پہچانتے ہین۔

كلتا يديه غياث عم نفعهما ۔۔۔ يستوكفان ولا يعروهما العدم

یہ وہ شخص ہے جسکے دونون ہاتھ مخلوق کو نفع پہونچانے کے لیے ابر کرم ہین اور پھر بھی اس شخص کے پاس تہیدستی کا گزر نہین ہوتا۔

سهل الخليقة لا تخشى بوادره ۔۔۔ يزينه اثنان حسن الخلق والكرم

یہ شخص ایسا حلیم و نیک خو اور پاک طینت ہے جس سے درشتی اور بدخوئی کا اندیشہ تک نہین ہوسکتا۔

حمال اثقال اقوام اذا فدحوا ۔۔۔ حلو الشمائل تحلو عنده نعم

یہ وہ فیاض طبع شخص ہے جو دوسرونکا بار خود اوٹھالیتا ہے اور اسکی شیرین عادات سے اسکا فیض و انعام اور زیادہ شیرین ہوجاتا ہے۔

ما قال لا قط الا في تشهده ۔۔۔ لولا التشهد كانت لاءه نعم

یہ وہ شخص ہے کہ سوا موقع تشہد کے لا کا لفظ کبھی زبان سے نہین نکالتا اور اگر تشہد نہوتا تو اسکا وہ لا بھی نعم ہوجاتا۔

لا يخلف الوعد ميمون نقيبته ۔۔۔ رحب الفناء اريب حين يعتزم

یہ وہ راستباز عاقل و مہمان نواز شخص ہے جسکی ذات سے کبھی وعدہ خلافی نہین ہوتی۔

عم البرية في الاحسان فانقشعت ۔۔۔ عنه الغتارة والاملاق والعدم

یہ وہ شخص ہے جس کا احسان عام مخلوق خدا پر ہے اور جس کی برکت سے لوگون کی فاقہ کشی اور تہیدستی دور ہوجاتی ہے۔

من معشر حبهم دين وبغضهم ۔۔۔ كفر وقربهم منجى ومعتصم

یہ شخص اون لوگون مین سے ہے جن کی دوستی ایمان اور دشمنی کفر ہے اور جن کی نزدیکی نجات کی دستاویز سمجھی جاتی ہے۔

ان عد اهل التقى كانوا ائمتهم ۔۔۔ او قيل من خير اهل الارض قيل هم

اگر پرہیزگارونکا شمار کیا جائے تو یہی لوگ اون کے امام ہین اور اگر پوچھا جائے کہ بہترین اہل ارض کون ہے تو یہی لوگ بتائے جائینگے۔

لا يستطيع جواد بعد غايتهم ۔۔۔ ولا يدانيهم قوم وان كرموا

کوئی سخی ان کی سخاوت کو نہین پا سکتا اور کوئی قوم ان کے رتبۂ کرم کو نہین پہونچ سکتی۔

هم الغيوث اذا ما ازمة ازمت ۔۔۔ والاسد اسد الشرى والباس محتدم

یہی حضرات ابر کرم ہین جبکہ لوگ قحط سے تباہ حال ہون اور یہی شیر غضبناک ہین جبکہ میدان کارزار گرم ہو۔

لا ينقص العسر بسطا من اكفهم ۔۔۔ سيان ذلك ان اثروا وان عدموا

یہ اون لوگون مین سے ہے جن کی تنگدستی فیاضی کو کم نہین کرتی کیونکہ یہ زرداری اور بےزری مین یکسان فیاض ہے۔

يستدفع السوء والبلوى بحبهم ۔۔۔ ويستزاد به الاحسان والنعم

یہ شخص اون لوگون مین سے ہے جنکے طفیل مین دفع مصیبت کی خواستگاری کیجاتی ہے اور جنکی برکت سے نعمتون مین افزائش ہوتی ہے۔

مقدم بعد ذكر الله ذكرهم ۔۔۔ في كل بدء ومختوم به الكلم

یہ شخص اون لوگون مین سے ہے جن کا ذکر بعد ذکر خدا ہر کلام کے آغاز و اختتام پر مقدم سمجھا جاتا ہے۔

يابى لهم ان يحل الذم ساحتهم ۔۔۔ خيم كريم وايد بالندى عصم

یہ شخص اون لوگون مین سے ہے جو کریم الخصائل اور فیاض دست ہین اور اونکے صحن مین عیب برائی کو نازل ہونے سے انکار ہے۔

اي الخلائق ليست في رقابهم ۔۔۔ لاولية هذا او له نعم

خلائق مین کوئی ایسا نہین جو اس شخص کی اوّلیت اور اسکے حقوق و منت و نعمت کی وجہ سے اسکا بندۂ بے دام نہو۔

من يعرف الله يعرف اولية ذا ۔۔۔ والدين من بيت هذا ناله الامم

(اور سچ تو یہ ہے کہ) جو خدا کو پہچانتا ہے وہ اسکی اولیت کو بھی مانتا ہے کیونکہ اسکے گھر سے اُمت نے دین اور ایمان پایا ہے۔

صواعق محرقہ وغیرہ مین ہے کہ جب ہشام نے یہ اشعار سُنے تو سخت غضبناک ہوکر اوس نے فرزدق کو بمقام عسفان قید کر دیا۔

تاریخ کامل مین ہے کہ ٧٧ھ مین جابر بن عبداللہ انصاری کا انتقال ہوا اور ٧٨ھ مین زید بن خالد جہنی نے رحلت کی اور ٧٩ھ مین عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود نے وفات پائی۔

تاریخ الخمیس مین ہے کہ ٨٠ھ مین حضرت جعفر صادق بمقام مدینہ طیبہ پیدا ہوئے اور تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ ٨١ھ مین محمد بن حنفیہ نے وفات پائی اور تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ ٨٢ھ مین خالد بن یزید بن معاویہ فوت ہوا اور ٨٣ھ مین حجاج بن یوسف نے شہر واسط کی بنیاد ڈالی۔

تاریخ کامل مین ہے کہ ٨٤ھ مین عبدالملک نے بجانب روم لشکر کشی کر کے مصیصہ پر فتح حاصل کی اور تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ ٨٥ھ مین عبدالعزیز بن مروان نے رحلت کی اور ٨٦ھ مین عبدالملک بن مروان نے انتقال کیا۔

تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ عبدالملک کے بعد اوسکا بیٹا ولید بن عبدالملک خلیفہ ہوا اور اسی سال اوس نے اپنے چچازاد بھائی عمر بن عبدالعزیز کو مدینے کا حاکم مقرر کیا۔

تاریخ کامل مین ہے کہ ٨٧ھ مین عمر بن عبدالعزیز نے بحیثیت امیر مدینہ ہونے کے

لوگون کے ساتھ حج ادا کیا اور تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ ۸۸ھ مین ولید نے جامع مسجد دمشق کی بنیاد ڈالنے کا حکم دیا۔

تاریخ کامل مین ہے کہ ۸۹ھ مین ولید بن عبد الملک نے موسیٰ بن نصیر کو افریقیہ کا عامل مقرر کیا۔ موسیٰ مذکور کے باپ نصیر معاویہ بن ابی سفیان کے باڈی گارڈ تھے اور جب معاویہ نے حضرت علی سے قتال کرنے کو صفین کی جانب لشکر کشی کی تو نصیر نے رفاقت سے انکار کیا۔ معاویہ نے پوچھا کہ کیا سبب ہے کہ میرے ساتھ علی سے لڑنے کو نہین چلتے۔ نصیر نے جواب دیا کہ مین اوس خدائے عزوجل کا کفران نعمت کرنے مین تمھارا ساتھ نہین دے سکتا جو شکر کا تم سے زیادہ مستحق ہے۔ یہ سنکر معاویہ چپ ہو گئے۔ نیز تاریخ کامل مین ہے کہ ۹۰ھ مین انس بن مالک انصاری نے وفات پائی اور ۹۱ھ مین ولید بن عبد الملک نے حج کعبہ ادا کیا۔

جذب القلوب مین ہے کہ جب ولید بن عبد الملک حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ آیا تو ایک دن منبر رسول پر خطبہ پڑھتے ہوئے اُس کی نظر حسن بن حسن بن علی پر پڑی جو خانۂ جناب سیدہ مین بیٹھے ہوئے آئینہ دیکھ رہے تھے۔ ولید منبر سے نیچے اوترا تو اوس نے عمر بن عبد العزیز کو طلب کر کے کہا تم نے حسن بن حسن وغیرہ کو کیون اب تک اس مکان مین رہنے دیا اور کیون نہ اُن کو یہان سے نکال باہر کیا مین نہین چاہتا

امیر المدینة وقال ابو الفدا وفی سنة ثمان وثمانین امر الولید ببناء جامع دمشق ۴ وفی الکامل قال وفیها تسع وثمانین استعمل الولید موسی بن نصیر علی افریقیة وکان نصیر والده علی حرس معاویة بن ابی سفیان فلما سار معاویة الی صفین لم یسر معه فقال له ما یمنعک من المسیر معی الی قتال علی فقال لا یمنعنی قتال علی اشکر کالی بکفر من هو اولی بالشکر منک وهو الله عزوجل فسکت عنه ۴ وفیها قال ابن الاثیر وفی سنة تسعین مات انس بن مالک الانصاری وفی سنة احدی وتسعین حج بالناس الولید بن عبد الملک۔

۵ ودر جذب القلوب است چون ولید بن عبد الملک از حج آمد بعد از اتمام مناسک حج قدم بمدینه مطهره آورد روزی بر منبر خطبه میخواند در اثنای آن نظرش بر جمال حسن بن حسن رضی الله عنهما افتاد در بیت فاطمه زهرا سلام الله علیها نشسته بود و آئینه در دست داشت که در وی جمال جهان آرای خود را مشاهده می نمودند ولید از منبر فرود آمد عمر بن عبد العزیز را طلبیده گفت چرا گذاشتی که اینان را در این جا بمانند ایشان را بیرون نکردی [illegible]

کہ آئندہ پھر ان لوگون کو یہان دیکھون۔ یہ مکان ان سے خرید کر کے مسجد مین شامل کر لیا
جائے۔ حسن اور فاطمہ بنت حسین اور اون کی اولاد نے گھر چھوڑنے سے انکار کیا۔
ولید نے حکم دیا کہ مکان کو ان لوگون پر گرادو۔ لوگون نے زبردستی اسباب نکال کر
پھینکنا اور مکان کو ویران کرنا شروع کیا۔ مجبوراً یہ حضرات مع مخدرات عالیات
روز روشن مین گھر سے نکل کر بیرون مدینہ سکونت پذیر ہوئے۔ اسیطرح کا قضیہ حضرت حفصہ
کے مکان کا بھی پیش آیا جو اولاد حضرت عمر کے قبضے مین تھا۔ چنانچہ جب اون سے
کہا گیا کہ گھر سے باہر نکلو تو اونھون نے منظور نہ کیا اور اس کی قیمت بھی قبول نہ کی۔
حجاج بن یوسف اوس وقت مدینے مین موجود تھا اوس نے چاہا کہ مکان کو گرادے
مگر جب اس بات کی اطلاع ولید بن عبدالملک کو ہوئی تو اوس نے عمر بن عبدالعزیز
عامل مدینہ کو لکھا کہ اولاد عمر بن الخطاب کی رضاجوئی مین قصور نہ کرو۔ اون کا اکرام
ملحوظ رکھو اگر وہ مکان فروخت کرنے پر راضی نہون تو اون کے رہنے کو مکان کا
ایک حصہ چھوڑ دو اور اون کی آمد و رفت کے لئے مسجد کی جانب ایک دروازہ
بھی رہنے دو۔

تاریخ کامل مین ہے کہ ۹۲ھ مین مالک بن عوس بصری نے رحلت کی اور
تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ ۹۳ھ مین ولید نے عمر بن عبدالعزیز کو حکومت مدینہ سے معزول کیا

فی الکامل وفی سنة اثنتین وتسعین مات مالک بن عوس البصری

و قال ابن الوردی فی تاریخه وفیها عزل الولید عمر بن عبدالعزیز عن المدینة

تاریخ ابوالفدا[۱] مین ہے کہ ۹۴ھ مین امام زین العابدین علی بن حسین نے بمقام مدینۂ طیبہ وفات فرمائی اور جنت البقیع مین مدفون ہوئے اور حبیب السیر[۲] مین ہو کہ امام زین العابدین نے محرم ۹۵ھ مین بہشت برین کی راہ اختیار کی۔ صواعق محرقہ[۳] مین ہو کہ بقول بعض محققین امام زین العابدین کو ولید بن عبد الملک نے زہر دلاکر شہید کیا اور شواہد النبوۃ[۴] ملا جامی مین ہو کہ جس شب امام موصوف کی وفات ہوئی اونھون نے حضرت امام محمد باقر سے فرمایا کہ اے فرزند آج کی رات میرا وعدہ پورا ہوجائے گا بعد ازان اون کو اپنا وصی قرار دیا۔

روضۃ الاحباب[۵] مین ہو کہ امام محمد باقر کی ولادت باسعادت بمقام مدینۂ منورہ سیم صفر ۵۹ھ کو بروز جمعہ ہوئی تھی۔ اون کا نام محمد اور لقب باقر ہے اور تاریخ خمیس[۶] مین ہو کہ بوجہ تبحر و توسع علمی کے وہ باقر کے لقب سے ملقب ہوئے اور تہذیب[۷] نووی مین ہو کہ اون کا لقب باقر اس وجہ سے ہوا کہ اون کے تبحر نے علم کو شگافتہ کر کے اوسکی جڑ اور باریکیون کو سمجھ لیا تھا اور تذکرۃ[۸] الحفاظ ذہبی مین ہو کہ امام محمد باقر سردار بنی ہاشم تھے اور بوجہ تبحر علمی باقر کے لقب سے مشہور ہوئے یعنی اونھون نے علم کو شق کر کے اوس کی اصل اور باریکی کو سمجھ لیا تھا اور وفیات[۹] الاعیان ابن خلکان مین ہو کہ امام محمد باقر عالم زمان اور سید کبیر الشان تھے اور بوجہ

---

[۱] وقال ابو الفدا و فی سنۃ اربع و تسعین توفی علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب المعروف بزین العابدین بالمدینۃ ودفن بالبقیع [۱۲]

[۲] ودر حبیب السیر است کہ در محرم سنہ خمس و تسعین بہشت برین خرامید [۱۲]

[۳] قال فی الصواعق قیل سمّہ الولید بن عبد الملک [۱۲]

[۴] و در شواہد النبوۃ ملا جامی است کہ در شبے کہ وفات یکرد از فرزند خود محمد باقر گفت ای فرزند امشب وعدہ من رسیدہ است و [۱۲]

[۵] در روضۃ الاحباب است کہ ولادت امام محمد باقر در مدینہ روز جمعہ سیم صفر سنہ تسع و خمسین اتفاق افتادہ و اسم آن عالی مقام محمد و لقب او باقر است [۱۲]

[۶] وفی الخمیس لقب الباقر لتبقّرہ فی العلم وھو توسعہ فیہ [۱۲]

[۷] وقال النووی فی تہذیب الاسماء و الصفات سمی بذلک لانہ بقر العلم ای شقہ فعرف اصلہ وعلم خفیہ [۱۲]

[۸] وفی تذکرۃ الحفاظ للذہبی قال وکان سید بنی ہاشم فی زمانہ اشتہر بالباقر من قولہم بقر العلم یعنی شقہ فعلم اصلہ وخفیہ [۱۲]

[۹] وفی وفیات الاعیان لابن خلکان قال و کان الباقر عالما سیدا کبیرا

توسع فی العلم ہونے کے باقر کے لقب سے ملقب ہوئے چنانچہ کسی شاعر نے اون کی شان
مین یہ شعر کہا ہے (ترجمہ شعر) اے پرہیزگارون کے لیے علم کو شگافتہ کرنے والے
اور اون بہترین اشخاص مین سے جو پہاڑون پر لبیک کہتے ہین۔ روضۃ الاحباب[1]
مین امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ مین ایک روز جابر بن عبداللہ انصاری سے
ملا جو کہ نابینا ہو گئے تھے۔ مین نے اون کو سلام کیا اونھون نے سلام کا جواب دیکر
میرا نام پوچھا۔ مین نے کہا محمد بن علی ابن الحسین۔ جابر نے مجھے اپنے نزدیک بلا کر
میرے ہاتھ کو بوسہ دیا اور چاہا کہ پاؤن کو بھی بوسہ دین مین اون سے علیحدہ ہو گیا
اونھون نے کہا کہ جناب رسالتمآب نے تم کو سلام کہا ہے مین نے کہا کہ علیہ السلام ورحمۃ اللہ
وبرکاتہ۔ پھر مین نے جابر سے اسکی تصریح دریافت کی۔ اونھون نے کہا کہ مین ایک دن
رسول مقبول کی خدمت مین حاضر ہوا تو آنحضرت نے فرمایا کہ اے جابر ممکن ہی کہ تم ایسے
وقت تک زندہ رہو کہ میرے ایک فرزند کو دیکھو جس کا نام محمد بن علی بن حسین ہوگا اور
خدا اوسکو نور و حکمت عطا فرمائے گا اور جب تم اوس سے ملو تو میرا سلام کہنا اور
تاریخ ابن جریر[2] مین امام محمد باقر سے مروی ہے کہ ایک دن جابر بن عبداللہ انصاری
نے میرے پاس آکر کہا کہ اپنا سینہ کھولو مین نے کھولدیا۔ اونھون نے میرے سینے
پر بوسہ دیکر کہا کہ رسول اللہ نے تم کو سلام کہا ہے اور صواعق محرقہ[3] مین جابر بن عبداللہ

وانما قيل له الباقر لانه متبقر في العلم اي توسع فيه يقول الشاعر يا باقر العلم لاهل التقى وخير من لبى على الاجبل

[1] در روضة الاحباب از امام محمد باقر آورده است گفت روزی پیش جابر بن عبدالله انصاری در آمدم در حالتی که کور شده بود بر او سلام کردم جواب سلام داد و پرسید که تو کیستی گفتم محمد بن علی بن الحسین او گفت نزدیک آی پیش او رفتم دست مرا بوسید و چون خواست که پای مرا ببوسد دور شدم گفت حضرت رسول صلی الله علیه وآله وسلم ترا سلام میرساند گفتم علیه السلام ورحمة الله وبرکاته این صورت چگونه بود یا جابر و چه کیفیت آنحضرت مرا یاد کرده گفت روزی در خدمت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بودم فرمود که یا جابر لعلك تبقى حتى تلقى رجلا من ولدي يقال له محمد بن علي بن الحسين يهب الله له النور والحكمة فاقرأه مني السلام

[2] واخرج ابن جرير في تاريخه عن ابي جعفر عليه السلام قال جاءني جابر بن عبد الله فقال لي اكشف لي عن بطنك فكشفت له عن بطني فقبله ثم قال ان رسول الله صلعم امرني ان اقرئك السلام

[3] وفي الصواعق عن جابر

سے مروی ہے کہ میں ایک دن جناب رسالتمآب کی خدمت میں حاضر ہوا حسین ابن علی
رسول اللہ کی گود میں بیٹھے ہوے تھے۔ آنحضرتؐ نے مجھے فرمایا کہ اے جابر حسین کا ایک
فرزند ہوگا "علی" اور جب بروز قیامت منادی ندا کرے گا کہ اوٹھے سید العابدین
تو وہ اوٹھے گا اور اوس کا ایک فرزند ہوگا "محمد" اے جابر اگر تم اوس سے ملو تو میرا
سلام کہنا۔

تاریخ ابو الفدا[۱] میں ہے کہ جمادی الاُخریٰ سنہ ۹۶ھ میں ولید بن عبد الملک نے
رحلت کی اور تاریخ ابن الوردی[۲] میں ہے کہ ولید کے مرنے پر اوس کا بھائی سلیمان
بن عبد الملک خلیفہ ہوا اور سنہ ۹۷ و ۹۸ھ کے دور میں اوس نے بجانب قسطنطنیہ لشکر کشی
کی اور تاریخ ابو الفدا[۳] میں ہو کہ سنہ ۹۹ھ میں سلیمان نے انتقال کیا جس کی بادشاہت
صرف دو برس آٹھ مہینے رہی۔

تاریخ ابن الوردی[۴] میں ہو کہ سلیمان نے بوقت شدّتِ مرض اپنا ولیعہد عمر بن
عبد العزیز کو کیا تھا چنانچہ سلیمان کے بعد لوگوں نے عمر بن عبد العزیز کی بیعت کی۔

تاریخ ابو الفدا[۵] میں ہے کہ خلفائے بنی اُمیّہ سنہ ۴۱ھ سے اوائل سنہ ۹۹ھ (یعنی
آخر زمانۂ خلافت سلیمان) تک حضرت علی پر سب کرتے آئے لیکن جب عمر بن
عبد العزیز خلیفہ ہوا تو اوس نے اِس رسم قبیح کو حکماً بند کرا دیا اور کتاب الخراج[۶] قاضی ابو یوسف میں ہے

قال كنت عند رسول الله صلعم والحسين في حجره فقال يا جابر يولد لابني الحسين ابن يقال له علي فاذا كان يوم القيامة ينادي مناد ليقم سيد العابدين فيقوم علي بن الحسين ويولد لعلي ابن يقال له محمد يا جابر ان ادركته فاقرأه مني السلام

[۱] قال ابو الفدا في تاريخه ثم دخلت سنة ست وتسعين وفي جمادي الآخرة من هذه السنة توفي الوليد بن عبد الملك بن مروان [۲] وقال ابن الوردي لما مات الوليد بويع اخوه سليمان بن عبد الملك (الى ان قال) وفي سنة سبع وتسعين وثمان وتسعين جهز سليمان بن عبد الملك الجيوش الى الغزو وقسطنطنية [۳] وفي تاريخ ابي الفدا قال ثم دخلت سنة تسع وتسعين وفيها توفي سليمان بن عبد الملك و كان مدة خلافته سنتين وثمانية اشهر [۴] وقال ابن الوردي لما اشتد مرض سليمان اوصى بالخلافة لعمر بن عبد العزيز بن مروان وبويع عمر بن عبد العزيز بالخلافة [۵] قال ابو الفدا وكانوا خلفاء بني امية يسبون عليا من سنة احدى واربعين الى اول سنة تسع وتسعين آخر ايام سليمان ابن عبد الملك فلما تولى عمر بن عبد العزيز ابطل ذلك وكتب الى عماله بابطاله [۶] وفي كتاب الخراج للقاضي ابي يوسف

کہ عمر بن عبد العزیز نے اپنی خلافت کے زمانے مین رقوم خمس یعنی سہم رسول و سہم ذوی القربیٰ بنی ہاشم کے پاس بھیجا اور تاریخ ابن الوردی[۵۱] مین ہے کہ سنہ ۱۰۱ھ مین عمر بن عبد العزیز نے وفات پائی اور یزید بن عبد الملک خلیفہ ہوا اور سنہ ۱۰۵ھ مین یزید بن عبد الملک نے رحلت کی اور اوس کا جانشین ہشام بن عبد الملک ہوا۔ ذہبی[۵۲] نے دول الاسلام مین لکھا ہے کہ سنہ ۱۰۷ھ مین عکرمہ نے رحلت کی جو اپنے زمانے کے بڑے عالم تھے۔ اور میزان الاعتدال مین ذکر کیا ہے کہ عکرمہ مذہب خوارج کے قائل و معتقد تھے۔ لیکن پھر بھی عکرمہ کو اکثر علما نے مستند مانا ہے اور بخاری نے اون پر اعتبار و اعتماد کیا ہے اور تاریخ ابن الوردی[۵۳] مین ہے کہ سنہ ۱۱۰ھ مین حسن بصری نے وفات پائی جو اکابر تابعین سے تھے۔ تہذیب[۵۴] الکمال مزی اور حاشیہ تذہیب صفی الدین خزرجی مین یونس بن عبید سے منقول ہے کہ مین نے حسن بصری سے پوچھا کہ اے ابو سعید تم رسول اللہ سے بلا واسطہ حدیثین روایت کرتے ہو حالانکہ تم نے آنحضرت کا زمانہ نہین پایا۔ اونھون نے کہا کہ اے بھتیجے تم نے ایسی بات پوچھی ہے جو پیشتر کسی نے نہ پوچھی تھی (سنو) مین جسقدر حدیثین روایت کرتا ہون وہ سب علی بن ابی طالب کی مرویات سے ہین مگر اس زمانے مین (جبکہ بنی امیہ کی حکومت کا زور ہے) یہ قدرت نہین رکھتا کہ علی کا نام زبان پر لا سکون۔

قال ان عمر بن عبد العزیز بعث بسہم الرسول وسہم ذوی القربی الی بنی ہاشم

۵۱ وفی تاریخ ابن الوردی قال وفی سنة ۱۰۱ توفی عمر بن عبد العزیز (الی ان قال) ولما مات بویع یزید بن عبد الملک (الی ان قال) و لما مات یزید بن عبد الملک بالخلافة (الی ان قال) واخوه هشام بن عبد الملک

۵۲ وقال الذہبی فی الدول الاسلام فی سنة سبع ومائة مات عکرمة مولی ابن عباس وکان من بحور العلم فی زمانه وقال فی المیزان کان عکرمة یری رای الخوارج وقد وثقه جماعة واعتمده البخاری

۵۳ قال ابن الوردی فی تاریخه وفی سنة عشر ومائة توفی الحسن البصری من اکابر التابعین

۵۴ فی تہذیب الکمال للمزی وحاشیة تذہیب الکمال للصفی الدین الخزرجی قال قال یونس بن عبید سألت الحسن وقلت یا ابا سعید انک تقول قال رسول الله صلعم وانک لم تدرکه قال یا ابن اخی لقد سألتنی عن شیء ما سألنی عنه احد قبلک کل شیء سمعتنی اقول قال رسول الله صلعم فهو عن علی بن ابی طالب غیر انی فی زمان لا استطیع ان اذکر علیا۔

اور علامہ سیوطی نے کتاب تدریب[۱] الراوی مین عبد الرحمن مقری سے نقل کیا ہے
کہ بنی اُمیہ (اپنے عہد حکومت مین) اگر سُنتے تھے کہ کسی بچہ کا نام علی ہے تو اوسکو
قتل کر ڈالتے تھے۔

تاریخ ابو الفدا[۲] مین ہے کہ ۱۱۶ھ مین امام محمد باقر بن زین العابدین نے وفات
پائی اور صواعق محرقہ[۳] مین ہے کہ امام محمد باقر بھی مثل اپنے والد کے زہر سے شہید ہوئے
اور اونہون نے چھ[۴] فرزند چھوڑے جن مین افضل و اکمل حضرت جعفر صادق تھے چنانچہ
اونھین کو امام محمد باقر نے اپنا خلیفہ اور وصی کیا۔

وفیات[۵] الاعیان ابن خلکان مین ہے کہ امام جعفر صادق ساداتِ اہل البیت
سے تھے۔ صدقِ مقال کی وجہ سے اونکا لقب صادق ہوا اور اونکا فضل محتاجِ بیان
نہین ہے۔ اور حلیۃ[۶] الاولیاء ابو نعیم مین عمرو بن المقداد سے مروی ہے کہ جب
مین حضرت جعفر صادق کو دیکھتا تھا تو میرا دل گواہی دیتا تھا کہ یہ شخص اولاد انبیاء
سے ہے اور تذکرۃ الحفاظ ذہبی[۷] مین ابو حنیفہ صاحب کا یہ قول مذکور ہے کہ
مین نے جعفر صادق سے بڑھکر علم دین کا جاننے والا نہین دیکھا۔ حیوۃ[۸] الحیوان دمیری
مین ابن شبرمہ سے منقول ہے کہ ایک دن ہم اور ابو حنیفہ صاحب حضرت جعفر صادق
کی خدمت مین حاضر ہوے۔ مین نے ابو حنیفہ صاحب کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ

[۱] وفی تدریب الراوی للسیوطی قال ابو عبد الرحمن المقرئی کانت بنو امیۃ اذا سمعوا بمولود اسمه علی قتلوه

[۲] قال ابو الفدا وفی سنة ست عشرة ومائة توفی الباقر محمد بن زین العابدین علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب

[۳] و فی الصواعق قال توفی مسموما کابیه الی ان قال وخلف ستة اولاد افضلهم واکملهم جعفر الصادق ومن ثم کان خلیفته ووصیه

[۵] وفی وفیات الاعیان لابن خلکان قال کان من سادات اهل البیت ولقب بالصادق لصدقه فی مقالته وفضله اشهر من ان یذکر

[۶] وفی حلیة الاولیاء لابی نعیم عن عمرو بن المقداد قال کنت اذا نظرت الی جعفر بن محمد علمت انه من سلالة النبیین

[۷] وفی تذکرة الحفاظ للذهبی عن ابی حنیفة قال ما رایت افقه من جعفر بن محمد

[۸] وفی حیوة الحیوان للدمیری قال ابن شبرمة دخلت انا وابو حنیفة علی جعفر بن محمد الصادق رضی الله عنه فقلت

یہ فقیہ عراق ہین ۔ حضرت جعفر صادق نے فرمایا کہ شاید نعمان بن ثابت یہی ہین جو
امور دین مین قیاس کو دخل دیتے ہین ؟ ابو حنیفہ صاحب نے کہا کہ ہان مین ہی
نعمان بن ثابت ہون ۔ حضرت جعفر صادق نے فرمایا کہ خدا سے ڈرو اور دین کے
معاملات مین اپنی رائے اور قیاس کو دخل نہ دو کیونکہ اولاً جسنے ایسا کیا وہ ابلیس ہے
چنانچہ اوس نے حکم الٰہی کے مقابلہ مین یہ کہا کہ مجکو تونے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم
کو مٹی سے ۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ وہ قیاس مین خطا کر کے گمراہ ہوا اور تاریخ
ابن خلکان[1] مین ہے کہ حضرت جعفر صادق نے ابو حنیفہ صاحب سے سوال کیا کہ
تم اوس محرم کے باب مین کیا فتوے دیتے ہو جسنے ہرن کے دندان رباعیہ توڑ ڈالے
ہون ۔ ابو حنیفہ نے کہا کہ یا ابن رسول اللہ مجھے معلوم نہین کہ اس باب مین حکم شرع
کیا ہے ۔ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ تم قیاس تو خوب دوڑاتے ہو مگر اتنا نہین
جانتے کہ ہرن کے دندان رباعیہ (مثل اور جانورون کے) نہین ہوتے بلکہ وہی
دو دانت ہوتے ہین جنکو ثنایا کہتے ہین ۔

تاریخ خمیس[2] مین ہے کہ ابو حنیفہ صاحب ۸۰ھ مین بمقام کوفہ پیدا ہوے ۔ کہا جاتا
ہے کہ اون کے باپ ثابت وہ شخص ہین جنھون نے حضرت علی کی خدمت
مین نوروز کے دن فالودہ بطور ہدیہ بھیجا تھا ۔ تاریخ ابن الوردی[3] مین ہے کہ

هذا رجل فقيه من اهل الكوفة فقال لعله الذى يقيس الدين برأيه اهو نعمان بن ثابت فقال له ابو حنيفة نعم انا ذاك فقال له جعفر الصادق اتق الله ولا تقس الدين برأيك فان اول من قاس برأيه ابليس اذ قال انا خير منه خلقتني من نار وخلقته من طين فاخطأ بقياسه فضل

[1] وفى تاريخ ابن خلكان قال وحكى ان جعفر المذكور سأل ابا حنيفة رضى الله عنهما فقال ما تقول فى محرم كسر رباعية ظبى فقال يا ابن رسول الله ما اعلم ما فيه فقال له انت تتداهى ولا تعلم ان الظبى لا يكون له رباعية

[2] قال فى الخميس ولد ابو حنيفة بالكوفة سنة ثمانين ويقال ان اباه ثابتا هو الذى اهدى الفالوذج لعلى بن ابى طالب يوم النيروز

[3] وقال ابن الوردى

زوطا یعنی ابو حنیفہ کے دادا تیم اللہ بن ثعلبہ کے موالی مین سے تھے۔ بعد ازان غلامی سے آزاد کر دیئے گئے۔

تاریخ ابو الفدا[1] مین ہے کہ ۱۲۲ھ مین زید بن علی بن الحسین بن علی نے کوفے مین خروج کر کے لوگون کو اپنی طرف بلایا اور ایک جماعت کثیر نے اون کی بیعت کی۔ اوس وقت کوفے کا حاکم منجانب ہشام یوسف بن عمر ثقفی تھا اوسنے لشکر جمع کر کے زید بن علی سے مقاتلہ کیا۔ زید بن علی کی پیشانی پر تیر لگا۔ لوگ اون کو ایک گھر مین اوٹھالے گئے اور اوھون نے وفات پائی اور تاریخ ابن الوردی[2] مین ہے کہ یوسف بن عمر ثقفی نے زید شہید کا دھڑ سولی پر چڑھا دیا اور سر ہشام بن عبد الملک کے پاس بھیجدیا اور تاریخ خمیس[3] مین ہے کہ جب زید شہید کا برہنہ جسم دار پر چڑھایا گیا تو مکڑی نے جالا لگا کر اون کی شرمگاہ کو چھپا دیا۔

اصابہ[4] ابن حجر عسقلانی مین بروایت کوکبی منقول ہے کہ امام جعفر صادق کی خدمت مین ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ حکیم بن عیاش کلبی آپ لوگون کی ہجو کیا کرتا ہے حضرت صادق نے فرمایا کہ اگر تجھکو اوس کا کچھ کلام یاد ہو تو بیان کر۔ اوس نے دو شعر سُنائے (جن کا حاصل مقصود یہ ہے کہ) "ہم نے زید کو شاخ درخت خرمہ پر سولی دیدی حالانکہ ہم نے نہین دیکھا کہ کوئی مہدی دار پر چڑھایا گیا ہو اور تم نے اپنی

ابو حنیفۃ النعمان بن ثابت بن زوطا مولی تیم اللہ بن ثعلبۃ وھو الذی مسہ الرق فاعتق [1] قال ابو الفدا وفی سنۃ اثنتین وعشرین ومائۃ خرج زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب بالکوفۃ ودعا الی نفسہ وبایعہ جمع کثیر وکان الوالی علی الکوفۃ من قبل ہشام یوسف بن عمر الثقفی فجمع العسکر وقاتل زیدا فاصاب زیدا سہم فی جبہتہ فادخل دارا فمات [2] وقال ابن الوردی وصلب یوسف بن عمر جثتہ وبعث برأسہ الی ہشام [3] وفی الخمیس ان العنکبوت نسجت علی عورۃ زید بن علی بن الحسین لما صلب عریانا [4] قال الحافظ ابن حجر العسقلانی فی الاصابۃ روی الکوکبی فی فوائدہ باسنادہ ان رجلا جاء الی جعفر الصادق فقال ھذا حکیم بن عیاش ینشد الناس ہجاءکم بالکوفۃ فقال ہل علقت منہ بشیء فقال نعم قال (شعر) اصلبنا لکم زیدا علی جذع نخلۃ و لم ار مہدیا علی الجذع یصلب

بیوقوفی سے علی کو عثمان کے ساتھ قیاس کرلیا حالانکہ عثمان علی سے بہتر اور پاکیزہ ہین"۔

یہ سنکر امام جعفر صادق نے دعا کی کہ بارالہا اگر یہ حکیم کلبی جھوٹا ہے تو اس پر اپنی مخلوق مین
سے کسی کلب کو مسلط فرما۔ چنانچہ اونکی دعا قبول ہوئی اور حکیم کلبی کو راہ مین شیر نے
ہلاک کرڈالا اور شواہد النبوۃ[1] مین ہے کہ جب حکیم کلبی کے ہلاک ہونے کی خبر امام
جعفر صادق کو ہوئی تو اونھون نے سجدے مین جاکر کہا کہ اوس خداے برتر کا شکر ہے
جسنے ہم سے جو وعدہ فرمایا اوس کو پورا کیا۔

تاریخ خمیس[2] مین ہے کہ ماہ رمضان ۱۲۴ھ مین زہری نے وفات پائی جو اپنے
زمانے کے بڑے عالم تھے اور تاریخ ابو الفدا[3] مین ہو کہ ۱۲۵ھ مین ہشام بن عبدالملک نے
رحلت کی اور تاریخ ابن الوردی[4] مین ہے کہ ہشام کے بعد ولید بن یزید بن عبد الملک
خلیفہ ہوا۔

تاریخ الخمیس[5] مین صالح بن سلیمان سے منقول ہے کہ ولید نے ارادہ کیا کہ حج کو
جائے اور خانہ کعبہ کی چھت پر شراب نوشی کرے۔ نیز کتاب موصوف مین ہے کہ
ایک دن ولید محلسرا مین گیا۔ اوسکی کنواری لڑکی خادمہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی ولید
نے ہیجان بدمستی مین اپنی بیٹی سے فعل بد کیا اور اوسکی بکارت زائل کردی۔ خادمہ
بولی کہ یہ تو مجوس کا مذہب ہے۔ ولید نے جواب مین ایک شعر پڑھا جسکا مطلب یہ ہے کہ

وقتم بعثمان علیا سفاهة
وعثمان خیر من علی واطیب
فدعا جعفر بیده وقال
اللهم ان کان کاذبا
فسلط علیه کلبا من کلابک فخرج
فافترسه الاسد
[1] در شواهد النبوت است که چون
این خبر بامام جعفر صادق رسید
در سجده افتاد وگفت الحمد
لله الذی انجز لنا ما
وعدنا [2] قال
فی الخمیس و فی رمضان
سنة اربع وعشرین
ومائة مات عالم
زمانه الزهری [3]
وقال ابو الفداء وفی
سنة خمس وعشرین
ومائة توفی هشام
بن عبد الملک [4]
وفی تاریخ ابن
الوردی قال و
لما مات هشام بویع
الولید بن یزید بن
عبد الملک [5] و
فی الخمیس عن صالح
بن سلیمان قال اراد
الولید ان یحج وقال
اشرب الخمر فوق ظهر
الکعبة وفیه
ایضا قال دخل یوما
فوجد ابنته جالسة
مع دادتها فبرک
علیها وازال
بکارتها فقالت
الدادة هذا دین
المجوس فانشد

من راقب الناس
مات غمّا + وفاز باللذۃ
الجسور + واخذ بی مّا
المصحف فتحه فاوّل ما
طلعوا ستفتحوا وخاب
کل جبار عنید + فقال
انهدّدنی ثمّ اغلق
المصحف ولا زال یضربه
بالنشاب حتی خرقه و
مزقه

"جو شخص لوگون کی ملامت کا خیال کرتا ہے وہ مغموم مر جاتا ہے اور جو شخص دلیر ہوتا ہے وہ لذّتِ زندگانی حاصل کرتا ہے"۔ نیز ایک روز ولید نے قرآن لے کر کھولا تو پہلے ہی اس آیت پر نظر پڑی واستفتحوا وخاب کلّ جبّار عنید ولید غصے مین آکر بولا کہ کیا تو مجھے ڈراتا ہے یہ کہہ کر اوس نے قرآن کو بند کر دیا اور اوس پر تیر کی ضرب لگانے لگا حتیٰ کہ پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور حبیب السیر[۱] مین ہے کہ ولید نے غضبناک ہو کر قرآن کو ہاتھ سے ڈال دیا اور اوس پر تیر لگا کر دو شعر پڑھے جن کا حاصل مقصود یہ ہے کہ "کیا تو ہر جبار سرکش کو ڈراتا ہے (آگاہ ہو کہ) مین جبار سرکش ہون جب تو بروز قیامت خدا کے سامنے آئے تو کہدینا کہ ولید نے مجھکو پھاڑ ڈالا اور حجج الکرامہ[۲] مولفہ نواب صدیق حسن خان مین ہے کہ ولید ایک روز مجلس مین گیا اور اپنی کنواری لڑکی کے ساتھ فعل بد کر کے اوسکی بکارت زائل کر دی اور ایک دن ولید نے قرآن کھولا تو اوس مین آیہ وخاب کلّ جبّار عنید پر نظر کر کے کہنے لگا کہ کیا تو مجھکو ڈراتا ہے یہ کہہ کر ولید نے قرآن کو بند کر دیا اور تیر کی ضربون سے اوسکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا بعد ازان وہ شعر پڑھے جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ نیز ولید ایک روز اپنی کنیز کے ساتھ بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا اتنے مین اذان کی آواز سنتے ہی اوس کنیز سے مباشرت مین مشغول ہوا بعد ازان قسم کھائی کہ آج یہی

لونڈی لوگون کو نماز پڑھائے۔ چنانچہ وہ جاریہ اوسی طرح بدمست وٹھی اور ولید کا لباس پہنکر بعد تبدیل ہیئت اوس نے لوگون کو نماز پڑھائی۔ ولید مذکور اپنے باپ کی کنیزون سے بھی بدفعلی مین مصروف رہتا تھا اور جب کبھی مستی سے ہوش مین آکر نماز پڑھتا تو اسکا خیال نہ کرتا کہ نماز کا وقت ہے یا نہین نیز اسکا لحاظ بھی نہ کرتا کہ قبلہ کس طرف ہے۔

تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ ۱۲۶ھ مین ولید کو یزید بن ولید بن عبدالملک نے قتل کرڈالا اور خود مالکِ تخت و تاج ہوا۔ اس یزید بن ولید کو لوگ یزید ناقص کہتے تھے جو کہ پانچ مہینے بارہ دن خلافت کر کے اسی سال مرگیا اور اسکے بعد اُس کا بھائی ابراہیم خلیفہ ہوا اور تاریخ خمیس مین ہے کہ ابراہیم چار مہینے بادشاہت کرنے کے بعد علاحدہ کردیا گیا اور تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ ابراہیم کے بعد مروان بن محمد بن مروان جسکا لقب حمار تھا خاندان اموی کا چودھوان خلیفہ ہوا اور اسی پر سلطنت بنی اُمیّہ کا خاتمہ ہوگیا۔

علامہ صدیق حسن خان حجج الکرامہ مین لکھتے ہین کہ جو بدعتین حکام بنی اُمیہ کی بیان کی گئین ہین اون پر احاطہ کرنا طوالت سے خالی نہین ہے بعض اون مین سے یہ ہین کہ نماز عیدین مین اذان و اقامت کہتے تھے جسکی ابتدا معاویہ نے کی تھی

في سنة ست وعشرين ومائة قتل الوليد قتله يزيد ابن الوليد بن عبد الملك الذي يقال له يزيد الناقص (الى ان قال) واستقر يزيد الناقص في الخلافة يومئذ (الى ان قال) وفي هذه السنة توفي يزيد الناقص و كان خلافته خمسة اشهر واثنى عشر (الى ان قال) ولما مات يزيد الناقص قام بالامر بعده اخوه ابراهيم

وفي الخميس قال فمكث ابراهيم في الخلافة اربعة اشهر ثم خلع

وفي قال ابن الوردي وفي سنة سبع وعشرين بويع بالخلافة مروان بن محمد بن مروان (الحمار) رابع عشر خلفائهم واخرهم

تاریخ ابوالفدا ... نمازی می خواند وقت مانده ... باامهات اولاد پدر ... و لباس آن ... بر او پوشیده

درحجج الکرامه صدیق حسن خان ... بعض از انها انیست که در نماز عیدین اذان و اقامت می گفتند و بادی این امر معاویه بود

نیز نماز عیدین خطبہ کے بعد پڑھتے تھے جس کا سبب یہ تھا کہ خطبے مین بزرگانِ دین پر لعن وطعن کے کلمات ہوتے تھے اور چونکہ نماز کے بعد لوگ متفرق ہو جاتے تھے خطبہ سُننے کا انتظار نہ کرتے تھے لہذا خطبہ کو نماز پر مقدم کر دیا (تاکہ وہ ناگوار کلمات لوگونکو مجبوراً سننے پڑین)۔

تاریخ خمیس[۱] مین ہے کہ ۱۲۸ھ مین حضرت موسی کاظم بن امام جعفر صادق مقام ابوأ مین پیدا ہوئے۔

مؤرخ ابوالفدا[۲] لکھتا ہے کہ ۱۲۹ھ مین بمقام خراسان بنی عباس کی جانب سے طلب امر خلافت کا خیال ظاہر ہوا اور ۱۳۲ھ مین لوگون نے ابوالعباس سفاح بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کو خلیفہ تسلیم کر کے کوفے مین اوس کی بیعت کی۔ سفاح نے صرف چار برس چھ مہینے حکومت کر کے ۱۳۶ھ مین انتقال کیا اور وقتِ وفات اپنے بھائی منصور کو اپنا ولیعہد قرار دیا جس وقت سفاح کا انتقال ہوا منصور حج کو گیا ہوا تھا عیسیٰ بن موسی عباسی نے منصور کے لیے لوگون سے بیعت لے کر اوسکو اطلاع دی منصور بعد فراغ حج ۱۳۷ھ مین کوفے واپس آیا۔

مُلّا جامی[۳] شواہد النبوۃ مین لکھتے ہین کہ منصور عباسی کا ایک مقرب ناقل ہے کہ مین نے ایک دن منصور کو متفکر دیکھکر سبب تفکر دریافت کیا۔ منصور نے کہا کہ مین نے

[حاشیہ] چہارم آنکہ نماز عیدین بعد از خطبہ می خواندند وسبب آن این بود کہ در خطبہ ہا بعض اخیار و اطہار بود و مردم بعد از نماز متفرق می شدند و انتظار استماع خطبہ نمی کشیدند لہذا خطبہ را بر نماز مقدم کردند۔ تاریخ خمیس

۱ قال فی الخمیس ولد موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب بالابواء سنۃ ثمان وعشرین ومائۃ

۲ قال ابوالفدا ثم دخلت سنۃ تسع وعشرین ومائۃ فیہا ظہرت دعوۃ بنی العباس بخراسان (الی ان قال) وفی سنۃ اثنین وثلاثین ومائۃ بویع ابوالعباس السفاح ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس فی ربیع الاول وقیل فی ربیع الآخر بالکوفۃ (الی ان قال) ثم دخلت سنۃ ست وثلاثین ومائۃ فیہا مات السفاح (الی ان قال) وعہد السفاح بالخلافۃ لاخیہ جعفر المنصور ولما مات السفاح کان المنصور فی الحج فاخذ لہ عیسی البیعۃ علی الناس من اہل مسلما علیہ بالخلافۃ ثم دخلت سنۃ سبع وثلاثین ومائۃ فیہا قدم المنصور من الحج الی الکوفۃ

۳ شواہد النبوۃ است کہ یکے از مقربان منصور گوید کہ روزی منصور را دیدم در انگیز بود متفکر گفتم یا امیر المومنین موجب تفکر چیست گفت

علویون کی جماعت کثیر کو تو فنا کر دیا لیکن اونکے پیشوا کو ابتک باقی رکھا ہے۔ مین نے پوچھا وہ کون؟ منصور نے کہا جعفر بن محمد۔ مین نے عرض کیا کہ جعفر بن محمد تو ایسے شخص ہین جو ہمیشہ عبادت اور یاد خدا مین مشغول رہتے ہین، دُنیا سے کچھ تعلق نہین رکھتے منصور نے کہا مین جانتا ہون کہ تو دل مین اون کی امامت کا اعتقاد رکھتا ہے مگر مین نے قسم کھائی ہے کہ رات ہونے سے پہلے ہی اون کی طرف سے مطمئن ہو جاؤن۔ یہ کہکر جلاد کو حکم دیا کہ جب جعفر بن محمد کو لوگ حاضر کرین اور مین اپنے سر پر ہاتھ رکھون تو فوراً اون کو قتل کرنا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت جعفر صادق حاضر کیے گئے اور وہ اوس وقت کچھ پڑھ رہے تھے۔ جب منصور نے اونکو دیکھا تو کلپنے لگا اور استقبال کر کے اون کو اپنی مسند پر بٹھا لیا بعد ازان پوچھا کہ یا ابن رسول اللہ تمہارے تکلیف کرنے کی کیا وجہ ہوئی اونھون نے فرمایا کہ طلب ہونے پر آیا ہون منصور نے کہا کہ اگر کوئی حاجت ہو تو بیان کرو۔ حضرت صادق نے فرمایا یہی میری حاجت ہے کہ آیندہ میری طلبی نہو۔ جب خود چاہون تو آؤن یہ کہہ کر وہان سے چلے گئے۔

علامہ بلاذری کتاب الاشراف مین لکھتے ہین کہ منصور کا قول تھا کہ خلفا تین ہین ایک معاویہ دوسرا عبد الملک تیسرا مین۔

حبیب السیر مین ہے کہ ١٤٤ھ مین منصور عباسی نے حج کرنے کیلیے مکہ معظمہ کا سفر کیا

اور تاریخ خمیس[۵۲] مین ہو کہ ۱۴۵ھ مین منصور نے شہر بغداد کی بنیاد ڈالنے کا حکم دیا۔ تاریخ ابن الوردی[۵۳] مین ہے کہ ۱۴۷ھ مین فضل بن یحییٰ بن خالد برمکی پیدا ہوا اور منصور نے خالد کو موصل کا والی مقرر کیا اور ۱۴۸ھ مین امام جعفر صادق نے انتقال فرمایا اور صواعق محرقہ[۵۴] مین ہے کہ اسی سال حضرت جعفر صادق زہر سے شہید کئے گئے۔

تاریخ خمیس[۵۵] مین ہو کہ امام جعفر صادق کے پانچ صاحبزادے تھے محمد۔ اسمٰعیل عبداللہ۔ موسیٰ کاظم اور علی۔

روضۃ الاحباب[۵۶] مین ہے کہ حضرت موسیٰ کاظم بڑے قدر و منزلت بزرگترین اہل عالم تھے اور اپنے پدر بزرگوار کی نص کے مطابق اون کے بعد ولی امر امامت ہوئے اور صواعق محرقہ[۵۷] مین ہے کہ حضرت موسیٰ کاظم علماً و معرفۃً و کمالاً و فضلاً اپنے والد ماجد کے وارث ہوئے اور اون کا لقب کاظم اس وجہ سے ہوا کہ وہ بے انتہا بردبار اور حلیم المزاج تھے۔ اہل عراق مین اون کا لقب "باب قضاء الحوائج عند اللہ" مشہور تھا یعنی "خدا کے نزدیک حاجت برآری کے در" اور وہ اپنے زمانے مین سب سے بڑھ کر عابد اور عالم اور سخی تھے اور تاریخ ابن خلکان مین ہے کہ امام موسیٰ کاظم بلحاظ عبادت و اجتہاد عبد صالح کے لقب سے پکارے جاتے تھے

۵۲ وفی الخمیس قال فی سنة خمس و اربعین و مائة امر المنصور ببناء مدینة البغداد

۵۳ قال ابن الوردی وفی سنة سبع و اربعین و مائة ولد الفضل بن یحیی بن خالد بن برمك وفیها ولی المنصور خالد بن برمك الموصل ثم دخلت سنة ثمان و اربعین و مائة وفیها توفی جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی بن زین العابدین بن علی بن الحسین بن علی بن ابیطالب رضی الله عنهم۔

۵۴ وفی الصواعق قال توفی سنة ثمان و اربعین و مائة مسموماً

۵۵ قال فی الخمیس ولده خمسة اولاد محمد و اسمعیل و عبد الله و موسی الکاظم و علی

۵۶ و در روضة الاحباب است که امام موسی بن جعفر الکاظم از ذوی قدر و منزلت بزرگترین اهل عالم بود و امر امامت بعد از پدر بموجب نص آنحضرت باو انتقال نمود

۵۷ وفی الصواعق قال وهو وارثه علما و معرفة و کمالا و فضلا سمی الکاظم لکثرة تجاوزه و حلمه و کان معروفا عند اهل العراق بباب قضاء الحوائج عند الله و کان اعبد اهل زمانه و اعلمهم و اسخاهم

۵۸ وفی وفیات الاعیان لابن خلکان قال کان موسی یدعی العبد الصالح من عبادته و اجتهاده

تاریخ ابن الوردی[۱] مین ہی کہ سنہ ۱۵۰ھ مین مجتہد زمانہ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت نے وفات پائی اور نیز تاریخ صغیر بخاری[۲] مین بروایت نعیم بن حماد ابو اسحق فزاری سے مروی ہے کہ مین سفیان ثوری کی خدمت مین حاضر تھا ناگہان ابو حنیفہ کی خبر وفات سُنی گئی تو سفیان نے خدا کا شکر ادا کیا اور کہا کہ یہ شخص اسلام کے حبل المتین کو توڑتا تھا اور اسلام مین اس سے زیادہ شوم کوئی نہین پیدا ہوا۔ تذکرۃ الحفاظ[۳] ذہبی مین ہے کہ اسی سنہ ۱۵۰ھ مین امام فن حدیث حافظ ابن جریج فقیہ حرم نے بھی انتقال کیا۔ محدث احمد بن حنبل فرماتے ہین کہ ابن جریج مخزن علم تھے اور حافظ عبد الرزاق کا قول ہے کہ ابن جریج سے بہتر نماز گزار مین نے کسی کو نہین دیکھا اور وہ نکاح متعہ کے قائل تھے نیز میزان الاعتدال ذہبی مین ہے کہ ابن جریج نے تقریباً ستّر عورتون سے نکاح متعہ کیا تھا۔

تاریخ خمیس[۴] مین ہے کہ سنہ ۱۵۱ھ مین صاحب السیر محمد بن اسحاق نے وفات پائی اور سنہ ۱۵۳ھ مین حضرت علی بن موسی الرضا بمقام مدینہ پیدا ہوئے۔

تاریخ ابن الوردی[۵] مین ہے کہ سنہ ۱۵۸ھ مین منصور عباسی نے انتقال کیا اور حبیب السیر[۶] مین ہے کہ جب منصور نے رحلت کی تو اوسکا بیٹا ابو عبد اللہ محمد المہدی مالک سلطنت ہوا۔

[۱] قال ابن الوردی و فی سنة خمسين و مائة مات الامام ابو حنيفة النعمان بن ثابت [۲] روى البخاری فی تاريخه الصغير عن نعيم بن حماد عن الفزاری قال كنت عند سفيان فنعى النعمان فقال الحمد لله كان ينقض الاسلام عروة عروة ما ولد فی الاسلام اشأم منه [۳] قال الذهبی فی تذكرة الحفاظ مات فی سنة خمسين و مائة ابن جريج الامام الحافظ فقيه الحرم × قال احمد بن حنبل كان من اوعية العلم و قال عبد الرزاق ما رأيت احدا احسن صلوة من ابن جريج × × وكان ابن جريج يرى المتعة وقال فی الميزان قد تزوج نحوا من سبعين امرأة بنكاح المتعة [۴] قال الديار بكری فی الخميس وفی سنة احدى وخمسين ومائة مات محمد بن اسحق صاحب السير الى ان قال وفی سنة ثلث وخمسين ومائة ولد علی بن موسى بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسين بن علی بن ابی طالب بالمدينة [۵] قال ابن الوردی وفی سنة ثمان وخمسين و مائة مات المنصور [۶] در حبيب السير است كه چون منصور بعرصۂ آخرت شتافت پسرش محمد المهدی که ابو عبد الله كنيت داشت رايت ايالت برافراشت۔

تاریخ کامل[1] مین ہو کہ ۱۵۹ھ مین حکیم مقنع نے خراسان مین خروج کیا جو مرو کا رہنے والا تھا اور چونکہ وہ کانا اور کریہ منظر تھا اسلیے سونے کا چہرہ بنوا کر اپنے مُنہ پر لگائے رہتا تھا تاکہ اوسکی صورتِ زشت کوئی نہ دیکھ سکے اسی وجہ سے لوگ اوسکو مقنع کہتے تھے اور اوس کو الوہیت کا ادعا بھی تھا۔

تاریخ ابن الوردی[2] مین ہے کہ ۱۶۱ھ مین خلیفہ مہدی نے یحییٰ بن خالد برمکی کو اپنے فرزند ہارون کا مصاحب مقرر کیا اور اسی سال سفیان ثوری کا انتقال ہوا۔

تاریخ صغیر بخاری[3] مین شعبہ سے مذکور ہے کہ سفیان ثوری علم حدیث مین امیر المومنین کا مرتبہ رکھتے تھے۔

تاریخ کامل[4] مین ہو کہ ۱۶۲ھ مین قاضی افریقیہ عبدالرحمٰن بن زیاد نے رحلت کی اور اون کی موت کا یہ سبب ہوا کہ اونھون نے مچھلی کھا کر اوپر سے دودھ پی لیا تھا یحییٰ بن ماسویہ طبیب نے کہا کہ اگر احکام طب صحیح ہین تو یہ آج ہی رات کو مرجائینگے چنانچہ درحقیقت وہ اسی شب کو مر گئے۔

تاریخ ابو الفدا[5] مین ہو کہ ۱۶۳ھ مین حکیم مقنع قتل ہوا جسکا نام عطا تھا اور وہ لوگون کو شعبدے دکھلایا کرتا تھا۔ چنانچہ اوس نے ایک ایسا چاند بنایا تھا جسکی روشنی دو مہینے کی راہ تک نظر آتی تھی۔ مقنع مذکور کو ربوبیت کا ادعا تھا اور ایک جماعت

[1] وقال ابن الاثیر فی الکامل فی سنة تسع وخمسین ومائة ظهر المقنع بخراسان وکان رجلا اعور قصیرا من اهل مرو ولبس حکیما وکان اتخذ وجها من ذهب فجعله علی وجهه لئلا یری فسمی المقنع وادعی الالٰهیة

[2] قال ابن الوردی وفی سنة احدی وستین ومائة جعل المهدی یحیی بن خالد بن برمک مع ابنه هارون وفیها توفی سفیان الثوری

[3] روی البخاری فی تاریخه الصغیر عن شعبة قال سفیان امیر المومنین فی الحدیث

[4] قال ابن الاثیر فی الکامل وفی سنة اثنتین وستین ومائة توفی عبد الرحمن بن زیاد قاضی افریقیة وسبب موته انه اکل سمکا ثم شرب لبنا وکان یحیی بن ماسویه الطبیب حاضرا فقال ان کان الطب صحیحا مات الشیخ اللیلة فتوفی من لیلة تلک

[5] قال ابو الفداء وفی سنة ثلاث وستین ومائة قتل المقنع الخراسانی واسمه عطا یخیل للناس صورة قمر یطلع ویراه الناس من مسافة شهرین وادعی المقنع المذکور الربوبیة واطاعه جماعة کثیرة

اوس کی متبع ہوگئی تھی۔ مسلمانون نے اجتماع کر کے اوسپر چڑھائی کردی اور اوس کو
قلعبند ہونا پڑا۔ آخر کار اوسنے نجات سے مایوس ہو کر پہلے اپنی عورتون کو زہر سے
مار ڈالا پھر خود بھی زہر کھا کر مر گیا اور حبیب السیر مین ہے کہ مقنع نے پہلے مرو مین
خروج کیا پھر ماوراء النہر مین۔ بعد ازان نواح شہر کش کے ایک قلعہ مین قرار پذیر ہوا
اوسکو فن شعبدہ بازی مین ایسی مہارت تھی کہ ہر رات کو ایک مدور اور منور شکل مثل چاند کے
چاہ نخشب سے نکالتا تھا جس کی روشنی دو فرسخ تک پہونچتی تھی۔ خلیفہ بغداد نے لشکر
بھیجکر اُس کا محاصرہ کیا اور جب مقنع کو مخلصی سے مایوسی ہوئی تو اوس نے عورتون اور
بچون کو زہر سے ہلاک کر کے آگ مین جلا دیا اور خود بھی تیزاب کے خم مین گر کر فنا ہو گیا
اوسکی ایک لونڈی قلعے کے کسی گوشے مین چھپی ہوئی تھی اوس نے یہ حالت دیکھکر
قلعہ پر سے آواز دی کہ اگر میری جان بخشی کی جائے تو مین قلعے کا دروازہ کھولدون
اوس کی درخواست منظور کی گئی۔ اوسنے قلعے کا دروازہ کھول دیا۔ لوگون نے اندر
جا کر سوا اوس کنیز کے کسی کو نہ دیکھا اور جب اوس سے مفصل کیفیت معلوم ہوئی
تو سب متعجب ہو کر واپس آئے۔

تاریخ کامل مین ہے کہ ۱۶۶ھ مین مہدی نے اپنے فرزند ہارون کی ولی عہدی
پر لوگون سے بیعت لی کہ موسے ہادی کے بعد وہ خلیفہ ہو اور ہارون کو رشید کے لقب سے

وفی الکامل قال وفی سنة ست وستین ومائة اخذ المهدی البیعة لولده هارون الرشید بولایة العهد لعد اخیه موسی الهادی ولقبه الرشید

ملقب کیا۔ نیز تاریخ موصوف مین ہے کہ ۱۶۹ھ مین مہدی عباسی کا انتقال ہوگیا
اور تاریخ ابن الوردی[۱] مین ہو کہ اسی دن موسی ہادی کی بیعت خلافت کی گئی اور
تاریخ ابو الفدا[۲] مین ہو کہ ۱۷۰ھ مین موسی ہادی نے بھی رحلت کی اور اوسکی جگہ
ہارون رشید مالک سلطنت ہوا۔

تاریخ خمیس[۳] مین ہے کہ ہارون رشید فصیح اللسان شخص تھا اور علوم مین اوسکی نظر
اور معرفت بہت جید تھی اور حبیب السیر[۴] مین ہو کہ ہارون رشید پہلا خلیفہ ہے
جسنے میدان مین گیند بازی کی اور شطرنج کے کھیل کا شوق کیا۔

تاریخ الخلفاء سیوطی[۵] مین ابن مبارک سے منقول ہے کہ جب ہارون رشید خلیفہ ہوا تو
اپنے باپ کی ایک لونڈی پر فریفتہ ہوگیا اور اوس سے مقاربت کی خواہش ظاہر کی
لونڈی نے الگ ہو کر کہا کہ مین تمھارے لیے حلال نہین ہو سکتی کیونکہ تمھارے باپ کے
پاس رہ چکی ہون۔ مگر ہارون رشید کا عشق ایسا شدید تھا کہ اوس نے اوسی وقت
قاضی ابو یوسف کو بلا کر کہا کہ اس لونڈی کے حلال ہونے کی کوئی تدبیر بتاؤ۔ قاضی صاحب نے
کہا کہ کیا یہ لونڈی جو کچھ کہے اوسکو سچ باور کر لینا چاہیے؟ ہرگز نہین۔ آپ اسکی بات نہ مانیے
کیونکہ وہ جھوٹ سے محفوظ نہین ہے۔ ابن مبارک کہتے ہین کہ مین نہین جانتا کہ
کس پر تعجب کرون آیا اس بادشاہ پر جسنے مسلمانون کے خون اور مال مین اپنا ہاتھ ڈالا

(الی ان قال) وفی سنة تسع وستین ومائة مات المهدی ابی عبد الله محمد بن عبد الله المنصور ۱ھ وفی تاریخ ابن الوردی قال وبویع الهادی موسی بالخلافة بیوم مات المهدی ۲ھ قال ابو الفداء وفی سنة سبعین ومائة توفی موسی الهادی بن المهدی بن المنصور (الی ان قال) وفیها بویع الرشید هارون بن المهدی بالخلافة ۳ھ وفی الخمیس قال کان فصیحا وله نظر ومعرفة جیدة ۴ھ و در حبیب السیر است که اول کسی از خلفا که در میدان گوی باخت و [illegible] شطرنج [illegible] ۵ھ فی تاریخ الخلفاء للسیوطی عن ابن المبارک قال لما افضت الخلافة الی الرشید وقعت فی نفسه جاریة من جواری المهدی فراودها عن نفسها فقالت لا اصلح لک ان اباک قد طاف بی فشغف بها فارسل الی ابی یوسف فسأله أعندک فی هذا شیء فقال یا امیر المؤمنین او کلما ادعت امة شیئا ینبغی ان تصدق لا تصدقها فانها لیست بمامونة قال ابن المبارک فلم ادر ممن اعجب من هذا الذی قد وضع یده فی دماء المسلمین واموالهم

اور اپنے باپ کی حرمت کا لحاظ نہ کیا یا لونڈی پر جسنے بادشاہ کی خواہش سے انکار کیا
یا قاضی صاحب فقیہ زمانہ پر جنھوں نے ہارون رشید کو اجازت دیدی کہ اپنے باپ کی
ہتک حرمت کرکے اپنی خواہش کو پورا کرے اور عبداللہ بن یوسف سے روایت
کی گئی ہے کہ ہارون رشید نے قاضی ابو یوسف سے کہا کہ مین نے ایک لونڈی خریدی ہے
اور چاہتا ہون کہ بلا انتظار مدت استبرار اسی وقت اوس سے مباشرت کرون آیا اوسکے
حلال ہونے کا کوئی حیلہ تمھارے پاس ہے؟ قاضی صاحب نے کہا کہ ہان۔ آپ وہ
لونڈی اپنے کسی لڑکے کو ہبہ کردیجیے بعدہٗ اوس سے خود نکاح کر لیجیے۔ اور اسحاق
بن راہویہ سے مروی ہے کہ ہارون رشید نے قاضی ابو یوسف کو رات کے وقت بلا کر
فتوے لیا اور حکم دیا کہ اون کو ایک لاکھ درہم بطور انعام کے دیے جائین۔ قاضی صاحب
نے فرمایا کہ یہ رقم مجھے صبح ہونے سے پہلے ملجانا چاہیئے۔ ہارون رشید نے حکم دیا کہ
قاضی صاحب کو فوراً رقم مذکور دیجائے۔ ایک شخص نے کہا کہ خزانچی اپنے گھر مین ہے
اور مکانات شہر کے دروازے بند ہوچکے ہین۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ جب مین بلایا
گیا تھا تب بھی دروازے بند تھے۔ پس جس طرح پہلے کھولے گئے اوسی طرح پھر
کھولے جاسکتے ہین اور تاریخ ابن خلکان مین ہے کہ ابو حنیفہ صاحب کے شاگردون مین
قاضی ابو یوسف کا مثل نہ تھا اور اگر یہ نہوتے تو ابو حنیفہ صاحب کا ذکر بھی نہ ہوتا۔

تخرج عن حرمة ابيها او من هذه الامة التي رغبت بنفسها عن امير المومنين او من هذا الفقيه المرخص و قاضيها قال اهتك حرمة ابيك واقض شهوتك و عن عبد الله بن يوسف قال قال الرشيد لابي يوسف اني اشتريت جارية واريد ان اطأها الآن قبل الاستبراء فهل عندك حيلة قال نعم تهبها لبعض ولدك ثم تزوجها وعن اسحاق بن راهوية قال دعا الرشيد ابا يوسف ليلا فافتاه فامر له بمائة الف درهم فقال ابو يوسف ان رأى امير المؤمنين امر بتعجيلها قبل الصبح فقال عجلوها فقال بعض من عنده ان الخازن في بيته والابواب مغلقة فقال ابو يوسف فقد كانت الابواب مغلقة حين دعاني ففتحت وقال ابن خلكان ما كان في اصحاب ابي حنيفة مثل ابي يوسف لولا ابو يوسف ما ذكر ابو حنيفة

تاریخ ابو الفداؒ مین ہے کہ ۱۷۳ھ مین ہارون رشید نے حج کیا اور صواعق محرقہ مین ہے
کہ جب ہارون رشید حج کو آیا تو لوگون نے حضرت موسیٰ کاظم کے بارے مین چغلی کی کہ
اون کے پاس ہر طرف سے مال چلا آتا ہے۔ اتفاق سے ایک روز ہارون رشید
خانۂ کعبہ کے نزدیک حضرت موسیٰ کاظم سے ملاقی ہوا اور کہنے لگا کہ وہ تمہین ہو جسے
لوگ چھپ چھپ کر بیعت کرتے ہین؟ امام موسیٰ کاظم نے فرمایا کہ ہم دلون کے
امام ہین اور تم جسمون کے (یعنی حقیقۃً امام ہم ہین گو بظاہر تم سمجھے جاتے ہو)
نیز کتاب موصوف مین ہے کہ ہارون رشید نے امام موسیٰ کاظم سے پوچھا کہ تم
کس دلیل سے کہتے ہو کہ ہم رسول اللہ کی ذرّیت ہین حالانکہ تم علی کی اولاد ہو اور
ہر شخص اپنے دادا سے منتسب ہوتا ہے نانا سے منتسب نہین ہوتا۔ حضرت موسیٰ کاظم
نے فرمایا کہ خدائے کریم قرآن مجید مین ارشاد کرتا ہے ومن ذریته داود وسلیمٰن
وایّوب الی قوله تعالیٰ وزکریا ویحیی وعیسی اور ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ
بے باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ پس جس طرح وہ اپنی والدہ کی نسبت سے ذرّیت انبیاء
مین ملحق ہوئے اوسی طرح ہم بھی اپنی مادر گرامی جناب فاطمہ کی نسبت سے جناب رسولخدا
کی ذرّیت ٹھہرے۔ پھر فرمایا کہ جب آیۂ مباہلہ نازل ہوا تو مباہلے کے وقت پیغمبر خدا نے
سوا علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کے کسی کو نہین بلایا پس بفحوائے "ابناءنا" حسن اور

م قال ابو الفدا وفي سنة ثلاث وسبعين ومائة حج الرشيد ۱۲ وفي الصواعق قال ولما حج الرشيد سعى به اليه وقيل له ان الاموال تحمل اليه من كل جانب (والى ان قال) واجتمع به الرشيد عند الكعبة وقال له انت الذي يبايعك الناس سرا قال انا امام القلوب وانت امام الجسوم وفيه ايضا قال سأل الرشيد عن موسى الكاظم كيف قلتم انا ذرية رسول الله صلعم وانتم ابناء علي وانما ينتسب الرجل الى جده لابيه دون جده لامه فقال الكاظم اعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم ومن ذريته داود وسليمان وايوب (الى قوله تعالى) وزكريا ويحيى وعيسى وليس لعيسى اب وانما الحق بذرية الانبياء من قبل امه وكذلك الحقنا بذرية النبي صلعم من قبل امنا فاطمة وقال الله عز وجل فمن حاجك فيه من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءكم الآية ولم يدع النبي صلى الله عليه وآله وسلم عند مباهلة النصارى غير علي وفاطمة والحسن والحسين فكان الحسن

حسین ہی رسول اللہ کے بیٹے قرار پائے۔

وفیات[۱] الاعیان ابن خلکان مین ہے کہ ہارون رشید حج کرنے کے بعد مدینۂ منورہ آیا اور زیارت کے لیے روضۂ مقدسہ نبوی پر حاضر ہوا۔ اوس وقت اوس کے گرد قریش اور دیگر قبائل عرب جمع تھے نیز حضرت موسی کاظم بھی ساتھ تھے۔ ہارون رشید نے حاضرین پر اپنا فخر ظاہر کرنے کے لیے قبر مبارک کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ سلام ہو آپ پر اے رسول اللہ اے ابن عم۔ حضرت موسی کاظم نے فرمایا کہ سلام ہو آپ پر اے پدر بزرگوار۔ یہ سنکر ہارون رشید کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا اور اوس نے حضرت موسی کاظم کو اپنے ہمراہ بغداد لے جا کر قید کیا۔

تاریخ ابن[۲] الوردی مین ہو کہ ۱۷۹ھ مین (مجتہد مدینہ) مالک بن انس بن مالک اصبحی نے وفات پائی جو ۹۵ھ مین پیدا ہوئے تھے اور تاریخ خمیس[۳] مین ہے کہ ۱۸۲ھ مین ابو یوسف نے رحلت کی۔

تاریخ ابو الفدا[۴] مین ہے کہ ۱۸۳ھ مین امام موسی کاظم نے بمقام بغداد قید خانۂ ہارون رشید مین وفات پائی اور تاریخ خمیس[۵] مین ہے کہ کہا جاتا ہے کہ یحییٰ بن خالد برمکی نے ہارون رشید کے حکم سے امام موسی کاظم کو رطب مین زہر دیا اور اخبار الخلفا[۶] ابن الساعی مین ہے کہ امام موسی کاظم کی وفات بغداد مین بروز جمعہ ۲۵ رجب ۱۸۳ھ کو ہوئی اور بر بنائے

(١) الحسين هما الابناء وفي وفيات الاعيان لابن خلكان ان هارون الرشيد حج فاتى قبر النبي صلعم زائرا وحوله قريش وافناء القبائل ومعه موسى بن جعفر فقال السلام عليك يا رسول الله يا ابن عم افتخارا على من حوله فقال موسى السلام عليك يا ابت فتغير وجه هارون الرشيد فحمله معه الى بغداد فحبسه بها (٢) وفي تاريخ ابن الوردي قال وفي سنة تسع وسبعين ومائة فيها توفي مالك بن انس بن مالك الاصبحي وله (٣) سنة خمس وتسعين وفي الخميس قال وفي سنة اثنتين وثمانين ومائة توفي ابو يوسف (٤) قال ابو الفدا ثم دخلت سنة ثلاث وثمانين ومائة فيها توفي موسى الكاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علي زين العابدين بن الحسين بن علي بن ابي طالب ببغداد في حبس الرشيد (٥) وفي تاريخ الخميس قال ويقال ان يحيى بن خالد البرمكي سمه في رطب بامر هارون الرشيد (٦) وفي اخبار الخلفاء لابن الساعي علي بن انجب البغدادي قال وكان وفاته ببغداد يوم الجمعة لخمس بقين من رجب سنة ثلاث وثمانين

اخبار صحیح ثابت ہو کہ امام موصوف بحالت مظلومی مسموم ہو کر شہید ہوئے اور مدینۃ السلام کے اوس مقبرے مین دفن کئے گئے جو مقابر قریش کے نام سے مشہور ہے اور صواعق محرقہ[1] مین ہے کہ وقت وفات اون کی اولاد ذکور و اناث کی تعداد سینتیس[2] تھی جن مین بڑے قدر و مرتبت حضرت علی الرضا اجل و افضل تھے اور حبیب السیر[2] مین ہے کہ افضل اولاد امام موسی کاظم بلکہ اشرف مخلوق زمانہ علی بن موسی الرضا تھے اور وسیلۃ النجات[3] ملا مبین لکھنوی مین ہے کہ اون کو علم ما کان و ما یکون آبا و اجداد سے وراثتاً پہونچا تھا۔ اور روضۃ الاحباب[4] مین مروی ہے کہ امام علی رضا ہر زبان اور لغت مین فصیح و دانا ترین مردم تھے اور جو شخص جس زبان مین باتین کرتا تھا اوسکو اوسی زبان مین جواب دیتے تھے۔

علامہ[5] قونوی نے شرح حاوی صغیر مین اور ملا محمد مبین لکھنوی نے وسیلۃ النجات مین کتاب جامع الاصول ابن اثیر جزری سے نقل فرمایا ہے کہ صدی دوم کے آغاز پر مذہب امامیہ کے مجدد حضرت علی بن موسی الرضا تھے۔

تاریخ ابو الفدا[6] مین ہے کہ ۱۸۷ھ مین ہارون رشید نے برمکیون پر غضبناک ہو کر جعفر بن یحیی برمکی کو قتل کیا۔ تاریخ ابن[7] الوردی مین اس کا سبب یہ لکھا ہے کہ ہارون رشید نے اپنی بہن عباسہ کا نکاح جعفر برمکی سے اسلیے کر دیا تھا کہ اُن دونون مین نامحرمی کا پردہ

ومائة مسموماً مظلوماً على الصحيح من الاخبار ودفن بمدينة السلام في المقبرة المعروفة بمقابر قريش [1] وفي الصواعق قال وكانت اولاده حين وفاته سبعة وثلاثين ذكراً وانثى منهم علي الرضا وهو اجلهم قدراً [2] ودر حبیب السیر است که افضل اولاد امام موسی بلکه اشرف جمیع برایا علی ابن موسی الرضا بود [3] ودر وسیلۃ النجات است که آنحضرت را از آبا و اجداد علم ما کان و ما یکون بوراثت رسیده [4] ودر روضۃ الاحباب است که علی الرضا رضی الله عنه با مردم سخن بیک [illegible] زبان ایشان و امام رضا افصح ترین ایشان و دانا ترین ایشان بهر زبانے مردم بود [5] وینقی علاء الدین قونوی در شرح حاوی صغیر قونوی و ملا محمد مبین لکھنوی در وسیلۃ النجات از جامع الاصول ابن اثیر جزری نقل نموده که مجدد مذہب امامیہ بر رأس مأتین علی بن موسی الرضا بود [6] قال ابو الفداء وفي سنة سبع وثمانين ومائة اوقع الرشيد بالبرامكة وقتل جعفر بن يحيى [7] وقال ابن الوردي وسببه عند الاكثر انه زوجه اخته عباسة ليحل له النظر اليها

حائل نہ رہے (اور وہ بلا تکلف ہارون کی صحبت مین شریک ہو سکین) البتہ اسکے ساتھ ہی یہ شرط بھی مؤکد کردی تھی کہ جعفر عباسہ سے ہمبستر نہو۔ لیکن امر مشدنی ٹل نہین سکتا عباسہ کو جعفر سے حمل رہ گیا اور حبیب السیر[۱] مین ہے کہ بعد انقضائے مدت حمل اوس سے پسر خوش منظر پیدا ہوا۔ (چنانچہ جعفر کے قتل کا باعث یہی واقعہ تھا)۔

تاریخ ابو الفدا[۲] مین ہے کہ ۱۹۳ھ مین ہارون رشید نے انتقال کیا اور اوس کی جگہ اُسکا بڑا بیٹا امین خلیفہ ہوا۔

تاریخ الخمیس[۳] مین ہے کہ ۱۹۴ھ مین امین نے ارادہ کیا کہ اپنے بھائی مامون کو ولیعہدی سے علیحدہ کردے اور رجب ۱۹۵ھ مین مامون کو امین کا یہ ارادہ معلوم ہوا تو اوسنے لشکر خراسان سے اپنی خلافت کی بیعت حاصل کی اور امیر المؤمنین کے لقب سے ملقب ہوا۔ یہ خبر امین کو پہونچی تو اوس نے مامون سے جنگ کرنے کے لیے ابن ماہان کو لشکر لیکر بھیجا اور ادھر سے مامون نے بھی طاہر بن حسن کو مع لشکر روانہ کیا۔

وفیات الاعیان[۴] ابن خلکان مین ہو کہ ۱۹۵ھ مین حضرت محمد تقی بن امام علی رضا مدینے مین بروز جمعہ پیدا ہوئے۔

تاریخ خمیس[۵] مین ہے کہ ۲۵ محرم ۱۹۸ھ کو طاہر بن حسن نے امین پر فتحیاب ہو کر

وشرط ان لا یقربها فوطئها وحملت منه بغلام [۱] ودر حبیب السیر است کہ بعد انقضاء مدت حمل پسر خوش منظر ازوے متولد گشت [۲] قال ابو الفدا وفی سنة ثلاث وتسعین ومائة مات الرشید لثلاث خلون من جمادی الآخرة الی ان قال) ولما توفی الرشید بویع للامین بالخلافة [۳] وفی الخمیس قال وفی سنة اربع وتسعین ومائة عزم الامین علی خلع المامون من ولایة العهد الی ان قال) وفی سنة خمس وتسعین ومائة تیقن المامون ان اخاه الامین خلعه فغضب وخلع الامین وبایعه جیش خراسان بالخلافة وتسمی بامیر المومنین لحربه فجهز الامین لحرب المامون ابن ماهان وجهز المامون طاهر بن الحسن [۴] و قال ابن خلکان فی سنة خمس وتسعین ومائة ولد ابو جعفر محمد بن علی الرضا بن موسی الکاظم بالمدینة یوم الجمعة [۵] وفی الخمیس قال وفی یوم السبت الخامس والعشرین من المحرم سنة ثمان وتسعین ومائة ظفر طاهر بالامین فقتله

اوس کو قتل کیا اور تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ جب امین قتل ہوا تو مامون سلطنت عباسیہ کا مستقل بادشاہ ہو گیا۔

تاریخ الخلفا سیوطی مین ہے کہ جب مامون خلیفہ ہوا تو اوسنے منادی کرائی کہ جو شخص معاویہ کا ذکر خیر کے ساتھ کریگا اوس سے مین بری الذمہ ہون۔ نیز یہ بھی اعلان کیا کہ رسول اللہ کے بعد علی بن ابی طالب افضل خلق اللہ ہین اور فتوح البلدان بلاذری مین ہے کہ مامون نے یہ بھی حکم دیا کہ فدک کی جائداد اولاد فاطمہ کو واپس کی جائے چنانچہ مبارک طبری کو لکھ بھیجا کہ فدک کی جائداد مع اوسکے حدود و حقوق کے ورثائے فاطمہ بنت رسول اللہ کو واپس دیجائے۔

تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ سنہ ۲۰۱ھ مین مامون نے حضرت علی الرضا کو ولیعہد خلافت قرار دیا اور یہ امر عباسیون کو نہایت شاق گزرا۔

شرح مواقف مین ہے کہ جو کتبہ قبول ولیعہدی کا امام علی الرضا نے مامون کو لکھا اوسکا مضمون یہ تھا " چونکہ مامون نے ہمارے اون حقوق کو تسلیم کر لیا جن کو اوسکے آبا و اجداد نے نہین پہچانا تھا لہذا مین نے اوسکی درخواست ولیعہدی کو قبول کیا اگرچہ جفر و جامعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام انجام کو نہ پہونچے گا۔"

علامہ سید شریف جرجانی شرح مواقف مین فرماتے ہین کہ جفر و جامعہ حضرت علی کی

۱۴ وقال ابو الفداء و لما قتل الامین استوثق الامر فی الشرق والغرب للمامون ۱۵ وفی تاریخ الخلفاء للسیوطی قال امر المامون بان ینادی برئت الذمة ممن ذکر معاویة بخیر وان افضل الخلق بعد رسول الله علی بن ابی طالب ۱۶ وفی فتوح البلدان للبلاذری قال امر امیر المؤمنین المامون بدفع فدک الی ولد فاطمة × × وکتب امیر المؤمنین الی المبارک الطبری مولی امیر المؤمنین یامره برد فدک علی ورثة فاطمة بنت رسول الله صلعم بحدودها وجمیع حقوقها ۱۷ قال ابن الوردی ثم دخلت سنة احدی ومائتین فیها جعل المامون علی الرضا ابن موسی الکاظم ولی عهد المسلمین والخلیفة من بعده وصعب ذلک علی بنی العباس ۱۸ وفی شرح المواقف قال وفی کتاب قبول العهد الذی کتبه علی بن موسی رضی الله عنهما الی المامون انک قد عرفت من حقوقنا ما لم یعرفه اباؤک فقبلت منک عهدک الا ان الجفر والجامعة یدلان علی انه لا یتم ۱۹ قال السید الشریف الجرجانی الجفر والجامعة هما کتابان لعلی رضی الله عنه

دو کتابین ہین جنمین بطریق علم الحروف اون تمام حوادث کا ذکر ہے جو انقراض عالم تک واقع ہونگے اور جو ائمہ کہ حضرت علی کی اولاد سے تھے وہ جفر اور جامعہ کو جانتے تھے اور اون دونون کے موافق حکم دیتے تھے۔

وسیلۃ النجات مُلّا مبین فرنگی محلی مین ہے کہ پہلے مامون نے ارادہ کیا تھا کہ خود امر خلافت سے معزول ہوکر منصب خلافت حضرت علی رضا کو سپرد کرے اور جب اوسنے اِس بات کا اظہار حضرت علی رضا سے کیا تو اونھون نے فرمایا کہ اگر خلافت منجانب اللہ ہے تو یہ کب جائز ہو سکتا ہے کہ تو اوسے دوسرے کو بخشے اور اگر خلافت تیرا حق نہین ہے تو تیری تفویض سے کیا ہوتا ہے۔ مامون نے کہا کہ یا ابن رسول اللہ میری درخواست کو قبول کرو۔ حضرت علی الرضا نے فرمایا کہ مین اپنی مرضی سے ہرگز قبول نہ کرونگا۔ چنانچہ دو مہینے تک یہی مباحثہ پیش رہا کہ مامون اصرار کرتا تھا اور حضرت علی الرضا انکار فرماتے تھے۔ مامون نے کہا کہ اچھا اگر تم خلافت قبول نہین کرتے تو ولیعہد ہونا منظور کرو۔ امام رضا نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار نے خبر دی ہے کہ مین مسموم ہوکر تجھسے پہلے اِس جہان فانی کو چھوڑونگا پھر کیونکر ولیعہد ہونا منظور کرون۔ بالآخر بعد گفتگوے بسیار حضرت علی رضا نے فرمایا کہ خیر تیرے اصرار پر مین اس شرط سے ولی عہدی قبول کرتا ہون کہ نہ کسی کو مقرر کرون نہ کسی کو معزول اور بساط حکومت پر

دور ہی سے نظر کرون او سکے قریب نجاؤن۔ مامون ان شرائط پر راضی ہوا اور حضرت علی الرضا نے آسمان کی جانب منھ کرکے کہا کہ خداوندا تو جانتا ہے کہ مین اس امر کے قبول کرنے پر مجبور کیا گیا ہون اور بضرورت اسکو منظور کرتا ہون بارالہا مجھے اس باب مین کوئی مواخذہ نفرما جس طرح تو نے اپنے دو بندگان پیغمبر "یوسف اور دانیال" سے مواخذہ نہین کیا جبکہ اونھون نے اپنے زمانے کے بادشاہون کی جانب سے ولی عہد ہونا قبول کیا تھا۔ پروردگار میرے کوئی عہد نہین ہے مگر تیرا عہد اور کوئی ولایت نہین ہے مگر تیری جانب سے۔ یہ کہہ کر حضرت علی الرضا نے بادل نخواستہ ولی عہد ہونا قبول کیا اور جب عید کا دن آیا تو مامون نے اون سے کہلا بھیجا کہ نماز کے لیے تشریف لے جائین اور عیدگاہ جاکر نماز و خطبہ پڑھین۔ حضرت علی رضا نے فرمایا کہ مین نے یہ شرط کرلی ہے کہ بساطِ حکومت کے قریب نجاؤنگا لہذا مجھکو نماز اور خطبے سے معاف رکھ مگر مامون نے بہت اصرار اور الحاح کیا۔ امام رضا نے کہا کہ اگر تو معاف کردے تو بہتر ہے ورنہ مین نماز عید کے لیے اُسیطرح جاؤنگا جس طرح میرے جدامجد جناب رسول خدا تشریف لے جاتے تھے۔ مامون نے کہا کہ نہین اختیار ہے جس طرح چاہو جاؤ۔ بعد ازان خدام و سپاہ کو حکم دیا کہ حضرت علی رضا کے دروازے پر حاضر ہون۔ چنانچہ بعد طلوع آفتاب امام رضا نے کپڑے پہنے۔ دستارِ سفید سر پر باندھی

عطر لگایا اور عصا ہاتھ مین لے کر عیدگاہ کے لیے تیار ہوئے ۔ بعد ازان خدام کو حکم دیا
کہ تم بھی غسل کر کے کپڑے بدلو ۔ اس انتظام کے بعد آپ باہر نکلے اور دو تین قدم
چل کر کھڑے ہوگئے پھر سر کو آسمان کی طرف بلند کر کے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر ۔ اونکے
ساتھ خادمون اور شکریون نے بھی تکبیر کہی ۔ راوی کا بیان ہے کہ جب امام رضا
تکبیر کہتے تھے تو ہم لوگون کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ در و دیوار و زمین و آسمان سے اونکی
تکبیر کا جواب سنائی دیتا ہے ۔ پس یہ حالت ہوئی کہ تمام اہل شہر گریہ وزاری کرنے
لگے اور جب اسکی اطلاع مامون کو ہوئی تو فضل بن سہل وزیر نے اوس سے کہا کہ
اگر علی رضا اسی حال سے عیدگاہ کو جائینگے تو معلوم نہین کیا فتنہ اور ہنگامہ برپا
ہوگا اور ہم نہین جانتے کہ کیونکر سلامت رہینگے ۔ وزیر کی اس تقریر پر مامون متنبہ ہوا
اور اوس نے اپنے خواص مین سے ایک شخص کو امام رضا کی خدمت مین بھیجکر کہلا بھیجا
کہ مین تمہین عیدگاہ جانے کی تکلیف دیکر متاسف ہون اور اب تم کو مشقت مین
ڈالنا نہین چاہتا مناسب ہے کہ اپنی قیامگاہ کو واپس آو عیدگاہ جانیکی زحمت نہ اٹھاؤ
تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ ۲۰۳ھ مین امام علی بن موسی الرضا نے وفات پائی اور
خلاصۂ تذہیب تہذیب الکمال مین ہے کہ ۲۰۳ھ مین امام علی رضا بمقام طوس زہر
سے شہید ہوئے اور مختصر اخبار الخلفا مین ہے کہ امام رضا نے مسموم ہوکر وفات پائی

۱۲ قال ابو الفدا وفی سنة ثلاث ومائتين فی صفر مات علی بن موسی الرضا ۱۲ وفی خلاصة تذهيب تهذيب الكمال قال مات مسموما بطوس سنة ثلاث ومائتين ۱۲ وفی مختصر اخبار الخلفاء لابن الساعی قال توفی مسموما ۔

اور سناباذ واقع ارض طوس مین مدفون ہوئے۔

معجم البلدان[۱] یاقوت حموی مین ہے کہ شہر طوس ملک خراسان مین ہے اور وہین حضرت علی بن موسی الرضا کا مزار ہے۔ نیز کتاب[۲] انساب سمعانی مین ہو کہ حضرت علی بن موسی الرضا نے بمقام طوس آخر سنہ ۲۰۳ھ مین بروز شنبہ وفات پائی اور تحقیق یہ ہے کہ اون کو آب انار مین زہر دیا گیا۔

روضۃ الاحباب[۳] مین ہے کہ امام علی الرضا کے پانچ صاحبزادے تھے۔ محمد (تقی) حسن۔ جعفر۔ ابراہیم۔ حسین اور صواعق[۴] محرقہ مین ہو کہ اون سب مین اجل اور افضل حضرت محمد تقی الجواد تھے۔ امام رضا کی وفات سے ایک سال بعد کا ذکر ہے کہ حضرت محمد تقی بغداد کے کسی گزرگاہ مین کھڑے ہوے تھے اور چند لڑکے بھی وہان کھیل رہے تھے ناگہان خلیفہ مامون کی سواری دکھائی دی۔ سب لڑکے ڈر کر بھاگ گئے مگر حضرت محمد تقی کھڑے رہے۔ اون کی عمر اوس وقت نو برس کی تھی جب مامون کی سواری وہان پہونچی تو اوسنے حضرت محمد تقی سے مخاطب ہوکر کہا کہ صاحبزادے تم کیون نہین بھاگے؟ اونھون نے بیساختہ جواب دیا کہ " میرے کھڑے رہنے سے راستہ تنگ نہ تھا جو ہٹ جانے سے وسیع ہوجاتا اور مین نے کوئی جرم نہین کیا کہ ڈرتا نیز میرا حسن ظن ہے کہ تم بے گناہ کو ضرر نہین پہونچاتے "۔ مامون کو حضرت محمد تقی کا انداز بیان بہت پسند آیا

ثم دفن فی قریۃ یقال لہا سناباذ بارض طوس

۱ قال یاقوت الحموی فی معجم البلدان (فی ذکر طوس) ہو مدینۃ بخراسان و بہا قبر علی بن موسی الرضا

۲ و فی کتاب الانساب للسمعانی مات علی بن موسی الرضا بطوس یوم السبت آخر یوم من سنۃ ثلاث و مائتین و قد سم فی ماء الرمان

۳ و فی روضۃ الاحباب است کہ امام علی الرضا پنج پسر داشت محمد تقی و حسن و جعفر و ابراہیم و حسین

۴ و فی الصواعق قال و اجلہم محمد الجواد و مما اتفق انہ بعد موت ابیہ بسنۃ واقف فی ازقۃ بغداد و الصبیان یلعبون اذ مر المامون ففروا و وقف محمد و عمرہ تسع سنین فقال لہ یا غلام ما منعک من الانصراف فقال لہ مسرعًا یا امیر المؤمنین لم یکن بالطریق ضیق فاوسعہ لک ولیس لی جرم فاخشاک والظن بک حسن انک لا تضر من لا ذنب لہ فاعجبہ کلامہ و حسن صورتہ

اور اوسنے پوچھا کہ صاحبزادے تمہارا کیا نام ہے؟ اونھون نے کہا کہ محمد بن علی الرضا۔ اسکے بعد
مامون وہان سے آگے بڑھا۔ اُسکے ساتھ شکاری باز بھی تھے۔ جب آبادی سے باہر نکل گیا
تو اوسنے باز کو ایک چکور پر چھوڑا۔ باز غائب ہو گیا اور جب واپس آیا تو اوسکی چونچ مین
ایک چھوٹی زندہ مچھلی تھی جسکو دیکھکر مامون بہت متعجب ہوا۔ تھوڑی دیر مین جب وہ لوٹا
تو اوسنے حضرت محمد تقی کو مع دوسرے لڑکون کے وہین دیکھا جہان وہ پہلے تھے۔
لڑکے مامون کی سواری دیکھکر پھر بھاگے لیکن حضرت محمد تقی بدستور سابق کھڑے رہے۔
جب مامون اون کے قریب آیا تو کہنے لگا کہ صاحبزادے بتاؤ میرے ہاتھ مین کیا چیز ہے؟
اونھون نے کہا کہ اللہ تعالے نے اپنے دریاے قدرت مین چھوٹی مچھلیان پیدا کی ہین اور
سلاطین اپنے بازون سے اون مچھلیون کا شکار کرکے اہلبیت رسالت کے علم کا امتحان
لیتے ہین۔ یہ سنکر مامون بولا کہ بیشک تم علی بن موسے الرضا کے فرزند ہو۔ پھر اون کو
اپنے ساتھ لیتا گیا اور اون کی بہت توقیر کرکے اپنی بیٹی ام الفضل کا نکاح اون سے
کر دیا کچھ دنون کے بعد امام محمد تقی ام الفضل کو ساتھ لے کر مدینے چلے گئے اور روضۃ الاحباب[1]
مین ہے کہ امام محمد تقی کے مشہور القاب تقی اور جواد ہین۔

مورخ ابن الوردی[2] اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ سنہ ۲۰۴ھ مین مجتہد وقت محمد بن ادریس
شافعی نے وفات پائی اور سنہ ۲۱۱ھ مین اخفش نحوی نے رحلت کی اور سنہ ۲۱۳ ہجری مین

فقال له ما اسمك واسم ابيك فقال محمد بن علي الرضا ×× وكان معه بزاة للصيد فلما بعد عن العمار ارسل بازا على دراجة فغاب عنه ثم عاد من الجو وفي منقاره سمكة صغيرة وبها بقاء الحياة فتعجب من ذلك غاية العجب ورأى الصبيان على حالهم ومحمد عندهم ففروا الا محمدا فدنا منه وقال له ما في يدي فقال يا امير المؤمنين ان الله تعالى خلق في بحر قدرته سمكا صغارا يصيدها بازات الملوك فيختبر بها سلالة اهل بيت المصطفى فقال له المامون انت ابن الرضا حقا واخذه معه واحسن اليه وبالغ في اكرامه الى ان قال ثم زوجه بنته ام الفضل ثم توجه بها الى المدينة

[1] ودر روضة الاحباب است كه اشهر القاب محمد بن علي الرضا تقي وجواد است

[2] قال ابن الوردي في تاريخه وفي سنة اربع ومائتين توفي الامام الشافعي محمد بن ادريس الى ان قال وفي سنة احدى عشرة ومائتين مات الاخفش النحوي الى ان قال وفي سنة ثلاث عشرة ومائتين

مورخ عبدالملک بن ہشام نے انتقال کیا جنکی کتاب سیرۃ ابن ہشام مشہور ہے۔

تاریخ الخمیس[۱] مین ہے کہ ۲۱۴ھ مین حضرت علی نقی بن امام محمد تقی مدینے مین پیدا ہوے اور حبیب السیر[۲] مین ہے کہ ۲۱۷ھ مین مامون نے اپنے چھوٹے بھائی معتصم کو ولی عہد قرار دیا۔

تاریخ ابوالفدا[۳] مین ہے کہ ۱۸ رجب ۲۱۸ھ کو مامون نے اس جہان سے رحلت کی اور معتصم خلیفۂ بغداد ہوا۔ نیز تاریخ موصوف مین ہے کہ ۲۱۹ھ مین معتصم نے مجتہد زمانہ احمد بن حنبل کو طلب کر کے مسئلہ خلق قرآن کے متعلق اون کا امتحان لیا۔ اونھون نے معتصم کے قول کو قبول نہ کیا کہ قرآن مخلوق ہے اس بات پر بگڑ کر معتصم نے اون کو اتنے کوڑے لگوائے کہ اونکی جلد بدن کٹ گئی اور عقل سلب ہو گئی۔

وسیلۃ النجات[۴] مین ہی کہ جب مامون کے بعد معتصم خلیفہ ہوا اور اوس نے امام محمد تقی کے فضائل کا آوازہ سُنا تو براہ بغض و عناد اون کو مدینۂ منورہ سے بمقام بغداد طلب کیا۔ امام محمد تقی جب مدینے سے چلنے لگے تو اونھون نے اپنے فرزند حضرت علی النقی کو اپنا وصی اور خلیفہ قرار دیکر کتب علوم الٰہی و آثار جناب رسالت پناہی اونھین سپرد فرمایا بعد ازان مدینے سے روانہ ہو کر نوین محرم ۲۲۰ھ کو بغداد پہونچے اور معتصم نے اسی سال اون کو شہید کیا۔

توفی عبد الملک بن هشام وهو جامع سیرة النبی صلعم ... وفی الخمیس قال ولد علی بن محمد بن علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابیطالب بالمدینة سنة اربع عشرة ومائتین

قال ابوالفدا وفی سنة ثمانی عشرة ومائتین مرض المامون لثلاث عشرة خلت من جمادی الآخرة (الی ان قال) وتوفی لاثنتی عشرة لیلة بقیت من رجب فی هذه السنة (الی ان قال) وبویع المعتصم بالخلافة بعد موت المامون (الی ان قال) ثم دخلت سنة تسع عشرة ومائتین فیها احضر المعتصم احمد بن حنبل وامتحنه بالقرآن فلم یجب الی القول بخلقه فامر به فجلد حتی غاب عقله وتقطع جلده

صواعق محرقہ[51] مین ہے کہ امام محمد تقی نے پچیس[25] سال کی عمر مین انتقال فرمایا اور بمقام
مقابر قریش اپنے جد امام موسی کاظم کے پہلو مین مدفون ہوے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ بھی
زہر سے شہید کیے گئے۔ نیز مولوی صدیق حسن خان صاحب کتاب فرع نامی[52]
مین لکھتے ہین کہ امام محمد تقی کو معتصم عباسی نے زہر دیکر شہید کیا اور وہ اپنے جد امام
موسی کاظم کے روضہ مین مدفون ہوئے۔

روضۃ الاحباب[53] مین ہے کہ امام محمد تقی نے چار فرزند چھوڑے ۲ دو پسر و ۲ دو دختر
اور صواعق محرقہ[54] مین ہے کہ اون سب مین اجل و افضل حضرت علی نقی تھے جو بڑے علم و
فضل اپنے والد کے وارث ہوئے۔

تاریخ ابو الفدا[55] مین ہے کہ سنہ ۲۲۷ھ مین معتصم نے انتقال کیا اور اوسکا بیٹا واثق باللہ
خلیفہ ہوا اور تاریخ کامل[56] مین ہے کہ سنہ ۲۳۰ھ مین محمد بن سعد کاتب واقدی
صاحب کتاب طبقات نے رحلت کی۔

تاریخ خمیس[57] مین ہے کہ سنہ ۲۳۱ھ مین حضرت حسن عسکری بن امام علی النقی مدینہ طیبہ
مین پیدا ہوئے اور تاریخ ابن الوردی[58] مین ہے کہ سنہ ۲۳۲ھ مین خلیفہ واثق باللہ نے
انتقال کیا اور اوس کا قائم مقام متوکل عباسی ہوا۔

تاریخ کامل[59] مین ہے کہ سنہ ۲۳۶ھ مین متوکل عباسی نے حکم دیا کہ امام حسین کا مزار اور اوسکے

---

٥١ وفی الصواعق قال دفن بمقابر قریش ظهر جده الکاظم وعمره خمس وعشرون سنة ویقال له انه سم ایضا

٥٢ وعلامه صدیق حسن خان در کتاب الفرع النامی نوشته که معتصم عباسی او را بزهر کشت و او در روضه جد خود موسی کاظم مدفون گردید

٥٣ در روضة الاحباب است ... پسر و دو دختر گذاشت

٥٤ وقال فی الصواعق اجلهم علی النقی العسکری ×× وکان وارث ابیه علما

٥٥ قال ابو الفدا ثم دخلت سنة سبع وعشرین ومائتین فیها توفی المعتصم بن هارون الرشید الی ان قال وبویع الواثق بالله بن المعتصم فی الیوم الذی مات فیه ابوه

٥٦ وقال فی الکامل وفی سنة ثلاثین ومائتین مات محمد بن سعد کاتب الواقدی صاحب الطبقات

٥٧ قال فی الخمیس فی سنة احدی وثلاثین ومائتین ولد الحسن الزکی بن علی بن محمد بن علی بن موسی بن جعفر الصادق بالمدینة

٥٨ وقال ابن الوردی وفی سنة اثنتین وثلاثین ومائتین توفی الواثق بالله الی ان قال وبویع المتوکل ×× یوم موت الواثق بالله

٥٩ وفی الکامل قال وفی سنة ست وثلاثین ومائتین امر المتوکل بهدم قبر الحسین بن علی علیه السلام

گرد کے مکانات وغیرہ منہدم کرکے وہان زراعت کی جاے اور لوگون کو اوس مقام
مین جانیکی ممانعت کرکے یہ منادی کرائی کہ جو شخص قبر کے نزدیک دکھائی دے گا وہ
قید کیا جاے گا۔ چنانچہ اس منادی سے لوگ اسقدر خائف ہوے کہ اوھون نے
قبر امام حسین کی زیارت ترک کردی۔

تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ ۲۴۱ھ مین مجتہد زمانہ احمد بن حنبل نے وفات پائی اور
۲۴۲ھ مین قاضی یحیی بن اکثم نے رحلت کی۔ نیز تاریخ موصوف مین ہے کہ قاضی یحیی
بن اکثم مین سوا اسکے اور کوئی عیب نہ تھا کہ وہ لڑکون سے خاص طور پر اُنس رکھنے کی
وجہ سے متہم ومطعون تھے چنانچہ اس باب مین لوگون نے اشعار بھی کہے ہین جن مین سے
ایک شعر یہ ہے ؎ متی تصلح الدنیا ویصلح اھلہا + وقاضی قضاۃ المسلمین یلوط
یعنی جبکہ مسلمانون کے قاضی القضاۃ ہی حرکت خلاف وضع فطری کے عامل ہین تو
دنیا اور اہل دنیا کے صلاحیت پذیر ہونے کی کیا اُمید ہوسکتی ہے۔

شیخ ابن حجر مکی صواعق محرقہ مین لکھتے ہین کہ ۲۴۳ھ مین متوکل عباسی نے حضرت
علی نقی کو مدینے سے سرمن رائے مین جبراً طلب کرلیا اور تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ
۲۴۴ھ مین متوکل نے ابن سکیت شاعر کو قتل کرڈالا جس کا قصہ یہ ہے کہ ایک روز متوکل نے
اوس سے پوچھا کہ تجھکو میرے دونون بیٹے معتز اور مؤید زیادہ محبوب ہین یا حسن اور حسین

وهدم ما حوله من المنازل والدور وان يبذر موضع قبره وان يمنع الناس من اتيانه فنادى بالناس من في تلك الناحية من وجدناه عند قبره حبسناه فهرب الناس وتركوا زيارته ١ه وفي تاريخ ابو الفدا قال في سنة احدى واربعين ومائتين توفي الامام احمد بن حنبل الواني قال) وفي سنة اثنتين واربعين ومائتين توفي القاضي يحيى بن اكثم ٢ه قال ابو الفدا ولم يكن في يحيى بن اكثم ما يعاب به سوى ما يتهم به من محبة الصبيان وقد قيل فيه لسبب ذلك عدة اشعار منها ١ه متى تصلح الدنيا ويصلح اهلها وقاضي قضاة المسلمين يلوط + ١ه قال الشيخ ابن حجر المكي في الصواعق كان المتوكل اشخص علي بن محمد النقي من المدينة الى سر من رأى سنة ثلاث واربعين ومائتين ٣ه و قال ابو الفدا وفي سنة اربع واربعين ومائتين قتل المتوكل يا يوسف يعقوب المعروف بابن السكيت لانه قال له ايما احب اليك ابناى المعتز والمؤيد ام الحسن والحسين ××

فرزندان علی۔ ابن سکیت نے کہا کہ خدا کی قسم علی کا خادم قنبر بھی تجھسے اور تیرے بیٹون سے بہتر ہے۔ یہ سنکر متوکل نے ابن سکیت کی زبان گدی کی طرف سے کھنچوالی اور وہ اوسی وقت مرگیا۔ اور حیوٰۃ الحیوان دمیری مین ہو کہ متوکل عباسی حضرت علی بن ابیطالب سے بغض رکھتا تھا اور اونکی منقصت کیا کرتا تھا۔ نیز تاریخ کامل ابن اثیر مین ہے کہ متوکل کو حضرت علی بن ابی طالب اور اونکے اہلبیت سے شدید بغض تھا۔

وفیات الاعیان ابن خلکان مین ہو کہ بعض لوگون نے متوکل سے چغلی کی کہ حضرت علی نقی کے گھر مین ہتھیار اور خطوط وغیرہ اون کے شیعون کے بھیجے ہوے جمع ہین نیز متوکل کو یہ بھی وہم دلایا گیا کہ حضرت علی نقی اپنے لیے امر خلافت کے طالب ہین۔ متوکل نے چند سپاہی مقرر کیے کہ رات کو اونھین گرفتار کرلائین چنانچہ سپاہیون نے شب کو اچانک حضرت علی نقی کے گھر مین پہونچکر دیکھا کہ وہ بالون کا کُرتہ پہنے اور صُوف کی چادر اوڑھے تنہا اپنے حجرے مین ریگ اور سنگریزون پر روبقبلہ بیٹھے ہوے آہستہ آہستہ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے ہین۔ سپاہیون نے اونکو اسی حالت سے پکڑ لیجا کر متوکل کے روبرو پیش کیا۔ متوکل اسوقت ہاتھ مین جام شراب لیے ہوے مے نوشی کر رہا تھا حضرت علی نقی کو دیکھتے ہی متوکل نے تعظیم کر کے اون کو اپنے پہلو مین بٹھالیا۔ سپاہیون نے بیان کیا کہ انکے گھر مین کوئی شے از قسم اسلحہ وکتب وغیرہ نہین ملی اور نہ ایسی کوئی بات پائی گئی جس سے

فقال له ابن السکیت والله ان قنبر خادم علی خیر منک ومن ولدیک فقال المتوکل سلوا لسانه من قفاه ففعلوا ذلک فمات من ساعته۔

۵ وقال الدمیری فی حیوٰۃ الحیوان کان المتوکل یبغض علیا رضی الله تعالیٰ عنه وینتقصه

۶ وقال ابن الاثیر فی الکامل کان المتوکل شدید البغض لعلی بن ابیطالب علیه السلام ولاهل بیته

۷ وفی وفیات الاعیان لابن خلکان قال کان قد سعی بعلی الهادی الی المتوکل وقیل ان فی منزله سلاحا وکتبا وغیرها من شیعته واوهموه انه یطلب الامر لنفسه فوجه الیه بعدة من الاتراک لیلا فهجموا علیه فی منزله علی غفلة فوجدوه وحده فی بیت مغلق وعلیه مدرعة من شعر وعلی راسه ملحفة من صوف وهو مستقبل القبلة یترنم بآیات القرآن فی الوعد والوعید لیس بینه وبین الارض بساط الا الرمل والحصی فاخذ علی الصورة التی وجد علیها وحمل الی المتوکل فی جوف اللیل فمثل بین یدیه والمتوکل یستعمل الشراب وفی یده کاس فلما رآه اعظمه واجلسه الی جانبه ولم یکن فی منزله شیء مما قیل عنه۔

ان پر شک یا الزام قائم ہو۔ یہ سنکر متوکل نے وہ جام شراب جو اوسکے ہاتھ مین تھا حضرت
علی نقی کی جانب بڑھایا۔ اونھون نے کہا کہ میرا گوشت اور خون کبھی شراب سے آلودہ
نہین ہوا۔ مجھے اس سے معاف رکھو۔ متوکل نے کہا کہ اچھا اگر شراب نہ پیو تو کچھ اشعار
پڑھو۔ حضرت علی نقی نے فرمایا کہ مجھے اشعار سے کم دلچسپی ہے۔ متوکل نے نہ مانا اور کہا کہ
ضرور کچھ پڑھو۔ امام علی نقی نے مجبور ہوکر چند شعر ارشاد فرمائے جنکا حاصل مقصود یہ ہے
کہ " جن لوگون نے اپنی حفاظت کی غرض سے پہاڑون کی چوٹیون پر سکونت اختیار کی
اونکو بھی موت نے نہ چھوڑا اور عزت کی بلندی سے خاک ذلت پر گرا کر کشان کشان قبرون
مین پہونچا دیا بعد ازان اون کو ہاتف نے آواز دی کہ اے قبر والو کہان گئے تمہارے
تخت و تاج و لباس نفیس اور کیا ہوے وہ ناز پروردہ چہرے جنکے لیے خیمے اور سراپردے
نصب کیے جاتے تھے۔ پس قبر نے اون کی جانب سے جواب دیا کہ دنیا مین وہ مدت تک
کھاتے پیتے رہے آخر کار خود لقمۂ حشرات الارض ہوگئے اور اب اون پر کیڑے رینگ
رہے ہین "۔ جب امام علی نقی نے یہ اشعار پڑھے تو متوکل اور حاضرین پر کمال رقت
طاری ہوئی اور متوکل اسقدر رویا کہ اوسکی داڑھی آنسوؤن سے تر ہوگئی۔ بعدہٗ اوسنے
حکم دیا کہ شراب اٹھا لیجائے اور حضرت علی نقی کو اونکے گھر واپس کیا۔
تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ ۲۴۷ھ مین لوگون نے متوکل کو اوسکے بیٹے منتصر کی سازش سے

ولا یحب یشتغل علیه بها فناوله المتوکل الکاس الذی فی یده فقال ما خامر لحمی ودمی قط فاعفنی منه فاعفاه وقال انشدنی شعرا استحسنه فقال انی لقلیل الروایة للشعر فقال لا بد ان تنشدنی شیئا فانشده * باتوا علی قلل الاجبال تحرسهم غلب الرجال فما اغنتهم القلل * واستنزلوا بعد عز عن معاقلهم * فاودعوا حفرا یا بئس ما نزلوا * ناداهم صارخ من بعد ما قبروا * این الاسرة والتیجان والحلل * این الوجوه التی کانت منعمة * من دونها تضرب الاستار والکلل * فافصح القبر عنهم حین سألهم * تلک الوجوه علیها الدود یقتتل * قد طال ما اکلوا دهرا وما شربوا * فاصبحوا بعد طول الاکل قد اکلوا * فبکی المتوکل بکاء کثیرا حتی بلت دموعه لحیته وبکی من حضره ثم امر برفع الشراب (الی ان قال) ورده الی منزله ٥ قال ابو الفدا و فی سنة سبع واربعین ومائتین قتل المتوکل

رات کے وقت بحالت خلوت قتل کرڈالا اور صبح کو منتصر کی بیعت کرلی۔ پھر ۲۴۸ھ مین منتصر
نے بھی انتقال کیا اور اوسکے بعد مستعین خلیفہ ہوا۔ بعد ازان ۲۵۲ھ مین مستعین نے
تخت خلافت سے علٰحدگی اختیار کی اور لوگون نے معتز باللہ کی بیعت خلافت پر اجتماع
کیا۔ نیز تاریخ موصوف مین ہے کہ ۲۵۳ھ مین حضرت علی نقی نے بمقام سرمن رائے
وفات پائی اور **تذکرہ خواص الامہ سبط ابن جوزی** مین مذکور ہے کہ معتز باللہ کے
زمانۂ خلافت مین حضرت علی نقی زہر سے شہید کیے گئے۔

روضۃ الاحباب مین ہے کہ امام علی نقی نے پانچ فرزند چھوڑے اور **صواعق محرقہ** مین ہے
کہ اون سب مین اجل وافضل حضرت حسن عسکری تھے۔ مروی ہے کہ وہ ایک روز بچپن مین
چند لڑکون کے قریب کھڑے ہوئے رو رہے تھے اور سب لڑکے کھیل مین مشغول تھے اتفاقاً
اودھر سے بہلول کا گزر ہوا اونسے حضرت حسن عسکری کو روتا دیکھکر کہا کہ تم افسوس نہ کرو مین
تمھارے کھیلنے کے لیے بھی کوئی شئے خرید کرکے لاتا ہون۔ اونھون نے کہا کہ اے کم عقل ہم
کھیلنے کے لیے نہین پیدا کیے گئے۔ بہلول نے پوچھا کہ پھر کس لیے پیدا کیے گئے۔ کہا کہ
علم اور عبادت کے لیے۔ بہلول نے کہا کہ یہ تم کو کہان سے معلوم ہوا۔ حضرت حسن عسکری نے
فرمایا کہ خداے عزوجل کے قول سے جیسا کہ وہ اپنی کتاب مین ارشاد فرماتا ہے کہ "کیا
تم گمان کرتے ہو کہ ہم نے تم کو عبث کھیل کود کے لیے پیدا کیا ہے اور تمھاری بازگشت

جماعة بالليل بالسيوف وقت خلوته باتفاق من ابنه المنتصر (الی ان قال) فبايع الناس المنتصر صبيحة الليلة التی قتل فيها المتوكل (الی ان قال) وفی سنة ثمان واربعين ومائتين توفی المنتصر بالله (الی ان قال) ولما توفی منتصر بالله فبايعوا المستعين (الی ان قال) وفی سنة اثنتين وخمسين ومائتين خلع المستعين نفسه من الخلافة (الی ان قال) فبايعوا معتز بالله، وفيه) قال وفی سنة اربع وخمسين ومائتين توفی بسر من رأی علی الملقب بالهادی وبالنقی [illegible] وفی تذكرة الخواص من الامة لسبط ابن الجوزی (قال) كان وفاته فی ايام المعتز بالله وقيل انه مات مسموما، ودر روضة الاحباب است امام علی نقی پنج فرزند گذاشت [illegible] والصواعق اجلهما الحسن الخالص ولد سنة اثنتين وثلاثين ومائتين ووقع البهلول معه انه رآه وهو صبی يبكی والصبيان يلعبون فظن انه يتحسر علی ما فی ايديهم فقال اشتری لك ما تلعب به فقال يا قليل العقل ما للعب خلقنا فقال له فلماذا خلقنا قال للعلم والعبادة فقال له من اين لك ذلك قال من قول الله عزوجل افحسبتم انما خلقناكم عبثا.

ہماری طرف نہ ہوگی"۔

تاریخ ابن الوردی[۱] مین ہے کہ ۲۵۵ھ مین معتز باللہ تخت خلافت سے علیحدہ کر دیا گیا اور لوگون نے مہتدی باللہ کی بیعت کی۔

وفیات الاعیان ابن خلکان[۲] مین ہے کہ نصف شعبان ۲۵۵ھ مین بروز جمعہ حضرت ابوالقاسم محمد بن الحسن العسکری پیدا ہوئے اور **روضۃ الاحباب**[۳] مین ہے کہ اون کی ولادت ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ کو بمقام سامرہ واقع ہوئی اور جب وہ پیدا ہوئے تو مختون اور ناف بریدہ تھے اور اون کے داہنے بازو پر یہ آیت منقوش تھی۔ جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا (یعنی حق آیا اور باطل نیست و نابود ہوا اور باطل تو نیست و نابود ہونے والا ہی تھا)۔

تاریخ ابوالفدا[۴] مین ہے کہ ۲۵۶ھ مین مہتدی کو بھی خلافت سے کنارہ کش ہونا پڑا اور اعیان دولت نے معتمد علی اللہ کو خلیفہ کیا۔ نیز اسی سال محمد بن اسمٰعیل بخاری صاحب جامع صحیح کا انتقال ہوا۔

صواعق محرقہ[۵] مین ہے کہ جب بمقام سامرہ شدید قحط پڑا تو خلیفہ معتمد نے لوگون کو حکم دیا کہ تین دن تک باہر نکلکر نماز استسقا پڑھین۔ چنانچہ سب نے ایسا کیا مگر پانی نہ برسا۔ چوتھے روز بغداد کے نصارے کی جماعت صحرا مین آئی اور اون مین سے

وانکم الینا لا ترجعون

۱ قال ابن الوردی وفی سنة خمس وخمسین و مائتین خلع المعتز وبویع المهتدی

۲ وفی وفیات الاعیان لابن خلکان قال کانت ولادة ابو القاسم محمد بن الحسن العسکری بن علی الهادی بن محمد الجواد یوم الجمعة منتصف شعبان سنة خمس وخمسین ومائتین

۳ روضة الاحباب است که ولادت آن در وجه ولایت بقول اکثر روایات در نیمه شعبان ۲۵۵ھ (الی ان قال) در سامره اتفاق افتاد وچون متولد شد ناف زده بود وختنه کرده وبر بازوی راست او نوشته بود جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا

۴ وقال ابو الفدا وفی سنة ست وخمسین و مائتین خلع المهتدی (الی ان قال) ولما خلع المهتدی اخرج کبراء الدولة ابا العباس احمد بن المتوکل من الحبس وبایعه الناس ولقب المعتمد علی الله (الی ان قال) وفیها توفی الامام محمد بن اسمعیل البخاری صاحب الصحیح

۵ قال فی الصواعق المحرقة ان الناس لهم من رأی قحطا شدیدا فامر الخلیفة المعتمد بالخروج للاستسقاء ثلاثة ایام فلم یسقوا فخرج النصاری

ایک راہب نے آسمان کی جانب اپنا ہاتھ بلند کیا اوسکا ہاتھ بلند ہونا تھا کہ بادل چھا گئے
اور پانی برسنا شروع ہوا۔ اسی طرح اوس راہب نے دوسرے دن بھی عمل کیا اور بدستور
اوس دن بھی باران رحمت کا نزول ہوا۔ یہ حالت دیکھکر سب کو نہایت تعجب گزرا
حتیٰ کہ جاہلون کے دلون مین شک پیدا ہو گیا بلکہ بعض اون مین سے مرتد ہو گئے۔
یہ واقعہ خلیفہ پر بہت ہی شاق گزرا اور اوسنے حضرت حسن عسکری کو طلب کر کے کہا
کہ اے ابو محمدؐ اپنے جد کے کلمہ گویون کی خبر لو اور اون کو ہلاکت (گمراہی) سے بچاؤ۔
حضرت حسن عسکری نے کہا کہ اچھا راہبون کو حکم دیا جائے کہ کل پھر وہ میدان مین آکر
دعائے باران کرین۔ انشاء اللہ تعالےٰ مین لوگون کے شکوک زائل کر دونگا۔ پس جب
دوسرے دن وہ لوگ میدان مین طلب باران کے لیے جمع ہوئے تو اوس راہب نے
معمول کے مطابق آسمان کی طرف ہاتھ بلند کیا۔ ناگہان آسمان پر ابر نمودار ہوا اور مینھ
برسنے لگا۔ یہ دیکھکر حضرت حسن عسکری نے ایک شخص سے کہا کہ راہب کا ہاتھ پکڑ کر جو چیز
اوس راہب کے ہاتھ مین ہے لے لے۔ اوس شخص نے راہب کے ہاتھ مین ایک ہڈی دبی ہوئی
پائی اور اوس سے لے کر حضرت حسن عسکری کے سامنے پیش کی۔ اونھون نے راہب سے
فرمایا کہ اب تو ہاتھ اوٹھا کر بارش کی دعا کر۔ اوس نے ہاتھ اوٹھایا تو بجائے بارش
ہونیکے مطلع صاف ہو گیا اور دھوپ نکل آئی۔ لوگ کمال متعجب ہوئے اور خلیفہ معتمد نے

ومعهم راهب كلما مد يده الى السماء هطلت ثم في اليوم الثاني كذلك فشك بعض الجهلة وارتد بعضهم فشق ذلك على الخليفة فامر باحضار الحسن الخالص وقال له ادرك امة جدك رسول الله قبل ان يهلكوا فقال الحسن يخرجون غدا وانا ازيل الشك ان شاء الله فلما خرج الناس للاستسقاء ورفع الراهب يده غيمت السماء فامر الحسن بالقبض على يده فاذا فيها عظم آدمي فاخذه من يده فقال استسق فرفع يده فزال الغيم وطلعت الشمس فعجب الناس من ذلك فقال الخليفة۔

حضرت حسن عسکری سے پوچھا کہ اے ابو محمد یہ کیا چیز ہے؟ آپنے فرمایا کہ یہ کسی نبی کی ہڈی ہے جس کی وجہ سے راہب اپنے مدعا مین کامیاب ہوتا رہا کیونکہ نبی کی ہڈی کا یہ اثر ہے کہ جب وہ زیر آسمان کھولی جائے گی تو باران رحمت ضرور نازل ہوگا۔ یہ سُن کر لوگون نے اوس ہڈی کا امتحان کیا تو اوسکی وہی تاثیر دیکھی جو حضرت حسن عسکری نے بیان کی تھی۔ پس لوگون کے دلون مین جو شکوک پیدا ہوگئے تھے مطلقاً زائل ہوگئے اور امام حسن عسکری (اوس ہڈی کو لیکر) اپنے قیامگاہ پر واپس آئے اور **اخبار الدول قرمانی** مین ہے کہ پھر آپنے اوس مقدس ہڈی کو ملفوف کرکے دفن کر دیا۔

تاریخ کامل مین ہے کہ سنہ ۲۶۰ھ مین حضرت امام حسن عسکری نے وفات پائی اور **صواعق محرقہ** مین ہے کہ امام حسن عسکری کی وفات اٹھائیس سال کی عمر مین بمقام سامرہ واقع ہوئی اور وہ اپنے والد امام علی نقی کے روضہ مین مدفون ہوے۔ نیز کہا جاتا ہے کہ وہ بھی زہر سے شہید کیے گئے اور اونھون نے سوا اپنے اکلوتے فرزند حضرت ابو القاسم محمد الحجۃ کے اور کوئی اولاد نہین چھوڑی۔ حضرت حسن عسکری کی وفات کے وقت اون کی عمر پانچ سال کی تھی لیکن خدا نے اون کو اسی عمر مین علم و حکمت کی دولت سے مالا مال کر دیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ مخلوق کی نظر سے مخفی اور مستور ہوگئے اور **شیخ عبد الوہاب شعرانی** **کتاب الیواقیت والجواہر** مین فرماتے ہین کہ وہ موجود ہین اور رہینگے تا اینکہ

الحسن ما هذا يا ابا محمد فقال هذا عظم نبي ظفر به هذا الراهب وما كشف من عظم نبي تحت السماء الا هطلت بالمطر فامتحنوا ذلك العظم فكان كما قال وزالت الشبهة عن الناس ورجع الحسن الى داره ١٢ وفي اخبار الدول للقرماني قال ولفه ودفنه ١٢ وقال ابن الاثير الجزري في الكامل وفي سنة ستين ومائتين توفي الحسن بن علي بن محمد بن علي بن موسى بن جعفر بن محمد بن علي بن الحسين بن علي بن ابي طالب ١٢ وقال في الصواعق المحرقة مات بسر من رأى ودفن عند ابيه وعمره ثمانية وعشرون ويقال انه سم ولم يخلف غير ولده ابي القاسم محمد الحجة وعمره عند وفاته خمس سنين لكن اتاه الله فيها الحكمة قيل انه ستر وغاب ١٢ وقال الشيخ عبد الوهاب الشعراني في اليواقيت وهو باق

قریب قیامت حضرت عیسیٰ بن مریم کے ساتھ مجتمع ہونگے اور اون کی عمر ہمارے زمانہ ۹۵۸ھ تک ۷۰۶ سال کی ہوئی اور وفیات الاعیان[۵۱] ابن خلکان مین ہے کہ اونھین کو شیعہ مہدی موعود گمان کرتے ہین۔ نیز صواعق[۵۲] محرقہ مین ہے کہ رافضیون کا قول ہے کہ وہی مہدی موعود ہین۔

تاریخ ابو الفدا[۵۳] مین ہے کہ ۲۶۱ھ مین مسلم بن حجاج نیشاپوری صاحب جامع صحیح نے اور ۲۷۲ھ مین ابوداؤد سجستانی اور ابن ماجہ قزوینی صاحبان کتب سنن نے اور ۲۷۴ھ مین عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری نے رحلت کی اور ۲۷۹ھ مین معتمد عباسی نے انتقال کیا اور اوس کے بعد معتضد باللہ خلیفہ ہوا۔ نیز اسی سال ابو عیسیٰ ترمذی صاحب جامع الصحیح نے وفات پائی اور ۲۸۳ھ مین معتضد باللہ نے حکم دیا کہ معاویہ اور یزید اور ابوسفیان کے مطاعن مین اور اس باب مین کہ اونپر لعن مباح ہے ایک کتبہ تیار کیا جائے چنانچہ جو مطاعن اوس کتبے مین درج کیے گئے منجملہ اون کے ایک یہ بھی ہے کہ "بعد حمد خدا و نعت نبی مصطفی واضح ہو کہ جب اللہ تعالے نے اپنے رسول کو مبعوث برسالت فرمایا تو سب سے زیادہ بنی امیہ نے آنحضرت کی مخالفت پر کمر باندھی اور اس مخالفت مین ابوسفیان کا اوّل نمبر تھا۔ نیز معتضد نے حکم دیا کہ کتبے کا مضمون تمام بلاد مین شائع کیا جائے اور منبرون پر معاویہ کی نسبت

الى ان يجتمع بعيسى بن مريم عليهما السلام فيكون عمره الى وقتنا هذا وهو سنة ثمان وخمسين وتسعمائة سبع مائة سنة وست وستين

۵۱ قال ابن خلكان هو الذي تزعم الشيعة انه المهدي

۵۲ وفي الصواعق قال وقول الرافضة فيه انه المهدي

۵۳ قال ابو الفدا وفي سنة احدى وستين ومائتين توفي مسلم بن الحجاج النيشابوري صاحب الجامع الصحيح وفي سنة اثنتين وسبعين ومائتين مات ابو داود السجستاني صاحب السنن وفيها توفي محمد بن ماجة القزويني صاحب كتاب السنن وفي سنة اربع وسبعين ومائتين توفي عبد الله بن مسلم بن قتيبة الكاتب الدينوري وفي سنة تسع وسبعين ومائتين توفي المعتمد على الله العباسي والى ان قال وفي صبيحة الليلة التي مات فيها المعتمد بويع المعتضد بالله وفيها توفي ابو عيسى محمد بن سورة الترمذي صاحب الجامع الصحيح وفي سنة ثلاث وثمانين ومائتين امر المعتضد بالله بكتبة الطعن في معاوية وابنه وابيه واباحة لعنهم وكان من جملة ما كتب في ذلك بعد الحمدلة والصلوة على النبي انه لما بعث الله رسوله كان اشد الناس في مخالفته بنو امية واعظمهم في ذلك ابو سفيان وامر ان يقال ذلك في البلاد.

ویلعن معاویة علی المنابر فقیل له ان فی ذلک استطالة للعلویین وهم فی کل وقت یخرجون علی السلطان فیحصل مع الفتن بین الناس فامسک عن ذلک ١ه وقال ابن الوردی فی سنة تسع و ثمانین ومائتین توفی المعتضد بالله العباسی والی ان قال) ولما توفی المعتضد بویع

کلمات لعن استعمال کیے جائین۔ معتضد کا یہ ارادہ دیکھکر ارکان دولت نے سمجھایا کہ ایسا کرنے سے علویون کو دلیری ہوجائے گی وہ بادشاہ وقت پر خروج کرینگے اور رعایا مین فساد برپا ہوجائے گا۔ یہ سُنکر خلیفہ معتضد اس قصد سے باز رہا۔

تاریخ ابن الوردی[١] مین ہے کہ ۲۸۹ھ مین معتضد عباسی نے انتقال کیا اور اوس کا جانشین مکتفی باللہ ہوا۔ پھر ۲۹۵ھ مین مکتفی باللہ نے رحلت کی اور مقتدر باللہ خلیفہ ہوا اور ۳۰۱ھ مین ابوجعفر ابن جریر طبری کی تاریخ کبیر اتمام کو پہونچی اور **تاریخ ابوالفدا**[٢] مین ہے کہ ۳۱۰ھ مین ابوجعفر بن جریر طبری نے بغداد مین انتقال کیا جو کتاب خدا کے حافظ۔ علم قرأت کے عارف۔ اخبار صحابہ و تابعین وغیرہم کے جاننے والے اور فقیہ و مجتہد وقت تھے۔ اونکی تاریخ مشہور ہے اور اونکی تفسیر کے مثل مین کوئی دوسری تفسیر نہین لکھی گئی نیز اُصول فقہ اور فروع مین بھی اونکی تالیفات کثرت سے ہین اور ۳۱۱ھ مین محمد بن زکریا رازی نے رحلت کی جو مشہور طبیب تھے۔

تاریخ ابن الوردی[٣] مین ہے کہ ۳۲۰ھ مین مقتدر باللہ مقتول ہوا اور قاہر باللہ کی بیعت کی گئی اور ۳۲۱ھ مین ابوجعفر طحاوی فقیہ حنفی نے وفات پائی۔

تاریخ ابوالفدا[٤] مین ہے کہ ۳۲۲ھ مین قاہر باللہ تخت خلافت سے علٰحدہ ہوا اور

للمکتفی وفی سنة خمس و تسعین ومائتین توفی المکتفی بالله وبویع المقتدر بالله وفی سنة احدی وثلث مائة انتهی تاریخ ابی جعفر الطبری ٢ه وقال ابو الفداء وفی سنة عشر وثلث مائة توفی ابو جعفر محمد بن جریر الطبری ببغداد × وکان حافظا لکتاب الله عارفا بالقراءات وکان من المجتهدین × وکان فقیها عارفا باقاویل الصحابة والتابعین ومن بعدهم وله التاریخ المشهور ××× وکتاب فی التفسیر لم یصنف مثله وله فی اصول الفقه وفروعه کتب کثیرة وفی سنة احدی عشرة وثلث مائة توفی محمد بن زکریا الرازی الطبیب المشهور ٣ه وفی تاریخ ابن الوردی قال و سنة عشرین وثلث مائة قتل المقتدر ×× وبویع القاهر بالله وفی سنة احدی وعشرین وثلث مائة توفی ابو جعفر الطحاوی الفقیه الحنفی ٤ه وفی تاریخ ابی الفداء قال وفی سنة اثنتین وعشرین وثلث مائة خلع القاهر بالله

لوگون نے راضی باللہ کی بیعت پر اجتماع کیا۔ پھر ۳۲۹ھ مین راضی باللہ نے رحلت کی اور لوگ متقی للہ کی بیعت پر مجتمع ہوے اور حبیب السیر[1] مین ہے کہ ۳۳۳ھ مین متقی للہ کے بعد مستکفی باللہ عباسی مسند خلافت پر بیٹھا اور تاریخ ابن الوردی[2] مین ہے کہ ۳۳۴ھ مین مستکفی باللہ خلافت سے دستکش ہوگیا اور لوگون نے مطیع للہ کی بیعت کی اور ۳۵۴ھ مین متنبی شاعر اور اوس کے بیٹے کو اعراب نے قتل کرڈالا اور جو کچھ اون دونون کے پاس تھا لوٹ لیا اور ۳۵۵ھ مین ابوالفرج اصفہانی مؤلف کتاب اغانی کا انتقال ہوا اور ۳۶۳ھ مین مطیع عباسی نے سلطنت سے کنارہ کشی کی اور لوگون نے طائع للہ کی بیعت پر اتفاق کیا اور حبیب السیر[3] مین ہے کہ ۳۸۱ھ مین طائع للہ کے بعد قادر باللہ خلیفہ ہوا اور تاریخ ابن الوردی[4] مین ہے کہ ۳۸۵ھ مین محدث دارقطنی نے انتقال کیا۔

تاریخ کامل[5] مین بسلسلۂ واقعات ۳۸۹ھ مذکور ہے کہ اسی سال باشندگان باب بصرہ نے چھبیسوین ذی الحجہ کو زینت اور خوشی کا دن قرار دیا اور ۱۸ محرم کو رنج وغم کا روز مقرر کیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ کرخ کے شیعہ ۱۸ ذی الحجہ کو عید غدیر کی خوشی کرتے تھے اور عاشوراے محرم کو روز غم و ماتم سمجھتے تھے جیسا کہ مشہور ہے پس باب بصرہ والون نے شیعون کے مقابلے مین عید غدیر کے آٹھوین دن عید غار

××× (الوردی قال) وبعلم ... ابو العباس احمد بن المقتدر ولقبوہ الراضی باللہ وفی سنۃ تسع وعشرین وثلث مائۃ مات الراضی باللہ (الوردی قال) فاجتمعوا علی ابراھیم ابن المقتدر وبویع بالخلافۃ فاختار لقب المتقی للہ

1 در حبیب السیر است کہ در سنہ ثلث وثلثین ... متقی بعد ... مستکفی باللہ عباسی بر مسند خلافت نشست

2 وقال ابن الوردی فی سنۃ اربع وثلاثین وثلث مائۃ خلع المستکفی باللہ ××× وبویع المطیع للہ (الوردی قال) وفی سنۃ ثلاث وخمسین وثلاث مائۃ قتل المتنبی الشاعر وابنہ قتلھم الاعراب واخذوا ما معھما وفی سنۃ خمس وخمسین وثلثمائۃ توفی ابو الفرج الاصفھانی صاحب کتاب الاغانی و ... وفی سنۃ ثلث وستین وثلثمائۃ خلع المطیع نفسہ وبویع الطائع للہ

3 ودر حبیب السیر است کہ در سنہ احدی وثمانین وثلثمائۃ بعد از طائع للہ قادر باللہ خلیفہ شد

4 وقال ابن الوردی وفی سنۃ خمس وثمانین وثلثمائۃ توفی ابو الحسن علی بن عمر الدارقطنی الحافظ

5 وفی الکامل قال وفی سنۃ تسع وثمانین وثلثمائۃ عمل اھل باب البصرۃ یوم السادس والعشرین من ذی الحجۃ زینۃ عظیمۃ وفرحا کثیرا وکذلک عملوا ثامن عشر المحرم مثل ما یعمل الشیعۃ فی عاشوراء وسبب ذلک ان الشیعۃ بالکرخ کانوا ینصبون القباب وتعلق الثیاب للزینۃ الیوم الثامن عشر من ذی الحجۃ وھو یوم الغدیر وکانوا یعملون یوم عاشوراء من المأتم والنوح واظھار الحزن ماھو مشھور فعمل اھل باب البصرۃ فی مقابل ذلک بعد یوم الغدیر ثمانیۃ ایام مثلھم

مقرر کی اور کہا کہ اسی دن رسول اللہ کے ساتھ حضرت ابوبکر غار مین داخل ہوے ہین۔ اور عاشورائے محرم کے آٹھوین دن رنج وغم کی تقریب قرار دی اور کہا کہ اسی دن مصعب بن زبیر قتل ہوے ہین۔

تاریخ ابوالفدا[۱] مین ہے کہ ۳۹۲ھ مین سلطان محمود سبکتگین نے بلاد ہند پر لشکر کشی کی اور کثیر غنیمت حاصل کرکے صحیح وسلامت واپس گیا اور حبیب السیر[۲] مین ہے کہ ۴۱۸ھ مین ابو اسحق ثعلبی نے وفات پائی جو اکابر مفسرین مین سے تھے۔ نیز اسی سال قادر باللہ عباسی کی وفات کے بعد قائم بامراللہ خلیفہ ہوا۔

تاریخ ابن الوردی[۳] مین ہے کہ ۴۲۱ھ مین سلطان محمود سبکتگین نے انتقال کیا اور ۴۲۸ھ مین شیخ الرئیس بوعلی سینا نے وفات پائی جنھون نے دس برس کے سن مین قرآن ختم کرکے ۱۸ سال کی عمر مین حکمت اور اقلیدس اور مجسطی اور طب کے علوم وفنون مین کمال حاصل کیا تھا۔

تاریخ ابوالفدا[۴] مین ہے کہ ۴۴۷ھ مین مابین شافعیہ وحنابلہ بسم اللہ بجہر کہنے اور نماز صبح مین قنوت پڑھنے کے متعلق فساد برپا ہوا (حنابلہ بسم اللہ بجہر اور قنوت پڑھنے کے مخالف تھے)۔

مؤرخ ابن الوردی[۵] اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ ۴۵۸ھ مین محدث بیہقی نے

وقالوا هو يوم دخل النبي وابو بكر الغار وعملوا بعد عاشوراء بثمانية ايام مثل ما يعملون يوم عاشوراء وقالوا هو يوم قتل مصعب بن الزبير

[۱] قال ابو الفدا وفي سنة اثنتين وتسعين وثلثمائة غزا السلطان محمود سبكتگين بلاد الهند فغنم وسبى واسر وعاد الى غزنة سالما

[۲] ورجب السير سنة ثمان عشر واربعمائة ابو اسحق ثعلبي ... از اعاظم مفسران است انتقال نمود ودر همين سال بعد از وفات قادر بالله القائم بامر الله خليفه شد

[۳] وفي تاريخ ابن الوردي قال وفي سنة احدى وعشرين واربعمائة توفي السلطان محمود سبكتگين وفي سنة ثمان وعشرين واربعمائة توفي الرئيس ابو علي بن سينا البخاري ختم الرئيس القرآن وهو ابن عشر سنين وقرأ الحكمة وحل اقليدس والمجسطي والطب وهو ابن ثمان عشرة سنين

[۴] قال ابو الفدا وفي سنة سبع واربعين واربعمائة وقعت الفتنة بين الشافعية والحنابلة ببغداد انكروا على الشافعية الجهر بالبسملة والقنوت بالصبح

[۵] وفي تاريخ ابن الوردي قال وفي سنة ثمان وخمسين واربعمائة توفي ابو بكر احمد البيهقي

رحلت کی جو فن حدیث کے امام سمجھے جاتے تھے اور ۴۶۳ھ مین خطیب بغدادی
کا انتقال ہوا جو حافظ شرق کہے جاتے تھے۔ نیز ابن عبد البر صاحب استیعاب
بھی اسی سال فوت ہوئے جن کا لقب حافظ غرب تھا۔

حبیب[۱] السیر مین ہے کہ ۴۶۶ھ مین قائم عباسی نے دار آخرت کی راہ لی
اور مقتدی باللہ خلیفہ ہوا اور تاریخ ابن[۲] الوردی مین ہے کہ ۴۶۸ھ ہجری مین
ابو الحسن واحدی مفسر نے وفات پائی۔

حبیب[۳] السیر مین ہے کہ ۴۸۷ھ مین مقتدی باللہ کے فوت ہونے پر اوسکا
فرزند مستظہر باللہ سند خلافت پر متمکن ہوا اور تاریخ ابن[۴] الوردی مین ہے کہ
۵۰۵ھ مین علامہ غزالی کا انتقال ہوا۔

حبیب[۵] السیر مین ہے کہ ۵۱۲ھ مین مستظہر عباسی کے انتقال کے بعد اوسکا
بیٹا مسترشد باللہ خلیفہ ہوا اور مرآۃ[۶] الجنان یافعی مین ہے کہ ۵۱۸ھ مین حسن
بن صباح صاحب قلعہ الموت نے دنیا سے رحلت کی۔ اور میزان[۷] الاعتدال ذہبی و
لسان المیزان ابن حجر عسقلانی مین ہے کہ علامہ غزالی کتاب سر العالمین مین
لکھتے ہین کہ مین نے حسن بن صباح کے حالات اوس وقت مشاہدہ کیے جب
اوس نے زیر قلعہ الموت زہد اختیار کیا تھا اور اہل قلعہ اس بات کے متمنی تھے کہ

امام فی الحدیث و فی سنة ثلاث و ستین و اربعمائة توفی الخطیب البغدادی و هو حافظ الشرق و ابو عمر ابن عبد البر صاحب الاستیعاب حافظ الغرب مات فی هذه السنة

[۱] و در حبیب السیر است که در سنه ست و ستین و اربعمائة قائم عباسی بدار عقبی انتقال نمود و المقتدی بالله خلیفه گردید

[۲] و قال ابن الوردی و فی سنة ثمان و ستین و اربعمائة توفی ابو الحسن الواحدی المفسر

[۳] و در حبیب السیر است که در سنه سبع و ثمانین و اربعمائة مقتدی بالله فوت شد و پسرش المستظهر بالله بر مسند خلافت صعود نمود

[۴] قال ابن الوردی و فی سنة خمس و خمسمائة توفی حجة الاسلام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی

[۵] و در حبیب السیر است که در سنه اثنی عشر و خمسمائة مستظهر درگذشت و پسرش مسترشد بالله بر مسند خلافت نشست

[۶] و فی مرآة الجنان للیافعی و فی سنة ثمان عشرة و خمسمائة توفی الحسن بن الصباح صاحب الموت

[۷] و فی المیزان لابن حجر العسقلانی قال قال ابو حامد الغزالی فی کتاب سر العالمین شاهدت قصة الحسن بن الصباح لما تزهد تحت حصن الموت فکان اهل الحصن یتمنون

حسن اون کے پاس قلعہ پر صعود کرے اور حبیب السیر[1] مین ہے کہ (بالآخر) ساکنانِ حصار الموت حسن بن صباح کو قلعہ مین لائے اور وہ تھوڑے ہی زمانے مین ممالک رودبار و قہستان کا مالک ہوگیا اور تاریخ ابو الفدا[2] مین ہے کہ حسن بن صباح نے ماہ شعبان ۴۸۳ھ مین قلعہ الموت پر صعود کیا۔

حبیب السیر[3] مین ہے کہ ۵۵۱ھ مین مسترشد باللہ کے بعد اوس کا بیٹا راشد باللہ خلیفہ ہوا۔ پھر راشد باللہ کے مرنے پر مقتفی لامر اللہ نے عنان خلافت اپنے ہاتھ مین لی اور اوس کے بعد ۵۵۵ھ مین مستنجد باللہ خلیفہ ہوا۔

تاریخ ابن الوردی[4] مین ہے کہ ۵۶۱ھ مین شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی نے بمقام بغداد انتقال فرمایا۔

صاحب حبیب السیر[5] لکھتے ہین کہ ۵۷۶ھ مین خلیفہ مستنجد نے اِس جہان کو وداع کیا تو مستضیٔ بنور اللہ خلیفہ ہوا اور اوس کے بعد ناصر الدین اللہ مسند خلافت پر بیٹھا۔

تاریخ ابن الوردی[6] مین ہے کہ ۵۸۸ھ مین شہاب الدین غوری نے ہندوستان پر فوج کشی کی اور حبیب السیر[7] مین ہے کہ ۶۲۲ھ مین ناصر الدین اللہ نے انتقال کیا اور ظاہر باللہ خلیفہ ہوا اور ۶۲۳ھ مین ظاہر نے بھی وفات پائی تو اعیان سلطنت نے

[1] صعود در حبیب السیر است که قومی از سکان حصار الموت او را بآن قلعه در آوردند و باندک زمانی دیار رودبار و قهستان تحت تصرف در آمد

[2] وقال ابو الفداء کان صعود الحسن بن الصباح علی قلعة الموت فی شعبان سنة ثلاث وثمانین واربع مائة

[3] ودر حبیب السیر است که در سنه احدی وخمسین وخمس مائة بعد از مسترشد بالله پسرش راشد بالله خلیفه شد و بعد از وی مقتفی لامر الله عنان خلافت در دست گرفت و در سنه خمس وخمسین وخمس مائة وفات یافت مستنجد بالله خلیفه شد

[4] قال ابن الوردی وفی سنة احدی وستین وخمس مائة توفی الشیخ محی الدین عبد القادر الجیلی ببغداد

[5] ودر حبیب السیر است که در سنه ست وسبعین وخمس مائة مستنجد گلشن حیات را وداع نمود و مستضیٔ بنور الله خلیفه شد و بعد از وی الناصر لدین الله بر مسند خلافت نشست

[6] قال ابن الوردی وفی سنة ثمان وثمانین وخمس مائة غزا شهاب الدین الغوری الهند

[7] ودر حبیب السیر است که در سنه اثنی وعشرین وست مائة ناصر از جهان رحلت نمود و بعد از وی ظاهر بالله خلیفه شد و در سنه ثلث وعشرین وست مائة ظاهر نیز رخت سفر بآخرت بربست و اتراک در جهان بغداد

مستنصر باللہ کی بیعت کی اور تاریخ ابن الوردی مین ہے کہ ۶۴۰ھ مین مستنصر باللہ نے سفر آخرت اختیار کیا اور اوسکا بیٹا مستعصم باللہ خلیفۂ بغداد ہوا جو خاندان عباسیہ کا سینتیسوان اور آخری بادشاہ تھا۔

تاریخ ابوالفدا مین ہے کہ اوائل ۶۵۶ھ مین ہلاکو خان والی تتار نے لشکر کشی کر کے بغداد پر قبضہ کر لیا اور خلیفہ مستعصم کو قتل کر ڈالا۔ نیز حبیب السیر مین ہے کہ بالآخر عباسیون کی شمع سلطنت ہلاکو خان کے ہوائے اقبال سے بُجھ گئی اور مستعصم کے بعد پھر عباسیون مین سے کوئی شخص لوائے خلافت کو بلند نہ کر سکا۔

مستنصر باللہ بیعت نمودند ۵ قال ابن الوردی وفی سنة اربعین وست مائة توفی المستنصر باللہ (الی ان قال) وقلد الخلافة بعده ابنه عبدالله المستعصم باللہ وهو السابع والثلثون وآخرهم ببغداد ۵ قال ابوالفدا وفی اول سنة ست وخمسین وست مائة قصد هلاکو ملک التتار بغداد وملکها وقتل الخلیفة المستعصم باللہ ۵ حبیب السیر در آخر شمع دولت عباسیان از نسیم ہلاکو خان بے نور ماند و بعد از مستعصم کسے از عباسیان لوائے خلافت مرتفع نگردانید

تصحیح اغلاط کتاب تاریخ احمدی

صفحه		سطر	غلط	صحیح
۳	تقریظ	۲۶	آزاوقیاسات	آراوقیاسات
۴	حاشیه	۲۹	بن	ابنا
۱۷	〃	۳	ابی لیلی	ابن ابی لیلیٰ
۲۱	〃	۱۱	تاریخ الخمیس	تاریخ الخمیس ص۳
۲۵	〃	۶	ذکروا	وذکروا
۳۱	〃	۲۴	الد	الا
۹۵	متن	۲	سزوار	سزاوار
۲۶۵	حاشیه	۴	ینصص	ینصرنا
۲۷۲	〃	۱۷	که علی بن موسی الرضا	که اگر علی بن موسی الرضا
۲۷۳	〃	۱۲	یابن بنی	یا بنی
۲۹۱	〃	۳۹	بقلتهم	لقلتهم
۲۹۷	متن	۹	.	پهر
۳۲۳	حاشیه	۲۴	والراسن من یدی	والراس مین یدی
۳۲۹	حاشیه	۱۲	السمهودی	للسمهودی
۳۳۵	〃	۲۵	وست	ست
۳۳۵	〃	۳۱	اهل ات	اهل البیت
۳۳۶	〃	۲	بالحیتول	بالخیول
۳۳۷	〃	۲۲	دست وو	دست و
۳۴۳	متن	۱۵ کالم ۲	قیل همم	قیل هم
۳۴۸	حاشیه	۱۲	آرے	آئے
۳۵۶	〃	۱	نماز گزارد	نمازنگزارد
۳۶۱	〃	۹	فستمی	فسمّی
۳۶۷	〃	۶	دفاله	وفاته
۳۷۴	〃	۹	بقاه	بقاع
۳۸۰	〃	۳	ابته	ابنه
۳۸۸	〃	۱۴	الحسن	ابوالحسن